ابجد

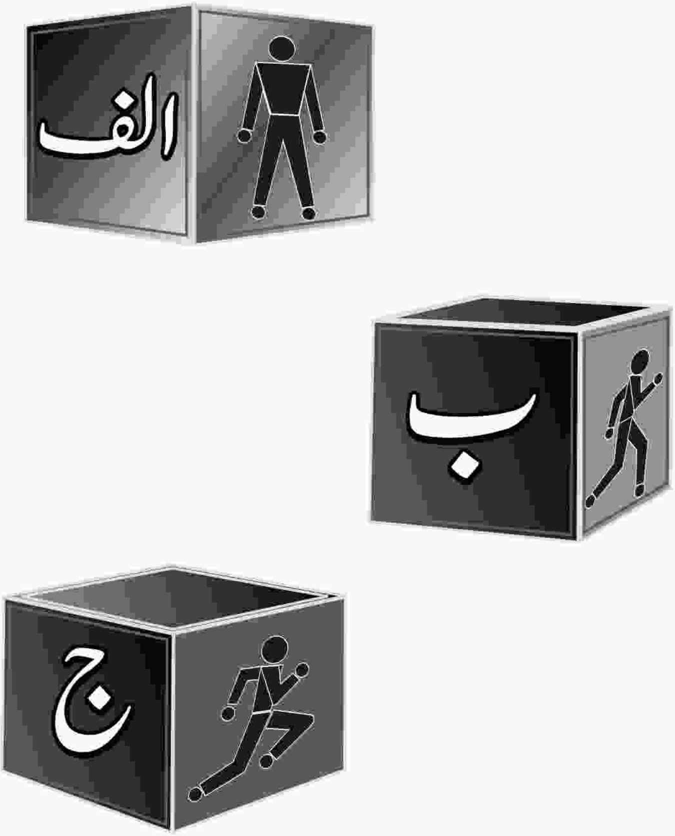

بائبل مقدس کا آسان اور واضح مطالعہ

ابجد

ابجد

بائبل مقدس کا آسان اور واضح مطالعہ

از: جین کننگھم
Gene Cunningham

ترجمہ: پاسٹر عادل امین

معاون مترجم: پاسٹر پرویز رحمت

بیسک ٹریننگ بائبل منسٹریز

پی۔او۔بکس 21773
501-525-6641
U.S.A
www.basictraining.org

"مسیح یسوع کے اچھے سپاہی کی طرح میرے ساتھ دکھ اٹھا" (2 تیمتھیس 3:2)

جملہ حقوق بحق

گریس بائبل چرچ پاکستان

محفوظ ہیں

کتاب کا نام.................. ''ابجد'' بائبل مقدس کا آسان اور واضح مطالعہ

مترجم:..................... پاسٹر عادل امین

معاون مترجم:................ پاسٹر پرویز رحمت

پروف ریڈنگ .... پاسٹر فیصل جان

رابطہ....................... 0331-7150633

www.gbcpakistan.org

gracebiblechurchpakistan@gmail.com

کمپوزنگ:.................... پاسٹر عادل امین

تعداد:....................... 2000

بار:......................... اوّل 2012ء

شائع کردہ:.................. دی لاسٹ اتیج منسٹریز پاکستان

جب یسوع نے اپنے شاگردوں کو اپنا پیغام دینے کے لئے تیار کرکے اُنہیں پہلی بار سارے اسرائیل میں بھیجا تو اُس کی طرف سے دی جانے والی ہدایات میں یہ نصیحت بھی شامل تھی: ''تم نے مفت پایا، مفت دینا'' (متی 8:10)۔ یہ چھ حرفی پُرفضل خلاصہ ''بیسک ٹریننگ'' کی نشر و اشاعت اور ٹیپ منسٹری کی مالی مصلحت اندیشی کی وضاحت کرتا ہے۔ کیسٹ اور ہر طرح کا اشاعتی مواد تمام درخواست دہندگان کو بلا قیمت مہیا کیا جاتا ہے۔

تمام دستیاب مواد کے لئے اِس پتہ پر لکھیں:

بیسک ٹریننگ بائبل منسٹریز
پی۔او۔بکس 21773
ہوٹ سپرنگز، اے آر 71903
501-525-6641
U.S.A
www.basictraining.org

اس کتاب کا مواد 30 ٹیپس (Tapes) پر مشتمل ایک تعلیمی سلسلہ "The Basics" میں سے منتخب کر کے تیار کیا گیا ہے۔ یہ تعلیمی اسباق محترم جین کننگھم نے 89-1988 میں پڑھائے تھے

اس کتاب میں بائبل مقدس کے اقتباسات نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل کے ناشرین 'دی لاک مین فاؤنڈیشن' کی اجازت سے شامل کئے گئے ہیں جس کی اشاعت 1968, 1971, 1972, 1973, 1975, 1977 میں ہو چکی ہے۔

اس کتاب کی اشاعت 1990 میں جین کننگھم کی اجازت سے متحدہ ریاستہائے امریکہ میں ہوئی

اس کتاب کا مواد مصنف کی اجازت کے بغیر شائع کیا جا سکتا ہے۔ یاد رہے کہ اس کتاب کی تقسیم بالکل مفت ہے۔ اس لئے کسی سے بھی اس کی قیمت وصول نہ کی جائے۔ براہِ مہربانی تقسیم کئے جانے والے مواد کے ساتھ بیسک ٹریننگ کا پتہ ضرور شامل کریں۔ اگر آپ اس کتاب کا ترجمہ کسی اور زبان میں کرنا چاہتے ہیں تو براہِ مہربانی ''بیسک ٹریننگ، شعبہ نشر و اشاعت'' سے رابطہ کریں۔

"مگر خدا نے اپنے رحم کی دولت سے اس بڑی محبت کے سبب
سے جو اس نے ہم سے کی۔ جب قصوروں کے سبب سے مردہ
ہی تھے تو ہم کو مسیح کے ساتھ زندہ کیا۔ (تم کو فضل ہی سے نجات
ملی ہے)۔ اور مسیح یسوع میں شامل کر کے اس کے ساتھ جلایا اور
آسمانی مقاموں پر اس کے ساتھ بٹھایا تا کہ وہ اپنی اُس مہربانی
سے جو مسیح یسوع میں ہم پر ہے آنے والے زمانوں میں اپنے
فضل کی بے نہایت دولت دکھائے۔ کیونکہ تم کو ایمان کے وسیلہ
سے فضل ہی سے نجات ملی ہے اور یہ تمہاری طرف سے نہیں۔
خدا کی بخشش ہے۔ اور نہ ہی اعمال کے سبب سے ہے تا کہ کوئی
فخر نہ کرے۔ کیونکہ ہم اسی کی کاریگری ہیں اور مسیح یسوع میں ان
نیک اعمال کے واسطے مخلوق ہوئے جن کو خدا نے پہلے سے
ہمارے کرنے کے لئے تیار کیا تھا۔"

افسیوں 2:4-10

اس سے پیشتر کہ آپ خدا کے کلام کا کوئی مطالعہ شروع کریں، اس بات کی تسلّی ضرور کرلیں کہ آپ خدا کی رفاقت میں ہیں نیز روح القدس سے معمور بھی ہیں۔ مسیحی زندگی میں کسی بھی دیگر چیز کی طرح ادراک ایسی نعمت ہے جسے صرف ایمان سے بہتر اور مناسب بنایا جاسکتا ہے۔ بائبل واضح طور پر ایسی تین باتیں ہمارے سامنے رکھتی ہے جو ہمیں پوری کرنا ہوتی ہیں، پیشتر اس سے کہ ہم خدا کے کلام کی سمجھ رکھنے کی توقع کریں۔ یہ تینوں باتیں ہم سے ایمان کے سوا اور کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرتیں۔

1۔ ہمارا ایمان لازمی طور پر مسیح یسوع پر ہو (یوحنا16:3):

ممکن نہیں کہ بے ایمان لوگ خدا کے کلام کو سمجھ سکیں (1 کرنتھیوں14:2) یسوع نے اپنے دور کے مذہبی رہنماؤں پر واضح کر دیا تھا کہ روحانی پیدائش کے بغیر انسان خدا سے علاقہ رکھنے والی باتوں کے معاملہ میں اندھا ہے: "کہ جو جسم سے پیدا ہوا وہ جسم ہے اور جو روح سے پیدا ہوا وہ روح ہے...... تجھے نئے سرے سے پیدا ہونا ضرور ہے" (یوحنا6:3)۔

2۔ ہم لازمی طور پر روح القدس سے معمور ہوں (1 کرنتھیوں12:2):

صرف خدا کا پاک روح ہی خدا کے خیالوں سے واقف ہے۔ بطور ایماندار روح القدس ہم میں بسا ہوا ہے لیکن جب ہم گناہ کرتے ہیں تو خدا کے ساتھ ہماری رفاقت ٹوٹ جاتی ہے اور ہمارا روح القدس کی قدرت میں کام کرنا رُک جاتا ہے۔ اگر ہم اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو خدا ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے اور گناہوں کو معاف کرنے میں سچا اور عادل ہے (1 یوحنا9:1)۔ جس لمحہ ہم اقرار کرتے ہیں، اُسی وقت رفاقت میں بحال ہو کر ایک بار پھر روح القدس کے زیرِ اختیار آ جاتے ہیں اور اسی لئے سیکھنے کے لائق بنتے ہیں۔

3۔ لازم ہے کہ ہم ایمان کی حالت میں اُس کے حضور آئیں (عبرانیوں6:11):

خدا کا کلام اُسی صورت ہمارے لئے بامعنی ٹھہرتا ہے جب ہم اُسے خاکساری کے ساتھ اور بچوں کی مانند قبول کرتے ہیں (متی4:18؛ عبرانیوں3:11)۔ جب ہم دیکھیں کہ کلامِ مقدس کے حصہ جات ہمارے نظریات اور ارادوں سے مطابقت نہیں رکھتے تو ہمیں فوراً کلام کے تابع ہو جانا چاہئے۔ ادراک، دانش / حکمت اور اختیار اُن کے واسطے مقرر ہے جو خدا کی مرضی کو پورا کرنے کے لئے تیار ہیں (یوحنا17:7)۔

شکریہ!

خداوند اور مُنجّی یسوع مسیح کے عجیب اور جلالی نام میں آپ سب کو سلام!

آپ کو صرف یاد دلانا مقصود ہے کہ آج ہم ایک جدید دور میں زندگی گزار رہے ہیں جہاں بے شمار لوگ انسانی طریقوں، قوت اور علم پر انحصار کرتے ہیں اور سچائی کی بابت اُن کے ذاتی نظریات ہیں اور وہ ہمیشہ اپنے دل کی خواہشات کی تکمیل کے مشتاق رہتے ہیں۔ وہ اِس کھوئی ہوئی اور مرتی ہوئی دنیا میں اپنی زندگی کی جھوٹی تسلی پانے کیلئے اپنا سب کچھ خوشی خوشی داؤ پر لگا دینا چاہتے ہیں لیکن حقیقی خوشی تک پہنچانے والی اُن بنیادی سچائیوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں جو صرف خدا کے کلام کے وسیلہ ہی حاصل ہو سکتی ہیں۔

خدا کی طرف سے فضل کے طور پر زیرِ نظر کتاب ''ابجد'' آپ کیلئے بلا قیمت پیش کرتے ہوئے ہمارے ذہن میں دو باتیں ہیں...... کہ آپ اپنے اندر الٰہی زاویہء نظر اور مسیح کا مزاج پروان چڑھائیں، نیز یہ کہ آپ اِس زمین پر روحانی جنگ میں فتح مندی کے ساتھ لڑائی لڑنے کیلئے اُس بنیادی ہتھیار کے فہم تک پہنچیں جو ہمیں یسوع مسیح میں حاصل ہے۔

گریس بائبل چرچ پاکستان منسٹریز کا مقصد یہ ہے کہ جو کامل سچائی کے بھوکے ہیں انہیں خدا کا کلام پیش کیا جائے اور جو لوگ نجات دہندہ کے بغیر ہیں اور اپنے ہی اعمال میں پھنسے ہوئے ہیں، اُنہیں خداوند یسوع مسیح کے نجات بخش علم تک لایا جائے۔

میں پاسٹر جین کننگھم اور اُن کے بین الاقوامی خدمت کے کام کیلئے خداوند خدا کا شکر گزار ہوں جس میں وہ اُن لوگوں تک پہنچتے ہیں جنہوں نے یسوع مسیح کی انجیل نہیں سُنی ہوتی۔ وہ

کئی کتابوں کے مُصنّف ہیں اور اُن کی کتابیں مختلف زبانوں میں دستیاب ہیں۔تقریباً پانچ سال قبل ہماری ملاقات ایک بائبل کانفرنس میں ہوئی تھی ۔ وہ خدا کے کلام کے کہنہ مشق طالبِ علم ہیں بلکہ بہت عمدہ بائبل ٹیچر ہیں جن کا ہر روز خدا کے کلام میں گزرتا ہے۔ مجھے اپنی بیوی کے ساتھ چند سال پاسٹر جین کننگھم کے زیرِ سایہ خدا کے کلام کا مطالعہ کرنے کا شرف حاصل ہوا، اور میں انہیں اپنا ربی اُستاد اور روحانی قائد سمجھتا ہوں جو نہایت حلیم مردِ خدا ہے۔

تقریباً تین سال قبل، میں نے پاسٹر جین کننگھم سے یہ درخواست کی کہ کتاب The Basics کا اردو زبان میں ترجمہ کیا جائے؛ کیونکہ میرا ایمان ہے کہ یہ کتاب ہماری روز مرّہ زندگیوں میں خدا کے کلام کا مطالعہ کرنے اور زندہ کلام (خداوند یسوع مسیح) کو جاننے کا عظیم وسیلہ ہے۔ پاسٹر جین کننگھم نے ہمیں یہ کتاب ''ابجد...... بائبل مقدس کا آسان اور واضح مطالعہ'' ترجمہ کروانے کا استحقاق بخشا۔ میرا ایمان ہے کہ یہ کتاب ایک عجیب برکت ثابت ہوگی اور اکثریتی طور پر کلیسیائے پاکستان، اور دنیا بھر میں اردو زبان میں پڑھنے اور مطالعہ کرنے والوں کی ترقی پر منتج ہوگی۔

میری رویا ہے کہ اِس کتاب کے وسیلہ کئی مبشر، پاسبان، قائدین، استاد، مرد و خواتین حوصلہ اور قوت پائیں گے اور یہ سیکھنے کے بہتر ہتھیار سے آراستہ ہوں گے کہ وہ کون ہیں، زمین پر کِس مقام پر ہیں، مسیح میں انہیں کیا کچھ حاصل ہے، مسیحی انداز کی زندگی کیسے گزاری جاتی ہے، اور اپنی روحانی دوڑ ختم کر لینے کے بعد وہ کہاں جائیں گے۔

ہماری یہ دعا ہے کہ پاکستان میں مسیح کے بدن (کلیسیا) کے لئے یہ کتاب نہ صرف علم حاصل کرنے کا ذریعہ بنے بلکہ خدا کے منصوبہ کی مرضی کا علم اور پہچان میں ترقی کا وسیلہ بھی بنے۔ اس کے علاوہ ہم دعا کرتے ہیں کہ ہمارے اندر اور چوگرد چلنے والی روحانی جنگ کا فہم بھی ہو یعنی ہمارا دشمن کون ہے اور اُس کی کون کون سی حکمتِ عملی ہے، نیز ہمارا بلاوا کیا ہے، روحانی جنگ لڑ کے کیلئے مسیح کے سپاہی کی حیثیت سے ہمارا کردار کیا ہے، ہماری زندگیوں میں مسیح کے ایلچی کی حیثیت سے نمائندگی

کا مقصد کیا ہے، خدمت کے کام میں ایماندار کی تربیت کیا ہے، مسیح کے بدن کی تعمیر کا مقصد کیا ہے، دوسروں کو مسیح تک کیسے لایا جا سکتا ہے، نا امیدوں کو امید کیسے دی جا سکتی ہے، بے چاروں کو حقیقی مدد کیسے فراہم کی جا سکتی ہے، بے دلوں کو حقیقی حوصلہ کس طرح دیا جاتا ہے، اور یسوع کے نُور کو تاریکی میں چمکنے کا موقع کس طرح دیا جاتا ہے۔

جب آپ اِس کتاب کا مطالعہ کریں تو خدائے پاک روح سے دعا کریں کہ آپ کے فہم کی آنکھیں کھولے اور آپ کو حکمت بخشے کیونکہ اُس کی حکمت اور مدد کے بغیر آپ بے بس ہیں۔

اور اب میں پاسٹر جین کننگھم اور کلیسیائی جماعت کا شکرگزار ہوں جنہوں نے پاکستانی لوگوں کے لئے قومی زبان میں یہ کتاب شائع کرنے کی اجازت دی تاکہ وہ بائبل کی سچائیاں سیکھنے اور سکھانے کے علاوہ دوسروں کے ساتھ بھی بانٹ سکیں۔

اگر آپ کو یہ کتاب پسند آئے اور اِس کے وسیلہ برکت ملے تو براہِ مہربانی ہمیں ای میل بھیجیں یا فون کریں۔ ہمیں آپ کی طرف سے یہ سُن کر خوشی ہوگی کہ کس طرح اِس کتاب اور خدا کے کلام نے آپ کو برکت دی اور آپ کی سوچ اور زندگی کو بدل دیا ہے۔

میری دعا ہے کہ آپ کے دل کی آنکھیں روشن ہوں، تاکہ آپ جان سکیں کہ اُس کے بلاوے کی امید اور مقدسوں میں اُس کی میراث کے جلال کی دولت کیسی کچھ ہے۔ میں خدا سے مانگتا ہوں کہ آپ کو واضح طور پر یہ دیکھنے اور حقیقی طور پر سمجھنے کی حکمت دے کہ یسوع کون ہے اور وہ سب کام جو اُس نے آپ کے لئے کئے وہ کیا ہیں۔ یسوع کے نام میں، آمین۔

آپ کے لئے دعا گو
مسیح کی خوشخبری کا ایلچی
پاسٹر فیصل جان

اظہارِ خیال

رواں دور کی دنیا میں کئی طرح کی جنگ جاری ہے۔ سیاسی معاشی، معاشرتی، اورعلم و دانش کی جنگ ہر طرف دیکھی جاسکتی ہے۔ اِس کے ساتھ ساتھ روحانی جنگ بھی جاری ہے۔ علم و دانش کے جدید دور میں مسیحیوں کو اِس میدان میں ہرگز پیچھے یا کمزور نہ رہنا چاہئے۔ ہر روز روحانی تعلیم پانا اور ہر روز اِس کا اطلاق نہ صرف اپنی شخصی بلکہ کلیسیائی زندگی پر بھی کرنا چاہئے۔

زیرِ نظر کتاب کا بنیادی اور مرکزی مقصد یہ ہے کہ بائبل مقدس کی آسان اور ایسی عام فہم تشریحات فراہم کی جائیں جو سب مسیحی ایمانداروں کیلئے روحانی و علمی ترقی کے ساتھ ساتھ اُن کو تعلیم پانے اور تعلیم دینے کے پیچیدہ ہنر سے آراستہ بھی کریں۔

ہمیں بائبل مقدس کی ''ابجد'' سے یقیناً واقف ہونا چاہئے۔ کتاب ''ابجد'' میں بائبل کے مطالعہ، اِس کی تشریح اور اطلاق کے آسان طریقے پیش کئے گئے ہیں۔ اِس کتاب کے مطالعہ میں آپ کے لئے ایسے بے شمار سوالات کے جوابات پوشیدہ ہیں جن کی تلاش آپ یقیناً کئی برسوں سے کرتے چلے آرہے ہوں گے۔

مختلف لوگ بائبل مقدس کو مختلف زاویہ ہائے نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ بعض کے نزدیک بائبل مقدس مشکل سوالات اور الجھنوں پر مشتمل ہے۔ بعض لوگ اِس کا محض لفظی مطالعہ کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ مگر زیرِ نظر کتاب ''ابجد'' آپ پر ثابت کرے گی کہ اگر بائبل مقدس کا کوئی ایک حصہ سوال ہے تو بائبل مقدس ہی کا کوئی دوسرا حصہ اِس کا مکمل اور حتمی جواب ہے۔

بے شک آپ کے اردگرد کتابوں کی کمی تو نہ ہوگی مگر ''ابجد'' اُن منفرد کتابوں میں سے

ایک ہے جن کے اندر کئی کتابیں، کئی برسوں کے تجربات کا نچوڑ، پُرخلوص شخصی محنت اور لگن کا عرق شامل کیا گیا ہو۔ اِس کتاب کا مواد اور ترتیب بلاشبہ مصنف پاسٹر جین کنتگھم اور اُن کے ساتھیوں کی شبانہ روز کاوشوں اور دل کی سچائی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

میں اپنی طرف سے، اپنی ٹیم اور کلیسیائے پاکستان کی طرف سے مُصنف پاسٹر جین کنتگھم اور پاسٹر فیصل جان کا شکر گزار ہوں جنہوں نے ہمیں اس کتاب کا اُردو ترجمہ شائع کرنے کی اجازت دی تاکہ یہ کتاب کلیسیائے پاکستان کی علمی و روحانی ترقی کا وسیلہ بن سکے۔

ہماری دعا ہے کہ جتنے لوگ یہ کتاب پڑھیں اُن کو الٰہی فہم اور روحانی برکات حاصل ہوں اور خداوند اُن کی زندگیوں میں آنے والی تبدیلی کے باعث دوسرے لوگوں کو بھی برکت اور ترقی دے۔ آمین

دعا گو

مبشر پرویز رحمت مسیح

ڈائریکٹر دی لاسٹ ایج منسٹریز پاکستان

فہرستِ مضامین

دیباچہ	14
تعارف	16
یونٹ 1: مخلصی کا منصوبہ	21
سبق 1-1: مسئلہ......گناہ	23
سبق 1-2: منصوبہ......مخلصی	35
سبق 1-3: انتظام......صلیب	47
سبق 1-4: قوّت......روح القدس	63
سبق 1-5 : تاثیر......ایمان	77
اعادہ	89
یونٹ 2: خدا کے فضل کے انتظامات	95
سبق 2-1: رہنما کتاب......بائبل مقدس	97
سبق 2-2: بنیاد......کلیسیا	115
سبق 2-3: حکم......بشارت	131
سبق 2-4: سازوسامان......روحانی نعمتیں	151
سبق 2-5: ذریعۂ امداد......دعا	167
اعادہ	181
یونٹ 3: روحانی ترقی	187
سبق 3-1: ایک دوڑ......مسیحی زندگی	189
سبق 3-2: خطرہ......برگشتگی	203

سبق3-3: وعدہ......روحانیت 219
سبق3-4: چڑھائی...... روحانی ترقی 231
سبق3-5: مقصد......روحانی بالیدگی 243
اعادہ 254

یونٹ4: مسیحی طرزِ حیات ________________ 259
سبق4-1: زاویۂ نگاہ......فضل 261
سبق4-2: ادراک......دانشمندی 275
سبق4-3: امتحان......آزمائش 287
سبق4-4: ثبوت......ایمانی اطمینان 299
سبق4-5: زور بخشنے والا...... پاک روح 313
اعادہ 324

یونٹ5: ملائیکی جنگ ________________ 329
سبق5-1: دشمن......شیطان 331
سبق5-2: میدانِ جنگ......انسانی روحیں 345
سبق5-3: حملہ......شیطان کی جنگی حکمتِ عملی 353
سبق5-4: فتح......فضل اور سچائی 371
سبق5-5: منظر......فضائی استقبال 381
اعادہ 399

حاشیہ بند مواد کی فہرست و ترتیب ....
کتابِ مقدس کے حوالہ جات کی فہرست ....

دیباچہ

کسی بھی کورس کے مطالعہ کے لئے مروّجہ بنیادی اصولات کو عموماً ''ابجد'' کہا جاتا ہے۔ یہ 'ابجد' (ا۔ب۔ج۔د) بنیادی لوازمات کی طرح ہے۔ یہ لازمی عنصر ہیں اور کسی بھی شعبہ میں میدانِ عمل میں آنے سے پیشتر لازم ہے کہ ہم ان میں مہارت حاصل کر لیں۔ لیکن ابجد ایسی چیز ہے کہ جب کسی وقت ہم نشانِ منزل کھو بیٹھیں تو ہمیں لوٹ کر واپس اِسی بنیادی علم کی طرف آنا پڑتا ہے۔ یہ ایسی مضبوط چٹانی بنیاد ہے جس کے بغیر ہمارے کھڑے رہ سکنے کی کوئی امید نہیں ہوسکتی۔

نئے مومنین کی حیثیت سے ہم بنیادی اصولات سیکھتے ہیں: یعنی خدا کی محبت، گناہ کی ہلاک کرنے والی حیثیت، نجات بذریعہ ایمان، کلام کا اختیار، فضل کا کافی ہونا وغیرہ۔ ہم بنیادی باتوں کی عملی مشق شروع کرتے ہیں: یعنی اقرار، دعا، مطالعہ، عبادت وغیرہ۔

جب ہم شعور کو پہنچتے ہیں تب ہمیں اس لیاقت کا احساس ہوتا ہے کہ مسیحی زندگی گزارنے کا ہنر دراصل بنیادی اساس یا نکات سے آگے بڑھ جانے کا نام نہیں بلکہ یہ اُن میں گہرے طور سے اتر جانے کا نام ہے۔ ہم کبھی بھی اپنے اقرار، دعا یا عبادت کی ضرورت کو زائد از حد بڑھنے نہیں دیں گے؛ بڑھنا یا نشو و نما پانا ہماری ضروریات کو اور اُن کے ساتھ ہماری شادمانی کو مزید بڑھا دیتا ہے۔ گو ہم وعدوں، اصولات اور تعلیمات وعقائد کی بابت ہر روز کچھ نیا سیکھتے ہیں لیکن پھر بھی خدا کے کلام کی کسی انتہائی بنیادی سچائی کی گہرائی تک جھانکنے کے لائق بھی نہیں ہوتے۔

خدا کے فضل میں ہم جس قدر ترقی کرتے ہیں، ہم اپنے آپ سے اُسی قدر کم اور خداوند یسوع مسیح سے زیادہ متاثر ہوتے جائیں گے جس میں ''حکمت اور معرفت کے تمام خزانے

چُھپے ہیں"(کلسیوں 3:2)

پاسبان معلم ہوتے ہوئے، بنیادی اساس پر مبنی اِس تعلیمی سلسلہ کو سکھانے میں، جس میں سے یہ کتاب بھی تیار کی گئی ہے، میرا ہدف یہ ہے کہ اپنی بھیڑوں کو مسیح یسوع کے ساتھ نسبتاً قریبی تعلق کی طرف لے چلوں ۔ میری دعا ہے کہ خدا اس کتاب کو بعض لوگوں میں اس لئے استعمال کرے گا کہ وہ نئے ادراک اور جانفشانی کے ساتھ خدا کے تحریری کلام کا مطالعہ کر سکیں کیونکہ اسی کلام کی بدولت ہم اُس کے زندہ کلام یعنی خداوند یسوع مسیح کی پہچان تک پہنچ سکتے ہیں۔

جی۔سی

تعارف

خدا کی اپنے تمام فرزندوں کے لئے آرزو ہے کہ وہ عظیم بنیں۔ اُس نے ازل میں جو منصوبہ بنایا وہ ہمیں عظمت تک لے جائے گا۔

خدا پیشتر ہی سے جانتا اور دیکھا تھا کہ ہمیں اپنی منزل پانے کے لئے کیا کرنے کی ضرورت تھی اور اس نے اُن چیزوں کا انتظام کر کے مقرر کر دیا کہ ہمیں زندگی بھر میسر رہ سکیں۔

اس کتاب کا مقصد اُس منصوبہ کو ظاہری شکل میں مرتب کرنا ہے تا کہ کلامِ مقدس میں سے اس منزل کو دیکھا جا سکے جہاں وہ چاہتا ہے کہ ہم پہنچیں نیز وہ وسائل بھی ظاہر ہو جائیں جن کے وسیلہ وہ ہمیں وہاں پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

یونٹ 1: خلاصی کا منصوبہ: اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ انسان جس ابتری میں پھنسا ہوا ہے اُس کی وجہ کیا ہے اور خدا نے بنایِ عالم سے پیشتر کیسے اِس مسئلہ کو دیکھ لیا تھا۔ یہ اُس مسئلہ کے حل کے لئے خدا باپ، بیٹے اور خدا پاک روح کے کام کی تشریح کرتا اور ہمیں بتاتا ہے کہ اسے کِس طرح تھامنا ہے۔

یونٹ 2: خدا کے فضل میں شامل اشیاء: یہ یونٹ ہر ایماندار کو خدا کی طرف سے مہیا کی جانے والی پانچ انتہائی اہم چیزوں کی خاکہ کشی کرتا ہے۔ مسیح یسوع میں ہمارے پاس مال کی بہتات ہے لیکن جب تک ہم جان نہ لیں کہ ہمیں فراوانی کے ساتھ کیا کچھ دستیاب ہے تب تک ہمارے لئے اس کی کوئی عملی اقدار نہیں۔ جب تک ہم یہ نہ سمجھ لیں کہ ہمیں روحانی طور پر کیا کیا چیز دستیاب ہے ہم روحانی طور پر ہرگز بڑھ نہیں سکتے۔

یونٹ 3: روحانی نشوونما: یہ یونٹ روحانی شیر خواری سے روحانی بلوغت کی بلندی

تک پہنچنے کی راہ کو بیان کرتا ہے۔ایک بار یہ جان لینے کے بعد کہ خدا نے سب کچھ مہیا کر دیا ہے، منطقی طور پر ہمارا اگلا قدم اُن وسائل کو استعمال کرنا اور خود کو اُس کام کے لئے مہارت کے ساتھ تیار کرنا ہے جو خدا نے ہمارے لئے تیار کیا ہے۔ یہ یونٹ نشو ونما کے متبادل اور نشو ونما کی مسرتوں کی بیک وقت تشریح کے ساتھ ساتھ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ نشو ونما: یعنی روحانی بلوغت یا پختگی کیا ہوتی ہے۔

یونٹ 4: مسیحی طرزِ زندگی: یہ یونٹ نسبتاً اعلیٰ روحانی اقدار اور روحانی بلوغت سے تعلق رکھنے والی زیادہ نازک روحانی آزمایشوں کی تشریح کرتا ہے۔ یہ بات انتہائی اہمیت کی حامل ہے کہ ہم روحانیت میں 20/20 کے تناسب سے نمبر حاصل کریں۔ یہ ''عمومی'' مسیحی زندگی کا نکتہء آغاز ہے۔خدا اپنے فرزندوں کے لئے جیسی ''عمومی'' زندگی کی آرزو رکھتا ہے، وہ ایسی ہے جس کی جھلک یشوع، کالب، دانی ایل اور جدعون جیسے لوگوں میں ملتی ہے اور پولس جیسے لوگ اس کی ایک مثال ہیں۔وہ لوگ جنہیں خدا نے اپنا کلام سونپا اُن کی بابت جانتا تھا کہ یہ خدا پر بھروسا رکھتے ہیں۔

یونٹ 5: روحانی جنگ: دشمن کی حکمتِ عملی اور اس کے مقصد کے بے نتیجہ اثرات کی بیک وقت تشریح کرتے ہوئے، یہ یونٹ ایک ایسی روحانی جنگ پر سے پردہ ٹھاتا ہے جس نے اس دنیا کو پُرطیش کیا ہوا ہے۔ایوب کے حال پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے یہ یونٹ دکھ سہنے اور دردنا کی کے ایسے پہلو بیان کرتا ہے جن سے ایمان کے سورما گویا کُندن بن گئے تھے۔

اِن یونٹوں میں سے چار روحانی نشو ونما کو اُس درجہ تک بیان کرتے ہیں جہاں فیصلہ کرنا ہمارے لئے ناگزیر ہو جاتا ہے۔انتخاب کرنے میں ہماری آزاد مرضی خدا کے نزدیک اہمیت کی حامل ہے۔ وہ شائستہ ہستی کا مالک ہے؛ وہ ہمیں کبھی بھی ہماری مرضی کے خلاف مزید آگے بڑھنے کے لئے مجبور نہ کرے گا۔ وہ ہمیں عظمت کی راہ پر گامزن رکھنا چاہتا ہے لیکن اُس نے اِس بات کا انتخاب کیا ہے کہ خود کو ہمارے ایمان کے ساتھ محدود رکھے۔

یونٹ 1 میں خوشخبری کے پیغام کو انتہائی واضح بنایا گیا ہے۔لہٰذا یہ یونٹ ہمیں اُس مقام تک لے جاتا ہے جہاں ہم سب کو اپنے کئے گئے انتہائی اہم فیصلے کا سامنا کرنا پڑتا ہے: یعنی مجھے مسیح کے ساتھ کیا کرنا ہوگا؟ ہماری ابدی منزل کا انحصار اس بات پر ہے کہ ہم اُس سوال کا جواب کیسے دیتے ہیں۔اگر ہم اُس پر ایمان رکھتے ہیں تو ہم ہمیشہ کی زندگی میں داخل ہو جاتے ہیں۔اگر ہم اُس کا انکار کرتے ہیں تو ہم موت میں برقرار رہتے اور ابدی جہنم میں رہنا اپنا مقدر بنا لیتے ہیں۔خدا کسی کو بھی جہنم میں نہیں ڈالتا؛ انسان اپنی آزاد مرضی سے وہاں پہنچتا ہے۔

یسوع مسیح پر ایمان لانے کا فیصلہ ایسے لاتعداد فیصلوں میں سے ابتدائی فیصلہ ہے جس سے ہماری طرزِ زندگی کے علاوہ اس بات کا تعین بھی ہوتا ہے کہ آسمان پر ہمیں کوئی اجر مل سکے گا یا نہیں۔

یونٹ 2 ہمیں اس درجہ ءمقام تک لے جاتا ہے جہاں ہم خود سے سوال کرتے ہیں: کہ کیا میں نشوونما پانا اور بڑھنا چاہتا ہوں؟ اگر ہمارا جواب ہاں میں ہو تو ہمیں صرف اتنا کرنا ہوگا کہ خدا کے فراہم کردہ وسائل کو قبول کر کے انہیں استعمال میں لائیں۔

یونٹ 3 کے اختتام تک پہنچ کر ہم یہ سمجھنا شروع کرتے ہیں کہ ہمارا اگلا عظیم فیصلہ کیا ہونا چاہئے۔روحانی بلوغت کی بلندی تک پہنچنے کے لئے ہمیں فیصلہ کرنا ہے کہ خود کو خدا کے حضور زندہ قربانی کے طور پر پیش کریں اور اپنی زندگی کی ہر ایک خواہش کو خدا کے ارادہ کے تابع کریں۔

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو روحانی بلوغت میں تیزی دکھاتے ہیں جبکہ دیگر ایسے ہیں جنہیں یونٹ 4 میں بیان کردہ مشکل گزار راہوں پر چل کر اُس مقام تک پہنچنا پڑتا ہے جہاں ہم سب کو یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ: کیا میں ایمان کا سورما بننا چاہتا ہوں؟ اس درجہ ءمقام سے آگے بڑھنے کے لئے لازم ہے کہ ہم اُس مقام تک جا پہنچیں جہاں ہمارے لئے جسمانی عالم کی نسبت روحانی عالم زیادہ حقیقی ہو۔

یونٹ 5 کے اختتامی بیانات تک پہنچ کر ہمیں مزید فیصلے کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

وہ دن نزدیک ہے جب ہم میں سے ہر ایک اپنے سابقہ فیصلوں کے نتائج کا سامنا کرے گا۔ اُس روز ہم خداوند یسوع مسیح کے سامنے تنہا کھڑے ہوں گے۔ اگر ہم نے خدا کے ارادہ کے مطابق فیصلہ کیا ہے، اور اُس دوڑ کو جیت لیا جو اُس نے ہمارے سامنے رکھی تھی، تو ہمیں صرف وہی الفاظ سننے کو ملیں گے جو ایک اچھا شاگرد اپنے مالک کے منہ سے سننا چاہتا ہے کہ "اے اچھے، اور دیانتدار نوکر! شاباش!"

یونٹ 1:

مخلصی کا منصوبہ

مسئلہ......گناہ

منصوبہ......مخلصی

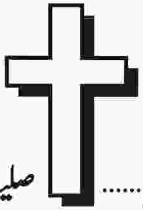

انتظام...... صلیب

قوت...... روح القدس

متحرک قوت......ایمان

سبق 1-1:

مسئلہ...... گناہ

پیدائش 2:16-17
پیدائش 3:1-7,12-16,21

پیدائش کی کتاب ہمیں تاریخ انسانی کی شروعات کی طرف لے جاتی ہے۔ ہم ابتدائی دو ابواب میں کامل خدا کی طرف سے قائم کردہ ایک کامل ماحول دیکھ سکتے ہیں...... خدا نے جو کچھ بنایا تھا اُسے بار بار دیکھتا اور کہتا کہ ''اچھا ہے۔''

خدا نے کامل مرد اور کامل عورت کو بھی اس کامل ماحول میں رکھا اور انہیں نعمتِ آزادی عطا کی۔ اس آزادی کو حقیقی بنانے کے لئے خدا نے مرد اور عورت کو انتخاب کی حقیقی آزادی دی۔ یہی وجہ ہے کہ باغِ عدن میں انسانی مرضی کو آزمایا گیا۔

> ''اور خداوند خدا نے آدم کو حکم دیا اور کہا کہ تُو باغ کے ہر درخت کا پھل بے روک ٹوک کھا سکتا ہے لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت کا کبھی نہ کھانا کیونکہ جس روز تُو نے اس میں سے کھایا تُو مرا۔'' (پیدائش 2:16-17)

خدا جانتا تھا کہ جس لمحہ مرد اور عورت کو آزاد مرضی دے دی گئی اُسی لمحہ اُس کامل ماحول کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ خدا جانتا تھا کہ انسان اپنی آزاد مرضی استعمال کر کے خدا کا انکار کر سکتا اور اس کے ساتھ ساتھ تمام اچھی چیزوں سے بھی انکار کر سکتا تھا۔ خدا جانتا تھا کہ انسان اپنی آزاد مرضی کے ساتھ جنت کو جہنمِ ارضی میں بدل سکتا تھا۔ اس حقیقت کی مدد سے کہ خدا نے انسانی آزاد مرضی میں پوشیدہ ہر خطرہ کو بھانپ لینے کے باوجود نوعِ انسانی کو یہ زبردست نعمت دے دی، ہم یہ جان سکتے ہیں کہ خدا انسانی آزادی کو کتنی اہمیت دیتا ہے۔

پیدائش 3 باب میں متذکرہ واقعہ سے پہلے آدم اور حوا باغِ عدن میں کتنا عرصہ رہے بائبل مقدس اس سے متعلق ہمیں کچھ نہیں بتاتی۔ یہ دورانیہ ایک ہفتہ یا پھر ہزاروں سال کا بھی ہو سکتا ہے۔

> ''اور سانپ کُل دشتی جانوروں سے جن کو خدا نے بنایا تھا چالاک
> تھا اور اُس نے عورت سے کہا کیا واقعی خدا نے کہا ہے کہ باغ
> کے کسی درخت کا پھل نہ کھانا۔'' (پیدائش 1:3)

عبرانی زبان میں سانپ کے لئے استعمال ہونے والا لفظ Nachash ہے۔ اس کے معنی ہیں ''چمکنے والا۔'' اُس وقت یہ مخلوق جیسی بھی تھی تاہم دیکھنے میں سانپ جیسی ہرگز نہ تھی۔ گناہ کے باعث زوال کا دور شروع ہونے پر، جب خدا نے سانپ کو لعنتی ٹھہرایا، تب سے سانپ گناہ کی علامت بن گیا۔ مکاشفہ 9:12 میں اژدھا یا سانپ کو ابلیس اور شیطان کہا گیا ہے جو دنیا کو گمراہ کرتا ہے۔

باغِ عدن میں شیطان نے اسی مخلوق کے ذریعہ کام کیا تھا۔ اُس نے اِس دلیل کے ساتھ عورت تک رسائی حاصل کی کہ خدا اُس سے کچھ پوشیدہ رکھے ہوئے ہے لہٰذا وہ اچھا خدا نہیں ہے۔

> ''عورت نے سانپ سے کہا کہ باغ کے درختوں کا پھل تو ہم

> کھاتے ہیں۔ پر جو درخت باغ کے بیچ میں ہے اُس کے پھل
> کی بابت خدا نے کہا ہے کہ تم نہ تو اُسے کھانا اور نہ چھونا ورنہ مر
> جاؤ گے۔" (پیدایش 3:2-3)۔

قابلِ غور بات یہ ہے کہ جب اس مخلوق نے بولنا شروع کیا تو عورت کو قطعاً کوئی حیرت نہ ہوئی۔ اُس نے ادھورے دل سے خدا کی حمایت کرنے کی کوشش کی لیکن ایسا کرتے ہوئے اُس نے خدا کی باتوں کو ٹھیک طرح سے بیان نہ کیا۔ خدا نے اُنہیں کبھی یہ نہیں کہا تھا کہ تُم پھل کو نہ چھونا بلکہ صرف یہ کہا تھا کہ تُم اُسے ہرگز نہ کھانا۔ نسلِ انسانی میں ابتدا ہی سے ایک کمزوری واضح طور پر دکھائی دیتی ہے: یعنی خدا کے کلام سے واقف نہ ہونا۔ گو اُس وقت آدم اور حوا کو زبانی کلام مِلا اور آج ہمارے پاس تحریری شکل میں موجود ہے تاہم یہ اصول یکساں ہے کہ؛ خدا کے کلام سے ناواقف ہونا ہمیں ہمیشہ گمراہی کی طرف ہی لے جاتا ہے۔

اگر آج ہم بائبل مقدس کی درست اور واضح سمجھ نہیں رکھتے، خدا کی طرف سے ملنے والی ہدایات میں کچھ بڑھاتے یا اس میں سے کچھ کم کرتے ہیں تو ہم شکست کھائیں گے۔ آج اگر ہم بائبل مقدس کا واضح فہم نہ رکھتے ہوں تو اس کی ہدایات میں کچھ اضافہ کرنے یا اس میں سے کچھ نکال دینے کی وجہ سے ہم گمراہ ہو جائیں گے۔

> "تب سانپ نے عورت سے کہا کہ تم ہرگز نہ مرو گے۔ بلکہ خدا
> جانتا ہے کہ جس دن تم اسے کھاؤ گے تمہاری آنکھیں کھل جائیں
> گی اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے بن جاؤ گے۔
> (پیدایش 3:4-5)

عورت کے ذہن میں خدا اور اس کے منصوبہ کی بابت شک کا بیج بونے کے بعد اب ابلیس نے عورت کی خدا کے کلام سے لاعلمی کو اور زیادہ استعمال کرنا شروع کیا۔ وہ اس کے سامنے آدھا سچ اور آدھا جھوٹ بولتا اور اُسے کہتا ہے کہ اِس پھل کو کھانے کی ویسی سزا نہیں ہے جیسی کہ وہ

سوچتی ہے۔ وہ جانتا تھا کہ حوا جسمانی موت کی بابت سوچ رہی ہے۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ درخت

موت

ویبسٹر ڈکشنری موت کی تشریح اس طرح کرتی ہے: تمام کارہائے زندگی کا مستقل ٹھہر جانا۔ زندگی کا اختتام۔" گو اِس کا زیادہ تر تعلق وجود کے مٹ جانے سے ہے تاہم بائبل مقدس میں بیان کردہ موت کا مطلب وجود کا ختم ہو جانا نہیں بلکہ اس کے معنی جُدائی یا کام نہ کر سکنے کی کسی خاص حالت کے طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ کلامِ مقدس میں سات طرح کی اموات بیان کی گئی ہیں:

1۔ روحانی موت یعنی خدا سے جدائی۔ گناہ میں گرنے کے نتیجہ میں انسان روحانی طور پر مردہ اور "تاریکی کے قبصہ میں پیدا ہوتے ہیں۔" (پیدائش 2:17؛ کلسیوں 1:13؛ رومیوں 6:23)۔

2۔ حالاتی / نظریاتی موت یعنی گناہ اور گناہ آلودہ فطرت سے علیحدگی۔ تمام ایماندار روحانی حیثیت میں زندہ کئے جاتے اور نجات کے وقت مسیح میں شامل کئے جاتے ہیں۔ اب ہم میں ایسی لیاقت موجود رہتی اور جسمانی موت کے آ جانے تک ہم سے لی نہیں جاتی کہ آیا پرانی گناہ آلودہ فطرت کی خدمت کا فیصلہ کریں یا اپنی نئ فطرت کی خدمت کا (رومیوں 6:1-4,10-11؛ گلتیوں 2:20؛ کلسیوں 2:12,20,3:3)۔

3۔ نفسانی موت یعنی شہوتی، خدا کی رفاقت سے الگ ہو جانا۔ بطور مسیحی ہم جب بھی گناہ کی آزمائش میں گِرتے ہیں تو ہم نفسانی موت مرتے ہیں (یعقوب 1:15؛ رومیوں 8:2,6,13؛ 1 تیمتھیس 5:6)۔

4۔ عملی اعتبار سے موت یعنی ایمان کو عمل میں نہ لاکر ایمان کے کام ترک کر دینا (یعقوب 2:26؛ افسیوں 5:14؛ 1۔ یوحنا 5:1-6)۔

5۔ جنسی اعتبار سے موت یعنی بدن کو جنسی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے لائق نہ ہونا (رومیوں 4:19-20؛ عبرانیوں 11:11-12)۔

6۔ جسمانی موت یعنی جان کا جسم سے جُدا ہو جانا اور جسمانی و بدنی اعتبار سے ناقابلِ عمل ہو جانا۔ (عبرانیوں 9:27؛ پیدائش 5:5)۔

7۔ دوسری موت، یہ ایمان نہ لانے والوں کی عدالت یعنی خدا سے ابدی جُدائی ہے۔ (مکاشفہ 19-20 ابواب)۔

کا پھل کھاتے ہی حوا یکدم گرِ کر جسمانی اعتبار سے مر نہیں جائے گی، لہٰذا ابلیس کی باتوں میں آدھی سچائی ہوتی ہے۔ پیدایش 17:2 میں خدا کی طرف سے موت کی خبرداری کے لئے عبرانی زبان میں لفظ Muth استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں دو بار مرنا۔''......کیونکہ جس روز تُو نے اس (درخت) میں سے کھایا تُو مرا۔'' خدا انہیں سکھا رہا تھا کہ وہ روحانی اعتبار سے مریں گے اور اس کا نتیجہ بالآخر یہ نکلے گا کہ وہ جسمانی اعتبار سے بھی مر جائیں گے۔ بے شک یہ ایسی بات تھی جس کے بارے میں آدم اور حوا پہلی بار سیکھ رہے تھے۔

شیطان نے عورت سے کہا کہ اس درخت کا پھل کھا کر تُم ہرگز نہ مرو گے؛ بلکہ اس سے روشن خیالی آئے گی اور تُم خدا کی مانند ہو جاؤ گے۔ ہم یسعیاہ 14:13-14 میں سے جان سکتے ہیں کہ یہ وہ بات تھی جو ابلیس خود اپنے لئے چاہتا تھا۔ شیطان کی اِس منطق پر غور کیجئے: تُم خدا کو رد کر کے خدا کی مانند بن سکتے ہو۔'' تب عورت اُس جھوٹ کو نگل لینے کے قریب تھی۔

> ''عورت نے جو دیکھا کہ وہ درخت کھانے کے لئے اچھا اور آنکھوں کو خوشنما معلوم ہوتا ہے اور عقل بخشنے کو خوب ہے تو اس کے پھل میں سے لیا اور کھایا اور اپنے شوہر کو بھی دیا اور اس نے کھایا۔'' (پیدایش 6:3)۔

غور کریں کہ شیطان آدم کے ساتھ ہرگز نہیں الجھا؛ اُسے ضرورت بھی نہیں تھی۔ وہ عورت کے ذریعہ آدم تک پہنچا۔ حوا کو خدا کی مانند بن جانے جیسی آزمایش کا سامنا تھا۔ لیکن جس آزمایش کا سامنا آدم کو تھا وہ یکسر فرق نوعیت کی تھی۔ جب آدم کی ملاقات عورت سے ہوئی جو کہ پھل کھا چکی تھی، آدم نے اُسی لمحہ بھانپ لیا کہ اب وہ پہلے جیسی عورت نہیں رہی؛ اب وہ ایک معزول مخلوق تھی۔ آدم نے فوراً ہی جان لیا کہ اب اُسے عورت اور خدا میں سے کسی ایک کو چُن لینا ہوگا۔

1 تیمتھیس 14:2 اِس بات کو صاف صاف بیان کرتی ہے کہ گو حوا نے فریب کھایا مگر

آدم نے فریب نہیں کھایا۔ اُس کا خیال تھا کہ اس درخت کا پھل کھا کر خدا کی مانند ہو جاؤں گی۔ آدم نے کبھی اس بات پر مطلق یقین نہ کیا تھا، ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں۔ اس نے کبھی اِس بات کو تسلیم نہ کیا تھا کہ خدا نے کوئی اچھی چیز اُس سے چھپا کر رکھ چھوڑی ہے اور آدم نے یہ بھی کبھی تسلیم نہ کیا تھا کہ اُس درخت کا پھل کھانے سے اُن کی دانش میں رتی بھر اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس نے تو فقط فیصلہ کیا تھا۔ ''حوا گناہ میں گر گئی ہے اور اب اپنے لئے عورت یا پھر خدا میں سے کسی ایک کو منتخب کر سکتا ہوں۔'' آدم نے حوا کا انتخاب کیا۔ اسی وجہ سے یہ معزولی'' آدم کا گناہ کہلاتی ہے۔''

''تب دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور ان کو معلوم ہوا کہ وہ ننگے ہیں اور انہوں نے انجیر کے پتوں کو سی کر اپنے لئے لنگیاں بنائیں۔'' (پیدائش 7:3)

کیا شیطان نے عورت کو بتایا تھا کہ ایسا ہوگا، یعنی اُن کی آنکھیں کھل جائیں گی؟ جی ہاں، بتایا تھا۔ کیا اس بات کو اِسی طرح سے ہونا تھا اس کی بابت ابلیس نے عورت کو یقین دلایا تھا؟ ہر گز نہیں۔ گناہ میں جیسے شیطان وعدہ کرتا ہے کہ ایسا ہوگا، ویسا کبھی بھی نہیں ہوتا۔

گناہ میں گرنے سے پہلے آدم اور حوا ننگے رہتے تھے......لیکن اب وہ گناہ کے باعث ننگے تھے......ممکنہ خودسری اُن کی سوچ میں داخل ہو چکی تھی۔ انہوں نے خود کو پتوں میں چھپانے کی کوشش کر کے اس بات کا عملی مظاہرہ کیا۔ یہ انسانی مذہبی اقدام کی پہلی مثال ہے یعنی عورت اور مرد کی طرف سے اپنا مسئلہ خود حل کرنے کی کوشش، جس میں انہوں نے اپنی گنہگار حالت ایک دوسرے سے چھپانے اور خود کو خدا کے حضور مقبول (قابلِ قبول) بنانے کی کوشش کی۔

وہ اپنے موروثی علم میں اس بات سے آگاہ تھے کہ جو لبادے انہوں نے اپنے لئے تیار کئے ہیں وہ انہیں چھپانے کے لئے ناکافی ہیں، لہٰذا آدم اور حوا خوفزدہ ہو کر خدا سے چھپنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پیدائش 9:3 میں خداوند خدا اُنہیں بلاتا ہے۔ خدا جانتا تھا کہ وہ کہاں ہیں؛ وہ اُن سے صرف ایک چھوٹا سا اقرار چاہتا تھا کہ وہ مان لیں کہ انہیں اپنی موجودہ حالت کا علم ہے۔ اگر ہم

گناہ کر بیٹھیں تو خدا ہم سے بھی یہی چاہتا ہے: یعنی انتہائی سادگی اور ایمانداری سے گناہ کا اقرار۔ 1۔یوحنا9:1 میں وعدہ کیا گیا ہے کہ اگر ہم اپنے گناہوں کا اقرار کریں......یعنی آسان الفاظ میں اس طرح سے ہے کہ......ہم باقاعدہ ذکر کرتے ہوئے تسلیم کرلیں کہ کون سا گناہ کیا ہے......تو وہ ہمیں معاف کر کے پاک وصاف کردے گا۔آدم اور حوا نے اپنا قصور ماننے کی بجائے وہ کام کیا جو عموماً ہم سب بھی کرتے ہیں: یعنی اُن دونوں نے ایک دوسرے پر الزام تراشی کی۔

"آدم نے کہا کہ جس عورت کو تُو نے میرے ساتھ کیا ہے اُس نے مجھے اُس درخت کا پھل دیا اور میں نے کھایا۔تب خداوند خدا نے عورت سے کہا کہ تُو نے یہ کیا کیا؟ عورت نے کہا سانپ نے مجھے بہکایا تو میں نے کھایا۔" (پیدائش 13-12:3)

آدم نے خدا کو موردِالزام ٹھہرایا کہ تُو نے عورت بنا کر مجھے دی؛ جبکہ عورت نے سانپ پر الزام لگایا۔دونوں ہی اپنی اپنی نافرمانی کی ذمہ داری قبول کرنے پر تیار نہ تھے۔

گناہ

گناہ کیا ہے؟ لوئیس سپیری چیفر اپنی کتاب "Systematic Theology" میں لکھتے ہیں کہ "گناہ بنیادی طور پر مخلوق کا اُن قوانین وحدود کے خلاف بے قرار ہونا اور ان سے تجاوز کرنا ہے جو پُرحکمت خالق نے اِس پر عائد کی ہیں۔عمومی الفاظ میں، گناہ خدا کے کردار کے منافی ہے۔" (Systematic Theology, ed by John F.walvoord [دوسری جلد؛Wheaton:Voictor Books, 1988]، 1,367) گناہ کو جانچنے کا واحد پیمانہ خدا کا کردار ہے۔گناہ اس لئے بدی سے بھرپور ہے کیونکہ یہ خدا جیسا نہیں۔اگر ہمیں خدا کے کردار کا ٹھیک ادراک نہ ہو تو گناہ کو بھی سمجھ نہیں سکیں گے۔خدا کے بارے میں فہم پانے کا واحد راستہ یہ ہے کہ وہ سب کچھ سُنیں جو وہ اپنے بارے میں کہتا ہے، اُسکے کلام کا مطالعہ کر کے اُس پر غوروخوص کریں۔

یہاں پر گناہ کے ظاہر ہونے والے چار اثرات تو یقینی ہیں: خودسری، احساسِ جرم، ڈر اور عداوت۔ ہمیں بھی ہر روز ایسے ہی اثرات کا سامنا رہتا ہے۔ خودسری ایسی برائی ہے جو ہم خدا کی طرف سے فراہم کی گئی اچھی چیزوں کے ساتھ کر سکتے ہیں۔ احساسِ جرم ایک باطنی آ گاہی ہے کہ ہم نے گناہ کیا ہے اور خدا کے سامنے اس کا حساب دینا پڑے گا۔ ڈر......شیطانی دنیا کی ایک بڑی قوت ہے......یعنی اپنے گناہ تسلیم نہ کرنے اور معافی قبول نہ کرنے کا منطقی اور عمومی نتیجہ۔ بے قابو ڈر خوف کا اضافی کام خدا اور دیگر لوگوں کے ساتھ عداوت رکھنا ہے۔

ہم بھی خدا سے یہ گلہ شروع کر دیتے ہیں کہ "اگر خدا بھلا ہے تو مجھے ان چیزوں سے محروم کیوں رکھتا ہے جن کی مجھے تمنا ہے۔" اور پھر ہم ان چیزوں کے حصول کی خاطر اپنے طریقے اختیار کرتے اور ایسا کرنے کی پاداش میں دکھ اٹھاتے ہیں۔ پھر ہم اپنے دکھ درد کے لئے بھی خدا کو موردِ الزام ٹھہراتے اور اپنے غضب میں اسے برا بھلا کہنے لگتے ہیں "خدا نے میرے ساتھ یہ سب کچھ کیوں ہونے دیا؟ ان تمام کاموں کا آغاز ایک سوال کے ساتھ ہوتا ہے کہ "خدا نے فلاں

گناہ کس قدر سنجیدہ معاملہ ہے؟ ایک بار پھر گناہ کی المناک حالت کو سمجھنے کے لئے انسان کے پاس خدا کی ذاتی رائے کو سُننے کے سوا کوئی اور طریقہ نہیں۔ گناہ کی المنا کی ایسی ہے کہ جن فرشتوں نے گناہ کیا وہ آگ اور جھیل سے کبھی راہِ فرار حاصل نہ کر سکیں گے۔ گناہ ایسا ہولناک ہے کہ آدم اور حوا کے ایک عمل سے ہی تمام انسانی نسل کی معزولی، محرومی اور مصیبتوں کا دور شروع ہو گیا۔ گناہ ایسا خوفناک ہے کہ خدا کے بیٹے کو اپنی کامل حالت میں تمام نوعِ انسانی کی مخلصی کے لئے صلیب پر بے حد دکھ اٹھانا پڑا۔

ہر انسان کو تین طرح کے گناہ سے واسطہ پڑتا ہے:

منسوب کردہ گناہ: آدم کا وہ گناہ ہے جس کا حساب اُس کی ہر آئندہ نسل کو بھی دینا پڑے گا (رومیوں 12:5)۔ منسوب کردہ گناہ کی وجہ سے نسلِ انسانی میں ہر شخص روحانی طور سے مردہ پیدا ہوتا ہے اُس پر سزا کا حکم ہوتا ہے۔ (یوحنا 17:3)

موروثی گناہ: ایسی گناہ آلودہ فطرت ہے جو نسلِ انسانی کو والدین کی طرف سے ورثہ

چیز مجھے کیوں نہیں دی؟'' اوراس کا اختتام بھی ایک سوال پر ہی ہوتا ہے کہ ''خدا نے میرے ساتھ ایسا کیوں ہونے دیا؟'' یہ گناہ میں گرے ہوئے انسان کے اثرات ونتائج ہیں۔

خدا نے کبھی نہیں چاہا کہ انسان کو اُس کی کھوئی ہوئی اور نا امید حالت میں چھوڑ دے۔ ابتدا ٔ ہی سے خدا کے پاس ایک منصوبہ تھا۔ خدا کے منصوبہ کا پہلا مکاشفہ پیدائش 15:3 میں ملتا ہے۔

''اور خداوند خدا نے سانپ سے کہا اس لئے کہ تُو نے یہ کیا تُو سب چوپایوں اور دشتی جانوروں میں ملعون ٹھہرا۔ تُو اپنے پیٹ کے بل چلے گا اور اپنی عمر بھر خاک چاٹے گا۔ اور میں تیرے اور عورت کے درمیان اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان عداوت ڈالوں گا۔ وہ تیرے سر کو کچلے گا اور تُو اُس کی ایڑی پر کاٹے گا۔'' (پیدائش 3:14-15)

میں ملتی ہے (یوحنا 6:3؛ گلتیوں 17:5) ہماری فطری کمزوریاں اور فطری مضبوطیاں مثلاً ہماری جسمانی صفات ...... یہ سب کچھ ہمارے والدین کی عادات اور رجحانات کا امتزاج ہوتی ہیں۔ گناہ آلود فطرت ایسی منفرد ہے جس طرح کہ انگلیوں کے نشانات، ان میں سے دو کے نشانات بھی یکساں نہیں ہوتے۔

شخصی گناہ: یہ گناہ ہماری مرضی اور فیصلوں کا نتیجہ ہوتے ہیں اور یہی کسی شخص کی گناہ آلود فطرت کا ظاہری نشان یا ثبوت بھی ہوتا ہے (رومیوں 23:3)۔ بائبل مقدس میں شخصی گناہ کو بالعموم ''گناہ/ گناہوں ''یعنی صیغہ جمع میں بیان کیا گیا ہے۔ گناہوں کی تین اقسام ہیں: نیت اور خیال کا گناہ (سوچ)، زبانی (باتوں باتوں میں)، اور فعل کا گناہ (اعمال)۔

لیکن خدا نے اس مسئلہ کا ایک حل مہیا کر دیا ہے۔ خداوند یسوع مسیح صلیب پر تمام انسانوں کے لئے گناہ بن گیا تا کہ وہ سب جو اُس پر ایمان لائیں وہ اُس میں خدا کی راستبازی بن سکیں (2 کرنتھیوں 21:5)۔ چونکہ اُس نے تمام سزا اپنے اوپر لے لی، اب

مسیحِ موعود یعنی نجات دہندہ کے بارے میں یہ پہلا وعدہ ہے۔ یہاں خدا جس کام کی بابت بیان کر رہا ہے وہ صلیبی کام ہے جہاں شیطان یسوع مسیح کی ایڑی پر کاٹے گا لیکن یسوع مسیح اُس سانپ کے سر کو کچلے گا۔ گناہ انسان اور خدا کے درمیان رکاوٹ ہے۔ صلیب پر چڑھ کر یسوع مسیح اس رکاوٹ کو دور کر دے گا اور خدا کا دروازہ کھولے گا تاکہ سب اُس پر ایمان لا کر خدا تک رسائی پا سکیں۔ بائبل مقدس کا بقیہ تمام مواد خدا کی طرف سے کئے گئے اس وعدے پر عملدرآمد کی تفصیلات پر مبنی ہے۔ پرانے عہدنامہ کی ہر بات عورت کی نسل کے ساتھ کئے گئے اس وعدہ کی تکمیل کی نشاندہی کرتی ہے۔ پیدائش 12:1-3 میں اس وعدے کو نسلِ ابراہیمی تک محدود بیان کیا گیا ہے۔ پیدائش 49:8-12 میں یہوداہ کے قبیلہ کے لئے اور یسعیاہ 7:14 میں ایک کنواری کی نسل کے ساتھ جبکہ بالآخر متی 1:23 میں مریم سے پیدا ہونے والے یسوع مسیح یعنی مسیحِ موعود کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

"اور خداوند خدا نے آدم اور اس کی بیوی کے واسطے چمڑے کے

سب انسانوں کے پاس موقع ہے کہ گناہ سے اور اس کے نتائج سے آزاد اور الگ ہو سکیں۔ لیکن اس آزادی کا دارومدار ایک فیصلہ پر ہے۔

باغِ عدن میں آزاد حیثیت رکھنے والے آدم نے درخت کی طرف دیکھا، اور یہ جانتے بوجھتے کہ اِس کا انجام کیا ہوگا اُس نے انجام کا حصہ بن جانے کا فیصلہ کر لیا۔ انجام موت ہے۔ ہم سب جو آدم میں مردہ ہیں آج اُسی طرح کے ایک اور درخت کے سامنے کھڑے ہیں۔ ہم صلیب کے سامنے کھڑے ہیں، یہ جانتے ہیں کہ انجام کیا ہوگا، اُس میں شامل ہو جانے کا فیصلہ کر لیں، اس کا انجام زندگی اور آزادی ہوگا۔

تینوں اقسام کے گناہ کا حل صلیب میں موجود ہے:

منسوب کردہ گناہ: اس گناہ کا سامنا سچائی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے کہ نجات پاتے وقت ہمیں مسیح یسوع میں شامل کر لیا گیا ہے۔ ہم اُس وقت تک قصوروار تھے جب تک آدم

کرتے بنا کر اُن کو پہنائے'' (پیدائش 21:3)۔

خدا کی طرف سے آدم اور حوا کو پوشاک پہنانا بائبل مقدس میں مخلصی کی اولین تصویر ہے۔ گنہگار انسان کو ڈھانپنے کے لئے ایک بے عیب جانور قربان کیا گیا۔ اس لبادے کو قبول کر کے آدم اور حوا نے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ اُن کے گناہ کی وجہ سے اس دنیا میں اُن کے اور خدا کے درمیان جو روحانی جُدائی آ گئی ہے ہم اُسے دور کرنے میں بے بس ہیں۔

وہ بے بس ہونے کے باوجود آزاد مرضی کے مالک ہیں اور اس بار وہ اپنی آزاد مرضی کا استعمال موعودہ نجات دہندہ کی آمد کے منتظر رہنے کا ارادہ کر کے کرتے ہیں۔

میں تھے، اب ہمیں مسیح یسوع میں بے گناہ حالت میں دیکھا جاتا ہے، ''پس جس طرح ایک آدمی کے باعث سب مر گئے اسی طرح ایک کے سبب سے سب زندہ کئے جاتے ہیں'' (1 کرنتھیوں 1:30،15:21-22؛ رومیوں 4:22-24؛ فلپیوں 3:9)

موروثی گناہ: اِس گناہ کا مقابلہ اس حقیقت سے کیا جاتا ہے کہ اب جب ہم مسیح یسوع پر ایمان لائے ہیں تو ہمیں ایک نئی فطرت عطا کی گئی ہے اور ایسی روح بخشی گئی ہے جو گناہ کر ہی نہیں سکتی۔ ''پس جو کوئی مسیح یسوع میں ہے وہ نیا مخلوق ہے۔'' (2 کرنتھیوں 2:17)

شخصی گناہ: ایسے گناہ کا مقابلہ اس سچائی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے کہ یسوع نے تمام گناہوں کی قیمت چکا دی ہے (2 کرنتھیوں 5:21؛ 1 پطرس 2:24؛ یسعیاہ 53:6)۔ چونکہ اس نے تمام گناہوں کا جرمانہ ادا کر دیا ہے، جب ہم گناہ کرتے اور خدا کے ساتھ رفاقت توڑ لیتے ہیں تو ہم اپنے گناہوں کا اقرار کر کے معافی حاصل کر سکتے ہیں (1 یوحنا 1:9؛ افسیوں 5:18)۔

آزاد مرضی

اگرچہ اس سے گناہ یا برائی کا احتمال ہوتا ہے تاہم آزاد مرضی ایسی واحد بات بھی ہے جس کے ساتھ ہر طرح کی محبت، بھلائی اور عظیم شادمانی ممکن بنتی ہے۔ خودرو مخلوقاتی دنیا کی مشینی انداز سے کام کرنے والی مخلوقات بھی بمشکل تخلیق کاری کے لائق ہوتی ہوں گی۔ خدا نے اپنی عظیم تر مخلوقات کے لئے جس طرح کی شادمانی مقرر کی ہے وہ ایسی شادمانی ہے جس میں پوری آزادی کے ساتھ، رضا کارانہ طور پر اور بے بیان محبت کے ساتھ خدا اور دیگر لوگوں کے ساتھ رفاقت کی خوشی شامل ہے جس کا موازنہ اگر عام دنیاوی مرد و عورت کے مابین بے خودی کے ساتھ کیا جائے تو اِن دونوں کے درمیان ایسا ہی فرق ملے گا جیسا کہ دودھ اور پانی میں۔ اور اس کے لئے بھی انہیں آزاد ہونا چاہئے۔

بے شک خدا جانتا تھا کہ اگر انسان نے اپنی آزادی کو غلط انداز سے استعمال کر لیا تو کیا ہوگا: بادی اُلنظر میں تو اس نے اِس بات کو ایک خطرہ ہی جانا تھا۔ شاید، ہم میں اس بات کے ساتھ نا متفق ہونے کا رجحان موجود ہے۔ لیکن خدا کے ساتھ نا متفق ہونے میں بھی ایک مشکل ہے۔ وہ ہی آپ کے فہم وادراک کی تمام قوت کا منبع ہے: آپ اپنے آپ میں حد سے زیادہ درست نہیں ہو سکتے اور وہ غلط نہیں ہو سکتا بالکل اس طرح کہ کسی چشمے کے پانی کی لہریں اُس کے اپنے منبع سے زیادہ بلند نہیں ہو سکتیں۔ اگر خدا اس کائنات کی جنگ جیسی حالت کو کسی کی آزاد مرضی کی قیمت خیال کرتا ہے تو پھر یقیناً ایسا ہے، کیونکہ یہ قیمت ایسی زندہ کائنات کو خلق کرنے کے لئے جس میں مخلوقات حقیقی اچھائی یا برائی کر سکیں، کسی کو تکالیف پہنچا سکیں اور کچھ نہ کچھ حقیقی اہمیت کے کام ہوتے رہیں، بجائے کہ کھلونے جیسی ایک ایسی دنیا ہو جس میں کوئی چیز اُسی وقت حرکت کر سکتی ہو جب اس کی ڈور کھینچی جائے......تو پھر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ادائیگی بالکل جائز ہے۔

سی ایس لوئیس

سبق 1-2

منصوبہ......مخلصی

رومیوں 8:28-30

آدم اور حوا کے گناہ میں معزول ہونے کی وجہ سے تمام نسلِ انسانی خدا سے جُدا ہو گئی، خرابیوں میں دھکیل دی گئی اور ہلاکت کی راہ پر چل نکلی۔ لیکن تاریخِ انسانی کے آغاز پر خدا کے منصوبہ کے سامنے یہ مصیبتیں ایسی رکاوٹ نہ تھیں جس طرح کہ آج کی مصیبتیں رکاوٹ بن رہی ہیں۔ ازل ہی سے خدا کے پاس کائنات کے لئے ایک منصوبہ تھا۔ رومیوں 8 باب میں پولس رسول خدا کے ازلی منصوبہ اور انسان کی روزمرہ زندگی کے درمیان تعلق کی وضاحت کرتا ہے۔

''اور ہم کو معلوم ہے کہ سب چیزیں مل کر خدا سے محبت رکھنے والوں کے لئے بھلائی پیدا کرتی ہیں یعنی ان کے لئے جو خدا کے ارادہ کے موافق بلائے گئے ہیں'' (رومیوں 8:28)

''ہم کو معلوم ہے'' کے لئے یونانی زبان کا لفظ Oida ''اویڈا'' ہے جو مخصوص معلومات اور جامع سوجھ بوجھ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ فعل کامل میں اس کا اشارہ اُس علم کی طرف ہوتا ہے جو ہم نے ماضی میں سیکھا ہو اور موجودہ وقت میں ہمارے پاس ہو۔ اِسے اس طرح بھی ترجمہ کیا جاسکتا ہے ''ہم نے پورے یقین کے ساتھ جان لیا ہے۔'' پولس یہاں سب لوگوں کی بات نہیں کرتا؛ وہ اُن کی بابت کہتا ہے جنہیں ماضی میں سکھایا گیا اور اسی لئے اب وہ جانتے ہیں کہ

اُن کے وجود کی یقیناً کوئی وجہ ضرور ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ وجہ کیا ہے۔

جب پولس نے یہ لکھا کہ ''خدا سب چیزوں سے بھلائی کے کام کرواتا ہے۔'' (سب چیزیں مل کر خدا سے محبت رکھنے والوں کے لئے بھلائی پیدا کرتی ہیں) تو وہ یہ نہیں کہہ رہا کہ خدا صرف بھلائی کے کام ہی ہونے دیتا ہے، بلکہ یہ کہ وہ ایسی دونوں چیزوں کو متحرک کرتا ہے جو نہ صرف بھلائی کی بلکہ برائی کی بھی ہیں اور ان دونوں سے وہ بھلائی پیدا کرواتا ہے۔

یہاں ''بھلائی'' کے لئے یونانی لفظ Agathos استعمال ہوا ہے جسکے معنی ہیں کامل بھلائی یا حتمی بھلائی۔ حتمی بھلائی کے لئے لازم نہیں کہ وہ رواں وقت کی بھلائی بھی ہو۔ خدا جو کہ ازلی وابدی ہے، اُس کا گہرہ یا طویل جائزہ لیتا ہے۔ وہ زیادہ فکر اِس بات کی نہیں رکھتا کہ ہم موجودہ وقت میں کس مقام پر ہیں، بلکہ اِس بات کی کہ وقت کے ساتھ ساتھ کون سا کردار ہم میں پروان چڑھ رہا ہے نیز وہ ہماری ابدی منزل کی بابت فکر رکھتا ہے۔ کوئی بھی ایسا شخص جسے ابدیت کی کوئی فکر نہ ہو، جس نے وقت پر نظریں جما رکھی ہوں اور اُن چیزوں پر دھیان لگا رکھا ہو جو موجودہ وقت میں اُسے مل سکتی ہیں، تو اُس نے خود کو کائنات کے نظام کے خلاف چلا رکھا ہے۔ ایسا شخص اپنی زندگی میں اس وعدہ کے اطلاق کا دعویدار نہیں ہوسکتا۔

خدا یہ وعدہ کس کے ساتھ کرتا ہے؟ جملے کا یہ حصہ ''خدا سے محبت کرنے والوں......'' اُن کی طرف اشارہ کرتا ہے جن کی نظریں خداوند یسوع مسیح کی شخصیت کے وسیلہ خدا پر مرکوز ہیں۔ خداوند یسوع مسیح نے یوحنا 6:14 میں واضح الفاظ میں کہا کہ ''کوئی میرے وسیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں آ سکتا'': راہ، اور حق اور زندگی میں ہوں؛ کوئی میرے وسیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں جاتا۔ اگر کوئی خدا کی بات تو کرے لیکن مسیح یسوع کو رد کرے، تو اُس کا خدا گویا اُس کے ذہنی تصورات جیسا خیالی ہے۔ وہ توقع بھی نہیں کرسکتا کہ اُس کی زندگی میں کامل یا حتمی بھلائی کا کوئی کام ہو سکے گا۔

یہاں استعمال کیا گیا لفظ محبت یونانی زبان میں Agapao (اگاپاؤ) ہے۔ گرامر کے

مطابق زمانہ حال فعل صفتی کے تحت اِس کا اشارہ مستقل عادت یا عمل کی طرف ہے۔ یہ وعدہ اُن کے ساتھ ہے جن کے پاس خدا کی محبت جیسا اندازِ زندگی ہے۔ لیکن اس کے کیا معنی ہیں؟ یوحنا 17:13 میں یسوع نے اپنے شاگردوں کو بتایا، ''اگر تم ان باتوں کو جانتے ہو تو مبارک ہو بشرطیکہ اُن پر عمل بھی کرو۔'' یوحنا 15:14 میں اُس نے کہا، ''اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے۔'' ''عمل کرنا'' کے لئے یونانی لفظ Tereo 'ٹیریؤ' ہے جس کا مطلب ''حفاظت کرنا، قدر کرنا یا عزیز رکھنا'' ہے۔ اُس کے کلام کا احترام محبت کا اظہار ہے۔ کوئی بھی شخص ہر وقت کاملیت کے ساتھ اطاعت نہیں کر سکتا؛ بلکہ سب ناکام رہتے ہیں۔ لیکن وہ شخص جو گر جانے کے بعد بار بار اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور وہ جو خدا کی مسلسل پیروی کرتا ہے...... صرف وہی شخص ایسی طرزِ حیات کا متحمل ہو سکتا ہے۔

وہ شخص جو خدا سے نفرت کرتا ہے اور خدا کو نظر انداز کرتا ہے اُسے توقع نہیں رکھنی چاہئے کہ کوئی بھی چیز مل کر اُسکی زندگی میں بھلائی پیدا کرے گی۔ خالقِ کائنات سے نفرت کرنا، زندگی کے پیچھے کارفرما قدرت کی حقارت کرنا، تاریخ کے ٹھہرانے اور مقرر کرنے والے سے روپوش ہونا اور پھر یہ توقع کرنا کہ زندگی میں سب کچھ بھلا ہی بھلا ہو گا محض بیوقوفی ہی ہے۔

''خدا سے محبت کرنے والوں......'' جملے کے اس حصہ کو ''جو خدا کے ارادہ کے موافق بلائے گئے ہیں'' جیسے الفاظ سے مزید تقویت دی گئی ہے۔ یونانی زبان میں Kletos کے لفظی معنی ''بلائے گئے'' کے ہیں اور یہاں اس کا استعمال صیغہ مفعولی ہے، اس لحاظ سے اسے فائدہ حاصل کرنے کا صیغہ کہا جا سکتا ہے۔ پولس یہ کہہ رہا ہے کہ ان لوگوں کو ایک فائدہ حاصل ہے کیونکہ وہ خدا کے بلاوے کا ہاں میں جواب دیتے ہیں۔ وہ بلاوہ کیا تھا؟ مسیح یسوع میں ایمانداروں کو نجات پانے کی دعوت۔ یہ بلاوا کن لوگوں کو دیا گیا ہے؟ ساری دنیا کو۔

''بلائے ہوئے'' وہ سب ہیں جو مسیح یسوع پر ایمان کے وسیلہ اِس بلاوے کا جواب دیتے ہیں۔ ''اُس کے ارادہ کے موافق'' یونانی زبان میں Kata Prothesis

''کاتا پروتھیسس'' ہے۔ ''کاتا'' Kata کے معنی ہیں ''معیار کے مطابق''۔ Prothesis ''پیشتر سے'' کیلئے ہےاور Tithemi کا مطلب ہے کسی جگہ تعینات یا مقرر کرنا۔ خدا نے معیار مقرر کئے ہیں۔ اُس کے معیار حتمی اور ابدی ہیں۔ وہ کبھی بدلنے کے نہیں، بالکل اُس کی اپنی ذات کی طرح جو کبھی بدلنے والی نہیں۔ بنائے عالم سے پیشتر خدا نے کائنات کی ظاہری کارکردگی اور انسان کی روحانی کارکاردگی کی ترتیب مقرر کی۔ اُس نے کبھی بھی کائنات کو کسی کھلونے کی طرح اِس خیال کے ساتھ کہ اب معلوم نہیں اِس کے ساتھ کیا ہوگا، واپس سمیٹ کر اِسے ڈھیلا ڈھالا کر کے چھوڑ نہیں دیا۔ بنائے عالم سے پیشتر خدا کے پاس منصوبہ تھا اور اُس نے کلامِ مقدس میں نمایاں تفصیل کے ساتھ اپنے اس منصوبہ کو ظاہر کیا ہے۔

رومیوں 28:8 خدا کے اِس وعدہ کی بابت کہ سب چیزیں ہماری زندگیوں کی بھلائی کا کام کرتی ہیں میں ہم پر دو شرائط عائد ہوتی ہیں۔ لازم ہے کہ ہم خدا سے محبت رکھیں اور اُس کے ارادہ کے موافق بلائے ہوئے بھی ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم اُس کے ارادہ (مرضی) کے مطابق زندگی گزار رہے ہوں، اور اُس کے منصوبہ کی پیروی کے خواہاں ہوں۔ اگر میں کوئی گاڑی خریدوں اور چاہوں کہ یہ اُسی طرح دوڑے جس طرح دوڑنے کے لئے اسے بنایا گیا ہے، تو مجھے صنعت کار کی جانب سے اِس کی دیکھ بھال کے کتابچہ میں دی گئی ہدایات پر ضرور ہی عمل کرنا ہوگا۔ اگر میں کوئی گھر تعمیر کروں اور چاہوں کہ یہ قائم رہے، تو مجھے ماہرِ تعمیرات کے تیار کردہ نقشہ پر عمل کرنا ہوگا۔ اگر میں ایسا اتھلیٹ (کھلاڑی) ہوں جس کا دل اولمپک کھیلوں میں سونے کے تمغے پر لگا ہو، تو میں اپنے کوچ کے تربیتی جدول کی پیروی ضرور کروں گا۔ اگر میں چاہوں کہ تمام چیزیں میری زندگی میں بھلائی کے لئے کام کریں تو میں خدا کے منصوبہ (ارادہ) کی پیروی کروں گا۔

کیا ارادہ کی پیروی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں صرف بھلے کاموں کا ہی تجربہ حاصل ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ ہمیں دکھوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا، اس کے ساتھ ساتھ برکات اور خوشحالی کا بھی۔ ہمیں اُن تمام باتوں کا سامنا کرنا پڑے گا جو عمومی زندگی میں سب کے

’’سب چیزیں مل کر کام کرتی ہیں......‘‘

رومیوں 28:8 یہ بیان نہیں کرتی کہ سب چیزیں اچھی ہیں بلکہ وہ تمام چیزیں مل کر اُن سب کی بھلائی کے لئے کام کریں گی جو خدا پر بھروسا رکھتے ہیں۔ وہ اپنے بچوں کے ساتھ ایسا سب کچھ ہونے دیتا ہے جو بُرا معلوم ہوتا ہے اُس کے ہاتھوں میں سب کچھ بھلائی کے لئے ڈھل جاتا ہے۔ پیدایش 37-50 اِس بات کو سمجھنے میں نصاب کی حیثیت رکھتا ہے کہ رومیوں 28:8 حقیقی زندگی میں کس طرح کام کرتی ہے۔

یہ بات اچھی نہیں تھی کہ یعقوب نے اپنے بیٹے یوسف کی طرفداری کی۔ یہ بات بُری تھی کہ یوسف کے بھائیوں نے اُس سے نفرت رکھی۔ یہ بات بھی بُری تھی کہ انہوں نے یوسف کو کنویں میں پھینک دیا۔ یہ بات بُری تھی کہ انہوں نے یوسف کو بنی اسماعیل کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ یہ بات بھی بری تھی کہ اُسے غلام بنا کر مصر لے جایا گیا۔ یہ بات بھی بُری تھی کہ ایک اعلیٰ اور بااختیار منصب پر فرائض انجام دینے کے بعد اُسے ایسے جرم کی پاداش میں قید خانہ میں ڈال دیا گیا جو اُس نے کبھی کیا ہی نہ تھا۔ یوسف کے ساتھ یکے بعد دیگرے بُری باتیں پیش آتی رہیں، لیکن خدا نے اُن میں سے ہر ایک سے بھلائی کا کام لینا چاہا۔ یوسف اِس لائق تھا کہ اپنی زندگی میں پیش آنے والی ہر ’’مصیبت‘‘ کے ظاہری تناسب کو دیکھ سکے، اُس نے خدا پر بھروسا رکھا جس نے ہر ایک بُرائی کو ایک طویل المدت بھلائی کا کام کرنے کے لئے تیار کر دیا، نہ صرف یوسف کے لئے، اُس کے خاندان اور بنی اسرائیل کی بھلائی کے لئے، بلکہ اُس کی داستان سُننے والے ہر ایک شخص کے لئے بھی۔

جب یعقوب مصر میں فوت ہو گیا، تو یوسف کے بھائیوں پر خوف طاری ہو گیا۔ ’’یوسفؔ شاید ہم سے دشمنی کرے اور ساری بدی کا جو ہم نے اس سے کی ہے پورا بدلہ لے‘‘ (پیدایش 15:50)۔ لیکن یوسف اپنے سارے دکھوں اور بھائیوں کے سلوک پر الزام لگانے کی نسبت خدا کی کارسازی یا عاقبت اندیشی کا انتہائی عظیم ادراک رکھتا تھا۔ ’’مت ڈرو۔ کیا میں خدا کی جگہ پر ہوں۔ تم نے مجھ سے بدی کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن خدا نے اسی سے نیکی کا قصد کیا تا کہ بہت سے لوگوں کی جان بچائے، چنانچہ آج کے دن ایسا ہی ہو رہا ہے‘‘ (پیدایش 19:50-20)۔

سامنے آتی ہیں۔لیکن ہماری زندگیوں میں ایک فرق ہوگا۔ہم جانتے ہوں گے کہ تمام چیزیں ......اچھی چیزیں اور بری چیزیں......اپنے ساتھ ایک مقصد لئے ہوئے ہوتی ہیں۔ہم جانیں گے کہ سب چیزیں ایک حتمی ہدف کے لئے کام کر رہی ہیں:یعنی لامحدود، حتمی اور ابدی بھلائی۔کس حتمی بھلائی کی بابت خدا چاہتا ہے کہ وہ ہماری زندگیوں میں کام کرے؟ وہ چاہتا ہے کہ ہم اُسکے بیٹے کے ہمشکل بنیں۔

> ''کیونکہ جنکو اس نے پہلے سے جانا انکو پہلے سے مقرر بھی کیا کہ اسکے بیٹے کے ہمشکل ہوں تا کہ وہ بہت سے بھائیوں میں پہلوٹھا ٹھہرے۔اور جنکو اس نے پہلے سے مقرر کیا انکو بلایا بھی اور جنکو بلایا انکو راستباز بھی ٹھہرایا اور جنکو راستباز ٹھہرایا انکو جلال بھی بخشا۔''(رومیوں 8:29-30)

''ہمشکل بننا'' کے لئے یونانی لفظ summorphoo ہے لفظ 'Sun' بمعنی ''اکٹھا''، اور 'Morphoo' کا مطلب ہے وضع قطع، ڈھنگ، اصلیت وغیرہ۔خدا اپنے سب فرزندوں کو اکھٹا کر کے اُنہیں وضع قطع، ڈھنگ اور اصلیت میں یکجا کر کے خداوند یسوع مسیح کی مانند بنائے گا۔خدا کی پیروی کا عظیم ترین مقصد امیری، شہرت یا کامیابی نہیں بلکہ اُس کے بیٹے کے ہمشکل ہونا ہے۔ہماری زندگی کے لئے خدا کا عظیم ترین مقصد یہ ہے کہ ہمیں اس دنیا کی عظیم ترین ہستی کی مانند بنائے۔

پولس ازل(ماضی) میں خدا کی طرف سے کئے گئے ایسے پانچ اقدامات کا ذکر کرتا ہے جو اُن لوگوں کی خاطر کئے گئے جنہیں اپنے وقت پر خدا کے فرزند بننا تھا۔

1 اُس نے پیشتر سے جانا: انسانی تاریخ سے پیشتر، خدا نے ہر ایک کام کا حتمی انجام یا اختتام بھی دیکھ لیا تھا۔خدا میں پائے جانے والی پیش علمی یا علمِ سابق سے ہی روحانی دور اندیشی کا نظریہ سامنے آتا ہے۔دور اندیشی کے لئے لاطینی لفظ Pro videre

ہے۔Videre کے معنی ہیں عکس بندی کرنا......یعنی دیکھنا۔ Pro کے معنی ہیں ''پیشگی یا پیشتر سے''۔انگریزی زبان کے لفظ Provide کی ابتدا بھی اسی سے ہوئی ہے۔ چونکہ خدا نے دیکھا، اس لئے وہ فراہم یا مہیا بھی کر سکا۔

خدا نے زمانۂ سابق ہی سے دیکھ لیا تھا کہ ہماری زندگی میں کس وقت کیا کچھ واقع ہوگا۔اُس نے ہم سب کو دیکھا۔اُس نے جان لیا کہ ہم کب وجود پائیں گے۔اُسے یہ معلوم تھا کہ ہم کیا کیا سوچیں گے۔ چونکہ وہ ہر اُس گناہ کو بھی جانتا تھا جو ہم کرنے کو تھے، اس لئے وہ اُن گناہوں کو صلیب پر یسوع مسیح پر لادسکا۔وہ جانتا تھا کہ آیا ہم مسیح یسوع پر ایمان لانے کی دعوت قبول کریں گے یا رد کر دیں گے۔اور وہ جانتا تھا کہ اگر ہم نے اس دعوت کو رد کر دیا تو ہم کبھی بھی ''اُس کی مرضی کے ارادہ کے مطابق بلائے ہوؤں'' میں شمار نہ ہوسکیں گے۔

2۔اُس نے پیشتر سے مقرر کیا: پیشتر سے مقرر کئے جانے کا نظریہ لوگوں کو ڈرا دیتا ہے۔یونانی زبان میں یہ لفظ Proozio ہے۔Pro کے معنی ہیں ''پیشتر یا پیشگی'' Horizo کا مطلب ہے ''حدیں مقرر کرنا''۔اس لفظ کا مطلب منزل کا تعین کرنا یا ہدف طے کرنا بھی ہے۔خدا نے ہر اُس شخص کے لئے ایک منزل مقرر کی ہے جو خداوند یسوع پر ایمان کا اظہار کرتا ہے۔اس زمین پر، اُس منزل سے مراد ہے یسوع کے ساتھ رفاقت میں داخل ہونا اور اُس کی طرف سے ٹھہرایا گیا ایک مخصوص کام مکمل کرنا (افسیوں 10:2)۔ابدیت میں، اِس منزل یا ہدف سے مراد ہمیشہ کی زندگی اور دائمی میراث حاصل کرنا ہے (1 پطرس 1:4-5)۔

خدا ہم سب کی زندگیوں میں حدیں مقرر کرتا ہے۔وہ ہمیں خلق کرنے سے پیشتر جانتا تھا کہ مسیح کی صورت پر ہونے کے لئے ہمیں زندگی میں کیا کچھ کرنا ہوگا۔وہ جانتا تھا کہ ہم کتنے کٹھن یا کتنے اچھے حالات کا سامنا کر سکتے ہیں، اور اُس نے دونوں طرح کے حالات کی حدیں مقرر کیں۔

3۔اُس نے بلایا بھی: ''بلانا'' یونانی زبان میں Kaleo ہے۔خدا نے بڑی

سادگی میں دعوت دی، اور اُس دعوت کو قبول کیا گیا۔ جب ہم یسوع مسیح پر ایمان لاتے ہیں، تو ہم

خدا کا بلاوا

''کیونکہ خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تا کہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔ کیونکہ خدا نے بیٹے کو دنیا میں اسلئے نہیں بھیجا کہ دنیا پر سزا کا حکم کرے بلکہ اسلئے کہ دنیا اسکے وسیلہ سے نجات پائے۔''(یوحنا16:3-17)

خدا سب لوگوں کی نجات چاہتا ہے(1 تیمتھیس4:2؛ 2پطرس9:3)۔ اسی لئے اُس نے خود کو انسان پر ظاہر کیا اور مسلسل ظاہر کرتا ہے: کائنات کے وسیلہ (زبور19 :1-2 ؛ رومیوں18:1-20)، انسانی شعور کے وسیلہ (رومیوں14:2-15)، اپنے تحریری کلام کے وسیلہ (متی4:4؛ 2 تیمتھیس16:3، زندہ کلام کے وسیلہ (یوحنا1:1-4؛14-18؛ عبرانیوں1:1-2) اپنے منہ کے کلام سے(1 کرنتھیوں6:2-13,7)۔ اُس نے سب انسانوں کے دلوں میں ابدیت کو جا گزین کیا ہے(واعظ11:3)۔

بلکہ خدا نے ہمیں حقیقی آزادی میں پیدا کیا ہے اور ہمیں اس بات کے انتخاب کی آزادی دیتا ہے کہ اُس کی زندگی کی دعوت پر کس طرح ردِعمل ظاہر کریں۔ ہم سب ایک ایسے مقام تک پہنچتے ہیں جہاں ہم خدا کے وجود سے واقف ہو جاتے ہیں۔ ہم اس وقت کو''حساب لئے جانے کا دور کہتے ہیں ''یا''خدا کی آ گاہی'' کا مقام کہتے ہیں۔ اگر ہم اِس مقام تک پہنچ کر خدا کے ساتھ مثبت رہیں، اگر ہم اُس کے تعلق سے مزید جاننا چاہیں، تو وہ اس بات کو دیکھے گا کہ ہم خوشخبری کو سُنتے ہیں۔

بہر حال، اگر ہم خدا کے ساتھ کچھ سروکار رکھنا نہ چاہیں تو وہ موجودہ وقت اور ابدیت دونوں میں ہمیں، اُس سے الگ رہنے کی ہماری خواہش کے حوالہ کر دے گا۔ خدا کسی کو ہمیشہ کی آگ میں نہیں بھیجتا، اور نہ ہی ہمیشہ کی آگ ایسی جگہ ہے جہاں گنہگار اپنے گناہوں کی قیمت چُکا سکیں۔ سب گناہوں کی قیمت یسوع مسیح کے وسیلہ سے صلیب پر چُکائی جا چکی ہے۔ ہمیشہ کی آگ جو کہ نافرمان فرشتوں کے لئے تیار کی گئی تھی نا کہ انسان کیلئے، اُن لوگوں کی ابدی منزل بن جاتی ہے جب وہ خدا کے بلاوے کو رد کرنے کا انتخاب کرتے ہیں۔ (متی 25 :41؛ یوحنا3 :16,18؛ رومیوں1 :24,26,28)۔

اُس نجات میں داخل ہو جاتے ہیں جو پیشتر سے تیار کی گئی تھی۔

4۔اُس نے راستباز ٹھہرایا: ''راستباز ٹھہرانا'' یونانی زبان میں اس کیلئے لفظ Dikaioo ہے، یہ رومی قانونی اصطلاح ہے جس کے معنی ہیں کسی شخص کو قانونی طور پر راستباز قرار دینا۔ خدا کسی ایسے کام کی بنیاد پر ہمیں راستباز نہیں ٹھہراتا جو ہم نے کیا ہو، بلکہ خداوند یسوع مسیح کی راستبازی کی بنیاد پر، جسے ایمان کے وسیلہ حاصل کیا جاتا ہے۔ خدا نے اپنے بیٹے کو ہمارے واسطے گناہ بنا دیا تاکہ وہ ہمیں مسیح یسوع پر ایمان لانے کے وسیلہ خدا کی راستبازی بنا سکے (2 کرنتھیوں 21:5)۔ راستبازی ایک نعمت ہے۔

5۔اُس نے جلال دیا: ''جلال دینا'' یونانی زبان میں لفظ Doxazo ہے جس کے معنی ہیں ''جلالی بنانا۔'' پولس رسول اپنی تحاریر میں ''جلال'' کو خدا سے علاقہ رکھنے والی تمام باتوں میں سب سے زیادہ ٹھوس اصطلاح کے طور پر بیان کرتا ہے۔ ''جلال'' ہر اُس کام یا اقدام کی بابت بیان کرتا ہے جس سے خدا کا جوہر ظاہر ہوتا ہو۔ جہاں کہیں خدا کا کردار منعکس ہوا، وہ بھی جلال ہی ہے۔ ہمیں عین اِسی مقصد کے لئے پیدا کیا گیا تھا: کہ خدا کا جلال ظاہر کریں (یسعیاہ 7:43؛ رومیوں 23:9؛ افسیوں 14,12,6:1)۔

بیان کردہ تمام افعال میں سے ہر ایک فعل مضارع ہے۔ فعل ''مضارع ماضی مطلق'' وہ کام ہوتا ہے جو کسی مخصوص وقت میں کیا گیا ہو۔ گرائمر کی رو سے یہ فعل یا کام خدا کا جاری کردہ تھا۔ وہی ہے جس نے پیشتر سے جانا، پیشتر سے مقرر کیا، جس نے بلایا، راستباز ٹھہرایا، اور جلال بخشا۔ سب کچھ اُسی نے کیا تھا۔ یہاں خبریہ فعل (فعل مظہر) کا انداز ہی سچائی کے اِس بیان کی حقیقی سند ہے۔

خدا نے یہ سب کچھ کسی خاص وقت میں، تاریخِ عالم سے پیشتر کسی وقت کیا، یعنی کسی ایسے وقت میں جسے ہم ''ابتدا'' کہتے ہیں۔ وہ جانتا تھا کہ ہم میں سے ہر ایک کس طرح مسیح یسوع پر ایمان کا اظہار کرے گا اور اپنے اُسی علم میں خدا نے ہماری ابدی منزل طے کر دی تھی۔

اِس سے پیشتر کہ انسانی ہستی میں کسی طرح کا کوئی نقص پیدا ہوتا، خدا کے پاس اُس کا حل موجود تھا۔ آج ہم جس طرح کی بھی مشکل کا سامنا کرتے ہیں، خدا پیشتر سے اس کے لئے تیار تھا۔ چونکہ اُن نے دیکھا اور چونکہ وہ فکر رکھتا ہے، وہ ایک منصوبہ کے ساتھ آ موجود ہوا۔ اُس منصوبہ یا ارادہ میں خدا نے ہر بات کا حل مہیا کیا اور اُسے ایک ایسے لبادے میں لپیٹ کر دے دیا جسے ہم خدا کا بیٹا کہتے ہیں جو جلالی خداوند، سلامتی کا شہزادہ اور خداوند یسوع مسیح ہے۔ اور خدا نے اُسے دنیا میں کس کام کے لئے بھیجا تھا؟ تا کہ ہماری مشکلات کو اٹھا لے جائے؟ جی نہیں، بلکہ ہمارے اندر کچھ ایسا انڈیلنے کے لئے جس سے ہم اُن مشکلات کا مقابلہ کر سکیں۔ ہم اِن تمام حلِ مشکلات کو اُسی صورت اپنے ساتھ رکھ سکتے ہیں...... اگر ہم مسیح یسوع کو بھی اپنے ساتھ رکھیں۔

خدا کا منصوبہ

میں خدا ہوں اور مجھ سا کوئی نہیں جو ابتدا ہی سے انجام کی خبر دیتا ہوں...... اور کہتا ہوں کہ ”میں اپنی مرضی بالکل پوری کروں گا۔“ یسعیاہ 46:9-10

”خداوند کی مصلحت ابد تک قائم رہیگی اور اسکے دل کے خیال نسل در نسل“ (زبور 33:11)۔

”آدمی کے دل میں بہت سے منصوبے ہیں لیکن صرف خداوند کا ارادہ ہی قائم رہیگا“ (امثال 19:21)۔

”رب الافواج قسم کھا کر فرماتا ہے کہ یقیناً جیسا میں نے چاہا ویسا ہی ہو جائیگا اور جیسا میں نے ارادہ کیا ہے ویسا ہی وقوع میں آئیگا“ (یسعیاہ 14:24)۔

”ہاں گھاس مرجھاتی ہے، پھول کملاتا ہے پر ہمارے خدا کا کلام ابد تک قائم ہے“ (یسعیاہ 40:8)۔

”۔۔۔میں خدا ہوں اور مجھ سا کوئی نہیں۔ جو ابتدا ہی سے انجام کی خبر دیتا ہوں اور ایامِ قدم سے وہ باتیں جو اب تک وقوع میں نہیں آئیں بتاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ میری مصلحت قائم رہیگی اور میں اپنی مرضی بالکل پوری کرونگا۔ جو مشرق سے عقاب کو یعنی اس شخص کو جو میرے ارادہ کو پورا کریگا دور کے ملک سے بلاتا ہوں۔ میں نے یہ کہا اور میں ہی اسکو وقوع میں لاؤنگا۔ میں نے اسکا ارادہ کیا

اور میں ہی اسے پورا کرونگا" (یسعیاہ 46:9-11)۔

"جب وہ خدا کے مقررہ انتظام اور علمِ سابق کے موافق پکڑوایا گیا تو تم نے بے شرع لوگوں کے ہاتھوں اسے مصلوب کروا کر مار ڈالا" (اعمال 2:23)۔

"پس اب میں تم سے کہتا ہوں کہ ان آدمیوں سے کنارہ کرو اور ان سے کچھ کام نہ رکھو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا سے بھی لڑنے والے ٹھہرو کیونکہ یہ تدبیر یا کام اگر آدمیوں کی طرف سے ہے تو آپ برباد ہو جائیگا۔ لیکن اگر خدا کی طرف سے ہے تو تم ان لوگوں کو مغلوب نہ کر سکو گے" (اعمال 5:38-39)۔

"چنانچہ اس نے اپنی مرضی کے بھید کو اپنے اس نیک ارادہ کے موافق ہم پر ظاہر کیا جسے اپنے آپ میں ٹھہرا لیا تھا۔ تاکہ زمانوں کے پورے ہونے کا ایسا انتظام ہو کہ مسیح میں سب چیزوں کا مجموعہ ہو جائے۔ خواہ وہ آسمان کی ہوں خواہ زمین کی۔ اسی میں ہم بھی اسکے ارادہ کے موافق جو اپنی مرضی کی مصلحت سے سب کچھ کرتا ہے پیشتر سے مقرر ہو کر میراث بنے" (افسیوں 1:9-11)۔

سبق 1-3:

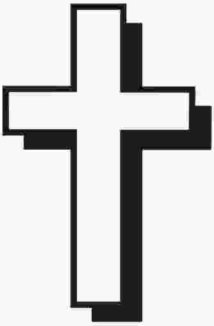

انتظام......صلیب

یوحنا 1:1-5،14،18

1 کرنتھیوں 15:1-4

جبکہ انسان ہنوز نہ تو حقیقتاً خلق کیا گیا اور نہ ہی ابھی گناہ میں گرا تھا، زمانۂ ازل ہی سے خدا نے آدم اور حوا کی نجات کا منصوبہ تیار کرلیا تھا۔ اُن کی پیدائش اور نافرمانی میں گرنے کے بعد انسانی تاریخ کے دورانیہ میں عین وقت پر مسیح اِس دنیا میں آیا تاکہ اُس منصوبہ کو عملی شکل دے۔

کائنات کی ہر چیز مُنجی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ہر ایک اصول، تمام وعدے، خدا کے کلام کی ہر ایک سچائی اِسی لئے بیش قدر ہے کہ وہ خداوند یسوع مسیح کی ذات اور اُس کے کام سے علاقہ رکھتی ہے۔ اسی وجہ سے کلسیوں 1:18 کہتی ہے کہ خدا کے سارے منصوبے کا خلاصہ صرف ایک بات میں ہے: اُسے ہر ایک بات میں......اوّل درجہ اور فضیلت حاصل ہے۔

دو باتیں مسیح کی فضیلت کی بنیاد ہیں: اُس کی ذات اور اُس کا کام۔ یسوع مسیح کون ہے؟ وہی خدا ہے......تھا......اور رہے گا۔ ایک وقت آیا جب وہ انسان بن کر آیا......اور وہ ہمیشہ رہے گا۔ پہلی صدی کے اختتام کے نزدیک، جب خداوند یسوع کی الوہیت اور بشریت جیسے عقائد

نشانہ پر تھے،تو یوحنا رسول نے یسوع مسیح کی ذات سے متعلق الجھن دور کرنے کے لئے لکھا۔

''ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یہی

ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا''(یوحنا 1:1-2)۔

یوحنا کہتا ہے کہ ماضی میں تخلیق سے بھی پہلے لاکھوں، کروڑوں سال جس قدر پیچھے جا سکتے ہو جاؤ،اور تُم جہاں کہیں سے بھی آغاز کرو گے وہاں ''کلام'' موجود تھا۔ یونانی زبان میں یہ لفظ Eimi ہے جس کے معنی ہیں ''ہونا''۔اِس جملہ میں نامکمل فعل ظاہر کرتا ہے کہ اُس کے وجود کا تسلسل ماضی ہی سے جاری تھا۔

ابتدا میں نہ صرف کلام تھا بلکہ کلام ''خدا کے ساتھ'' تھا۔ یونانی Pros کے معنی ہیں ''روبرو''۔ یوحنا کلام کی انفرادی حیثیت بیان کر رہا ہے، یہ حقیقت کہ وہ آسمانی خدا باپ سے الگ حیثیت میں تھا۔ابتدا میں کلام موجود تھا؛ ماضی میں کلام کا ابدی وجود تھا اور وہ خدا کے روبرو تھا اسی لئے وہ خدا سے الگ انفرادی حیثیت رکھتا ہے۔اور ''کلام خدا تھا۔'' یوحنا کلام کی الوہیت کے بارے میں اس سے بڑی اور ٹھوس دلیل نہیں دے سکتا تھا۔

وہ اپنے اِس بیان میں کلام کی انفرادیت کا نظریہ دہراتا ہے ''وہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔'' اب یہاں پر یوحنا نے ایک اسمِ ضمیر شخصی Houtos استعمال کیا ہے جس کے معنی ہیں ''یہ منفرد شخص۔'' یوحنا اِس حقیقت پر زور دے رہا ہے کہ یہ کلام ایک قوت، یا طاقت نہیں ہے،اور نہ ہی کوئی وارد ہونے والی چیز ہے بلکہ ایک شخص ہے۔ازل سے موجود یہ شخص خدا سے منفرد ہے،اس کے باوجود خدا ہی ہے۔

سب چیزیں اس کے وسیلہ سے پیدا ہوئیں اور جو کچھ پیدا ہوا ہے اُس میں سے کوئی چیز بھی اسکے بغیر پیدا نہیں ہوئی۔اس میں زندگی تھی اور وہ زندگی آدمیوں کا نور تھی۔اور نور تاریکی میں چمکتا ہے اور تاریکی نے اُسے قبول نہ کیا(یوحنا 1:3-5)۔

''سب چیزیں''، اِس میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جن کی تخلیق ہوئی۔ ''پیدا ہوئیں'' یونانی زبان کا فعل Ginomai ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے جن چیزوں کا ظاہری وجود نہیں تھا اُن کا وجود میں آ کر ظاہر ہو جانا۔ اِس جملہ میں کے ایک حصہ ''اُس کے وسیلہ'' میں یوحنا نے Dia کا استعمال کیا ہے، اِس حرفِ اضافت میں صنعت کاری کا پہلو پایا جاتا ہے۔ ہمیں اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ سب چیزوں کا بنانے والا یا خالق یسوع مسیح ہے۔ چند آیات آگے چل کر یوحنا 10:1 آیت میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ ''دنیا اُس کے وسیلہ سے پیدا ہوئی۔'' کوئی بھی چیز یسوع مسیح کے بغیر اپنے ظاہری وجود میں نہیں آئی۔

اپنی تحریر میں کچھ آگے چل کر یوحنا نے اِسی طرح کی ایک اور بات درج کی ہے جو خداوند نے اپنے شاگردوں کے ساتھ آخری شام میں کہی ''تم مجھ سے جُدا ہو کر کچھ نہیں کر سکتے۔'' جس طرح یسوع مسیح کے بغیر کوئی بھی چیز اپنے ظاہری وجود میں پیدا نہ ہو سکی، اُسی طرح اُس کے بغیر کوئی روحانی وجود بھی نہیں پا سکتا۔ اُس سے تعلق رکھے بغیر زندگی میں کسی بات کے نہ کچھ معنی ہیں اور نہ حقیقت۔

یوحنا اِسی نظریہ کو بیان کرر ہا تھا جب اُس نے لکھا کہ ''اُس میں زندگی تھی۔'' یونانی زبان میں زندگی کے لئے دو الفاظ مستعمل ہیں۔ Bios ''بائیو'' جس کا اشارہ حتمی طور پر زندگی کے جسمانی یا ظاہری پہلو کی طرف ہے۔ Zeo ''زیئو''......یعنی جو لفظ یہاں استعمال کیا گیا ہے......اس کا اشارہ اصل یعنی واجب الوجود زندگی کی طرف ہے، جیسی زندگی خدا کی بھی ہے۔ یہ لفظ زندگی کی خصوصیت، اہمیت، معنویت کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ کلام میں زندگی کا جوہر اور زندگی کی خصوصیت تھی (جملہ کی ساخت بتاتی ہے کہ ''ہمیشہ سے تھی'') اور وہ زندگی ''آدمیوں کا نُور تھی۔''

نافرمانی میں گرنے کی وجہ سے انسان اِس زندگی سے خارج کر دیا گیا (افسیوں 18:4)۔ لیکن اب کسی نہ کسی طرح ازل سے ہی تثلیث کے دوسرے اقنوم میں پائے جانے والے شخص میں موجود زندگی کی خالص خصوصیات، اُس وقت آدمیوں کا نُور بن گئیں جب

کلام نسلِ انسانی میں آ موجود ہوا۔ وہ اِس لئے آیا کہ سب انسان اُس پر ایمان لا کر اِس زندگی میں حصہ دار بن سکیں (یوحنا 15:3)۔

یہ زندگی موت کی تاریکی میں پھنسی دنیا کا نور تھی، ایسا نور جو دنیا میں چمکا لیکن دنیا نے اُسے قبول نہ کیا۔ یہ نُور جس نے گناہ میں گری نسلِ انسانی پر ظاہر کیا تھا کہ خدا کِس طرح مشکل میں پھنسے ہوئے انسان کی خاطر اپنی الوہیت کے جوہر کو پیش کر سکتا ہے، اِس نور کا عکس یسوع مسیح کی زندگی اور اُس کی ذات میں ظاہر ہوا۔

> ''اور کلام مجسم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال'' (یوحنا 14:1)۔

لفظ ''مجسم ہوا'' یہاں پر ازلی اور واجب الوجود حالت سے موجودہ وقت میں وجود پانے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کلام نے آسمانی جلال وصفات کو ایک طرف رکھ دیا، جیسا کہ پولس رسول 2 کرنتھیوں 9:8 میں بیان کرتا ہے، ''وہ اگرچہ دولتمند تھا مگر تمہاری خاطر غریب بن گیا تا کہ تم اسکی غریبی کے سبب سے دولتمند بن جاؤ''۔ یہاں لفظ غریب دراصل ''غریب ترین'' یعنی انتہائی غربت کو ظاہر کرتا ہے۔ وہ کیوں غریب بن گیا تھا؟ تا کہ ہم کثرت کے ساتھ امیر بن جائیں۔

''درمیان رہا'' کے لئے یونانی لفظ ہے Skenoo ''سکینو'' اس کے معنی ہیں ''خیمہ زن ہونا''۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پرانے عہد میں بنی اسرائیل کی خیمہ گاہ میں جو کچھ دیکھا گیا تھا ......یعنی شکینا کا جلال (Shekinah Glory)......اب اُس نے گوشت اور خون کا جسم اختیار کر لیا تھا۔ اب خدا ہیکل میں نہ رہا بلکہ؛ اب وہ انسانی بدن میں آ گیا اور اُس کا جلال انسانی جسم کے خیمہ میں پوشیدہ تھا۔

خدا بیٹے نے اپنے تمام الوہیتی حقوق ایک طرف رکھے اور خدا کی حضوری کا تخت چھوڑ کر اُس نے کروڑوں نُوری سال تک فضاؤں کا سفر کیا تا کہ ایک بچے کی صورت اختیار کر کے اس

دنیا میں داخل ہو۔ وہ جو عالمِ کُل تھا اُس نے پسند کیا کہ خود کو انسانی بدن کی نزاکت کے سپرد کر دے۔ وہ جو واجب الوجود اور ازلی وابدی تھا اُس نے پسند کیا کہ خود کو انسانی فہم کی حدوں کے تابع کر دے۔ وہ جو الموجود تھا اُس نے پسند کیا کہ خود کو جسم کی حالت میں وقت، خال، اور مادیت کی حدوں تک پست کر لے۔

اُس کے الوہیتی اختیارات میں ہرگز کوئی کمی نہ ہوئی بلکہ بحیثیت انسان اُس نے اُن قوانین اور اصولات کے تحت زندگی گزارنا پسند کیا جن قوانین کی وہ چاہتا ہے کہ ہم بھی اطاعت کریں۔ اُس نے خود کو باپ کی مرضی کے تابع کر دیا (یوحنا6:38) اُس نے باپ کی تعلیمات سکھائیں (یوحنا7:16)۔ اُس نے وہ کام کئے جس میں باپ کی خوشنودی تھی (یوحنا8:29)۔ وہ باپ کی بزرگی چاہتا تھا (یوحنا8:50)۔

یوحنا کہتا ہے "اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا" جلال کے معنی ہیں خدا کا کے کردار اور جوہر کا ظاہر ہونا۔ یہ دولت اور امارت کا جلال نہ تھا اور نہ ہی شخصی ظاہرداری یا تاثیر کا جلال تھا۔ یہی ہے جسے پرانے عہد نامہ میں "پاکیزگی کی خوبصورتی" کہا گیا ہے۔ یہ ساری کاملیت، پاکیزگی، کی خوبصورتی اور کائنات کی سب سے خوبصورت چیز تھی......یعنی خدا کا کردار جو ایک فردِ واحد میں ظاہر کیا گیا وہ "فضل اور سچائی سے معمور" ہے۔

> "خُدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے
> اسی نے ظاہر کیا۔" (یوحنا1:18)

خدا روح ہے: وہ اندیکھا پوشیدہ خدا ہے۔ لیکن بیٹے نے اُسے "ظاہر" کیا۔ یسوع مسیح خدا ہے، وہ اس دنیا میں "عورت کی نسل" کی حیثیت سے پیدا ہوا (پیدایش 3:15)۔ "لیکن جب وقت پورا ہو گیا تو خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت سے پیدا ہوا اور شریعت کے ماتحت پیدا ہوا" (گلتیوں 4:4)۔ انسانی بدن میں خدا نے ازلی روحانی جوہر رکھنے والے خدا کو ظاہر کیا۔ "ظاہر کیا" کیلئے لفظ ہے Exegeomai "ایگزیجیو مائے"؛ انگریزی زبان کا لفظ Exegesis اِسی

خدا ظاہر کیا گیا

خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اُسی نے ظاہر کیا۔ (یوحنا 18:1)

تثلیث کے اقانیم میں سے واحد یسوع مسیح ہے جو بصری حالت میں ظاہر ہوا۔ ''ظاہر کرنا'' کے لئے ''نیو امریکن سٹینڈرڈ ترجمہ'' کے تحت نئے عہد نامہ میں استعمال کئے جانے والے یونانی لفظ کا مطلب ہے ''وضاحت'' اور کنگ جیمز ورژن میں اس کے لئے استعمال کیا جانے والا لفظ ہے Exegeomai ''ایگزیجیو مائی''؛ اس کے معنی ہیں ''بیانیہ تصویر کشی کرنا؛ تعلیمات میں تفصیل دینا؛ ازسرِ نو شمار کرنا، اعلان کرنا، ظاہر کرنا۔''

پرانے عہد نامہ میں خدا کا ہر ظہور دراصل قبل از تجسم مسیح ہے۔ تثلیث کا دوسرا اقنوم ماضی میں بھی ظاہری حالت میں اِس دنیا کو نظر آیا کرتا تھا مثلاً ''خداوند کا فرشتہ (پیدائش 13-7:16; 18-11:22; 13-11:31; 16-15:48؛ خروج 14-2:3؛ قضاۃ 22-2:13; 23-11:6) بعض جگہ پر ''مرد'' (پیدائش 33-1:18; 32-24:32؛ یشوع 15-13:5؛ دانی ایل 25-24:3) اور بعض مقامات پر عموماً ''خداوند اسرائیل کا خدا'' (خروج 11-9:24)۔

کئی بار وہ ایسی حالت میں ظاہر ہوتا رہا جسے ''خداوند کا جلال'' کہا جاتا ہے۔ وہی بادل کا سائبان اور آگ کا ستون تھا جس نے یہودیوں کے بیابانی سفر کے دوران نہ صرف اُن کی رہنمائی کی بلکہ اُن کو تحفظ بھی فراہم کیا (خروج 13:21-22 ؛ 19:14؛ 10,7:16؛ 17-16:24؛ 23-18:33)۔ وہی منور ابر تھا جو خیمہ گاہ میں عہد کے صندوق پر سرپوش کے عین اوپر، سونے کے کروبیوں کے درمیان، پاک ترین مقام پر آ ٹھہرتا تھا، اور بعد ازاں ہیکل میں ظاہر ہوتا تھا (خروج 22:25 ;10-9:33 ;38-34:40؛ احبار 12-11:26; 23:9؛ گنتی 42:16؛ 1 سلاطین 11:8؛ 2 تواریخ 14-13:5)۔

''Shekinah'' جلال جیسی اصطلاح عبرانی زبان کے لفظ ''شیکین'' سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں ''ٹھہرنا، آباد ہونا، قیام کرنا'' وغیرہ، یہ اصطلاح یہودیوں نے خدا کی ایسی حضوری اور ظہور کو بیان کرنے کے لئے استعمال کی۔ خداوند یسوع مسیح ''شیکین جلال'' ہے۔ یہ جلال مجسم ہو کر آدمیوں یعنی انسان میں آ گیا۔ اور کلام مجسم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال'' (یوحنا 14:1)۔

سے مشتق ہے۔ اس کا مطلب ہے حقیقی معنی سامنے لانا، روشنی میں ظاہر کرنا، پوری طرح وضاحت کرنا، کسی چیز کو اُس کے پورے فہم اور حقیقت میں دکھانا۔ یسوع مسیح خدا کے کامل کردار کو اور خدا کو نسلِ انسانی پر ظاہر کرتا ہے۔

یسوع دنیا میں انسان کو صرف یہ بتانے نہیں آیا تھا کہ نیک زندگی کس طرح گزاری جاتی ہے، یا کس طرح مثالی بنا جا سکتا ہے۔ بلکہ وہ مرنے کے لئے پیدا ہوا تھا۔ اُس کی موت کے بغیر اُس کی کامل زندگی انسان کے لئے بھلائی کا کوئی کام نہ کر سکتی تھی۔ اونچے اعلیٰ معیار کا فقدان انسانی مسئلہ نہیں تھا؛ بلکہ اِس میں کسی بھی معیار کے مطابق زندگی گزارنے کی نا اہلی اس کا مسئلہ تھا۔ شریعت ثابت کر چکی تھی کہ انسان کبھی بھی خدا تک رسائی حاصل نہیں کر سکے گا۔ خدا اور انسان کے درمیان گناہ کی دیوار کھڑی تھی۔ انسان اپنے ماضی کی قیمت چُکانے میں بے بس اور مستقبل کے بہتر حالات کی بابت نا امید تھا۔ وہ بے بس اور لاچار تھا، یہ صورت حال مسیح یسوع کی موت اور اُس کے جی اٹھنے تک برقرار رہی۔

> ''اب اے بھائیو! میں تمہیں وہی خوشخبری جتائے دیتا ہوں جو پہلے دے چکا ہوں جسے تم نے قبول بھی کر لیا ہے اور جس پر قائم بھی ہو۔ اُسی کے وسیلہ سے تم کو نجات بھی ملتی ہے بشرطیکہ وہ خوشخبری جو میں نے تمہیں دی تھی یاد رکھتے ہو ورنہ تمہارا ایمان لانا بے فائدہ ہوا'' (1- کرنتھیوں 15:1-2)۔

1 کرنتھیوں 15 باب میں پولس رسول پہلے انجیل کی قدرت اور پھر اس کے متن یا مضمون کی وضاحت کرتا ہے۔ پولس جو بات جتا رہا تھا وہ وہی خوشخبری تھی جس کی پہلے منادی کر چکا تھا۔ یونانی زبان کا لفظ Euaggelizo ''ائیوایگلیزو'' ہے جس سے ہمیں انگریزی زبان کا لفظ Evangelize ملا ہے اس کے عمومی معنی ''خوشخبری کا پرچار کرنا'' ہیں۔ اگر کوئی چاہتا ہے کہ انجیل کی خوشخبری کا مقصد پورا کرے تو اُسے اس کی منادی کرنی پڑے گی۔

جب پولس رسول خوشخبری کی منادی کر چُکا تو لوگوں نے اِسے قبول کیا۔ Paralambano ''پیرالامبانو'' کا مطلب ہے ''ذاتی چیز کے طور پر قبول کر لینا۔'' اِن لوگوں کو پیغام دیا گیا اور انہوں نے ایمان کے وسیلہ فضل سے اِسے قبول کیا۔ وہ مسیح یسوع پر ایمان لائے۔

فعل ''کھڑے ہونا یا قائم ہونا'' یونانی زبان میں Histmi ہے۔ فعل مطلق میں اس کے معنی یہ ہیں کہ ماضی میں کسی خاص وقت میں یہ لوگ خداوند یسوع مسیح کی تعظیم میں کھڑے ہوئے، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ابد تک اِس کے ساتھ قائم رہیں گے۔ پولس اسی انداز کا جملہ اُن کی ابدی سلامتی یا تحفظ پر زور دینے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ رومیوں 5:2 کے مطابق یہ ایمانداروں کا فضل میں قائم رہنا ہے۔

''نجات ملی ہے''، یہ زمانہ حال مطلق ہے۔ پولس کہہ رہا ہے کہ ''اب تم کو نجات ملی ہے؛ تم کو کل بھی نجات ملتی رہے گی، آئندہ ہفتہ، آئندہ ماہ اور آئندہ سال بھی ملتی رہے گی۔ تم ہمیشہ تک نجات یافتہ رہو گے۔'' یہ لوگ کس وجہ سے نجات یافتہ ہیں؟ کیونکہ وہ خوشخبری پر ایمان لائے تھے۔

اگر پولس یہ کہہ رہا ہے کہ اُن لوگوں کو مسیح میں دائمی تحفظ یا سلامتی حاصل ہے تو 1 کرنتھیوں 15:2 میں وہ یہ بات کیوں کہتا ہے کہ اُن کا ایمان لانا ''بے فائدہ'' ہوا؟ اِس بات کو اُس وقت مکمل طور پر سمجھا جا سکتا ہے جب اِس پورے باب کے سیاق وسباق کا مطالعہ کیا جائے۔ پولس ایمان لانے کے ''بے فائدہ'' ہونے کی جو بات کر رہا ہے اُس کی وضاحت 12-19 آیات میں کی گئی ہے۔

ہمیں بارہویں آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کرنتھیوں کی کلیسیا میں ایسے لوگ بھی موجود تھے جو یہ ایمان نہیں رکھتے تھے کہ ایک دن بدن کی قیامت یعنی جی اٹھنے کا تجربہ پائیں گے۔ بدن کی حالت میں جی اٹھنے کا نظریہ اُن تشریحات سے یکسر مختلف تھا جو کرنتھے کے ایمانداروں میں عام ہو گئی تھیں۔ یونانی لوگ جسم کو ایک قید خانہ کی مانند دیکھتے تھے۔ جب پولس نے بدن کے جی اٹھنے کی بابت سکھایا، تو انہوں نے خیال کیا انہیں شاید ہمیشہ تک بدن کے قید خانہ میں قید رہنا پڑے گا۔

بدن کے جی اٹھنے سے انکار کے باوجود وہ لوگ یسوع مسیح پر ایمان لانے سے یہ لوگ نجات پا چکے تھے۔لیکن پولس چاہتا تھا کہ اب وہ کمال کی طرف بڑھیں اور وہ جانتا تھا کہ اُنہیں جی اٹھنے کی تعلیمات کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔12-14 آیات میں وہ لوگوں کو بتاتا ہے کہ اگر بدن کا جی اٹھنا نہیں ہوگا تو پھر مسیح بھی مردوں میں سے جی نہیں اٹھا۔ اگر مسیح مردوں میں سے جی نہیں اٹھا تو پھر نہ صرف پولس کی منادی بلکہ اُن کا ایمان بھی بے فائدہ......خالی، بے معنی اور بے کار ٹھہرا۔ اگر مسیح مردوں میں سے جی نہیں اٹھا تو پھر گناہ جیسے مسئلہ کا اور کوئی حل موجود نہیں ہے۔ اگر مسیح میں اُن کی امید صرف اُسی وقت کے لئے بامعنی تھی اور ابدیت کے لئے بامعنی نہیں تھی، تب وہ اُس پر ایمان لاکر اپنی زندگیاں ضائع کر رہے تھے۔

کسی شخص کے لئے ایمان لانا اُسی صورت بے فائدہ ہوسکتا ہے جب وہ پیغام ہی جھوٹا ہو جس پر ایمان لایا گیا ہو۔ آیت 2 میں پولس کہہ رہا ہے کہ ''دیکھو! اگر تم اِس پیغام پر ایمان لاتے

یونانی

نیا عہد نامہ 300 ق۔م سے 500 ق۔م میں اُس وقت لکھا گیا جب دنیا میں یونانی زبان عام بولی جاتی تھی۔ اِسے عام طور پر Koine ''کوئینے'' یا ''عمومی'' یونانی کے طور پر جانا جاتا تھا کیونکہ یہ جامع یونانی ادبی زبان کے مقابلہ میں انتہائی عام اور گلیوں میں بولی جانے والی، عام لوگوں کی زبان تھی۔ کوئینے یونانی کو سکندرِ اعظم نے ایک خاص مقصد کے تحت مرتب کیا تھا: کہ دنیا کو فتح کر سکے۔ جب سکندرِ اعظم نے پہلے پہل اُن یونانی شہری ریاستوں سے فوج کشی شروع کی جہاں سے اُس نے عروج اور غلبہ حاصل کیا تھا، تو اُس نے ایک کڑی مشکل کو سامنے پایا۔ جب اُس کی فوج کے اہلکار مارچ کروانے کے لئے آواز لگاتے تھے کہ ''بائیں دیکھ......آگے چل'' تو سارے سپاہی مختلف اطرف میں مڑنا اور مختلف سمت میں چلنا شروع کر دیتے تھے۔ اُس وقت ''ایک شکل میں'' یونانی زبان موجود نہ تھی۔ اتھینے کے لوگ نستعلیق قسم کی جامع اور کھری یونانی زبان بولتے تھے؛ جبکہ سپارٹا کے رہنے والے یک جُزوی، اکھڑ، دہقانی یونانی زبان بولتے تھے۔

اور یہ مانتے ہو کہ یسوع مسیح مردوں میں سے جی اٹھا، تب تُم نے نجات پالی ہے اور تم فضل میں قائم رہتے ہو۔ اگر تم کسی اور پیغام پر ایمان لاتے ہو، تو جس بات پر تم ایمان لائے وہ بے کار ہے۔"

"چنانچہ میں نے سب سے پہلے تم کو وہی بات پہنچا دی جو مجھے پہنچی تھی کہ مسیح کتابِ مقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کے لئے موا اور دفن ہوا اور تیسرے دن کتابِ مقدس کے مطابق جی اٹھا"۔(1 کرنتھیوں 15:3-4)

اب یہاں پولس ایک بار پھر بنیادی باتوں کی طرف جاتا ہے، اُن باتوں کی طرف جو اوّلین اہمیت کی حامل ہیں۔ بائبل کے متعلق جاننے کے لائق سب سے اہم بات کون سی ہے؟ اُس بات کو عین اِسی جگہ پر ہونا چاہیئے۔ پولس اِسے اوّلین ترجیح قرار دیتا ہے۔ یہ انتہائی عقائدی تعلیم

دنیا پر فتح پانے کی خواہش سے پہلے سکندرِ اعظم کو زبان (لسانی اعتبار سے) پر فتح پانے کی ضرورت تھی۔ اُس کی رائج کردہ یونانی کے لئے لازم تھا کہ وہ آسان فہم اور صاف زبان ہو۔ نئے عہد نامہ کے لئے خدا جس زبان میں گفتگو کرنا چاہتا تھا وہ زبان ایسی صاف، آسان فہم اور کامل ہونی چاہیئے تھی کہ جب میدانِ جنگ میں سپہ سالار اپنے سپاہیوں کے لئے حکم جاری کرتا تو وہ سب اُسے فوراً سمجھ کر اُس کی ہدایات پر عمل کرتے۔

سکندرِ اعظم کو اُس کے اطالیق ارسطو نے علمِ ریاضی کی اعلیٰ رموز سکھائی تھیں۔ جب سکندرِ اعظم کے اندر موجود لسانی کاملیت اور عمومی فہم کی خواہش اُس کے ذہن میں موجود حسابیاتی خاکہ کے ساتھ مطابقت پا گئی تو اِس کے نتیجہ میں کوئینے یونانی زبان ایجاد ہوئی۔ یہ ایسی کامل زبان تھی جس میں حتمی سچائی کے بارے میں بات چیت کی جا سکتی تھی۔

فعل کا جتنا صحیح اور کامل استعمال یونانی زبان میں ہے اور کسی دوسری میں نہیں پایا جاتا۔ ہر ایک یونانی فعل کے تین پہلو مقرر ہیں تا کہ قاری جان سکے کہ استعمال کئے گئے فعل کے اصل اور حتمی معنی کیا ہیں۔ یہ تین پہلو، زمانہ، زاویۂ بیان، اور انداز ہیں۔

ہے جس کی بابت ہمیں صاف صاف علم ہونا چاہئے کیونکہ یہ انتہائی اہم بات ہے جو پولس کو پہنچی تھی۔

1۔ مسیح ہمارے گناہوں کے لئے مر گیا: یہ اُس کی بطور عوضی موت تھی۔ اُس نے وہ موت لے لی جس کے ہم سب مستحق ہیں کیونکہ ''گناہ کی مزدوری موت ہے'' (رومیوں 6:23)۔ اُس نے تمام گناہوں کا پورا پورا کفارہ ادا کر دیا...... ہر اُس گناہ کا جو ماضی میں کیا گیا، جو حال میں کیا جاتا ہے، اور وہ جو مستقبل میں کیا جائے گا۔ خداوند یسوع جب صلیب پر تھا ، اُس پر تمام گناہ لاد دیئے گئے تھے۔

2۔ مسیح کتابِ مقدّس کے مطابق موَا: مسیح کی موت خدا کے منصوبہ کے عین مطابق تھی، اور اُس منصوبہ کی تصویر پرانے عہد نامہ دکھائی گئی تھی۔ پرانے عہد نامہ کی ہر ایک بات مسیحِ موعود، یعنی خدا کے برّے کی طرف اشارہ کرتی ہے جسے دنیا کا گناہ اٹھا لے جانا تھا۔ (چند

یونانی زبان میں فعل کے پانچ بیانیہ زمانے ہیں۔ ہر زمانہ قاری کو فعل میں بیان کردہ کاموں کی بابت دو باتوں سے آگاہ کرتا ہے؛ یعنی کام کئے جانے کا وقت اور کام کی قسم یا انداز۔ اِن میں ممکنہ زمانے ماضی، حال اور مستقبل ہیں۔ اور ممکنہ اقسام یا انداز طُولی کہلاتے ہیں یعنی مستقل، جاری رہنے والے اوقات۔ سطر (_____) کسی بھی طُولی فعل کو ظاہر کرتی ہے۔ (.) نقطہ عمل کے عین وقت پر ہونے اور باضابطہ ہونے کو بیان کرتا ہے۔

فعل حال موجودہ زمانہ میں رواں کاموں کو ظاہر کرتا ہے (_____)۔ جب یسوع نے متی 7:7 میں کہا ''مانگو تو......ڈھونڈو تو......کھٹکھٹاؤ تو......'' یہاں فعل حال ہمیں بتاتا ہے کہ اُس نے یہ نہیں کہا کہ ''ایک بار مانگ کر چھوڑ دو'' بلکہ ''مانگتے رہو ڈھونڈتے رہو، اور کھٹکھٹاتے رہو۔''

فعل مضارع کسی کام کا کسی مخصوص وقت میں کیا جانا ظاہر کرتا ہے...... وہ وقت ماضی، حال یا مستقبل میں سے کوئی ہو سکتا ہے (.)۔ اعمال 16:31 میں پولس فلپی داروغہ کو نصیحت کرتے وقت فعل مضارع کا استعمال کرتا ہے، اُس نے اُسے کہا ایک ہی بار میں ہمیشہ کے لئے فیصلہ کر لے یعنی ''خداوند یسوع پر ایمان لا، تو تُو نجات پائے گا۔''

مثالوں کے لئے دیکھیں پیدائش 3:15 ,22؛ احبار 1-5 ,16؛ ایوب 19:25-27؛ زبور 22,16؛ اور یسعیاہ 53)۔

3۔ مسیح کو دفن کیا گیا: یہ بات کیوں اہم ہے کہ اُسے دفن کیا گیا؟ کیونکہ اُسے حقیقی طور پر مرنا تھا۔ پہلی صدی کے یہودیوں کا ماننا تھا کہ روح جسم سے تیسرے دن کے اختتام سے پیشتر مکمل طور پر جُدا نہیں ہوتی۔ پس یہ حقیقت کہ یسوع کو دفن کیا گیا اور تین دن تک قبر میں رہا اِس پیغام میں انتہائی فیصلہ کُن حیثیت رکھتی ہے۔

4۔ مسیح مردوں میں سے جی اٹھا: مسیح کا مردوں میں سے جی اٹھنا مسیحیوں کے ایمان کی واحد بنیاد ہے۔ یہاں گرامر کی رو سے فعل مکمل استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے یہ ماضی میں کیا گیا ایسا کام تھا جس کے نتائج ہنوز جاری تھے۔ جی اٹھنے کے نتائج ہر روز ملتے ہیں۔ موت پر فتح پانے کی وجہ سے یسوع مسیح ایمانداروں کے لئے جی اٹھی زندگی کا منبع ہے۔

فعل کامل یا مطلق، جس کا انگریزی زبان میں پوری طرح بیان کیا جانا ممکن نہیں۔ یہ دکھاتا ہے کہ ماضی میں کوئی کام مکمل کیا گیا جس کے نتائج ہنوز موجودہ زمانہ میں بھی جاری ہیں (______.)۔
یوحنا 19:30 ''تمام ہوا'' صلیب پر سے مسیح کے اُس کام کو بیان کرتا ہے جو ایک مخصوص وقت میں پورا ہو گیا، لیکن اس کے نتائج ہمیشہ تک کے لئے جاری ہیں۔

فعل ماضی غیر مطلق، ماضی میں جاری رہنے والے کسی کام کو بیان کرتا ہے (.______)۔
اعمال 1:6 میں شاگردوں نے مردوں میں سے جی اٹھے خداوند سے ''پوچھا'' کیا وہ اسی وقت اسرائیل کو بادشاہی عطا کرے گا! یہاں فعل غیر مطلق ہمیں بتاتا ہے کہ انہوں نے یہ سوال صرف ایک ہی بار نہیں کیا؛ وہ ایک ہی سوال بار بار پوچھتے رہے۔

فعل مستقبل کسی ایسے کام کو بیان کرتا ہے جسے مستقبل میں جاری رہنا یا مکمل ہو جانا ہو۔

یونانی زبان کی تین آوازیں فاعل کا فعل سے تعلق ظاہر کرتی ہیں۔ فاعل کا فعل بیان کرنے والے جملوں میں فاعل کا عمل بیان کیا جاتا ہے۔ (اس میں فاعل کی جانب سے انتخاب کا اشارہ ملتا ہے۔) مفعول کے زاویہ سے کہے گئے جملوں میں فاعل زیرِ عمل ہوتا ہے۔ فعل وسطی میں، جس کا

(یوحنا10:10-11؛11:25-26؛افسیوں2:6؛کلسیوں3:1-4؛1یوحنا5:11-12)اس کے علاوہ جی اٹھنے کی قدرت کا سرچشمہ بھی(رومیوں6:4؛متی28:18؛افسیوں1:19؛ فلپیوں4:13)۔

مسیح کا مرنا، دفن ہونا اور مردوں میں سے جی اٹھنا ہی انجیل......یعنی خوشخبری ہے۔ہم سب بدنی طور پر زندہ لیکن روحانی طور پر مردہ پیدا ہوئے ہیں (پیدائش 2:17؛ رومیوں5:12؛6:23)۔جب ہم انجیل کی خوشخبری پر ایمان لاتے، تو یکسر واپس پلٹ جاتے ہیں۔مسیح کی موت اور اُس کے جی اٹھنے کی پہچان میں ایک ہو کر، اب ہم گناہ کے اعتبار سے مر گئے اور خدا کے اعتبار سے زندہ ہیں(رومیوں5:8؛2کرنتھیوں5:21)۔اب ہم نئے مخلوق بن گئے ہیں۔

انگریزی زبان میں کوئی متبادل نہیں ہے، فاعل کا کام بیان کیا جاتا ہے اور اُس کا عمل کے نتائج میں بہر صورت کچھ حصہ ضرور ہوتا ہے۔فعل ِ وسطیٰ آسٹریلیا میں استعمال ہونے والے Boomerang کی طرح ہے جو ہوا میں گھومتا ہوا پھینکنے والے کی طرف واپس آجاتا ہے۔

'انداز' کا کام بولنے والے کے زاویہ نظر سے، فعل کا حقیقت سے تعلق بیان کرنا ہے۔یونانی زبان میں چار 'انداز' پائے جاتے ہیں۔فعل امر ہی حقیقی عمل کو بیان کرتا ہے۔فعل شرطی یا احتمالی، فعل تمنائی، اور حکمیہ انداز تین مختلف اقسام کے امکانی کاموں کو ظاہر کرتے ہیں۔

کوئینے یونانی میں گفتگو کس قدر واضح اور صاف ہو سکتی ہے اس کی ایک خوبصورت مثال میں ملتی ہے......نیز یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ یونانی زبان کی نزاکتوں کو بیان کرنے میں انگریزی زبان کتنی پیچھے رہ جاتی ہے۔دو آیات میں سات مختلف فعل اور پانچ مختلف تراکیب استعمال کی گئی ہیں۔

''اب اے بھائیو! میں تمہیں وہی خوشخبری جتائے دیتا ہوں جو پہلے دے چکا ہوں جسے تم نے قبول بھی کر لیا تھا اور جس پر قائم بھی ہو۔اسی کے وسیلہ سے تم کو نجات بھی ملتی ہے بشرطیکہ جو خوشخبری میں نے تمہیں دی تھی یاد رکھتے ہو ورنہ تمہارا ایمان لانا بے فائدہ ہوا۔''

میں......جتائے دیتا ہوں۔	فعل حال معروف خبریہ	______

دی جا چکی ہے۔	فعل مضارع وسطی خبریہ	.
تم نے.....قبول کر لیا تھا۔	فعل مضارع خبریہ	.
تم.....قائم بھی ہو۔	فعل کامل معروضی خبریہ	______.
نجات بھی ملتی ہے۔	فعل حال مجہول خبریہ	______
یاد رکھتے ہو۔	فعل حال معروف خبریہ	______
تمہارا ایمان لانا۔	فعل مضارع معروف بیانیہ	.

فعل حال اور اس کی معروفی حالت ''جتائے دیتا ہوں'' ہمیں بتاتا ہے کہ پولس نے کسی خاص وقت میں یہ خط لکھا، اُس نے خوشخبری کی منادی جاری رکھنے کا فیصلہ کیا تھا۔ جب اُس نے کہا ''خوشخبری دی جا چکی ہے'' تو فعل مضارع ہمیں بتاتا ہے کہ ماضی میں کسی وقت وہ کرنتھیوں کو بتا چکا تھا کہ نجات کیسے ملتی ہے اور انہوں نے اُس وقت نجات پائی بھی تھی، اور کلام کو قبول کر کے مسیح یسوع پر ایمان لانے کا فیصلہ کیا تھا۔ ''قائم ہو'' فعل حال کامل ہے، اس سے پولس رسول یہ کہتا ہے کہ کسی وقت وہ لوگ قائم ہوئے اور وہ آئندہ بھی قائم ہی رہیں گے۔ (وہ اس بات پر قائم تھے کہ یسوع مسیح ہی اُن کے ایمان کی مضبوط بنیاد ہے)۔ فعل حال مجہول خبریہ ''نجات ملی (یا دی گئی)'' سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے آپ نجات نہیں پائی، بلکہ اُنہیں ایسی نجات دی گئی جو اُس وقت بھی موجود تھی، اب بھی ہے اور ہمیشہ تک رہے گی۔

جملوں میں اِس طرح کے حصوں کی وجہ سے مثلاً ''اگر تم.....یاد رکھتے ہو'' اور ''ورنہ تمہارا ایمان لانا بے فائدہ ہوا''، یہ آیت اکثر وہ لوگ استعمال کرتے ہیں جنہیں ایمانداروں کی دائمی ضمانت یا تحفظ کا یقین نہیں ہوتا۔ انگریزی زبان میں اِن جملوں سے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے نجات ہمارے کاموں، لیاقت یا اِسے اپنے پاس رکھنے کی قوت پر منحصر ہے۔ لیکن جو کچھ اِس آیت میں بیان کیا گیا ہے یونانی زبان میں اُس پر کسی طرح کا کوئی سوال اٹھایا نہیں جا سکتا۔

یونانی زبان میں ''اگر'' کو چار مختلف حالتوں میں بیان کیا جاتا ہے۔ پہلی حالت ہے ''اگر یہ سچ ہے۔'' جب متی 3:4 میں ابلیس نے یسوع سے کہا ''اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو فرما کہ پتھر روٹیاں بن جائیں''، یہاں ابلیس نے ''اگر'' کی پہلی حالت استعمال کی تھی۔ شیطان کو اِس بات میں کوئی شک نہیں تھا کہ یسوع خدا ہے۔

''اگر کی دوسری حالت کا مطلب ہے ''اگر، یہ سچ نہیں ہے۔'' جب لوقا 7:39 میں شمعون فریسی نے اپنے آپ سے کہا'' اگر یہ شخص نبی ہوتا تو جانتا کہ جو اسے چھوتی ہے وہ کون اور کیسی عورت ہے۔'' شمعون دراصل یہ کہہ رہا تھا کہ ''اگر یسوع واقعی نبی ہوتا، لیکن وہ ہے نہیں''۔ شمعون اپنی بے اعتقادی کا اظہار کر رہا تھا۔

یونانی زبان میں ''اگر'' کی تیسری حالت انگریزی زبان کے If جیسی ہے۔ اس کے معنی ہیں ''ہوسکتا ہے یہ سچ ہو اور سچ نہ بھی ہو۔'' جب یسوع نے یوحنا 14:15 میں کہا'' اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے۔''یسوع کہہ رہا تھا کہ یہ ہماری مرضی پر ہے، ہم اُس سے محبت رکھ بھی سکتے ہیں اور نہیں بھی رکھ سکتے، لیکن اگر ہم اُس سے محبت رکھتے ہیں، تو اُس کے حکموں پر ضرور عمل کریں گے۔

''اگر'' کی چوتھی حالت ''کاش'' بہت کم استعمال ہوتی ہے اور ''میں سوچتا ہوں کاش یہ سچ ہوتا مگر شاید ایسا نہیں ہے۔'' پطرس نے یہ چوتھی حالت 1 پطرس 4:16 میں یہ لکھتے وقت استعمال کی کہ'' لیکن اگر مسیحی ہونے کے باعث کوئی شخص دکھ پائے تو شرمائے نہیں۔'' پطرس نے جن لوگوں کو خط لکھا وہ دکھ اٹھا رہے تھے؛ پطرس کی آرزو تھی کہ اپنے ایمان کے باعث دکھ اٹھائیں، لیکن وہ جانتا تھا کہ اُن میں سے زیادہ تر کے دکھوں کی وجہ اُن کی کم اعتقادی تھی۔

1 کرنتھیوں 15:2 میں پولس رسول نے پہلی حالت استعمال کی ہے۔ اس کا قریب ترین لفظی ترجمہ یہ ہوسکتا ہے کہ ''چونکہ تم اُس کلام پر مضبوطی سے قائم رہے جسکے وسیلہ سے تمہیں نجات دی گئی۔''

1 کرنتھیوں 15:2 کا'' قابلِ سوال'' حصہ'' ورنہ تمہارا ایمان لانا بے فائدہ ہوتا۔'' اُسی صورت میں ٹھیک طور سے سمجھا جاسکتا ہے اگر سیاق وسباق کے ساتھ پورا باب مطالعہ کیا جائے۔(حوالہ کے لئے دیکھیں 1 کرنتھیوں 15:12-19، بالخصوص آیت 14، جہاں'' بے فائدہ'' کی وضاحت کی گئی ہے۔(دیکھئے صفحہ نمبر 54-55)۔

جتنی زبانیں انسان نے سیکھیں اُن میں کوئینے یونانی زبان کاملیت کے قریب تر ہے، لیکن ہنوز ایک انسانی زبان ہے۔ خدا کے کلام کی تفسیر کیلئے ، اگر ہم یونانی زبان کے اصولات جانتے ہوں لیکن بائبل کے مطالعہ کے اصول (دیکھیں صفحہ نمبر 105) نہ جانتے ہوں، تو ہم اپنے الٰہیاتی علم میں یقیناً اکھاڑ پچھاڑ کر دیں گے۔ نیز اگر ہم یونانی زبان اور تشریحات کا علم جانتے ہوں اور روح القدس سے معمور نہ ہوں تو بھی ہم اُس بات کو نہیں سمجھ سکیں گے جو خدا ہم سے کہنا چاہتا ہے (1 کرنتھیوں 2:14)۔

صلیب

صلیب پر یسوع مسیح کا کام اِس نوعیت کا ہے:

1۔سزا اٹھانا: یہ ایک کفارہ اور ایک سزا عدالتی سزا تھی۔یسوع مسیح نے سب گناہوں کی سزا اپنے اوپر اٹھالی۔(گلتیوں3:13؛2 کرنتھیوں5:21)۔

2۔بطورِ عوضی: یسوع مسیح ہماری جگہ مرگیا۔یسعیاہ نے نبوت کی تھی مسیحِ موعود ہماری خطاؤں کے سبب سے گھائل کیا جائے گا اور ہماری بدکرداری کی وجہ سے اُسے کچلا جائے گا۔(یسعیاہ 53:5-6؛ احبار1:4؛2 کرنتھیوں5:21؛1پطرس2:24)۔

3۔رضامندی اور خوشی سے: یسوع آسمانی باپ کی مرضی اور ارادہ سے واقف تھا اور وہ پوری خوشی اور رضامندی سے صلیب تک گیا تھا۔(یوحنا10:18)یسعیاہ کہتا ہے کہ اُس نے اپنا چہرہ سنگِ خارا کی طرح کرلیا۔(یسعیاہ50:7)۔

4۔چھڑانے والا: ''چھڑانا'' یونانی زبان میںExagorazo ''اکیزیگورازو'' ہے۔ Agorazo کے معنی ہیں''غلاموں کی منڈی سے خرید لینا۔''Ek کا مطلب ہے''باہر''۔جب یسوع مسیح اس دنیا میں آیا، تو ہم گناہ کی غلام منڈی میں تھے۔وہ آیا اور ہم سب کی قیمت ادا کردی، اور دروازے کھول دیئے تا کہ جوکوئی چاہیے وہ آزادحالت میں باہر چلا جائے۔ (گلتیوں3:13,4:5)

5۔کفارہ دینے والا: گناہوں کی معافی کی قربانی ہونے کے لئے خدا کی راستبازی کے سب تقاضوں کو پورا کیا؛ مسیح کامل قربانی ہے(رومیوں3:25؛1یوحنا2:3)۔

6۔صلح کروانے والا: اُسی کے وسیلہ ہماری خدا کے ساتھ ہمارا صلح کا رشتہ بحال ہو گیا(رومیوں5:1)

7۔پُرتاثیر: یہ انتہائی اثر کرنے والا ہے۔جوکوئی صلیب پر یسوع مسیح کے کیئے گئے کام پر ایمان رکھتا ہے، تو اُس کا کام نجات کی تکمیل کردیتا ہے۔(رومیوں5: 9؛ 2 کرنتھیوں5: 21؛ افسیوں2:13؛عبرانیوں9:11-12)۔

8۔مکاشفہ بخش: یہ خدا کو اور اُس کی محبت،اُس کے ترس، اُس کے رحم اور فضل،اُس کی پروردگاری کو وضاحت سے ظاہر کرتا ہے۔(یوحنا3:16؛رومیوں5:8؛1یوحنا4:9-10)

سبق 4:1

قوت......روح القدس

یوحنا 7:37-39,14:15-17
یوحنا 15:26-27,16:7-14

یسوع نے اپنی زمینی خدمت کے دورانیہ کے نصف حصہ میں، عیدِ خیام کے آخری روز پُر ہجوم ہیکل میں کھڑے ہو کر ایک انتہائی غیر معمولی وعدہ کیا۔

"اگر کوئی پیاسا ہو تو میرے پاس آ کر پئے۔ جو مجھ پر ایمان لائے گا اسکے اندر سے جیسا کہ کتابِ مقدس میں آیا ہے زندگی کے پانی کی ندیاں جاری ہونگی۔" (یوحنا 7:37-38)

یسوع وہاں یسعیاہ اور یرمیاہ نبی کے صحائف میں سے (یرمیاہ 2:13۔ یسعیاہ 44:3.55:1,58:11) کے حوالہ جات پیش کر رہا تھا۔ ہمیں معلوم نہیں کہ یسوع نے بابت کلام کیا، اُسے سُننے والوں میں سے سمجھنے والوں کی تعداد کتنی تھی۔ یوحنا رسول اِس واقعہ سے بہت دیر بعد اپنی باریک بینی کی وجہ سے یہ وضاحت کر سکا کہ خداوند کا مطلب کیا تھا۔

"اس نے یہ بات اس کی روح کی بابت کہی جسے وہ پانے کو تھے

جواس پر ایمان لائے کیونکہ روح اب تک نازل نہ ہوا تھا اسلئے
کہ یسوع ابھی اپنے جلال کو نہ پہنچا تھا۔'' (یوحنا7:39)

یسوع مصلوب ہونے سے پیشتر یہ کہہ رہا تھا کہ وہ سب لوگ جو اُس پر ایمان لائیں گے، مستقبل میں کسی وقت روح القدس پائیں گے۔لیکن جیسا کہ یوحنا نے وضاحت کی ہے،روح القدس اُس وقت تک دیا نہ جانا تھا جب تک یسوع صلیب پر اپنی فتح حاصل نہ کر لیتا۔

یسوع نے اپنے شاگردوں کے ساتھ آخری رات تک روح القدس کے نزول کے موضوع پر دوبارہ بات نہ کی تھی۔یوحنا13-17 آخری پیغام کی طرح ہے۔اِن ابواب میں یسوع اپنے شاگردوں کو اُس بات کے لئے تیار کر رہا تھا جو اُسکی موت اور جی اٹھنے کے بعد واقع ہونے کو تھی۔وہ چاہتا تھا کہ شاگرد اُس قوت کو سمجھیں جس پر یسوع نے انحصار کیا تھا، وہ قوت جس کے وسیلہ اُس کی زندگی فتح مند ہوئی، یہ قوت اُن کیلئے بھی دستیاب ہوگی۔اس طرح اُس نے ......کلیسیائی دور......اور اُن دو وسائل کو متعارف کروایا جن کے وسیلہ یہ وقت ایسا بے مثال بن جائے گا جیسا پہلے کبھی دیکھا نہ گیا ہو:یعنی خدا کا تکمیل شُدہ کلام اور اُن کے اندر سکونت کرنے والا خدا کا پاک روح۔

یہاں اُس کے پیغام کا مرکزی پیغام روح القدس اور خدا کے کلام سے معمور و بھرپور زندگی ہے۔اپنی تمام زمینی زندگی کے دوران، یسوع نے اِن ہی دو وسائل پر انحصار کیا تھا۔ اِن دو کے ساتھ ہی اُس نے ہر ایک آزمائش، ہر ایک رکاوٹ اور ہر ایک دکھ کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا تھا۔اپنی عوامی خدمت کے عین آغاز پر بھی اُس نے اپنا راستہ اِسی طرح تیار کیا تھا، وہ روح القدس سے بھرا ہوا بیابان میں گیا اور شیطان کے ہر ایک حملہ کا جواب کسی منطقی دلیل یا جسمانی طاقت سے نہیں بلکہ خدا کے کلام سے دیا۔

اب یسوع چاہتا تھا کہ وہ سب لوگ جن پر مسیحیت کو تمام دنیا تک لے جانے کی ذمہ داری تھی، اِس بات کو سمجھیں کہ جب خدا کا پاک روح اور خدا کا کلام مِل جاتے ہیں تو ایسی روحانی

قوت پیدا کرتے ہیں جو ہمیشہ یسوع مسیح کی زندگی کا عکس ہوتی ہے۔

''اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے۔''

(یوحنا 15:14)

یہاں لفظ ''محبت'' کا استعمال زمانہ حال، فعل معروف Agapao ''اگا پاؤ'' کی شرطیہ حالت ہے۔ فعل معروف سے مراد یہ ہے کہ اُنہیں فعل کو لازماً عملی شکل میں ڈھالنا ہوگا؛ اُنہیں انتخاب کرنا ہوگا کہ اُس سے محبت رکھتے ہیں یا نہیں۔ فعل حال کا مطلب ہے کسی کام کا جاری رہنا۔ فعل معروف ظاہر کرتا ہے کہ جملہ کا مزاج انتہائی قوی ہے: یعنی یسوع کہہ رہا ہے کہ ''ممکن ہے تم مجھ سے محبت رکھو یا ممکن ہے نہ رکھو، لیکن اگر محبت رکھو گے تو تم میرے حکموں کو مانو گے۔''

''رکھنا'' کے لئے یونانی لفظ ہے tereo جس کے معنی ہیں حفاظت کرنا، نگہبانی کرنا، محفوظ رکھنا، سنبھالنا وغیرہ۔ ہم صرف ایسی چیزوں کی حفاظت یا ان کی نگہبانی کرتے ہیں جو ہماری زندگیوں کے لئے بیش قدر ہوں۔ پس یسوع مسیح کے اِس جملہ میں چونکہ فرمانبرداری پر زور دیا گیا ہے لہذا اِس فعل میں مرکزی معنویت عام فرمانبرداری جیسے الفاظ کو حاصل نہیں ہے۔ یسوع عام فرمانبرداری کے لئے کوئی بھی متبادل لفظ استعمال کر سکتا تھا۔ اُس نے اِس لفظ کا انتخاب اِس مقصد سے کیا کیونکہ وہ بیدار اور ہوشیار رہنے جیسے رویّے پر زور دے رہا ہے، یعنی ایسا رویہ جو بیش قیمت ہے اور اُس کے حکموں یعنی اُس کلام کو ماننے والا ہو۔

اگر ہم حقیقت میں یسوع مسیح سے محبت رکھتے ہیں تو ہم اُس کے کلام کی نہ صرف نگہبانی کریں گے اور اُسے محفوظ رکھیں گے بلکہ سنبھال کر بھی رکھیں گے۔ کلام کی ہمارے نزدیک قدر و منزلت ہوگی کیونکہ یہ اُس کا کلام ہے اور ہم اُس سے یعنی یسوع مسیح کی شخصیت سے محبت رکھتے ہیں۔ اگر ہم اِس طرح سے شخصی تعلق نہ رکھیں تو حقیقت سے عاری مذہب رکھنے والے ہوں گے۔ لیکن حقیقی دوستی اُسی وقت وجود میں آتی ہے جب ہم اُس کے کلام کو سنبھال لیں، اور ہماری زندگیاں یکسر تبدیل ہو جائیں۔ زندگی ایک مسلسل مہم بن جاتی ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ہم کون

ہیں اور ہمارے وجود کا مقصد کیا ہے اور وہ کون ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے۔ جب ہم اُس کے کلام کو سنبھال لیتے ہیں، تو ہم بھی ویسی کثرت کی زندگی گزارنا شروع کر دیتے ہیں جیسے اُس نے گزاری۔

''اور میں باپ سے درخواست کرونگا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشیگا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔ یعنی روحِ حق جسے دنیا حاصل نہیں کرسکتی کیونکہ نہ اسے دیکھتی اور نہ جانتی ہے تم اسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہو گا۔'' (یوحنا14:16-17)

''دوسروں'' کے لئے استعمال کیا جانے والا لفظ ہے Allos، یہ لفظ کسی دوسرے ایسے شخص کی طرف اشارہ کرتا ہے جو یکساں ہو، بالکل یسوع کی طرح۔ ''مددگار'' کے لئے یونانی لفظ Parakletos پیراکلیٹوز، لفظ Para پیرا سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں ''پاس یا نزدیک''، اور Kletos کلیٹوز کے معنی ہیں ''بلانا''۔ پیراکلیٹوز ایسا شخص ہے جسے کسی دوسرے کی طرف سے حوصلہ افزئی، مدد کی فراہمی، یا آڑے وقت میں کام آنے کے لئے بلایا جائے۔ بعض اوقات اس کا ترجمہ ''تسلی دینے والا''، بعض اوقات ''مددگار'' اور بعض اوقات ''صلاح کار'' بھی کیا جاتا ہے۔ نیز اس کا ترجمہ ''حوصلہ دینے والا'' بھی کیا جاسکتا ہے۔

''یسوع مسیح جو کل، آج بلکہ ابد تک یکساں ہے'' (عبرانیوں 8:13)، اِس آیت میں ہم سے وعدہ کرتا ہے کہ وہ ہمیں کبھی نہ چھوڑے گا اور نہ ہم سے دستبردار ہو گا (عبرانیوں 5:13-6)۔ جب اُس نے وعدہ کیا ہے کہ روح القدس ہمیشہ تک ہمارے ساتھ رہے گا، تو ہم اِس وعدہ کو اپنے ذخیرہ خانہ میں رکھ سکتے ہیں۔ کبھی نہ بدلنے والے خدا نے اپنا یہ قول دیا ہے۔ وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے گا، اِس حقیقت کا یہ مطلب ہے کہ کوئی بھی ایماندار کبھی اکیلا نہیں رہے گا...... ہمیشہ تک۔ شاید ہم خیال کریں کہ ہم اکیلے ہیں، شاید ہم خود کو تنہا محسوس کریں، لیکن ہم

کبھی بھی تنہا نہیں ہوتے۔

''سچائی کا روح'' پاک روح کی پہچان یا شناخت کے لئے بائبل مقدس میں استعمال کیا جانے والا ایک نام ہے۔ دیگر کئی ناموں کے علاوہ ''حکمت کا روح اور فہم کا روح'' اور ''نصیحت اور قدرت'' کا روح (یسعیاہ 2:11) استعمال ہوا ہے، ''دائمی روح'' (عبرانیوں 14:9)، ''جلال کا روح'' (1 پطرس 4 : 14)، ''زندگی کا روح'' (رومیوں 8 : 2)، ''پاکیزگی کا روح'' (رومیوں 1 : 4)، ''حکمت کی روح'' (افسیوں 1 : 17)، اور'' فضل کا روح'' (عبرانیوں 29:10)۔

اِس پیغام میں یسوع مسیح نے روح القدس کے لئے تینوں بار جو نام استعمال کیا، وہ ہے ''سچائی کا روح'' (یوحنا 13:16,26:15,17:14)۔ پہلا یوحنا 7:5 میں کہا گیا ہے کہ'' روح سچائی ہے۔'' شاگردوں کے لئے اور اُن سب کے لئے جو اُن کے وسیلہ یسوع پر ایمان لانے کو تھے، یسوع نے اختتامی دعا میں ...... باپ سے درخواست کی کہ انہیں سچائی کے وسیلہ مقدس کر۔ اس کے بعد اُس نے یہ وضاحت بھی شامل کی: ''تیرا کلام سچائی ہے۔'' (یوحنا 17:17)

یہ لقب ......یعنی سچائی کا روح...... ہمیں یاد دلاتا ہے کہ روح القدس ہمارے اندر کیا کام کرتا ہے، اور وہ یہ کام سچائی کے وسیلہ اور خدا کے کلام کے ساتھ کرتا ہے۔

جب یسوع نے وعدہ کیا ہے کہ وہ جو اِس وقت اُن کے ساتھ ہے، اُن کے اندر ہو گا، تو دراصل وہ شاگردوں کو بتا رہا تھا کہ اُن کی زندگیوں میں ایک نہایت عجیب اور معجزانہ تبدیلی واقع ہونے والی ہے۔ خدا کا پاک روح اِس حقیقت کی خوبی کے ساتھ اُن کے اندر موجود تھا کہ یسوع مسیح کو بھی 33 سالہ زمینی زندگی کے دوران اُس نے قوت بخشی اور اُس میں سکونت کی۔ جب وہ یسوع کے قریب کھڑے ہوتے تھے، تو وہ روح القدس کے قریب ہوتے تھے۔ جب وہ یسوع کے اندر قدرت کو دیکھتے تو وہ روح القدس کی قدرت کو دیکھتے تھے۔ لیکن یسوع اُن سے کہہ رہا ہے کہ جلد ہی کسی دن پاک روح آئے گا تا کہ اُن کے اندر سکونت کرے اور اُن میں سے ہر ایک کو قوت

بخشے۔اعمال 2 باب میں اُس دن کو پنتکست کہا گیا ہے۔

"لیکن جب وہ مددگار آئے گا جسکو میں باپ کی طرف سے
تمہارے پاس بھیجونگا یعنی روح حق جو باپ کی طرف سے
صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا۔" اور تم بھی گواہ ہو کیونکہ
شروع سے میرے ساتھ ہو۔" (یوحنا 15:26-27)

اب یسوع نے نئے دور کے لئے روح القدس کے اُن کاموں کو بیان کرنا شروع کیا جس کا آغاز ہونے کو تھا۔ یسوع نے کہا کہ جب وہ یعنی روح القدس آئے گا تو یسوع مسیح کی گواہی دے گا۔

سب سے پہلے وہ ایمانداروں کو گواہی دے گا۔ رومیوں 8:16 میں کہا گیا ہے کہ اُس کا روح ہماری روح کی ساتھ مل کر گواہی دیتا ہے کہ ہم خدا کے فرزند ہیں۔ روح القدس ہمارے اُس رشتہ کی گواہی دیتا ہے جو ہم خدا کے ساتھ رکھتے ہیں۔ وہ ہمیں اُن تمام نعمتوں اور وسائل کے لئے ابھارتا ہے جو ہمیں یسوع مسیح میں حاصل ہیں۔ روح القدس کے وسیلہ سے ہی یہ ممکن ہے کہ ہم قادرِ مطلق خدا کو "ابا، یعنی اے باپ" کہہ کر پکار سکتے ہیں۔

اس کے بعد، روح القدس ہمارے ذریعہ سے گواہی دیتا ہے۔ یہی بشارتی خدمت ہے جیسا کہ 2 کرنتھیوں 5:14-21 میں پولس اِس کو "صلح یا میل ملاپ کی خدمت" کہتا ہے۔ پولس کہتا ہے کہ ہم مسیح کے ایلچی ہیں۔

یہاں پائی جانے والی پیش رفت انتہائی اہم ہے۔ لازم ہے کہ سب سے پہلے روح القدس کی اُس گواہی کو سُنیں جو وہ ہم سے بیان کرتا ہے، پیشتر اس سے کہ ہم کسی دوسرے سے بہت کچھ کہہ ڈالیں اور اِس دنیا کے لئے تکلیف دہ ٹھہریں۔ اگر ہم خدائے پاک روح کی نرم آواز نہیں سُنتے جو مسیح یسوع کے وسیلہ سے ہم میں ہے، اگر ہم نے دشمن کو موقع دے رکھا ہے کہ ہم سے ہمارا یقین، باطنی قائلیت اور قوت چھین لے، اگر ہم نے خدا کے کلام کا یقین نہیں کیا، اور ہم نے اپنے

اندر روح القدس کی خدمت کا انکار کیا ہے ،تو ہم یہ توقع کیسے کر سکتے ہیں کہ وہ ہمارے وسیلہ دوسرے لوگوں میں خدمت کرے گا؟ ہم لوگوں کو یہ بتانے کی امید کس طرح کر سکتے ہیں کہ ہماری ہر طرح کی الجھن کا جواب یسوع مسیح ہی ہے؟ اگر ہم خود ہی بے حوصلہ ہوں تو دوسروں کو کسی طرح کی امید دینے کی توقع کیسے کر سکتے ہیں؟ لازم ہے کہ ہم روح القدس کو سب سے پہلے اپنے اندر کام کرنے کا موقع دیں؟

> ''لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئیگا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دونگا۔'' (یوحنا 7:16)

''فائدہ'' کے لئے یونانی لفظ Sumphero سمفیرو ہے۔اس کے معنی ہیں ''تمام چیزوں کو حاصل کر لینا۔'' جب خداوند یسوع مسیح نے کہا ''میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے'' تو

روح القدس اور مسیح

خدا باپ اور خدا بیٹے کی طرح روح القدس کی بھی شخصی اور انفرادی حیثیت ہے۔ گو تثلیث کے تینوں اقنوم مساوی اور یکساں روحانی جوہر رکھتے ہیں (یسعیاہ 6:8-9؛ یرمیاہ 31:31-34؛ 1 کرنتھیوں 12:11؛ 2 کرنتھیوں 13:14)، تو بھی اِن میں سے ہر ایک کا کام مختلف ہے۔ روح القدس یسوع مسیح کے تمام زمینی کام میں شانہ بشانہ شریک تھا۔

1۔ روح القدس مسیح کے وجود کا وسیلہ تھا۔ (متی 1:18)

2۔ مسیحِ مجسم کیلئے روح القدس کی معاونت سے خدمت کی پیش گوئی عہدِ عتیق میں موجود ہے۔ (یسعیاہ 11:2-3; 42:1-4؛ متی 12:18-21)

3۔ مسیح کو روح القدس بے حساب دیا گیا۔ (یوحنا 3:34)

4۔ یسوع مسیح کی زمینی عوامی خدمت کے دوران اُس کا روح القدس کے ساتھ ایک خاص تعلق تھا۔ (متی 3:16-17,4:1؛ مرقس 1:12)

ممکن ہے شاگردوں کے چہرے اُتر گئے ہوں۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ یسوع جائے۔ ہم بھی ایسا نہیں چاہیں گے۔ جب اُس نے کہا ''تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔'' تو وہ کہہ رہا تھا کہ ''میرے جانے کا مطلب ہے کہ تم سب چیزوں کو حاصل کرسکو۔''

یسوع وعدہ کررہا ہے کہ روح القدس اِس لئے آئے گا تاکہ ہم مقابلہ کرنے کے لائق ہو جائیں، زندگی کی کھینچا تانی میں کام کرنے کے لائق ہو جائیں، روزمرہ کی مایوسیوں، حملوں اور آزمایشوں سے نمٹ سکیں۔ روح القدس ہمیں قابلِ عمل بنانے والی فوق الفطرت قوت کا منبع ہے اور اِس بات کا واحد جواب ہے کہ ہم میں سے کوئی کِس طرح مسیحی انداز کی زندگی بسر کرسکتا ہے۔ لیکن خداوند اپنے شاگردوں کو یاد دلاتا ہے کہ اُس کی موت اور جی اٹھنے کے بغیر کسی کے لئے کوئی زندگی ممکن نہ ہوسکتی تھی۔

''اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے
میں قصوروار ٹھہرائے گا۔ گناہ کے بارے میں اس لئے کہ وہ مجھ

5۔مسیح کی زمینی خدمت کے لئے روح القدس نے قوت بخشی۔(متی 28:11؛لوقا 15-14:4)

6۔صلیب پر، روح القدس مسیح سے جُدا ہوگیا۔صلیب پر آخری تین گھنٹوں کے دوران روح القدس نے یسوع کی کسی طرح معاونت نہ کی جب اُسے روحانی موت کا سامنا تھا۔(متی 46:27؛ مرقس 34:15؛زبور 1:22)

7۔روح القدس مسیح کے جی اٹھنے میں عملی طور پر شریک تھا۔ (رومیوں 1 : 4 ; 8 : 11؛ 1 پطرس 18:3)

8۔روح القدس نے مسیح کو جی اٹھنے کی خدمت میں قوت بخشی (اعمال 2:1)

9۔روح القدس نے جیسے یسوع مسیح کو زمینی خدمت کے دوران تقویت بخشی اسی طرح وہ آج مسیح کے بدن یعنی کلیسیا کو بھی تمام مسیحیوں کو شخصی طور پر معمور کر کے قوت دیتا ہے۔ (1 کرنتھیوں 13-7:12؛افسیوں 18-17:5)

پر ایمان نہیں لاتے۔ راستبازی کے بارے میں اس لئے کہ میں
باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت
کے بارے میں اسلیئے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھرایا گیا ہے۔''
(یوحنا16:8-11)

''قصوروار ٹھہرانا'' کے لئے یونانی لفظ ہے eligcho الیگکو، یہ ایسا لفظ ہے جو قدیم زمانہ میں کمرۂ عدالت میں تفتیشی بحث کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اِس کے معنی ہیں مخالف کو مکمل اور کُلی طور پر غلط یا جھوٹا ثابت کرنا۔ یہاں دشمن کون ہے؟ یہ شیطان ہے، ہمارا مدِ مقابل، الزام لگانے والا، بدگوئی کرنے والا، جھوٹا، اور خونی (1 پطرس 8:5؛ مکاشفہ 10:12؛ یوحنا 44:8)۔ روح القدس کا پہلا کام انسان کو قصوروار ٹھہرانے کا ہے۔ قصوروار ٹھہرانے کا مطلب ہے انجیل کی سچائی کو کسی بے ایمان کے سامنے واضح کرنا، تاکہ جان سکے کہ وہ کِن کِن باتوں کا انتخاب کرسکتا ہے۔ روح القدس تین باتوں میں بے ایمانوں کو قصوروار ٹھہراتا ہے:

(1)۔ گناہ کے لئے۔ یہاں گناہ سے مراد بے اعتقادی ہے۔ یسوع نے کہا لوگوں نے اِس لئے گناہ کیا'' کیونکہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔'' روح القدس بے ایمانوں کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہے کہ یسوع مسیح کو رد کرنا گناہ ہے۔

(2)۔ راستبازی کے لئے۔ یسوع مسیح کی صلیب پر فتح راستبازی ہے۔ دوسری بات جو روح القدس چاہتا ہے کہ بے ایمان لوگ جانیں یہ ہے کہ یسوع مسیح روحانی جنگ میں فاتح ہے نیز انسان کیلیئے راستبازی کی واحد بنیاد صلیب پر سے کیا جانے والا مسیح یسوع کا کام ہے۔

(3)۔ عدالت۔ عدالت ابلیس کی وجہ سے پیدا ہونے والی خدا سے دائمی جُدائی ہے ۔اس دنیا کے سردار یعنی ابلیس کی عدالت کی جا چکی ہے۔ تیسری بات جو روح القدس بے ایمانوں کے علم میں لانا چاہتا ہے، یہ کہ ہم میں سے ہر ایک بذاتِ خود اِس بات کا انتخاب کرتا ہے کہ آیا ابلیس کی دائمی سزا کی آگ کا حصہ دار بننا ہے یا مسیح کے ساتھ اُسکے ابدی جلال کا حصہ دار بننا ہے۔

پاک روح عہدِ عتیق میں

چونکہ روح القدس زندگی کے دم کی طرح ہمیشہ سے ساتھ ساتھ ہے (ایوب 3:27، 33:4)، اُس نے مختلف ادوار میں انفرادی طور پر مرد وخواتین کی زندگی میں مختلف کام کیئے۔ صحائف میں ابرہام کے دور سے پیشتر روح القدس کا براہِ راست ذکر صرف پانچ مرتبہ پایا جاتا ہے لیکن اُس کی انسان پر خدا کو ظاہر کرنے کی خدمت کی روحانی سچائی کثرت سے بیان کی گئی ہے جس کا ثبوت ایوب اور نوح جیسے لوگوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔

ابرہام سے لے کر مسیح تک......یعنی بنی اسرائیل کے دور میں......روح القدس کئی لوگوں پر نازل ہوا، بالعموم حق کو ظاہر کرنے کے لئے، یا پھر خدمت کے لئے اُنہیں تیار کرنے اور تقویت دینے کیلیئے۔ (پیدائش 41 :38؛ خروج 28 :3; 29 :11; 35 :31؛ گنتی 11 :18-25؛ 27 :18؛ قضاۃ 3:10; 6:34; 11:29; 13:25; 14:6; 15:14 ؛ 1 سموئیل 10:9-10؛ 16:13؛ دانی ایل 4:8; 5:11-41; 3:6؛ زکریاہ 4:3; 12-14)۔ ایمانداروں کو مانگنے پر روح القدس ملتا تھا (2 سلاطین 2:9-10؛ لوقا 11:13) لیکن وہ اُن سے واپس بھی لے لیا جاتا تھا (زبور 51:11)۔

کلیسیائی دور میں روح القدس ہر ایمان دار کے اندر مستقل سکونت کرتا ہے (یوحنا 7 :37-39; 14 :16-17؛ 1 کرنتھیوں 3 :16; 6 :19-20؛ رومیوں 8 :9؛ گلتیوں 3:2; 4:6)۔

اگر آپ ایمان نہیں رکھتے، تو روح القدس آپ کو تین باتیں بتانا چاہتا ہے۔ وہ نہ تو آپ کو یہ بتائے گا کہ قائن کو اُس کی بیوی کہاں سے ملی۔ نہ آپ کو دانی ایل نبی کا صحیفہ لکھے جانے کے ٹھیک وقت کی بابت کوئی اشارہ دے گا، نہ ہی یہ بتائے گا کہ یسعیاہ دو تھے یا تین، اور نہ ہی الٰہیات کے کسی ایسے مسئلہ کی بابت بتائے گا جس میں لوگ اکثر پھنس جاتے ہیں۔ وہ آپ کے علم میں صرف یہ باتیں لانا چاہتا ہے، نمبر ایک، یسوع مسیح کو رد کرنا گناہ ہے؛ نمبر دو، خدا کے معیار کی راستبازی صرف وہ ہے جو یسوع مسیح نے صلیب پر حاصل کی؛ اور نمبر تین، شیطان کی عدالت کی جا چکی ہے اور اگر آپ مسیح کو رد کریں گے، تو آپ کی آخری منزل ابلیس کے ساتھ ہوگی۔

> ''مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔لیکن جب وہ یعنی روحِ حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اسلئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہیگا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ وہ جلال ظاہر کرے گا۔ اسلئے کہ مجھ ہی سے حاصل کر کے تمہیں خبریں دے گا۔(یوحنا16:12-14)

روح القدس کی طرف سے نجات کے لئے قصوروار ٹھہرائے جانے کے بعد، جب ہم ایمان لے آتے ہیں، تو روح القدس ہمارا ساتھی اور رہنما بن جاتا ہے۔ وہ شعبدہ بازی کے انداز سے ہمارے اندر سچائی کو انڈیل نہیں دے گا یا ہمارے پاس بڑی دھوم دھام اور دلکش احساس کے ساتھ نہیں آئے گا۔ اُس کا کام ہمیں سچائی تک پہنچانا ہے لیکن اُس کی رہنمائی کے لئے ہمیں خود کو دستیاب رکھنا ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم خدا کا کلام ضرور پڑھیں۔ جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو روح القدس ہمارے دل کی آنکھوں کو روشن کرے گا (افسیوں 18:1) تا کہ ہمارے اندر بائبل مقدس کا فہم شروع ہو جائے۔ جو کچھ ہم مطالعہ کریں گے وہ ہمیں سمجھائے اور سکھائے گا۔ جو کچھ ہم سیکھ لیں گے اُس کو یادداشت میں واپس لانے کی مدد کرے گا۔

جب یسوع مسیح نے عیدِ خیام کے موقع پر پہلی بار روح القدس کے آنے کا اشارہ دیا، تو اُس کی پُکار اُن سب تک پہنچی جو پیاسے تھے۔ اس کا وعدہ ہے کہ روح القدس اُن سب کی پیاس بجھائے گا جو یسوع پر ایمان لائیں گے۔ ''جو کوئی مجھ پر ایمان لاتا ہے،'' وہ ایسی حالت میں آجاتا ہے جس میں وعدوں کی تکمیل ہوتی ہے۔

اگر آپ ایمان نہیں لائے، تو آپ زندگی میں حقیقی اطمینان کو ہرگز جان نہ سکیں گے۔ آپ لمحہ بہ لمحہ مضبوطی کو کبھی جان نہ سکیں گے جو خدائے پاک روح کی طرف سے پیاسی جانوں کی پیاس بجھائے جانے سے پیدا ہوتی ہے۔

اگر آپ مسیحی ہیں اور آج تک ڈر، خوف، ناکامی اور زندگی میں شکستہ حالی کا شکار ہیں تو آپ نے آج تک مسیح پر ایمان نہیں رکھا ہے۔ آپ نے اُس پر شک کیا اور اگر آپ شک کرتے ہیں تو آپ کی روحانی پیاس اب تک بجھائی نہیں گئی۔

جب ہم روح القدس کو موقع دیتے ہیں کہ ہمیں اطمینان بخشے، تب وہ ہمیں موقع دیتا ہے کہ دوسروں کو اطمینان بخشیں۔ وہی پانی جو ہماری روحانی پیاس بجھاتا ہے، اُن سب کی پیاس بھی بجھائے گا جو ہمارے اردگرد ہیں۔ وہ ایک قطرے کو چشمہ، اور چشمہ کو دریا بنا ڈالے گا جو بہتیروں کو تازہ دم کرے گا۔ پانی کے بہاؤ کی طرح روح القدس کا مطلوبہ کام بھی پورا ہوتا ہے، یعنی یسوع مسیح کو جلال ملتا ہے۔

پاراکالیو Parakaleo

پاراکالیو یونانی زبان کا قدیم ترین اور انتہائی ضخیم لفظ ہے۔ یہ ''پارا'' یعنی ساتھ ساتھ / شانہ بشانہ اور'' کالیو'' یعنی بلانا کا مرکب ہے جو یونانی زبان میں کم از کم پانچ باتوں کی انتہائی نکھری تصویر واضح کرتا ہے۔ یہ مندرجہ ذیل معنوں میں استعمال کیا جاتا تھا:

1۔شعلہ کو دوبارہ بھڑکانا۔ پاراکالیو کسی ٹمٹماتے ہوئے اور دم توڑتے شعلے کو نئے سرے سے سرگرم یا بیدار کرنے کی تصویر پیش کرتا تھا۔

2۔مدد کے لئے پکارنا۔ پاراکالیو خوفزدہ بچے کا رات کے وقت خوف میں مدد اور اپنے باپ کی موجودگی کی تسلی کر لینے کے لئے پکارنے جیسی تصویر بھی پیش کرتا ہے۔

3۔طبیب کو بلانا۔ پاراکالیو کسی ایسے زخمی کی تصویر بھی پیش کرتا ہے جو طبیب کو بُلاتا ہے تاکہ اُس کی ٹوٹی ہڈیوں کو جوڑے اور مرہم پٹی کرے۔

4۔افواج کو مستعد رکھنے کے لئے۔ پاراکالیو ایک ایسے فوجی اہلکار کی تصویر بھی پیش کرتا ہے جو گرما گرم جنگ کی حالت میں انتہائی نرمی سے، اپنے خوفزدہ ساتھیوں کو حوصلہ دے، نصیحت کرے اور اُن کو چاک و چوبند رکھے۔

5۔کسی کے مقدمہ میں رحم کی درخواست کرنا۔ پاراکالیو، عدالت میں قاضی کے سامنے کسی موکل کیلیئے رحم کی درخواست دینے یا اُس کے بچائے جانے کا مشورہ دینے کی تصویر بھی پیش کرتا ہے۔

یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ روح القدس...... پاراکالیٹوز...... حوصلہ دینے والا، مدد گار، مشیر، آرام دینے والا ہوگا اور وہ میری جگہ پر ہوگا۔ جو کچھ شاگردوں کے لئے یسوع تھا اُس کے جانے کے بعد وہی سب کچھ روح القدس بھی ہوگا۔ پاک روح شاگردوں کے اندر وہی کام کرے گا جو مجسم حالت میں اُن کے لئے صرف یسوع کر سکتا تھا۔

سبق 5-1

تاثیر......ایمان

لوقا 19:1-10
لوقا 17:5-6

خدا کامل منصوبہ اور کامل انتظام کے ساتھ ہم تک پہنچتا ہے۔ ہمارے پاس صرف دو راستے ہیں: یا تو ہم اُن سب باتوں پر ایمان رکھیں جو خدا ہمیں بتاتا ہے اور وہ سب کچھ قبول کریں جو وہ ہمیں دیتا ہے، یا پھر ہم اُن پر ایمان نہ رکھنے کا انتخاب کریں اور اُن چیزوں کو قبول نہ کریں۔ لوقا 19 باب میں ایک ہمیں ایک ایسے شخص کی کہانی سنائی گئی ہے جو خداوند یسوع مسیح کے بلاوے کا جواب دیتا ہے۔

> ''وہ یریحو میں داخل ہو کر جا رہا تھا۔ اور دیکھو زکائی نام ایک آدمی تھا جو محصول لینے والوں کا سردار اور دولت مند تھا۔ وہ یسوع کو دیکھنے کی کوشش کرتا تھا کہ کونسا ہے لیکن بھیڑ جت سبب سے دیکھ نہ سکتا تھا۔ اس لئے کہ اسکا قد چھوٹا تھا۔ پس اسے دیکھنے کے لئے آگے ایک گولر کے پیڑ پر چڑھ گیا کیونکہ وہ اسی راہ سے جانے کو تھا۔ جب یسوع اس جگہ پہنچا تو اوپر نگاہ کر کے اس سے کہا اے زکائی جلد اتر آ کیونکہ آج مجھے تیرے گھر رہنا ضرور

ہے۔ وہ جلد اُتر کر اسکو خوشی سے اپنے گھر لے گیا۔ جب لوگوں
نے یہ دیکھا تو سب بڑ بڑا کر کہنے لگے کہ وہ تو ایک گنہگار شخص
کے ہاں اترا۔ اور زکائی نے کھڑے ہو کر خداوند سے کہا اے
خداوند دیکھ میں اپنا آدھا مال غریبوں کو دیتا ہوں اور اگر کسی کا
ناحق لے لیا ہے تو اسکو چوگنا ادا کرتا ہوں۔ یسوع نے اس سے
کہا آج اس گھر میں نجات آئی ہے۔ اسلئے کہ یہ بھی ابراہام کا بیٹا
ہے۔ کیونکہ ابنِ آدم کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے
آیا ہے۔" (لوقا19 :1-10)

خداوند یسوع کے زمینی دور میں بعض لوگ یہودیوں کے نزدیک محصول لینے والوں سے بھی زیادہ قابلِ نفرت تھے، یعنی ایسے یہودی جو اسرائیلیوں سے رومی حکومت کے لئے محصول لیتے تھے۔ زکائی، جس کے نام کا مطلب ہے "خالص"، اُسے یہودیوں کے درمیان سے...... نہ صرف مذہبی طور سے ناپاک سمجھ کر بلکہ سیاسی غداری کی وجہ سے...... خارج کر دیا گیا تھا۔

محصول لینے والے ایک اور شخص یعنی متی رسول کی طرح، زکائی کو بھی "نیک" یہودی گھرانوں میں اور معاشرتی میل جول کی جگہوں پر خوش آمدید نہیں کہا جاتا ہوگا۔ اُن کے حلقہ احباب میں صرف وہ لوگ شامل ہوتے ہوں گے جنہیں مذہبی رہنما "گنہگار" کہہ کر بلاتے تھے۔

زکائی کسی چیز کی تلاش میں تھا؛ اُسے ٹھیک طرح سے معلوم بھی نہ تھا کہ کس چیز کی تلاش میں ہے۔ بہر حال وہ اتنا ضرور جانتا تھا کہ یسوع نامی اِس شخص کو دیکھ لینا یقیناً اہم ہے۔ بہت دیر پہلے جب زکائی اُسے ہنوز جانتا بھی نہ تھا اور اُس نے یسوع کو دیکھا بھی نہ تھا، یسوع اپنی نگاہ زکائی پر ڈال چکا تھا۔ خدا کا فضل زکائی کی تلاش میں تھا۔

زکائی کے درخت پر چڑھنے اور یسوع کو ڈھونڈنے سے بھی پہلے، یسوع جانتا تھا کہ زکائی جسمانی اور روحانی طور پر کہاں ہے۔ یسوع جانتا تھا کہ یہ شخص عمر بھر ایک چبھن کا شکار رہا ہے

......چھوٹے قد کا بونا شخص، ایسا شخص جس سے نفرت کی گئی ہو،ایسا شخص جس کی تضحیک اور تحقیر کر کے دوسرے لوگ خوش ہوا کرتے تھے۔ یسوع ہر اُس ذلّت کو جانتا تھا جو زکائی نے برداشت کی تھی۔

یسوع تصویر کا دوسرا رُخ بھی جانتا تھا،وہ ہر اُس دھوکہ بازی سے بھی واقف تھا جو زکائی کی زندگی میں پائی جاتی تھی؛وہ ایک ایک پیسہ سے واقف تھا جو زکائی نے یریحو کے دکانداروں اور تاجروں سے اینٹھ لیا تھا۔ پھر بھی خدا کے بے گناہ بیٹے یسوع نے اِس شخص کو نظر اُٹھا کر دیکھا جسے سب لوگ حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ فلستین کا اہم ترین شخص......کائنات کی سب سے اہم ہستی......زکائی کے ساتھ کچھ وقت گزارنے کی ایسی مشتاق تھی کہ اُس نے اُسے خود ہی دعوت دے ڈالی ''مجھے تیرے گھر رہنا ضرور ہے۔''

اِس سے پیشتر کہ زکائی خداوند سے مِل پاتا، خود خداوند اُس کا متلاشی رہا۔ یسوع کے

ایمان

1۔ ایمان خدا کی قدرتِ مُطلق کو وسعت دیتا ہے۔قادرِ مطلق کا مطلب ہے الٰہی اختیار۔ رومیوں 16:1 میں پولس لکھتا ہے کہ ''......میں انجیل سے شرماتا نہیں۔ اسلئے کہ وہ ہر ایک ایمان لانے والے کے واسطے نجات کے لئے خدا کی قدرت ہے۔'' خدا کی قدرت ہمارے ہاتھ میں ہے لیکن ہم اسے صرف ایمان کے ساتھ ہی استعمال کر سکتے ہیں۔

2۔ ایمان مسیحی طرزِ زندگی کا یک لفظی خلاصہ ہے۔ حبقوق 4:2؛ رومیوں 17:1، گلتیوں 11:3 اور عبرانیوں 38:10 جیسے تمام حوالہ جات ہمیں بتاتے ہیں کہ ''راستباز'' (عبرانی اور یونانی دونوں زبانوں میں اس لفظ کا ترجمہ ''راستباز'' ہے) ایمان سے جیتا رہے گا۔ ''ایمان سے'' واحد راستہ ہے جس سے ہم مسیح کی طرف سے وعدہ کی ہوئی کثرت کی زندگی کا تجربہ پاسکتے ہیں (یوحنا 10:10)۔ ہمیں ایمان کی راہ سے ہٹانے والی ہر چیز ہم سے روحانی زندگی چھین لیتی ہے۔

3۔ ایمان مسیح یسوع میں ہماری امید کی بنیاد ہے۔ عبرانیوں 1:11 ہمیں بتاتی ہے کہ

اندر زمانہ سابق سے ہی اُس سے ملنے کی خواہش تھی۔ وہ زکائی کو اُس کے خلق کئے جانے سے بھی پیشتر دیکھ سکتا تھا اور اُس نے طے کر لیا تھا کہ مجھے اُس کی خاطر صلیب پر مرنا ہے۔

زکائی نے یسوع کی دعوت کا جواب کِس طرح دیا؟ ''اُس نے بڑی خوشی کے ساتھ اُسے قبول کیا۔'' جِس لمحہ اُس نے خداوند کے لئے اپنا دل کھولا، اُسی وقت زکائی کے گھر میں نجات آ گئی۔ لوقا 19:8 میں زکائی نے جس سخاوت اور ادائیگی کا ذکر کیا ہے اُس کی نجات کا تقاضا نہیں تھیں۔ یہ تو نجات کے لئے آزادی سے ظاہر کئے جانے والا ردِ عمل تھا۔ یسوع زکائی سے سوائے ایمان کے اور کوئی چیز نہیں چاہتا تھا۔ خدا اُس وقت شادمان ہوتا ہے جب اُس کے فرزند ''نہ تو دریغ کے اور نہ کسی مجبوری کے تحت'' دیتے ہیں بلکہ جب وہ مکمل شادمانی اور خوشی کے ساتھ دیتے ہیں (2 کرنتھیوں 9:7)۔ مگر ایمان واحد چیز ہے جس کا تقاضا نجات کے لئے کیا جاتا رہا ہے۔

اُن سب کے لئے جو یہ دیکھ کر بڑبڑائے کہ یسوع ایک ''گنہگار'' کے گھر میں داخل ہوا

ایمان ایک جوہر ہے؛ ثبوت ہے۔ اِسم ایمان کے دو معنی ہو سکتے ہیں: فاعل حالت میں یہ ایماندار کا عمل ہے؛ مفعولی حالت میں اِس میں وہ چیزیں شامل ہیں جن پر ہم ایمان رکھتے ہیں۔ ہمارا ایمان کسی صورت اُس سے زیادہ قوی نہیں ہو سکتا جس پر ہمارا ایمان ہو۔ مسیحیوں کے لئے ایمان کا مرکز یسوع مسیح، زندہ کلام ہے، جسے تحریری کلام میں ظاہر کیا گیا ہے۔

4۔ ایمان خدا کے کلام کا مطالعہ کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ رومیوں 10:17 ہمیں بتاتی ہے کہ ''ایمان سُننے سے پیدا ہوتا ہے اور سُننا مسیح کے کلام سے۔'' جب کلام سکھایا جائے تو سب مسیحیوں کو سننا چاہئے۔ 1 تھسلنیکیوں 2:13 کہتی ہے کہ خدا کا کلام ہم ایمان لانے والوں میں تاثیر کرتا ہے۔ مطالعہ کے بعد عمل بھی واقع ہوتا ہے، کہ ہم کلام پر عمل کرنے والے ہوں نہ کہ محض سُننے والے (یعقوب 1:21-22)۔

5۔ خدا کو صرف ایمان ہی پسند آتا ہے۔ عبرانیوں 11:2 اور 11:6 دونوں آیات ہمیں بتاتی ہیں کہ خدا کو صرف اور صرف ایمان ہی پسند آتا ہے۔ جب خدا ہم سے شادمان ہوں تو پھر ایک

ہے،10 ویں آیت میں خداوند کی طرف سے ایک پیغام ہے؛ اُس کی ساری زندگی کا ہدف ہی کھوئے ہوؤں ڈھونڈنا اور گنہگاروں کو اور نجات دینا تھا۔

''ڈھونڈنا'' یونانی زبان کا فعل مضارع Zeteo ''زیتیو'' ہے جس کے معنی ہیں ''پیچھا کرنا، پیروی کرنا، تعاقب کرنا'' وغیرہ۔ اس کا مطلب ہے کسی چیز کے مل جانے تک اُس کی تلاش میں رہنا۔ زبورنویس داؤد نے پرانے عہد نامہ میں اس کا ہم معنی لفظ زبور 23 میں یہ کہتے ہوئے استعمال کیا کہ ''یقیناً بھلائی اور رحمت عمر بھر میرے ساتھ ساتھ رہیں گی۔'' ترجمہ کے اعتبار سے اس لفظ میں ''تعاقب یا پیچھا کرنے'' سے بھی کہیں زیادہ گہرائی پائی جاتی ہے۔ کیونکہ اس کے معنی ہیں کسی چیز کو انتہائی جذبہ کے ساتھ کھوج لینا، یا بڑی تڑپ کے ساتھ کسی کے پیچھے جانا۔

تڑپ کے احساس کے ساتھ ہی یسوع مسیح نے زکائی کی تلاش کی۔ آج بھی اُسی تڑپ کے ساتھ وہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈتا ہے۔ وہ پیچھے آنے اور تلاش کرنے میں پہل کرنے والا ہے۔ وہ ہم سے صرف یہ چاہتا ہے کہ ہم اُسے مِل جانے کا موقع دیں تاکہ آرام تک پہنچائے جا سکیں، ایسا آرام ہمیں ایمان کے وسیلہ اُس زندگی کو قبول کرنے سے ملتا ہے جو صرف یسوع ہی دیتا ہے۔

حیران کُن کام ہوتا ہے : یعنی ہم بھی شادمان ہوتے ہیں۔ بطور خالق، خدا نے ہر ایک ذی جان میں ایک نظام رکھا اور کوئی بھی اُس کے ارادہ سے الگ رہ کر کسی صورت تسلی یا اطمینان نہیں پا سکتا۔ چونکہ خدا ہم سے محبت رکھتا ہے، پس اُسے صرف وہی چیز پسند آتی ہے جو ہمارے لئے بہترین ہو۔ پس خدا کی خوشنودی پانے کا مطلب ہے کامل اطمینان پانا۔ بغیر ایمان کے خدا کو پسند آنا ناممکن ہے، اور خدا کو پسند آئے بغیر خوش ہو جانا بھی ممکن نہیں۔

6۔ ایمان مسیحی امتیازی پہچان کی بنیاد ہے۔ مسیحی امتیازی پہچان کی بنیاد ایک تثلیث ہے: ایمان، امید اور محبت (1 کرنتھیوں 13:13؛ 1 پطرس 1:12-22)۔ جیسے جیسے ہمارا ایمان بڑھتا ہے ہم امید پوری ہونے کے نزدیک تر ہو جاتے ہیں۔ بائبل مقدس کی بیان کردہ امید جسے کے معنی کامل یقین کے ہیں، ہمارے اندر لوگوں کے ساتھ ایک پُرسکون رویہ رکھنے کے لائق بناتی ہے۔ پُرسکون ذہنی رویہ کے بغیر ہم کبھی محبت کرنے کے لائق نہیں ہو سکیں گے۔ آپ کی زندگیوں کے سادہ فہم و

ایک بار جب ہم ایمان کے وسیلہ ملنے والی زندگی پا لیتے ہیں تب جان لیتے ہیں کہ زندگی گزارنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے: یعنی ایمان کے ساتھ۔ عبرانیوں 6:11 ہمیں بتاتی ہے کہ بغیر ایمان کے خدا کو پسند آنا ممکن نہیں۔ اگر خدا کو صرف ایمان ہی پسند آتا ہے، تو ہم بھی ایک عظیم ترین بات کہہ سکتے ہیں جیسا کہ لوقا 17 باب میں رسولوں نے کہی۔

''اس پر رسولوں نے خداوند سے کہا'' ہمارے ایمان کو بڑھا۔''

لوقا 5:17

وہ کون سے بات تھی جو عموماً موٹی عقل رکھنے والے رسولوں کو ایمان کی ضرورت محسوس کرنے کی طرف لے آئی تھی؟ وہ تھی زندگی کی انتہائی سادہ اور دنیاوی حالت۔ ابھی ابھی یسوع نے اُنہیں کہا تھا کہ ایک دوسرے کے قصور معاف کرو۔ وہ اُن سے کہہ چکا تھا کہ اگر اُن کا کوئی بھائی اُن کے خلاف دن میں سات بار گناہ کرے اور پھر آ کر سات بار معافی مانگے تو اُنہیں چاہئے کہ اُسے معاف کردیں۔

متی 18 باب میں اس سے ملتے جلتے مندرجات میں پطرس یسوع کے پاس آ کر کچھ

فراست اور شائستگی سے ہی محبت کا ثبوت ملتا ہے۔ اگر ہم ان باتوں سے محروم ہوں تو ہم محبت سے بھی محروم ہو جاتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی نہ کسی صورت ایمان ہم سے خارج ہو چکا ہوتا ہے۔

7۔ ایمان کام کرتا ہے۔ ایمان ایک قوت ہے، یہ متحرک ہے۔ ایمان خود کام نہیں کرسکتا۔ بلکہ اسکی فطرت کام کرنے والی ہے (یعقوب 26,17,14:2)۔ ایمان ناممکنات میں، ناامیدی میں، بے بسی میں کام کرتا ہے۔ ہمیں مسیح یسوع نے بھلائی کے لئے پیدا کیا ہے (افسیوں 10-8:2)۔ بغیر اعمال کے ایمان بے کار ہے؛ ایمان بغیر اعمال کے مردہ ہے۔

8۔ صرف ایمان ہی دنیا پر غالب آ سکتا ہے۔ 1 یوحنا 5-4:5 میں رسول کہتا ہے کہ ''جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ دنیا پر غالب آتا ہے اور وہ غلبہ جس سے دنیا مغلوب ہوئی ہے ہمارا ایمان ہے۔'' اگر ہم ایمان رکھتے ہیں کہ وہ خدا کا بیٹا ہے اور اگر اُس کی حضوری ہمارے ساتھ ہے، تو پھر ہمارے لئے پریشانی کی بات کیا ہے؟

اِس طرح سے ایک سوال پوچھتا ہے؛ خداوند اگر میرا بھائی سات دفعہ میرا گناہ کرے اور میں ساتوں دفعہ اسے معاف کر دیا لیکن کیا اس کے بعد میں اُسے نیچا دکھا سکتا ہوں؟'' پطرس شاید یہ سوچ رہا تھا کہ اُس کا بھائی اندریاس معاف کئے جانے کے تمام مواقع حاصل کر چکا ہے۔ شاید اُسے فخر تھا کہ وہ اپنے بھائی کو معافی کی مقررہ حد یعنی سات بار معاف کر چکا ہے۔ لیکن خداوند نے پطرس سے ''سات کے ستر بار'' معاف کرنے کے لئے کہا۔

یسوع اپنے شاگردوں سے کہہ رہا تھا کہ معاف کرنا چاہئے، معاف کرتے رہنا چاہئے اور اگر ممکن ہو تو ایک دن میں بھی 490 دفعہ بھی معاف کر دینا چاہئے۔ اس پر ان کا جواب کچھ اس طرح تھا ''اس کے لئے تو کافی ایمان کی ضرورت ہوگی۔ خداوند! ہمارے ایمان کو بڑھا۔''

''بڑھانا'' یونانی زبان میں Prostithemi ''پروستی تھیمی'' ہے tithemi کے معنی ہیں ''رکھنا'' Pros کے معنی ہیں ''روبرو'' یا ''سامنے۔'' Prostithemi ساہوکاری کی اصطلاح تھی جس کے معنی تھے کھاتہ میں جمع کرنا۔ وہ کہہ رہے تھے ''خداوند، ہمارے پاس اِس سے نمٹنے کے لئے کافی ایمان نہیں ہے، ہم چاہتے ہیں کہ تُو ہمارے کھاتے میں اور ایمان جمع کر دے۔'' کیوں؟ کیونکہ وہ اُس سے انتہائی عملی بات: یعنی معافی کا تقاضا کر رہا تھا۔

ایمان عمل ہوتا ہے۔ اس کا تعلق تمام شعبہ ہائے زندگی سے ہوتا ہے، اور ہماری زندگیوں میں شخصی تعلقات کے لئے اس کی اہمیت بہت ہی زیادہ ہے۔ ہمیں ہر روز ایسے لوگوں کا سامنا رہتا ہے جو ہمیں غصہ دلاتے، جو ہمارے صبر کا امتحان لیتے، اور جو ہماری برداشت کی آخری حدوں تک پہنچا دیتے ہیں۔ خدا ہمارے اس مسئلہ کو دوسروں کا رویہ تبدیل کر کے نہیں حل نہیں کرتا بلکہ ہمیں فضل سکھا کر ایسا کرتا ہے۔ اگر ہم دوسروں کو معاف کرنا سیکھیں جیسے کہ ہمیں بھی خدا نے مسیح یسوع میں معاف کیا (افسیوں 32:4)، تو اس کیلئے ہمیں ایمان کی ضرورت ہوگی۔

> ''خداوند نے کہا کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان
> ہوتا اور تم اس تُوت کے درخت سے کہتے کہ جڑ سے اکھڑ کر

سمندر میں جا لگ تو تمہاری مانتا۔" (لوقا 6:17)

جب انہوں نے خداوند سے کہا کہ ہمارے ایمان کو بڑھا تو یسوع نے یہ وضاحت کرتے ہوئے انہیں جواب دیا کہ ایمان کیسے کام کرتا ہے۔ وہ اُنہیں بتا رہا تھا کہ یہ ایمان کا حجم یا مقدار نہیں...... بلکہ اُن کے ایمان کا مرکز (جس پر ایمان رکھا جائے) ہے...... جو اہمیت رکھتا ہے۔ یسوع کہتا ہے کہ اگر اُن میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوتا تو وہ کچھ بھی کر سکتے تھے۔

متی 13:31-32 کے مطابق، رائی کا دانہ سب مقامی کاشتکاری کے بیجوں میں سب سے چھوٹا ہے، تو بھی جب بڑھتا ہے تو بڑا تناور درخت بن جاتا ہے۔ یسوع اپنے نکتۂ بیان کو واضح کرنے کے لئے رائی کے دانے کی مثال استعمال کرتا ہے کیونکہ یہ چھوٹی حالت سے بہت بڑی حالت تک بڑھنے کی تصویر پیش کرتا ہے۔ سوال یہ نہیں کہ ہمارے اندر کتنا ایمان ہے، بلکہ یہ کہ ہم ایمان کس بات پر رکھتے ہیں۔ قوت اُس شخص میں نہیں ہوتی جو ایمان رکھتا ہے، نہ ہی بذاتِ خود ایمان میں کسی طرح کی کوئی قوت ہوتی ہے۔ بلکہ قوت ایمان کے مرکز میں ہوتی ہے یعنی اُس میں جس پر ایمان رکھا جائے۔ تمام کائنات میں ایمان کا حقیقی عنصر صرف یسوع ہے۔ بائبل مقدس میں ہم مسیح کا مزاج دیکھتے ہیں۔ ممکن ہے ہمارا ایمان بہت چھوٹا ہو، لیکن اگر یہ قادرِ مطلق خدا پر ہو، تو ناممکن کو ممکن بنا سکتا ہے۔

اِس حوالہ میں یسوع اپنے شاگردوں کو صرف یہ بتا رہا ہے کہ ایمان کیسے کام کرتا ہے۔ رومیوں 17:10 میں پولس رسول ہمیں بتاتا ہے کہ ایمان آتا کہاں سے ہے۔ "پس ایمان سُننے سے پیدا ہوتا ہے اور سُننا مسیح کے کلام سے۔"

اگر ہم اپنا ایمان بڑھانا چاہیں تو ہمیں کلامِ مقدس کے مطالعہ کو بڑھانا ہوگا۔ اگر ہم خدا پر اور زیادہ اعتقاد رکھنا چاہیں تو ہمیں اُسکو بہتر طور سے جاننے کی ضرورت ہوگی۔ اگر ہم یسوع مسیح کی شخصیت اور کلامِ مقدس کو بہتر طور سے جانیں، تو ہمارا ایمان مضبوطی میں بڑھے اور ترقی کرے گا کیونکہ مضبوطی تو اُس میں ہے جس پر ایمان رکھا جاتا ہے۔

سیکھنے کے طریقے

سیکھنے کے تمام انسانی طریقے ایمان سے شروع ہوتے ہیں۔ جب کوئی ننھا بچہ پہلی بار ہاتھی کی تصویر دیکھے تو اپنی ماں کی طرف حیرت سے دیکھتا ہے اور اُس کا چہرے پر یہ سوال ہوتا ہے کہ ''آخر یہ ہے کیا چیز؟'' جب ماں اُسے بتاتی ہے کہ یہ ہاتھی ہے، تو وہ ماں کے اِس لفظ کو اپنے اندر اتار لیتا ہے ،اور اس طرح سیکھنے کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ جب وہ دوسری بار یہ تصویر دیکھتا ہے تو اس کی طرف اشارہ کر کے زوردار آواز سے 'یقیناً' 'ہاتھی'' کہے گا۔

ایک نوجوان طالب علم جو اپنے استاد سے الجھے کہ ''ثابت کریں کہ دو جمع دو چار ہوتے ہیں، ورنہ میں اِس بات کو نہ مانوں گا'' وہ جانے گا کہ اُس کی زندگی میں سیکھنے کا عمل ٹھہراؤ کا شکار ہو گیا ہے۔ اگر وہ اِس کلیہ میں ایمان کا استعمال کرنے سے انکار کرے تو وہ بڑا ہو کر اپنے حساب کتاب میں توازن قائم کرنے کے لائق نہ ہو سکے گا لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ اگر ریاضی کی بنیادی باتیں سیکھنے کے لئے ایمان کو عمل میں نہیں لائے گا، تو شاید زندگی میں اتنا کما ہی نہیں سکے گا کہ اُسے حساب کتاب کی ضرورت پڑے۔

سیکھنے کے تین بنیادی طریقے ہیں: تجزیہ پسندی، دانش پسندی، اور ایمان۔

تجزیات: اس کا تعلق حقائق کے دریافت کرنے میں دکاغی یا عقلی فہم و ادراک پر انحصار کرنے سے ہے۔ یہ سائنسی تحقیقات کا بنیادی نکتہ ہے۔ تجزیات پسندی کہتی ہے کہ '' میں کسی چیز کو دیکھ یا چھو کر ہی، اس کا یقین کر سکتا ہوں۔'' لیکن تجزیات پسندی کی کمزوری یہ ہے کہ ایسی بے شمار چیزیں ہیں جنھیں دیکھا نہیں جا سکتا نہ ان کی پیمائش کی جا سکتی اور نہ اُنہیں گِنا جا سکتا ہے۔

دانش پسندی: اس کا دارومدار حقائق دریافت کرنے میں انسانی وجوہات پر انحصار کرنے پر ہے۔ اس کے جانچ کا پیمانہ انسانی عقل ہے۔ عقل پسند کا دانش پسند کہتا ہے کہ ''اگر میں انسانی منطق کے ساتھ اس کی وجہ جان سکوں تب ہی مان سکتا ہوں۔'' لیکن دانش پسندی میں بھی کمزوری ہے کیونکہ یہ کبھی بھی انسانی عقل کی حدوں سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔

ایمان: ایمان کا دارومدار اُس شخص کے کہے گئے الفاظ پر ہے جس پر آپ کو یقین ہو اور یعنی کوئی

ایسا شخص سچائی کی دریافت میں آپ سے زیادہ تجربہ رکھتا ہو۔ بائبل مقدس کے مطابق، خدا کے ملہم کلام پر بھروسہ کرنا ایمان ہے۔ ایماندار لوگ کہتے ہیں۔ ''چونکہ یہ بات خدا نے کہی ہے، میں اِس کا یقین کرتا ہوں اور جس وقت کے لئے اُس نے مقرر کیا ہے، اس وقت میں دیکھوں گا اور سمجھوں گا۔''

چونکہ تجزیہ پسندی اور دانش پسندی دونوں کا حصولِ علم اور تحقیق میں اپنا ایک کردار ہے تاہم خدا کو جاننے یا تلاش کرنے کی انسانی کوششوں میں یہ دونوں کسی کام کی نہیں۔ پولس رسول 1 کرنتھیوں 1 باب میں اس بات کو صاف صاف بیان کرتا ہے کہ انسان کے لئے خدا نے یہ منصوبہ نہیں بنایا کہ اُسے انسانی عقل یا دانش سے ڈھونڈلے بلکہ صرف اور صرف ایمان ہی کے وسیلہ۔

یسعیاہ 55:8-11 واضح کرتا ہے کہ خدا کے خیال اور اس کی راہیں انسان کے خیالات سے کس قدر عظیم اور وسیع ہیں۔ خدا قادرِ مطلق اور الموجود ہے......وہ سب کچھ جانتا اور ہر جگہ پر موجود ہے۔ وہ انسانی تاریخ کے آغاز سے بھی پیشتر اس کے انجام سے واقف تھا۔ خدا کامل راستبازی اور کامل منصف ہے۔ وہ کبھی غلط بیانی نہیں کرتا اور ہمیشہ اپنے قول پر قائم رہتا ہے۔ خدا اِس لائق ہے کہ اُس پر ایمان رکھا جائے۔ اُس پر بھروسا کرنے میں کوئی خدشہ نہیں ہے، اور صرف ایمان ہی سے اُسے پسند آیا جاسکتا ہے۔ (عبرانیوں 11:6)

ایمان کے لئے عبرانی الفاظ

چونکہ یہودی تجریدی اصطلاحات کی بجائے ٹھوس خیالات رکھتے تھے، عبرانی الفاظ کو ذہنی تصورات کی عکاسی کے لئے تشکیل دیا جاتا تھا۔ عہدِ عتیق میں عبرانی زبان میں ایمان کے لئے پانچ لفظی تصاویر پائی جاتی ہیں۔ یہ ترقی بخش ہیں اور روحانی زندگی کی نشوونما کے درجات کی تصویر پیش کرتے ہیں۔

1۔ Amen آمین۔ ''مدد اور معاونت حاصل کے لئے انحصار کرنا'' اس کا عمومی ترجمہ ''ایمان لانا'' بھی کیا گیا ہے۔ یہ نجات بخش ایمان کے لئے استعمال ہوتا ہے اور کسی ایسے شخص کی تصویر پیش کرتا ہے جو خدا پر بھروسا کرنے کیلئے جھکتا ہو۔ پیدائش 6:15 ہمیں بتاتی ہے کہ ابرہام نے ''خداوند پر ایمان رکھا؛ اور اُس اِس کے لئے راستبازی گِنا گیا۔'' یہی ''انحصار کرنے والا ایمان'' روحانی شیر خواری کی حالت ہے۔

2۔ باتخ۔ Batach۔ یہ کُشتی کے کھیل کی اصطلاح ہے اور کسی ایسے شخص کی تصویر پیش کرتی ہے جو اپنے حریف کو اکھاڑے میں چت کر رہا ہو۔ عمومی طور پر ''یقین اور بھروسا'' ترجمہ کیا گیا ہے۔ لفظ Batach زبور 22:55 آیت میں دیکھا جا سکتا ہے ''اپنا بوجھ خداوند پر ڈال دے، وہ تجھے سنبھالے گا۔'' ''کشتی کرنے والا ایمان'' روحانی نوجوانی کے تجربات میں علمی ذخیرہ کی حیثیت رکھتا ہے، یعنی اُس وقت کے لئے جب ایماندار بائبل مقدس کی تھوڑی بہت تعلیم لے کر روحانی جنگ میں شریک ہو جاتے ہیں۔

3۔ خاساہ۔ Chasah۔ اس کے معنی ہیں ''پناہ لینے کو بھاگنا'' جس طرح کوئی خرگوش بھیڑیوں سے بھاگ کر کسی پتھر کے شگاف یا بل میں پناہ لیتا ہے۔ یہ روحانی بلوغیت یا پختگی کا ایمان ہے جب ایماندار دلیر اور پُر اعتماد ہوتا ہے کیونکہ وہ سمجھنے کے درجہ تک آ پہنچتا ہے کہ خداوند اُس کا مدد گار اور تسلی دینے والا ہے، اُس کی پناہ گاہ ہے، اُس کی ڈھال ہے، اور اُس کا چھڑانے والا ہے (زبور 2:144)۔ داؤد جو کہ ساؤل بادشاہ سے بچنے کے لئے عدُلام کی غار میں جا چھپا، وہ اس طرح کے ایمان کو خوب سمجھتا تھا۔: ''کیونکہ میری جان تیری پناہ لیتی ہے'' (زبور 1:57)۔

4۔یقل ۔Yaqal ۔اس کے معنی ہیں انتہائی کرب اور شدید دباؤ کی حالت میں کسی پر اعتماد کرنا۔''اس کا عمومی ترجمہ ''امید'' کیا جاتا ہے اور یہ کسی زخم پر شفا بخش مرہم رکھے جانے کی تصویر پیش کرتا ہے۔ یہ ایمان اُن روحانی جنگجوؤں کے زخموں کو مندمل کرتا ہے جنہیں پیش قدمی کرنا ہوتی ہے۔ایوب نے سورما جیسے دل والے ایمان کا مظاہرہ اُس وقت کیا جب اُس نے ایسے درد کی شدت میں لکھا کہ'' دیکھو وہ مجھے قتل کریگا۔تو بھی میری امید اُس پر ہوگی۔''(بمطابق ایوب 15:13)، یرمیاہ اہلِ بابل کے ہاتھوں یروشلیم کی تباہی اور اپنے لوگوں کی اسیری پر اپنی جان میں بے تاب ہوا لیکن ایک دِن اِسی طرح کے ایمان کی وجہ سے اِن حالات کا سامنا کرنے کے لائق ٹھہرا (نوحہ 21:3)۔

5۔قاواہ۔Qawah۔ایمان کے لئے مضبوط ترین عبرانی لفظ ہے،اس کا ترجمہ ''انتظار'' بھی کیا جاتا ہے۔ یہ لفظ عموماً تہری رسّی بُننے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا یہ تین ٹانگوں والے آنکڑے میں رکھ کر بُنی جاتی تھی اور اتنی مضبوط ہوتی تھی کہ آسانی سے ٹوٹ نہ سکتی تھی۔ قاواہ ایک باصبر برداشت ہے جو خدا کے کلام کے وعدوں،اصولوں،تعلیمات کو یکجا کر کے رسی کی طرح بُننے سے حاصل ہوتی ہے اور ایمان کی نہ ٹوٹنے والی مضبوط رسی بن جاتی ہے۔یہی خدا کے دوست کا ایمان بھی ہے۔یسعیاہ 31:40 میں استعمال شُدہ عبرانی زبان میں یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ خداوند کا انتظار کرنے والے ازسرِ نو زور حاصل کریں گے،وہ عقابوں کی مانند بال و پر سے اڑیں گے وہ دوڑیں گے اور نہ تھکیں گے،وہ چلیں گے اور ماندہ نہ ہوں گے۔''

یونٹ نمبر 1 کا اعادہ

سبق 1-1

1۔انسان کا مسئلہ کیا ہے؟

2۔خدا نے زوال کیوں ہونے دیا؟

3۔حوّا کی آزمایش کیا تھی؟

4۔موت کیا ہے؟

5۔گناہ کیا ہے؟

6۔ہم کیسے جان سکتے ہیں کہ گناہ کتنا حساس مسئلہ ہے؟

7۔گناہ کی تین اقسام کون کون سی ہیں؟

8۔گناہ کے تین درجات کون کون سے ہیں؟

9۔خدا کی طرف سے گناہ کا کیا حل تھا؟

10۔بائبل میں نجات دہندہ سے متعلق سب سے پہلا وعدہ کہاں درج ہے؟

11۔بائبل مقدس میں کون سا کام کفارے کی سب سے پہلی تصویر ہے؟

12۔آدم اور حوّا کو نجات کیسے ملی؟

13۔آپ کسی غیر ایماندار دوست کے سامنے، دنیا میں گناہ کے آغاز اور اس کی وجہ کو کس طرح بیان کریں گے؟ آپ اپنی دلیل کے حق میں کون سا حوالہ پیش کریں گے؟

حفظ کرنے کی آیات

پیدایش 2:16-17

پیدایش 3:4-5

پیدایش 3:21

سبق 1-2

1۔ہم کس طرح جان سکتے ہیں کہ خدا منصوبہ کے مطابق کام کرتا ہے؟

2۔اِس بات کے کیا معنی ہیں کہ وہ سب چیزوں سے ’’مل کر بھلائی پیدا کرواتا ہے؟‘‘

3۔وہ کس کی خاطر سب چیزوں سے بھلائی کا کام لیتا ہے؟

4۔پرانے عہد نامہ میں سے کسی کی زندگی کی مثال لیتے ہوئے ، وضاحت کریں کہ رومیوں 28:8 کس طرح کام کرتی ہے؟

5۔’’پیشتر سے مقرر‘‘ ہونے کا کیا مطلب ہے؟

6۔’’بلائے ہوئے‘‘ کون ہیں؟

7۔وضاحت کریں کہ خدا کس طرح لوگوں کو’’بلاتا‘‘ ہے؟

8۔خدا کا اپنے سب فرزندوں کے لئے کیا مقصد ہے؟

9۔آپ اپنے کسی غیر ایماندار دوست کے سامنے اِس حقیقت کو کس طرح بیان کریں گے کہ انسان کے گناہ جیسے مسئلہ میں گرنے سے بھی پیشتر خدا کے پاس انسان کے لئے ایک منصوبہ تھا؟ اپنی دلیل کے حق میں آپ کون سا حوالہ پیش کریں گے؟

حفظ کرنے کی آیات

رومیوں 30-28:8

پیدائش 20:50

سبق 1-3

1۔یسوع مسیح کون ہے؟

2۔پیدائش 13-7:16 ، خروج 14-2:3 ، اور قضاۃ 24-11:6 جیسے حوالہ جات میں متذکرہ ’’خداوند کا فرشتہ‘‘ کون ہے؟

3۔ہم کیسے جان سکتے ہیں کہ یسوع خدا ہے؟

4۔یسوع نے جسم کیوں اختیار کیا؟

5۔صلیب پر یسوع کے ساتھ کیا ہوا؟

6۔انجیل میں چار انتہائی اہم حقائق کون کون سے ہیں؟

7۔کیا کوئی مسیحی اپنی نجات کھوسکتا ہے؟ آپ کیسے جانتے ہیں؟

8۔نئے عہد نامہ کی سچائیوں کو بیان کرنے میں یونانی زبان کس لئے کامل تھی؟

9۔آپ کسی غیر ایماندار دوست کے سامنے مسیح کی صلیبی موت کے معنی کیسے بیان کریں گے؟ آپ اپنی دلیل کے حق میں کون سے حوالہ جات پیش کرینگے؟

حفظ کرنے کی آیات

یوحنا1:1-5

یوحنا1:14

یوحنا1:18

1 کرنتھیوں15:3-4

سبق1-4

1۔روح القدس کی بابت یسوع مسیح کا پہلا وعدہ کیا تھا؟

2۔اگر ہم یسوع سے محبت رکھتے ہیں، تو اس کے کلام کے ساتھ ہمارا رویہ کیسا ہوگا؟

3۔اِس سبق میں دیئے گئے حوالہ جات کی مدد سے ،روح القدس کی وضاحت کریں......وہ کس طرح کا ہے اور کیسے کام کرتا ہے؟

4۔تثلیث کے تیسرے اقنوم کو ''سچائی کا روح'' کس لئے کہا جاتا ہے؟

5۔سچائی کیا ہے؟

6۔خداوند یسوع کے بقول، روح القدس ایمانداروں میں کیا کام کرے گا؟

7۔ان کاموں میں روح القدس کا ہدف یا مقصد کیا ہے؟

8۔یسوع نے روح القدس کے لئے جو نام ''پیراکلیٹوز'' Parakletos استعمال کیا اُس کے کیا معنی ہیں؟ اس لفظ سے کسی یونانی کے ذہن میں جو پانچ تصاویر بنتی تھیں اُن کی وضاحت کریں؟

9۔عہدِ عتیق کے ایمانداروں میں روح القدس کی خدمت کلیسیائی دور کے ایمانداروں کے درمیان خدمت سے کس طرح مختلف تھی؟

10۔روح القدس غیر ایمان داروں سے کون سی تین باتیں کہتا ہے؟

11۔آپ کسی غیر ایماندار دوست کے سامنے روح القدس کو کس طرح بیان کریں گے ، نیز اُس کے پیغام اور اس کی شخصیت کو کیسے بیان کریں گے؟ آپ اپنی دلیل کے حق میں کون سے حوالہ جات پیش کریں گے؟

حفظ کرنے کی آیات

یوحنا7:37-39

یوحنا14:15

یوحنا14:16-17

یوحنا16:8-11

یوحنا16:13-14

سبق 1-5

1۔ہم خدا کے کامل انتظام کو کس طرح حاصل کر سکتے ہیں؟

2۔زکائی کی یسوع کے ساتھ ملاقات کی داستان کا تعلق بتائیں؟

3۔یسوع زمین پر کیا کرنے کے لئے آیا تھا؟

4۔کھوئے ہوؤں کو ''ڈھونڈنے'' سے کیا مراد ہے؟

5۔نجات پانے کے لئے ہمیں کیا کرنے کی ضرورت ہے؟

6۔ہمیں نجات کے بعد ترقی کیلئے کیا کرنے کی ضرورت ہے؟

7۔ہم اپنا ایمان کس طرح بڑھا سکتے ہیں؟

8۔ایمان کے تعلق سے بائبل مقدس میں بیان کردہ سات باتوں کی وضاحت کریں؟

9۔پانچ عبرانی الفاظ استعمال کرتے ہوئے ایمان کی ترقی کی وضاحت کریں؟

10۔سیکھنے کے تین بنیادی طریقے بیان کریں؟

11۔آپ اپنے غیر ایماندار دوست کے سامنے نجات پانے کا طریقہ کس طرح بیان کریں گے؟ آپ اپنی دلیل کے حق میں کون سے حوالہ جات پیش کرینگے؟

حفظ کرنے کی آیات

لوقا 10:19

لوقا 17:5-6

94

یونٹ 2:

خدا کے فضل کے انتظامات

رہنما کتاب...... بائبل مقدس

بنیاد...... کلیسیا

حکم...... بشارت

ساز و سامان ......روحانی نعمتیں

ذریعہ امداد...... دعا

96

سبق:2-1

رہنما کتاب......بائبل مقدس

2 تیمتھیس 3:16-17

2 تیمتھیس 2:1-2،15

1 پطرس 1:22-23

ایماندار کی رہنما کتاب بائبل مقدس ہے......یعنی خدا کا کلام (عبرانیوں 4:12)، مسیح کی عقل (1 کرنتھیوں 2:16) اور پاک روح کی آواز (عبرانیوں 3:7)۔ صرف بائبل مقدس کے وسیلہ ہی روحانی جنگ میں پیش رفت کے لئے ہدایت، تربیت، طریقۂ عمل اور رموز سے آگاہی ملتی ہے جو کہ ایمان کی زندگی ہے۔

یوحنا 17 باب میں یسوع دعا کرتا ہے کہ باپ زمین پر سب ایمانداروں کی تقدیس کرے گا۔ تقدیس ایسا عمل ہے جس سے ہم مسیح کے مشابہ ہوتے ہیں۔ لیکن ہمیں سچائی کہاں ملے گی؟ یسوع خود ہمیں بتاتا ہے کہ: ''کلام سچائی ہے (یوحنا 17:17)۔

''ہر ایک صحیفہ جو خدا کے الہام سے ہے تعلیم اور الزام اور اصلاح
اور راستبازی میں تربیت کرنے کے لئے فائدہ مند بھی ہے۔ تا
کہ مردِ خدا کامل بنے اور ہر ایک نیک کام کے لئے بالکل تیار ہو

جائے"(2 تیمتھیس 17-16:3)

"خدا کے الہام" کے لئے یونانی زبان کے جس لفظ کا ترجمہ کیا گیا وہ ہے theopneustos "تھیوپینیوستوس" جو theos سے مشتق ہے اور اس کے معنی ہیں "خدا" اور Peneuma کے معنی ہیں "دَم (روح)"۔ ہر ایک صحیفہ خدا کا دَم (روح) ہے۔

قدیم ربّی سکھایا کرتے تھے کہ خدا کی روح نبیوں پر ٹھہرتی اور اُن انبیأ کو بطور انسان خدا کی جگہ بولنے کے لئے استعمال کرتی تھی۔ ہم "الہام" کو ایسی قوت کہتے ہیں جس سے خدائے پاک روح صحائف کے مصنفین کا نگران اور ہادی ہوا کہ وہ تمام باتیں جو خدا کہنا چاہتا تھا اُن کے وسیلہ عین وہی باتیں لکھ دے۔ تمام صحائف کا ایک ایک لفظ خدا کے الہام سے ہے اور تمام ابتدائی (اصل) صحائف ایسے لوگوں کی معرفت لکھے گئے جنہیں خدا نے بولنے کے لئے چُنا تھا۔

جب خدا کسی ایسے شخص کو چُنتا جس کے وسیلہ بات کرنا مقصود ہوتی تھی، تو خدا اُس شخص کے تناظر، ذخیرہ الفاظ اور تجربہ کو ذریعہ بنا کر استعمال کرتا تھا۔ 40 مختلف مصنفین کی معرفت 1500 سال کے طویل عرصہ میں لکھی گئی اِن 66 کتابوں کا انداز تو منفرد ہو سکتا ہے تاہم اُن کے پیغام میں کسی طرح کا کوئی تضاد نہیں بلکہ اس میں ایک ٹھوس تسلسل پایا جاتا ہے۔

بائبل خود کو خدا کا واجب، حتمی، کامل، مستند کلام بیان کرتی ہے۔ یہ خدا کی طرف سے انسان کے فائدہ کے لئے بخشی گئی۔ جب پولس کہتا ہے کہ ہر ایک صحیفہ فائدہ مند ہے، تو ایسا لفظ استعمال کرتا ہے جس کے معنی ہیں مفید، فائدہ پہنچانے والا۔ اس کے بعد وہ چار ایسے مقاصد کی فہرست دیتا ہے جن میں صحائف فائدہ مند ہیں:

1۔ تعلیم کے لئے۔ یونانی لفظ Didaskalia "دیداسکالیا" یعنی سکھائی گئی تعلیمی باتیں۔ بائبل مقدس ہمیں سچائی کی شکل وصورت دیتی ہے......یعنی عقائدی تعلیم......جس پر ہمیں اپنا نظریہ قائم کرنا اور زندگی میں فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔

2۔ الزام کے لئے۔ یونانی لفظ Elegchos 'ایلیگخوس' ہے یعنی "کسی قصور کے لئے

الزام دینا اور سرزنش کرنا۔" خدا کا پاک روح کلامِ مقدس کو ہم پر یہ ظاہر کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے کہ ہم کس جگہ راہ سے بھٹک گئے تھے۔

3۔اصلاح کے لئے۔یونانی لفظ Epanorthosis 'ایپا نارتھاسس'یعنی "یعنی راست حالت میں بحال کیا جانا۔" اِس الزام کے ساتھ ساتھ کہ ہماری راہ کس مقام پر غلط ہے، خدا کا کلام ہمارے لئے صحیح راہ پر روشنی بھی ڈالتا ہے۔اگر ہم خدا کے حضور حلیم ہوں، تو ہماری زندگیوں میں الزام کی وجہ سے بہتر رویہ جیسی تبدیلی رونما ہوگی، اس کا ہمارے شخصی اعمال میں ایسا نتیجہ نکلے گا جو ہمیں واپس صحیح راہ پر ڈال دیتا ہے۔

4۔تربیت کے لئے۔یونانی لفظ Paideia پائیڈیا ہے یعنی "کسی بچے کو بلوغت تک پروان چڑھانے کے مقصد سے فراہم کردہ ہدایت اور اصول۔" بائبل ایسی رہنما کتاب ہے جو ہمیں روحانی شیر خواری سے روحانی بلوغت بلکہ اُس سے بھی آگے تک رہنمائی دیتی ہے۔

"پس اے فرزند! تو اس فضل سے جو مسیح یسوع میں ہے مضبوط

خدا کے کلام سے متعلق پاک روح کے پانچ کام

1۔الہام/مکاشفہ (2 تیمتھیس 16:3)۔الہام یا مکاشفہ ہی ایسا ذریعہ ہے جس سے خدائے پاک روح نے اپنا پیغام نبیوں اور رسولوں پر ظاہر کیا۔خدا نے انسان سے وہ باتیں کیں جو کسی اور صورت جان نہ سکتے تھے، ایسی باتیں جو انسان نہ کسی منطق سے اور نہ ہی مشاہدہ سے جان سکتا تھا ۔چونکہ مادی دنیا اس حقیقت سے پردہ اٹھاتی ہے کہ ضرور اِس کا کوئی خالق بھی ہے نیز فطری دنیا بذاتِ خود ایسی باتیں دریافت نہیں کر سکتی مثلاً خالق کی راستبازی، محبت، اور فضل یا نجات جو وہ انسان کو دیتا ہے۔اسی وجہ سے خدا خود انسان سے ہمکلام ہوا۔

2۔نبوت (2 پطرس 21:1)۔نبوت ایسا کام ہے جس کے وسیلہ پاک روح نے صحائف کے مصنفین کی نگرانی کی اور اُن کو تابع رکھا تا کہ جو پیغام لکھا جائے عین وہی ہو جو وہ لکھوانا چاہتا ہے۔ صحائف کے مصنفین نے اپنی مرضی اور منشا سے کچھ نہیں لکھا؛ انہیں روح القدس کی طرف سے

بن۔ اور وہ باتیں جو تو نے بہت سے گواہوں کے سامنے مجھ
سے سنی ہیں انکو ایسے دیانتدار آدمیوں کے سپرد کر جو اوروں کو بھی
سکھانے کے قابل ہوں۔'' (2 تیمتھیس 2:1-2)۔

تیمتھیس کے نام اِس آخری خط میں تجربہ کار رسول پولس، نوجوان پاسبان کو لکھتے ہوئے، آخر تک خدا کے کلام پر توجہ مرکوز رکھنے کی اہمیت پر بار بار زور دیتا ہے۔

وہ قوت جس کی بابت پولس اپنے فرزند کو قائم رہنے کے بارے میں کہتا ہے، ایک جگہ سے صادر ہوتی ہے: یعنی خدا کے کلام کے مطالعہ سے۔ پولس تیمتھیس پر زور دیتا ہے کہ وہ دیگر آدمیوں کو بھی وہ سب باتیں سکھائے جو اُسے سکھائی گئی ہیں، تا کہ وہ بھی اِسی طرح آگے سکھا سکیں۔ ''سپرد کرنا'' کے معنی ہیں کسی بیش قدر چیز کو جمع یا ذخیرہ کرنا۔

''اپنے آپ کو خدا کے سامنے مقبول اور ایسے کام کرنے والے
کی طرح پیش کرنے کی کوشش کر جسکو شرمندہ ہونا نہ پڑے اور جو

''تحریک'' یا ''رہنمائی'' دی گئی۔ جس کسی کو بھی روح القدس نے اپنے کام کے لئے استعمال کیا اُس نے اپنے منفرد انداز اور زاویہ نظر کو برقرار رکھا، لیکن روح القدس نے اِس بات میں اُنہیں رہنمائی دی تا کہ اصل صحائف میں کسی طرح کی کوئی غلطی یا خامی نہ آ جائے، اور ہر ایک لفظ عین ویسا ہی ہو جیسا خدائے پاک روح نے لکھوانا چاہا۔

3۔ محافظت (1 پطرس 25:1)۔ آج صرف علمِ مکاشفہ اور محافظت سے ہی بائبل مقدس کے وجود کی تشریح کی جا سکتی ہے۔ بائبل ایک پیغام پر مشتمل کتاب ہے، لیکن اسے ایک کتاب بنانے کے لئے روح القدس نے 66 منفرد کتابوں کو یکجا کیا جو تین مختلف زبانوں میں اور 40 سے زائد مصنفین کی معرفت تقریباً 1500 سال کے عرصہ میں لکھی گئیں۔ اِس کی تکمیل سے 2000 سال بعد آج بھی بائبل مقدس اب تک کی کسی بھی کتاب سے زیادہ تقسیم کی جانے والی کتاب ہے۔ صرف خدا ہی صحائف کی حفاظت کا ذمہ لے سکتا تھا اور اُس نے ایسا کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے۔ خدا کا کلام ابد تک (زبور 89:119) اور ہمیشہ تک قائم رہے گا (زبور 152:119)۔

توضیح (یوحنا 13:16)۔ توضیح کا مطلب ہے ''کسی چیز پر روشنی ڈالنا۔'' صرف پاک روح ہی

حق کے کلام کو درستی سے عمل میں لاتا ہو" (2 تیمتھیس 15:2)

اگر تعلیم دینا اہم ہے تو جامع تعلیم انتہائی ناگزیر ہے۔اسی لئے چند آیات کے بعد پولس تیمتھیس سے کہتا ہے Spoudazo یعنی "سرگرم رہ کر جانفشانی کر" تا کہ شرمندہ ہونا نہ پڑے۔ یہ اسم spoude سے مشتق ہے جسکے معنی ہیں "مستعدی یا سرگرمی"۔ فعل spoudazo کے معنی ہیں "سرعت کے ساتھ کوئی کام کرنا، کوشش میں لگے رہنا، مستعدی کا مظاہرہ کرنا۔فعل مجہول کا استعمال کرتے ہوئے پولس رسول یہ کہہ رہا ہے کہ تیمتھیس اکیلا ہی روحانی بھوک کا انتظام اور اندرونی ترغیب کے مطابق کام کرسکتا ہے جس سے اُسے خدا کے حضور شرمندہ ہونا نہیں پڑے گا۔ جانفشانی ایسی بات ہے جو ہمیں خدا کے منصوبہ میں شامل کر لینی چاہئے ۔ دوسری کوئی بات ہمیں روحانی بھوک نہیں دے سکتی۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ مستعد، سرگرمِ عمل، اور بائبل مقدس کے مطالعہ کے بھوکے رہنے کا انتخاب کریں۔

"درستی سے عمل میں لانا" (کنگ جیمز ورژن میں اس کا ترجمہ "ٹھیک طرح سے تقسیم

کلامِ پاک پر روشنی ڈال سکتا اور اسے انسان کے لئے آسان بنا سکتا ہے۔انسان ابلیس کے ہاتھوں بینائی کھو چکا اور روحانی حقائق کو سمجھنے سے قاصر ہے (1 کرنتھیوں 14:2؛ 2 کرنتھیوں 4:4)۔توضیح کے کام میں پاک روح تحریری کلام کو قابلِ فہم اور ہر ایک ایماندار کی حاجتوں میں اطلاق کے قابل بناتا ہے۔ہمارے مطالعہ کے دوران پاک روح ہماری آنکھیں کھولتا ہے یا نہیں اس کا دارومدار اِس بات پر ہے کہ خدا کے کلام تک رسائی پانے میں ہمارا رویہ کیا ہے۔

تاویل / تفسیر (2 پطرس 20:1)۔تاویل کے معنی ہیں کسی لفظ کی وضاحت کرنا یا اُس کا مطلب بیان کرنا۔پطرس رسول اِس بات کو صاف صاف بیان کرتا ہے کہ بائبل مقدس کے کسی بھی پیغام کی صرف اور صرف ایک ہی تفسیر یا تاویل ہو سکتی ہے یعنی وہ تاویل جو بذاتِ خود بائبل مقدس کی ہو۔کسی بھی پیغام کے لئے صرف تشریحی اصولات...... منظم مطالعہ کے اصولات کا اطلاق کرنے سے ہی کوئی طالب علم درست تفسیر پا سکتا ہے۔گو تفسیر تو ایک ہی ہے لیکن کسی شخص کی زندگی میں روحانی سچائی کے استعمال کے مختلف اطلاق اور طریقے ہو سکتے ہیں۔

کرنا'' کیا گیا ہے)اس کیلئے یونانی لفظ ہے orthotomeo ''آرتھوتومیو''۔ یہ لفظ Orthos سے مشتق ہے اوراس کے معنی ہیں''راست،سیدھا'' اور Temno ''تیمنو'' کے معنی ہیں'' کاٹنا یا تقسیم کردینا۔''اس کا مطلب ہے''سیدھا کاٹنا'' اور''درستی کے ساتھ تقسیم کرنا،تاکہ موزوں طور پر جوڑا جاسکے۔

اِس ہدایت نامہ میں ایسی شخصی ذمہ داری ہے جسے تیمتھیس سمجھتا اور کلامِ مقدس کو درستی سے عمل میں لانے کی بابت چند نکات بیان کرتا ہے۔ 2 پطرس 20:1 میں پطرس بیان کرتا ہے کہ خدا کے صحائف کے پیغام کی صرف ایک ٹھیک تشریح ہے،یعنی وہ تشریح جو خود بائبل مقدس کرتی ہے۔ پطرس بذاتِ خود بھی اخذ کرتا ہے کہ اُس کے قارئین''درستی سے تقسیم'' کرنے کا مطلب سمجھتے ہیں۔ دونوں رسولوں کے اِس اندازے کی وجہ یہ تھی کہ آج کے دور کی طرح اُس وقت بھی بائبلی علم کی تشریحات کے لئے کچھ معروف اور مقبول قوانین موجود تھے۔

''چونکہ تم نے حق کی تابعداری سے اپنے دلوں کو پاک کیا ہے
جس سے بھائیوں کی بے ریا محبت پیدا ہوئی اس لئے دل وجان
سے آپس میں بہت محبت رکھو۔ کیونکہ تم فانی تخم سے نہیں بلکہ غیر
فانی سے خدا کے کلام کے وسیلہ سے جو زندہ اور قائم ہے نئے
سرے سے پیدا ہوئے ہو''(1 پطرس 22:1-23)

جب پطرس یہ کہتا ہے کہ ہم خدا کے کلام کے غیر فانی تخم کے وسیلہ نئے سرے سے پیدا ہوئے ہیں،تو وہ ہمیں یہ بتا رہا ہے کہ ہماری نجات بھی ویسی ہی غیر فانی ہے جیسا کہ کلام۔ دونوں ہی نا قابلِ تبدیل اور انتہائی محفوظ ہیں۔

خدا کا کلام ہماری نجات ،ہمارے تحفظ اور ہمارے پروان چڑھنے کی بنیاد ہے۔ 1 پطرس 2:2 میں، پطرس اپنے قارئین کو صلاح دیتا ہے کہ''نوزاد بچوں کی مانند خالص روحانی دودھ کے مشتاق رہو تا کہ اُس کے ذریعہ سے نجات حاصل کرنے کے لئے بڑھتے جاؤ۔''

خدا کے کلام کی اہمیت

1۔بائبل مقدس ہر ایک بات میں مسیح کی عقل اور اُسی کی سوچ ہے(1 کرنتھیوں 16:2)
2۔خدا اپنے کام کو انتہادرجہ ترجیح دیتا ہے اِس کو اپنے سب ناموں سے زیادہ عظمت دی ہے (زبور 2:138)۔
3۔انسانی تاریخ سے پیشتر بھی خدا کا کلام حکمت کی صورت میں موجود تھا(امثال 8:22-30)
4۔بائبل مقدس کو انسانی عقل کے تمام کاموں پر سبقت حاصل ہے(1 کرنتھیوں 1:17-31؛ 2 پطرس 1:19-21)۔
5۔بائبل مقدس ہماری روزمرہ زندگی کی انتہائی اہم ضرورت ہے(متی 4:4؛ لوقا 10:41-42)۔
6۔بائبل مقدس کے لئے ہمارا ردِعمل طے کرتا ہے کہ آیا ہمیں خدا سے برکت ملے گی یا لعنت (افسیوں 3:16-20؛ امثال 8:33-36؛ یسعیاہ 53:10)۔
7۔بائبل مقدس کے لئے ہمارا ردِعمل ہمارے ابدی اجر کی بنیاد ہے (عبرانیوں 11:9-13؛ یعقوب 1:25; 2:12-13؛ 2 یوحنا 8؛ عبرانیوں 10:35-35)۔
8۔قوموں کے قائم رہنے یا معزول ہوجانے کا دارومدار بائبل مقدس کے ساتھ اُن کے رویہ پر ہے(ہوسیع 4:1-6)۔

بڑھنا یونانی زبان میں Auxano ''آ کزانو'' ہے۔ یہ ایسا لفظ ہے جو کسی پودے کی اُس عام صحت مند نشو ونما کی طرف اشارہ کرتا ہے جس سے وہ پھل لانے کے درجہ تک پہنچتا ہے۔ عمومی مسیحی زندگی کو بھی پروان چڑھنے والی زندگی ہونا چاہئے۔ خدا کا منصوبہ یہ ہے کہ ایماندار ایمان سے اور ایمان کے لئے بڑھیں (رومیوں 1:17)، یعنی شیر خوار حالت سے بلوغت تک، یا لاچارگی کی حالت سے اُس درجہ تک پہنچیں جہاں کہہ سکیں کہ ''جو مجھے طاقت بخشتا ہے اُس میں مَیں سب کچھ کرسکتا ہوں'' (فلپیوں 4:13)۔

ہماری زندگیوں کے لئے خدا کے ارادہ کی تکمیل صرف ایک ہی طریقہ سے ہوسکتی ہے: یعنی اپنے نجات دہندہ یسوع مسیح کے فضل اور پہچان میں بڑھنے سے (2 پطرس 3:18)۔ یسوع نے بھیڑ کو پہلی بار تعلیم دیتے ہوئے کہا ''مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے

ہیں کیونکہ وہ آسودہ ہوں گے‘‘ (متی 6:5)۔خداوند نے برکت اور آسودگی کا وعدہ کیا ہے لیکن اُس کے وعدہ میں ایک شرط ہے۔ضرور ہے کہ ہم روحانی بھوک اور اندرونی سرگرمی کا انتظام کریں۔لازم ہے کہ ہم دنیا کی جھوٹی رونقوں سے نگاہ ہٹانے کا انتخاب کر کے خدا کے کلام کی سچائی کی طرف دیکھیں۔

تاویل / تفسیر

خداوند کے اماؤس کی راہ پر چلنے کا واقعہ درج کرتے ہوئے لوقا رسول ذکر کرتا ہے کہ اُس نے شاگردوں کو اُن باتوں پر ایمان نہ رکھنے کی بابت ملامت کی جو نبیوں کی معرفت کہی گئی تھیں۔ ''پھر موسیٰ سے اور سب نبیوں سے شروع کر کے سب نوشتوں میں جتنی باتیں اُس کے حق میں لکھی ہوئی ہیں وہ اُن کو سمجھا دیں'' (لوقا24 :27)۔

''واضح کرنا'' کے لئے یونانی لفظ ہے Diermeneuo ''ڈائرمینیو'' جس کے معنی ہیں ''کہی ہوئی بات کے معنی کھول کر بیان کرنا؛ تشریح کرنا؛ تفصیل سے بیان کرنا؛ کسی کی مادری یا آبائی زبان میں ترجمہ کرنا۔'' یہ لفظ Hermes سے مشتق ہے اور ایک یونانی دیوتا کا نام ہے جسے رومی لوگ ''مرکری'' (ہرمیس) کے نام سے جانتے تھے۔ ہرمیس سائنس، ایجادات، خطابت، تقریر، تحریر اور فن کا دیوتا تھا۔ ہرمیس نے ہی دیوتاؤں کا پیغام فانی نفوس تک پہنچایا۔ اِسی سے انگریزی زبان کا لفظ ''Hermeneutics'' ہے جس کے معنی ہیں علم التشریح/ علم التراجم یا علمِ تفسیر۔

دوسرا پطرس 1:20 بیان کرتی ہے کہ خدا کے کلام کی صرف اور صرف ایک ہی تشریح ہوتی ہے جو کہ خود بائبل مقدس کرتی ہے۔ آج کے مسیحی بائبل کی تشریحات و تراجم کی بابت کسی حد تک الجھن کا شکار ہیں کیونکہ وہ جانتے نہیں کہ لفظ ''ترجمہ یا تشریح'' کے حقیقی معنی کیا ہیں۔

انگریزی زبان میں ''Interpret'' کی وضاحت کم از کم دو مختلف طریقوں سے کی جا سکتی ہے۔ یہ لفظ اپنے قدیم مفہوم میں ''کسی بات کے معنی بیان کرنا'' ہے۔ جبکہ دوسرا مفہوم ''انفرادی ایمان، عدالت یا حالات کی روشنی میں قیاس کرنا؛ یا جملے مرتب کرنا'' ہے۔

بائبل کے مطالعہ میں...... زندگی کے زیادہ تر شعبہ جات میں...... پہلے مفہوم کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ تقریری یا تحریری کسی بھی بات کا سادہ لفظی ترجمہ وہ ہے جو مقرر یا محرر کہنا چاہ رہا ہو؛ یعنی وہ بات نہیں جو قارئین اور سامعین پیغام سے متعلق قیاس کر رہے یا محسوس کر رہے ہوں۔ پس، مثال کے طور پر، جب فضائی سفر کا نگران کسی پائلٹ کو کسی دوسرے جہاز کے قریب ہونے کی بابت ہدایات دیتا ہے تو اُس کی بات کا صرف اور صرف ''ایک ہی مطلب'' ہوتا ہے۔ پائلٹ کی تمام تر دلچسپی اس بات میں ہوتی ہے کہ نگران نے جو کچھ کہا ہے اُسے بالکل ویسا ہی سمجھ سکے۔

یہ بیان کہ ''اِس کو مختلف انداز سے ترجمہ کیا جا سکتا ہے'' انتہائی بے معنی اور انتہائی خطرناک ہے ......بائبل مقدس کا علم سیکھنے والوں کے لئے اور جہاز کے پائلٹ کے لئے بھی۔ واحد تشریح جس کی پائلٹ کو ضرورت ہوتی ہے وہ نگران کی تشریح ہے؛ بائبل کے طالبِ علم کے لئے واحد تشریح وہ ہے جو خدا کی تشریح ہے۔ بائبل کے مطالعہ کا پہلا مقصد اس بات کا تعین کرنا ہے کہ جو کچھ خدا نے نوشتوں میں کہا ہے اُس کے حقیقی معنی کیا ہیں۔ بائبل مقدس کی تشریح یہی ہے۔

جان کیلون کا کہنا ہے کہ ''تشریح کار یا مترجم کی اولین ذمہ داری یہ ہے کہ مصنف کو وہی بات کہنے دی جائے جو کچھ وہ کہتا ہے، بجائے کہ اپنی سوچ کے مطابق اُس کے الفاظ کو متبادل الفاظ دے کر کہیں کہ ایسا ہونا چاہیئے۔'' بعض لوگ اِس کام کو مشکل خیال کرتے ہیں لیکن ایسا نہیں ہے۔

بائبل مقدس کی تشریح یا تفسیر بھی علمِ ریاضی کی طرح مکمل علم ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ 1 جمع 1 کا جواب دنیا کے تمام ممالک میں 2 ہی ہوتا ہے۔ قطع نظر کہ اسے کون سی زبان میں ترجمہ کیا جائے یا کس رسم الخط میں لکھا جائے 1+1 کا جواب 2 ہی رہتا ہے۔ ساڑھے تین ہزار سال پیشتر بھی ایک جمع ایک کا جواب دو ہی تھا۔ بائبل مقدس کہتی ہے کہ موسیٰ فرعون کے محل میں 40 سال تک رہا، 40 برس تک ریگستان میں اور 40 برس تک بیابان میں اپنے لوگوں کی رہنمائی کرتا رہا یہ سب کُل ملا کر 120 سال بنتے ہیں۔ کیا اِس میں کسی طرح کی حیرت کی بات ہے کہ موسیٰ کے دور میں کسی نے حساب لگایا اور 40 جمع 40 جمع 40 کیا تو جواب 120 آیا؟ بے شک یہ حیرت کی بات نہیں ہے؛ یہ علمِ ریاضی ہے۔ 40 جمع 40 جمع 40 کا جواب 120 آنے پر کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ''جی نہیں یہ تو آپ کی ذاتی تشریح ہے'' کیونکہ کسی بھی جامع علم میں کسی طرح کی ملاوٹ نہیں کی جا سکتی۔

علم التشریح یا تفسیر پر کام کرتے ہوئے ہمارا سامنا ایک ایسے علم سے ہوتا ہے جو علمِ ریاضی سے بھی زیادہ ٹھوس اور جامع ہے؛ یعنی خدا کا کلام۔ علمِ ریاضی متعارف ہونے سے بھی پیشتر خدا کا کلام موجود تھا۔ جب دنیا علمِ ریاضی کو بھول چکے گی، خدا کا کلام تب بھی اسی طرح قائم رہے گا۔ جب باضابطہ مطالعہ بائبل مقدس کی پیروی کی جاتی ہے تو اِس کے ہر ایک پیغام کی تشریح یکساں ہوتی ہے خواہ پڑھنے والا شخص اکیسویں صدی کے امریکہ میں رہتا ہو یا چوتھی صدی کے ایتھوپیہ میں۔

رسائی

علمِ تفسیر تقاضا کرتا ہے کہ خدا کے کلام کے ہر مطالعہ میں ہماری رسائی تین مختلف زاویوں سے ہو:

تاریخی (تمہیدیات)، اُصولی (روایتی) اور گرائمر (اُصولاتِ تحریر وتقریر)۔

1۔تمہیدیات:

تمہیدیات کے لئے انگریزی زبان کا لفظ Isagogics انگریزی لغت میں سے قریب قریب غائب ہو چکا ہے۔ یہ یونانی زبان کے الفاظ Eis ''میں'' اور ago یعنی ''رہنمائی کرنا'' کا مرکب ہے۔ انگریزی زبان میں Isagoge کا مطلب ہے تعارف کروانا۔ 1955 کی آکسفورڈ انگلش ڈکشنری میں اس لفظ کے معنی کچھ اس طرح دیئے گئے ہیں ''تعارفی مطالعہ، علمِ الٰہی کا وہ خاص حصہ جو اُصولاتِ تحریر وتقریر (گرائمر) کے لئے تعارفی حیثیت رکھتا ہو۔

Isagogics یعنی تمہیدیات بائبل مقدس کے پیغامات کا تاریخی اور معاشرتی مطالعہ ہے۔ ضرور ہے کہ بائبل مقدس کو اُس دور کی روشنی میں ترجمہ کیا جائے جس میں اِسے لکھا گیا ہو۔ تمام صحائف سب ایمان داروں کیلئے لکھے گئے (2 تیمتھیس 16:3) لیکن سب صحائف تمام ایمانداروں کو لکھے نہیں گئے تھے۔ اگر ہمارا مقصد اُس بات کو سمجھنا ہے جو مصنف قارئین کو سمجھانا چاہتا تھا، تب ہمیں تاریخ کی بابت کچھ جاننے کی ضرورت ہوگی۔

مثال کے طور پر، اگرچہ چاروں اناجیل یکساں ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک انجیل مختلف قارئین کو مختلف مقصد کیلئے لکھی گئی تھی۔ متی کی انجیل بنیادی طور پر یہودیوں کے سامنے مسیح کو بحیثیت بادشاہ پیش کرنے کے لئے؛ مرقس کی انجیل رومیوں کے لئے مسیح کو بطور خادم پیش کرتی ہے؛ لوقا کی انجیل یونانیوں کو لکھی گئی تا کہ مسیح کی بشریت کو ثابت کرے اور یوحنا کی انجیل دنیا پر مسیح کی الوہیت کو ثابت کرنے کیلئے لکھی گئی تھی۔ اِن چاروں میں مخصوص جملے اور الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جو اِن مقاصد کو واضح کرتے ہیں اور ہر کتاب کے مطالعہ کا تعلق ایک مختلف تاریخی صورت حال سے ہے۔

دوسری مثال 1 کرنتھیوں 8-10 کی ہے، جسے کرنتھس کی بُت پرستی کا علم رکھے بغیر سمجھا نہیں جا

سکتا۔ کرنتھس کا شہر حسن وعشق کی دیوی زہرہ کے بُت خانہ کے زیر تسلط تھا جہاں بسیار خوری، تاریکی اور جسمانی شہوت پرستی پوجا پاٹ کا عام حصہ تھی۔ کرنتھس کے بیشتر مسیحی اِس نظام سے باہر نکل آئے تھے جبکہ بعض ایسے بھی تھے جنہیں اِس میں سے نکلنا مشکل لگ رہا تھا۔ اِن ابواب میں پولس صرف گوشت کی بات نہیں کر رہا؛ وہ اُس گوشت کی بات کر رہا ہے جو بُتوں کے سامنے گذرانا جاتا تھا۔

2۔ روایتی

روایتی حصے وہ ہیں جہاں بائبل مقدس میں خاص عقائد پائے جاتے ہیں۔ بائبل ایک کتاب ہے جو روح القدس کے الہام سے لکھی گئی اور اس میں ایک ہی پیغام بتدریج منکشف کیا گیا ہے۔ بائبل مقدس کے کسی بھی موضوع کی تعلیمات کو مکمل طور سے سمجھنے کے لئے ہمیں یہ خیال کرنا لازم ہے کہ ساری کی ساری بائبل اُس موضوع پر بات کرتی ہے۔

مثال کے طور پر، بائبل مقدس طلاق کی بابت کیا سکھاتی ہے؟ اگر کوئی شخص اِس موضوع پر تعلیم دینا چاہے تو صرف متی 5:31-32 کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی مکمل تصویر پیش نہیں کر سکتا۔ توازن قائم رکھنا تقاضا کرتا ہے کہ اِسی کے متاوی دوسرے پیغامات کو بھی برابر جگہ دی جائے مثلاً استثنا 24:1-4؛ متی 19:3-12، اور 1 کرنتھیوں 7:26-28۔ (اِس موضوع کے لئے تاریخی نظام کو سمجھنا بھی اہم ہے اور متی 19 باب کیلئے اُس دور کی ربّیانہ تعلیمات کو سمجھنے کی بھی ضرورت ہوگی۔)

جب تک ہم ایک موضوع سے متعلق تمام حوالہ جات کو اکٹھا نہ کر لیں ہم ٹھیک تشریح نہیں پا سکیں گے۔ اسی کو سیاق وسباق اور روایتی تعلیمات کا مطالعہ کہتے ہیں؛ اِس کام میں وقت لگتا ہے لیکن بے نقص تعلیمات کیلئے یہ ازحد ضروری ہے۔

خدا کے کلام تک رسائی زمانوں کی تقسیم کے مطابق بھی ہونی چاہیۓ۔ خدا نے تاریخ کو ادوار میں تقسیم کیا ہوا ہے۔ پس مثال کے طور پر، عہدِ عتیق اور عہدِ جدید میں ایمان کا اطلاق مختلف ہے۔ یہ ایک ہی ایمان ہے اور اس کا مرکز ایک ہی مسیحِ موعود ہے لیکن نئے عہد میں ہوتے ہوئے ہم برّوں کی قربانی نہیں کرتے۔ کیوں؟ صحائف کی از روئے زمانہ تقسیم کی لیاقت ہمیں بتاتی ہے کہ آج ہمارے لئے جانوروں کی قربانی ضروری نہیں ہے۔ اس تعلق سے بائبل مقدس کے کئی وعدے ہیں جو زمانوں کی تقسیم میں کردار ادا کرتے ہیں۔ جب تک ہم یہ نہ سمجھ لیں کہ ان میں سے کِس کا اِطلاق ہم پر ہوتا ہے، ہم خدا کی قدرت کو جان ہی نہیں سکتے۔

3۔اُصولاتِ تحریر وتقریر

"Exegete" یونانی لفظ Ek بمعنی "باہر" اور Hegeomai یعنی "رہنمائی کرنا یا آگے چلنا" کا مرکب ہے۔Exegete کے معنی ہیں کسی پیغام کی طرف رہنمائی کرنا یا معنی اخذ کرنا۔ اُصولاتِ تحریر وتقریر کا اشارہ خدا کے کلام کے ازروئے گرائمر مطالعہ کی طرف ہے۔اس کا مطلب ہے چند مخصوص الفاظ کا مطالعہ کرنا کہ اُنہیں کس طرح ایک باضابطہ ترتیب میں رکھ کر جملے اور پیرے بنائے جاتے ہیں۔

چونکہ بائبل مقدس خدائے پاک روح کے الہام سے ہے، پس بائبل مقدس کا ہر ایک لفظ اہمیت کا حامل ہے۔گلتیوں کے خط میں پولس رسول فضل کی تمام تر تعلیم پیش کرتا ہے اِس حقیقت کے ساتھ کہ پیدائش کی کتاب میں ......"نسل"......جبکہ اصل متن کے پیغام میں "تخم" صیغۂ واحد میں استعمال کیا گیا ہے۔خروج 20:13 دوسرا مقام ہے جہاں پیغام میں یہی لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ Ratsach "رَاتسخ" دس عبرانی الفظ میں سے ایک ہے جن کے معنی ہیں "مار ڈالنا"۔ یہ لفظ صرف قتلِ ارادی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔حکم یہ ہے کہ "تُو خون نہ کرنا۔" اِس بات کا علم رکھنا اِس بات کو سمجھنے میں آسانی پیدا کر دیتا ہے کہ جب خدا نے بنی اسرائیل کے قائدین کو جنگی حالات میں قتل کر دینے کا حکم دیا تو خدا اپنی پہلی بات سے متصادم نہ ہوا۔

بائبل کے مطالعہ کے لئے اصل یونانی اور عبرانی الفاظ کو دیکھنا بہت اہم بات ہے اور ایسی کتابیں بھی دستیاب ہیں جو اِس کام کو آسان بناتی ہیں۔لیکن زیادہ تر ایسا ہوتا ہے کہ مبہم الفاظ کو رواں متن کا مطالعہ کر کے دریافت کر لیا جاتا ہے۔

شاید یہ بات ہے کہ بائبل مقدس کے مطالعہ کو یاد رکھنے کا اصول سیاق وسباق کے ساتھ مطالعہ کرنا ہے۔الفاظ کو سمجھنے کے لئے ایسی آیات اور جملوں کو مطالعہ کریں جن میں اِس کا احاطہ کیا گیا ہو۔ آیات کو سمجھنے کے لئے اُنہیں ایسے ابواب کی روشنی میں پڑھیں جن میں وہ لکھی ہوئی ہوں۔غور کریں کہ پوری کتاب کے نظام میں ان آیات کو کہاں مناسب جگہ مل سکتی ہے۔غور کریں کہ وہ آیات نئے عہد نامہ میں ہیں یا پرانے عہد نامہ میں۔

متی کی انجیل 28:16 میں ایک خدشہ کی مثال پائی جاتی ہے جہاں متی 17 باب تک ایک وعدہ

کو مسلسل بیان کیا گیا ہے، اور مسیح کی صورت بدلنے کے واقعے میں اِس کی تکمیل بھی ہوتی ہے۔ اسی طرح اکثر لوگ 1 کرنتھیوں 2:9 میں خدا کے موجودہ وقت کے لئے وعدہ کو 2:10 میں آنے والے وقت کی طرف لے جا کر الگ کر دیتے ہیں۔

قیاسیات

اصلاحِ کلیسیا کے حامیوں نے سکھایا کہ "علم الایمان" بائبل مقدس کے ایسے اصولات کی بنیاد پر ہیں جنہیں بائبل مقدس خود اپنی بابت بیان کرتی ہے۔ اُن میں سے تین انتہائی اہم اصول یہ ہیں:

1۔ بائبل قابلِ فہم ہے

محبت کرنے والا خدا کس طرح سے ہمکلام ہوگا؟ ایسے انداز سے کہ ہم سمجھ سکیں۔ خدا ہم سے محبت کرتا اور ہم سے تابعداری چاہتا ہے۔ ہمیں لازماً یہ ایمان رکھنا ہے کہ وہ واضح الفاظ میں بولتا ہے اور اگر کسی بات میں کسی طرح کی الجھن محسوس ہو تو وہ دراصل پیغام کی نہیں بلکہ ہماری الجھن ہے۔ اسی لئے ہم مطالعہ کے لئے عمومی فہم اور اصرار استعمال کرتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم مشکل وضاحتوں کے ساتھ یا واضح پیغامات کی روشنی میں مبہم پیغامات پیش کرتے ہوئے مرکز سے ہٹ کر مطالعہ کرتے ہیں، ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم پیغام کی سادہ، منطقی وضاحت یا تفسیر چاہتے ہیں ......امکان اِس بات کا ہوتا ہے کہ تشریح یا ترجمہ عین کامل ہو۔ یعنی اگر ہم ایسے متن کو چھیڑ لیں جس کے بارے میں حتمی طور پر جانتے نہ ہوں کہ آیا اس کی تشریح لفظی ہونی چاہئے یا علامتی، تو ہم اس کی لفظی تشریح کو ہی مناسب خیال کر لیتے ہیں۔ گویا ہم محض لفظوں کو دہرانا، نظریات کو بار بار بیان کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اگر خدا کسی بات کو ایک سے زائد بار کہتا ہے تو یقیناً وہی بات کہتا ہے جس پر وہ چاہتا ہے کہ ہم غور کریں۔

2۔ بائبل مقدس بتدریج واضح ہونے والا مکاشفہ ہے

کلامِ مقدس میں ایک پیغام کا آغاز ہوتا ہے جو آخر تک پہنچتے پہنچتے مزید صاف اور اتنا واضح ہو جاتا کہ شروع میں اتنا نہ تھا۔ یسوع مسیح اور نجات کے بارے میں مکاشفہ عہدِ عتیق سے زیادہ عہدِ جدید میں پایا جاتا ہے؛ کلیسیا کی سرگرمیوں کے بارے میں اناجیل سے زیادہ رسولوں کے خطوط میں

عیاں ہوتا جاتا ہے؛ دنیا کے مستقبل کے بارے میں مکاشفہ کی کتاب کسی بھی اور کتاب کی نسبت زیادہ بیان کرتی ہے۔ پس ہم عہدِ عتیق کی نبوتوں کو عہدِ جدید کے مندرجات کی تکمیل کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور عہدِ عتیق کے کرداروں کی بابت عہدِ جدید کے تاثرات کی روشنی میں جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

3۔ بائبل اپنے آپ سے متصادم نہیں ہے

جیسے خدا اپنی ذات میں اپنے ساتھ متصادم نہیں ہوسکتا، انسان کے ساتھ اُس کا کلام بھی متصادم نہیں ہوتا۔ اس اصول کو ماننے کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی بات تضاد میں نظر آئے تو ہمیں اِس کامل امید کے ساتھ جواب تلاش کرنے کے لئے کوشاں رہنا چاہئے کہ کلامِ مقدس میں کامل ہم آہنگی ہے جسے محتاط مطالعہ بالآخر ظاہر کردے گا۔

نقطۂ نظر

بائبل مقدس واضح طور پر تین روحانی تقاضے سامنے رکھتی ہے جو بائبل مقدس کو سمجھ لینے کی توقع کرنے سے پیشتر پورے کرنا لازم ہیں۔

1۔ ہمیں نئے سرے سے پیدا ہونا ضرور ہے (یوحنا 16:3)

''جو جسم سے پیدا ہوا ہے جسم ہے اور روح سے پیدا ہوا ہے روح ہے'' (یوحنا 6:3)، اور نفسانی آدمی کے لئے خدا کی باتوں کو سمجھنا ممکن نہیں (1 کرنتھیوں 14:2)۔

2۔ لازم ہے کہ ہم پاک روح پر انحصار کریں (1 کرنتھیوں 12:2)

اگر ہم پاک روح کے بغیر ہی کلامِ مقدس تک رسائی کی کوشش کریں گے، تو ممکن ہے ہمیں کچھ معلومات مِل جائے لیکن اِس کی حکمت اور قدرت ہماری دسترس سے باہر ہوگی۔ یہ بات نہ صرف بے ایمانوں کے لئے سچ ہے بلکہ اُن ایمانداروں کے لئے بھی جو روح القدس میں چلنے کی بجائے جسم میں چلتے ہیں۔ اسی لئے ہر بار بائبل مقدس کو کھولتے وقت اقرار کرنا اور پاک وصاف ہونا انتہائی اہم بات ہے۔

3۔ ہماری رسائی ایمان کے ساتھ ہو (یوحنا 17:7)

خدا اپنے بھید صرف اُن لوگوں کے سامنے کھولتا ہے جو حلیمی کی حالت میں کلام تک آتے اور اعتقاد رکھتے ہیں۔ حقیقی فہم اور قدرت صرف اُن لوگوں کے لئے مخصوص ہے جو خدا کی تابعداری کرنا چاہتے ہیں۔ جب ہم محسوس کریں کہ خدا کا کلام ہماری سوچوں اور ارادوں سے مطابقت نہیں رکھ رہا ،تو ضرور ہے کہ ہم بائبل مقدس کے اختیار کو تسلیم کریں۔ جہاں خدا کا کلام ہماری سوچوں سے تضاد رکھتا ہو، وہاں ہماری سوچ غلط ہے، جہاں کلام اور ہماری حاجتوں میں تضاد ہو، وہاں ہماری خواہشات غلط ہیں۔

چند طریقے

لوئیس سپیری شیفر

1۔بائبل مقدس کے تمام تر مقصد پر غور وخوص کریں۔
2۔ہر کتاب کے نمایاں کردار / پیغام پر غور کریں۔
3۔دریافت کریں کہ پیش کیا گیا حوالہ کس سے مخاطب ہے۔
4۔رواں متن پر غور وخوص کریں۔
5۔دیئے گئے تعلیمی نکتہ یا اصول کا کلامِ مقدس کے تمام حوالہ جات سے موازنہ کریں۔
6۔مرکزی الفاظ کے ٹھیک ٹھیک معنی منتخب کریں۔
7۔شخصی تصورات یا نظریات مسلط کرنے سے گریز کریں۔

ڈاکٹر ہیری آئیرنسائیڈ

فی باب 10 سوالات

معلومات:

1۔مرکزی موضوع (بنیادی تعلیم ،مرکزی عقیدہ) کیا ہے؟
2۔بنیادی رہنما سبق (اطلاق) کیا ہے؟
3۔کلیدی آیت کون سی ہے؟
4۔کون کون سی اہم شخصیات شامل ہیں؟
5۔یسوع مسیح کے بارے میں اہم نکتہ تعلیم کیا ہے؟

اطلاق:

6۔ پیروی کرنے کی بنیادی مثال کون سی ہے؟

7۔ یہاں کس خطا کا ذکر ہے جس سے گریز کرنا ہے؟

8۔ کیا یہاں کوئی حکم ہے جس کی فرمانبرداری کرنی ہو؟

9۔ کیا یہاں کوئی وعدہ ہے جسے ہم اپنے لئے سمجھ سکتے ہوں؟

10۔ کیا یہاں کوئی دعا سکھائی گئی ہے؟

ہماری زندگی میں جو کچھ بھی آنے والا ہے، وہ ہمیں کسی بھی دوسری جگہ سے زیادہ بائبل مقدس کے مطالعہ میں مِلتا ہیں۔ بے ضابطہ مطالعہ سے ہماری تسلی کبھی نہیں ہو سکتی۔ جبکہ مطالعہ کے لئے زیادہ وقت اور انتھک کوشش سے ہمیں اور زیادہ اجر ملتا ہے۔ بائبل مقدس اور اِس کے کردار کی گہری بصیرت رکھنے والے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے وقت لگایا اور جانفشانی کی یہاں تک کہ پسینہ پسینہ ہو جانے کے باجود مطالعہ ترک نہیں کیا۔ اگر ہم بائبل مقدس کے مطالعہ کے جامع اصولات کی پیروی کریں تو رفتہ رفتہ ہماری بائبل مقدس کی تشریح کرنے کی مہارت بڑھے گی؛ ہم بالآخر سیکھ جائیں گے کہ خدا کے پیغام کے مرکزی مقصد تک کیسے پہنچتے ہیں۔

بائبل مقدس کے مطالعہ کا مقصد محض علم و دانش میں اضافہ نہ ہو۔ ہمیں کلامِ مقدس تک ہمیشہ اِس ارادہ سے آنا چاہئے کہ اور زیادہ مسیح کے مشابہ ہو جائیں۔ ہم کبھی بھی اپنے مطالعہ کو اپنے آپ سے سوال کئے بغیر ترک نہ کر دیں کہ کلام کے اِس حصہ کا ہمارے حالات پر کس طرح سے اطلاق ہوتا ہے اور جبکہ ان باتوں کو سیکھ چکے ہیں، تو ہمیں ان کی بابت کیا کرنا چاہئے۔

یہ بات بالخصوص استادوں کے لئے یاد رکھنے کی ہے۔ ہم صرف سکھانے کے لئے نہیں بلکہ سیکھنے کے لئے مطالعہ کرتے ہیں۔ اگر ہم صرف دوسروں کو سکھانے کے لئے مطالعہ کریں گے تو اس کی سچائیاں کبھی بھی ہمارے اندر جگہ نہ پائیں گی اور نہ ہی کسی خطا میں اصلاح کے لئے ہمیں قصوروار ٹھہرائیں گی۔ ہماری نشو و نما کا تسلسل رُک جائے گا کیونکہ ہم بذاتِ خوش مطالعہ سے مستفیض نہیں ہوئے۔ اگر ہم طالبِ علم رہیں یا شاگرد رہیں تو ہمیں مناسب معلومات حاصل کر کے دوسروں کو سکھانے میں کسی طرح کی کوئی مشکل پیش نہ آئے گی اور وہ لوگ اُن باتوں سے تحریک پائیں گے جو خدا نے ہم پر ظاہر کیں اور ہماری نشو و نما و ترقی کے لئے اُنہیں پُر لطف حقیقت بنایا۔

سبق 2-2:

بنیاد...... کلیسیا

متی 16:15-18
اعمال 2:42, 5:41-42, 6:1-4
افسیوں 1:22-23, 2:4-7

کلیسیا کیلئے یونانی لفظ Ekklesia ہے یعنی Ek کے معنی ہیں ''باہر'' اور kaleo کے معنی ہیں ''بُلانا''۔ کلیسیا مسیح یسوع کا بلایا گیا بدن ہے۔ مقامی کلیسیا ہماری بنیاد ہے، جہاں ہماری تربیت ہوتی ہے، جہاں سے ہم سچائی لے کر شیطانی دنیا میں پہنچانے کے لئے بھیجے جاتے ہیں، اور اِسی میں ہم قوت اور توانائی کی بحالی کے لئے ستاتے ہیں جنگی زخموں سے شفا پاتے ہیں۔

خداوند یسوع مسیح نے اپنی زمینی خدمت کے دوران کلیسیا کی بابت بہت تھوڑی باتیں بیان کیں۔ جب تک کہ اُس کی زندگی کا آخری ہفتہ نہ آ گیا، اُس نے شاگردوں کو صرف ایک بار اِس بات کا اشارہ دیا کہ کلیسیا کیا ہوگی۔

> ''اُس نے اُن سے کہا مگر تم مجھے کیا کہتے ہو؟ شمعون پطرس نے جواب میں کہا تُو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔ یسوع نے جواب میں اُس سے کہا مُبارک ہے تُو اے شمعون بریوناہ کیونکہ یہ بات گوشت اور خون نے نہیں بلکہ میرے باپ نے جو آسمان پر ہے

تجھ پر ظاہر کی ہے۔اور میں بھی تجھ سے کہتا ہوں کہ تُو پطرس ہے
اور میں اِس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤں گا اور عالمِ ارواح کے
دروازے اُس پر غالب نہ آئیں گے۔'' متی 16:15-18

یسوع نے پطرس سے جس ''چٹان'' کی بابت کہا کہ میں اُس پر اپنی کلیسیا بناؤں گا وہ چٹان پطرس کی طرف سے یسوع مسیح کی الوہیت اور اُس کی بشریت کا اعلان ہے۔ یہ حقیقت کہ یسوع نے فعل مستقبل کا استعمال کیا...... ''میں ......کلیسیا بناؤں گا'' ......ہمیں بتاتی ہے کہ اُس وقت کلیسیا کا وجود نہیں تھا، بلکہ یہ ایک ایسی بات ہے جسے یسوع مستقبل میں کسی وقت مکمل کرنا چاہتا ہے۔ جملہ کا یہ حصہ ''اپنی کلیسیا'' ہمیں بتاتا ہے کہ یہ یسوع مسیح کی ملکیت ہے۔

خداوند کا کہنا ہے کہ جب کلیسیا بنائی جائے گی تو اِسے زبردست جنگی مخالفت کا سامنا رہے گا، یہ عالمِ ارواح کے دروازوں کے خلاف لڑے گی۔ قدیم دور میں دروازے یا پھاٹک وہ مقامات تھے جہاں ہر طرح کے اہم اور بڑے فیصلے کئے جاتے تھے۔ یہ اختیار اور طاقت کی جگہ تھی۔ خداوند کا کہنا یہ تھا کہ عالمِ ارواح کا اختیار اور اس کی طاقت کبھی اُس کی کلیسیا پر غالب نہیں آسکیں گے۔

بالا خانہ میں اپنے شاگردوں کے ساتھ آخری شام میں اُن سے اختتامی کلام کرنے کے وقت تک یسوع نے کلیسیا کے کام اور اس کی تشکیل والی بات پر دوبارہ کبھی روشنی نہیں ڈالی۔ اُس رات، یسوع نے اِس بات کو واضح کیا کہ دو چیزیں آنے والے دور کی کلیسیا کو منفرد بنائیں گی: خدا کا پورا ہونے والا کلام اور خدا کے پاک روح کا سکونت کرنا۔ خدا کا پاک روح ہی کلیسیا کی تشکیل کرتا اور اِسے اِس کا مقصد پورا کرنے کی قوت دیتا ہے (یوحنا 7:37-39 اور یوحنا 16:14؛ اعمال 1:4-8 اور اعمال 2 باب)۔

دو پہلوؤں پر مشتمل جو کام خداوند یسوع نے متی 28:19-20 میں اِس کے سپرد کیا وہ ہے خوشخبری کی منادی کرنا اور اخلاقی تعلیم دینا۔ اول، خوشخبری کی منادی کرنا......لوگوں کو یسوع کے

نجات بخش علم تک لانا۔ پھر، اُنہیں تعلیم دینا......اُن لوگوں کو روحانی پختگی تک لانا تاکہ وہ خوشخبری پھیلانے اور تعلیم کے کام کو وسعت دینے کے لئے مسیح کے بدن کی حیثیت سے کام کرسکیں۔

ابتدائی کلیسیا کو اپنا مقصد پورا کرنے کے لئے کچھ ترجیحات طے کرنی پڑیں۔

''اور یہ رسولوں سے تعلیم پانے، رفاقت رکھنے، روٹی توڑنے اور دعا کرنے میں مشغول رہے۔''(اعمال42:2)

یہاں جملہ میں ''مشغول رہے'' کا مطلب یہ ہے کہ اُنہیں اِس بات کی لگن لگ گئی تھی۔ جملہ میں رواں فعل 'اور زمانہ حال 'مشغول رہے'' چار سرگرمیوں میں اُن کی پوری توجہ، دلچسپی اور لگن کو ظاہر کرنے کا بہترین ذریعہ ہے جن کا ذکر پولس نے نام لے کر کیا ہے۔

1۔ تعلیم پانا۔ ایمانداروں نے خود کو پوری طرح اِس بات کے لئے وقف کر رکھا تھا کہ سب سے پہلے خدا کے کلام کا مطالعہ کریں گے۔ خدا کے کلام کا مطالعہ ہر اُس بات کی بنیاد ہے جو مقامی کلیسیا سے صادر ہوتی ہے۔ اگر خدا کے کلام کی تعلیم کو اولین اہمیت نہ دی جائے تو کلیسیا کے

تقسیمِ ادوار

جب سے بنی نوع انسان کی تاریخ چلی ہے نجات خدا کے ظاہر ہوئے بیٹے مُنجی خداوند یسوع مسیح پر ایمان کے وسیلہ ہی ہوتی چلی آئی ہے۔ لیکن مسیح کے ظہور کے انداز اور ایمان کی وضاحت کو مختلف ادوار میں تقسیم ہو کر متفرق ہوگئی ہے۔ Ungers Bible Dictionaryاس تواریخی تقسیم کو بیان کرتے ہوئے اِسے ''وہ دور جس میں انسان کی آزمائش ہوئی کہ وہ خدا کے ارادے کی بابت لامحدود مکاشفہ کی تابعداری کرے۔''(میرل ایف انگر، انگرز بائبل ڈکشنری[شکاگو، موڈی پریس،1985]، 269)۔

یونانی لفظ''Oikonomia آئیکونومیا''یعنی تقسیمِ ادوار و تواریخ نئے عہد کے دور کے چار الفاظ میں سے ایک ہے۔

Chronos کرونوس، عموماً''وقت، موقع یا عرصہ'' کے لئے ترجمہ کیا جاتا ہے یہ واقعات کے

پاس کوئی غلط ترجیح ہوگی اور وہ کبھی اُس کام میں کامیاب نہ ہو سکے گی جس کے لئے خدا نے اِسے بلایا ہے۔

2۔ رفاقت رکھنا۔ یونانی لفظ Koinonia اشتراکیت اور اعمالِ مشترکہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یروشلیم کی کلیسیا کے لوگوں نے جو پہلا کام کیا وہ تھا تعلیم پانا۔ دوسرا کام یہ کہ اُس تعلیم کا اپنی زندگی اور دنیا پر اطلاق کیا۔ وہ اپنے مبشرانہ کام کی تکمیل کے لئے روانہ ہوئے اور یہ کام انہوں نے جماعت یا گروہ کی صورت میں کیا۔

3۔ روٹی توڑنا۔ ''روٹی توڑنا'' خداوند کی میز کی یاد منانے کی طرف اشارہ کرتا ہے، یہ خداوند یسوع مسیح پر توجہ مرکوز رکھنے کے لئے ایک یادگار تھی۔ خداوند نے اُنہیں یہ رسم مسلسل جاری رکھنے کے لئے دی تھی تاکہ اِس سے ان میں خداوند کی حیاتِ کاملہ اور اُس کی کفارہ کی موت اور جی اٹھنے کی اُس قدرت کی یادگار رہے جو شاگردوں کے لئے تھی۔

4۔ دعا کرنا۔ تمام رسول ...... بالخصوص پطرس...... باغِ گتسمنی میں سیکھ چکے تھے کہ

تسلسل کی طرف اشارہ کرتا ہے یا کسی وقت کے دورانیہ کو بیان کرتا ہے (اعمال 18:13)۔

''Kairos کائروس'' کا ترجمہ بھی ''وقت، یا موقع'' کیا جاتا ہے اور یہ (Chronos) وقت کو حصوں اور ادوار میں تقسیم کرتا ہے (متی 11 : 25؛ رومیوں 3 : 26؛ 13 : 11؛ 2 تھسلنیکیوں 6:2)۔

بول چال میں کثرت سے استعمال ہونے والا لفظ Chronos کسی وقت کے دورانیہ کو بیان کرتا ہے، Kairos اِس پر ایسا زور دیتا ہے گویا کسی بات پر مہر کی گئی ہو؛ لہٰذا اعمال 7:1، ''...... باپ نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے'' دونوں ادوار، (Chronos)، ادوار کی طوالت، اور موقع (Kairos)، عہود جن میں کچھ خاص واقعات کو موسوم کیا گیا ہو؛ 1 تھسلنیکیوں 1:5 میں ''وقتوں' اور موقعوں'' کا استعمال مسیح کے دن کی آمد (یعنی مقدسین کے ساتھ مسیح کے ظہور کا وقت جس میں وہ انہیں لینے کے لئے آئے گا) سے پہلے کے درمیانی وقفے کی طرف اشارہ کرتا ہے، اور اُس وقت کی طوالت کی طرف بھی جس میں مسیح کا دن آ جائے گا؛ ''موقعوں'' کا اشارہ اُس دور یعنی مسیح کی آمد سے پہلے،

ناکامی کی قیمت دعامیں کمر بستہ رہنا ہے۔اُن کے اِس تجربہ نے یقیناً ایمانداروں پر یہ اثر چھوڑا ہو گا کہ نظم وضبط کی اہمیت کو سراہیں اور دعامیں مشغول رہیں (اعمال 14:1 ,5:12)۔

یہ ابتدائی کلیسیا کی ترجیحات تھیں۔ وہ اکٹھے مطالعہ کرتے ،مل کر کام کرتے، ایک دوسرے کو یاد دلاتے رہتے کہ اپنی نظریں خداوند یسوع پر مرکوز رکھنا ضروری ہے،اور وہ دعا میں اکھٹے وقت گزارتے تھے۔

جب کلیسیا نے بڑھنا شروع کیا،تب مخالفت اور تشدد کا آغاز بھی ہوگیا۔دشمن کو اِس بات سے کوئی پریشانی نہیں کہ مسیحی لوگ باہم اکٹھے ہوکر کلام پر غور کرتے ہیں؛لیکن وہ اُس وقت خوفزدہ ہوتا اور متحرک ہوتا ہے......جب وہ اِن باتوں کے عملی اطلاق کے لئے سنجیدہ ہو جاتے ہیں۔ابتدائی کلیسیا کی سرگرمیوں پر دشمن کا ردِعمل یہ تھا کہ اُس نے یروشلیم کے مذہبی پیشواؤں کو مشتعل کرکے اُن کے غضب کو بھڑکایا۔

دوران اور بعد کی خاص نشانیوں سے ہے ۔Chronos تعداد یا مقدار بیان کرتا ہے اور Kairos معیار بیان کرتا ہے۔(W.E Vine, An Expository Dictionary of New Testament Words)[نیو جرسی،فلیمنگ ایچ،ریویل کمپنی،1966]،332 ,III)۔

Oikonomia،جس کا ترجمہ "تقسیمِ ادوار،یا اہتمامیت" کیا جاتا ہے، یہ کسی دور کے انتظامی امور کی بات کرتا ہے۔جس انداز سے خدا کا منصوبہ رواں رہتا ہے وہ مختلف ادوار میں مختلف نظر آتا ہے۔

Aion،عموماًاس کا ترجمہ "دور" کیا جاتا ہے اور کنگ جیمز ورژن میں اِس کا کمزور ترجمہ "دنیا" بھی کیا گیا ہے، یہ کسی دور یا وقت کے کسی خاص کام پر توجہ مرکوز کرتا ہے جس سے وہ تمام دورانیہ خاص اہمیت کا حامل ہوکر منفرد ہو جاتا ہے۔

چونکہ تاریخ میں خدا کا منصوبہ بتدریج رواں رہتا ہے، اُس کے منصوبے کا مکاشفہ بھی تسلسل میں اور رواں ہے (عبرانیوں 2-1:1)۔ تقسیمِ ادوار کے درمیان انتہائی بنیادی امتیاز عبرانیوں 8 اور گلتیوں 4 باب میں عہدِ جدید اور عہدِ عتیق اور شریعت (یہودیوں کا دور) کی تقسیم میں پایا جاتا ہے اور فضل کا دور (کلیسیائی دور)۔

''انہوں نے اُس کی بات مانی اور رسولوں کو پاس بلوا کر اُن کو پٹوایا اور یہ حکم دیا کر چھوڑ دیا کہ یسوع کا نام لے کر بات نہ کرنا۔ پس وہ عدالت سے اس بات پر خوش ہو کر چلے گئے کہ ہم اُس نام کی خاطر بے عزت ہونے کے لائق تو ٹھہرے۔ اور وہ ہیکل میں اور گھروں میں ہر روز تعلیم دینے اور اس بات کی خوشخبری سنانے سے کہ یسوع ہی مسیح ہے باز نہ آئے۔'' (اعمال 5:40-42)

اِس دباؤ کی وجہ سے ایمانداروں کے حوصلے پست نہ ہو سکے بلکہ وہ نسبتاً زیادہ ہمت اور صاف توجہی کے ساتھ سرشار ہو گئے۔ انہوں نے اپنی مصیبت میں خوشی کا اظہار کیا۔ خوشی اور دکھوں کا کوئی آپسی میل جول نہیں ہے۔ اگر ہم روح القدس سے معمور ہیں، تو سب مصیبتوں کو خوشی کے ساتھ برداشت کریں گے (1 تھسلنیکیوں 1:6)۔

صلیب تاریخ میں نکتۂ تقسیم ہے۔ تمام تر تاریخ میں لوگ بالکل اسی طرح نجات پاتے رہے ہیں...... یعنی خداوند یسوع مسیح پر ایمان لا کر۔ خداوند یسوع مسیح سے 2000 سال قبل اِس دنیا میں آنے والے ایک شخص کے بارے میں عہدِ عتیق کی قدیم ترین کتاب میں ایوب کہتا ہے ''لیکن میں جانتا ہوں کہ میرا مخلصی دینے والا زندہ ہے، اور آخر کار وہ زمین پر کھڑا ہوگا۔ اور اپنی کھال کے اس طرح برباد ہو جانے کے بعد بھی میں اپنے جسم میں سے خدا کو دیکھوں گا'' (ایوب 19:25-26)۔
ایوب کی نجات بھی خداوند یسوع پر ایمان کے ذریعہ تھی۔ ہم بھی جو صلیب سے 2000 سال بعد کے باشندے ہیں، یسوع مسیح پر ایمان لانے سے نجات پاتے ہیں۔ نجات ہر دور میں ایک ہی نجات دہندہ پر ایمان کے ذریعہ ہوتی رہی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ صلیب سے پیشتر اُس نجات دہندہ پر تھا جو آنے والا تھا؛ اور صلیب کے بعد یہی ایمان اُس نجات دہندہ پر ہے جو آ چکا ہے۔
تقسیمِ ادوار کا فہم رکھے بغیر ''کلام کو درستی سے عمل میں لانا'' ناممکن ہے (2 تیمتھیس 2:15)، اور خداوند یسوع مسیح کی پہچان اور اُس کے فضل سے الگ رہ کر (2 پطرس 3:18) ایمان میں بالغ ہونا ناممکن ہے (عبرانیوں 5:11-14)۔

انہوں نے اپنے مطالعہ کو مزید بڑھایا۔ ابتدائی کلیسیا کو جب بھی کسی بحران کا سامنا ہوتا، وہ مطالعہ کو اور بڑھا دیتے تھے۔ اب ہر روز بلا ناغہ عبادت خانہ اور ایمانداروں کے گھروں میں خدا کا کلام سکھایا جانے لگا تھا۔

انہوں نے اپنی بشارت کو تیز تر کر دیا تھا۔ وہ نہ صرف تعلیم دیتے بلکہ منادی بھی کرتے تھے۔ ''تعلیم'' یونانی زبان کے لفاظ Didasko سے ہے جس کے معنی ہیں ''باطن میں واقع ہونے والی بات...... ایمانداروں کیلئے نصیحت اور ہدایت۔ ''منادی'' کے لئے لفظ ہے Kerusso جس کے معنی ہیں ''ظاہر میں واقع ہونے والی بات...... مثلاً بشارت، بے ایمانوں کیلئے خوشخبری کی منادی۔

جیسے جیسے یروشلیم کی کلیسیا بڑھتی گئی، اور قیادت کی ضروریات بھی سامنے آنے لگیں، تو رسول اُس نکتہ پر آ پہنچے جہاں انہیں فیصلہ لینا تھا کہ اُنہیں اپنے موجودہ وقت کے تعلق سے کیا کرنا چاہیئے۔

> ''اُن دنوں میں جب شاگرد بہت ہوتے جاتے تھے تو یونانی مائل یہودی عبرانیوں کی شکایت کرنے لگے۔ اس لئے کہ روزانہ خبرگیری میں اُن بیواؤں کے بارے میں غفلت ہوتی تھی۔ اور اُن بارہ نے شاگردوں کی جماعت کو اپنے پاس بلا کر کہا مناسب نہیں کہ ہم خدا کے کلام کو چھوڑ کر کھانے پینے کا انتظام کریں۔ پس اے بھائیو! اپنے میں سے سات نیک نام شخصوں کو چُن لو جو روح اور دانائی سے بھرے ہوئے ہوں کہ ہم اُن کو اِس کام پر مقرر کریں۔ لیکن ہم تو دعا میں اور کلام کی خدمت میں مشغول رہیں گے۔'' (اعمال 6:1-4)

یہ واقعہ جس نے رسولوں کی خود تشخیصی کو تیز کر دیا تھا، کلیسیا میں یونانی زبان بولنے

والوں، یونانی مائل یہودیوں اور عبرانی یہودیوں کے مابین اختلافات کی وجہ سے رونما ہوا تھا۔ جب رسولوں نے کہا کہ وہ نہیں سمجھتے کہ اُنہیں کھانے کی میز پر خدمت کرنی چاہئے، تو وہ مغروری سے نہیں کہہ رہے تھے۔ اُن کا یہ خیال نہیں تھا کہ میز پر خبر گیری یا خدمت اُن کے رتبہ سے چھوٹا کام ہے؛ وہ تو بس اتنا جانتے تھے کہ اُن کی بابت خدا کا یہ منصوبہ نہیں تھا۔ انہیں تو اس بات کا حکم دیا گیا تھا......اور یہ نعمت دی گئی تھی......کہ خدا کے کلام کا مطالعہ کریں اور تعلیم دیں۔ تعلیم دینے کی خدمت کو ایک طرف رکھ کر میز پر خدمت کرنا گویا اپنی زندگیوں میں خدا کے منصوبے سے الگ یا دستبردار ہونے کے مترادف تھا۔

پس انہوں نے نیک نام ڈیکن یعنی خدمت کرنے والے چُن لئے۔ آج بھی خدمت گزار کے لئے لیاقت کا معیار وہی ہے جو اُن ایام میں ہوا کرتا تھا: یعنی نیک نام، روح القدس سے معموری کی علامت، بائبل مقدس کی حکمت کی علامت، اختیار کے ساتھ بھروسہ کے لائق۔

یہاں رسولوں نے جو کام کیا اُس کے نتائج جلد ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔ اعمال 7:6 ہمیں بتاتی ہے کہ "خدا کا کلام پھیلتا رہا"۔ یہ اس لئے پھیلتا رہا کیونکہ رسول جانتے تھے کہ کس کام کو کس حد میں رکھنے کی ضرورت ہے۔ اگر وہ ایسی خدمت کو موقع دیتے کہ اُنہیں مطالعہ اور خدا کا کلام سکھانے کی راہ سے ہٹا دے، تو خدا کا کلام پھیلتا نہ رہتا، کیونکہ وہ اپنی ڈگر پر سے ہٹ گئے ہوتے۔ یروشلیم کی کلیسیا کے دیگر مسیحی بھی تعریف کے لائق ہیں: وہ رسولوں کے لئے مطالعہ اور تعلیم

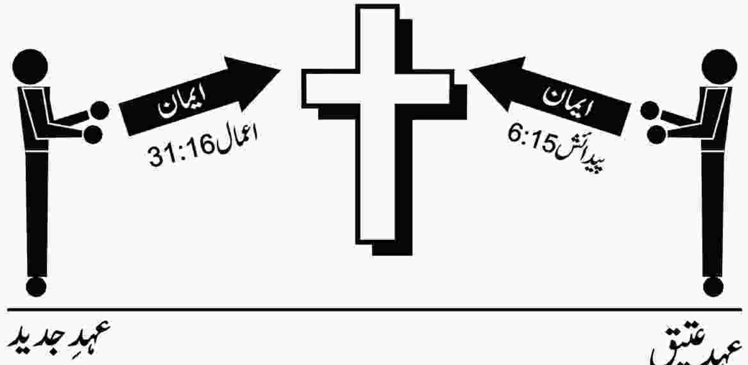

کے کام کو ممکن بنانے کے لئے سب کچھ کرنے میں خوش اور رضا مند تھے۔

خدا کا کلام پھیلتا رہا اور چونکہ رسولوں نے تعلیم دینے کا سلسلہ جاری رکھا اس لئے کلیسیا ئی ترقی ہوتی رہی، ''اور یروشلیم میں شاگردوں کا شمار بہت ہی بڑھ گیا اور کاہنوں کی بڑی گروہ اِس دین کے تحت میں ہوگئی۔'' یہ ایک تاریخی معرکہ ہے۔

کوئی مقامی کلیسیا کبھی اِس بات کی متحمل نہیں ہوسکتی کہ خود کو روحانی ترجیحات سے ہٹنے دے (یوحنا 21:15-18؛ 1 پطرس 5:1-4؛ افسیوں 4:11-16)۔ کلیسیا کی اولین ترجیح خدا کا کلام سکھانا ہونی چاہیئے ہاں یہ بھی ضرور ہے کہ کلیسیا کا ہر شخص اپنی اپنی خدمت کی جگہ تلاش کرے۔

متی 25:15 اور مرقس 13:34 سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے ہم میں سے ہر ایک کو ایک کام مکمل کرنے کے لئے سپرد کیا ہے اور وہ سب کچھ فراہم بھی کیا ہے جو کام مکمل کرنے کے لئے چاہیئے۔ اگر خدا کے پاس سب کی زندگی کے لئے ایک منصوبہ ہے تو ہر ایک ایماندار کا بلاوا اُس کا اپنی نوعیت کا بلاوا ہے۔ مسیح کے بدن کے کوئی بھی دو رُکن یکساں حالت میں نہیں ہوتے، پس مقام کلیسیا میں ہلچل مچانے کے لئے کسی بھی طرح کی مقابلہ بازی یا خودغرضی کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

چونکہ خدا کے پاس ہر ایماندار کے لئے ایک مقام ہے، پس سب ایمانداروں کو اس میں شریک ہونا چاہیئے۔ لیکن، چونکہ ہر ایک کو اس میں شریک ہونا چاہیئے، بعض لوگ ایسا پسند نہیں کرتے۔ اُن کے پاس انتخاب کرنے کی آزاز مرضی ہے۔ کلیسیا میں لوگوں سے کام لینے کے لئے کسی بھی طرح سے طاقت کا استعمال، جبر یا دباؤ ہمیشہ غلط ہوتا ہے۔ جب...... خواہ اِس بات کا تعلق سُننے سے ہو یا خدا کے کلام کا اطلاق کرنے سے...... ایماندار خدمت کے لئے جذبہ محسوس کریں گے، تو اُنہیں اپنا مقام مل جائے گا۔

ہر مقامی کلیسیا ایک جماعت یا گروہ کی مانند ہے جس کے کام کا اختیار خدا کی طرف سے جاری ہوتا ہے۔ دو پہلوؤں پر مشتمل کام...... بشارت اور اصلاحی تعلیم...... کو ترجیح دی جانی چاہیئے۔ اگر کلیسیا ترجیحات کو نظر انداز کرتی ہے تو مصیبت اٹھائے گی۔ جب کلیسیا اپنی توجہ مرکوز

رکھتی ہے، تو اِس وقت اور ابدیت میں بھی خدا کو جلال دینے کی عجیب تاثیر رکھتی ہے۔

زمین پر کلیسیا کے کام کو سراہنے سے پیشتر، ہمیں اُس ہدف یا منزل کو سمجھنے کی ضرورت ہے جس کے لئے خدا اِسے تشکیل دے رہا ہے۔

افسیوں کے نام خط کا پہلا باب عجیب خزانوں کی فہرست ہے جو ہر شخص کو اُس وقت حاصل ہو جاتے ہیں جب وہ خداوند یسوع مسیح پر ایمان لاتا یا لاتی ہے۔ باب کی آخری دو آیات میں، پولس کلیسیا یعنی مسیح کے بدن کو متعارف کرواتا ہے۔

> ''اور (آسمانی باپ نے) سب کچھ اُس (خداوند یسوع) کے پاؤں تلے کر دیا اور اس کو سب چیزوں کا سردار بنا کر کلیسیا کو دے دیا۔ یہ اس کا بدن ہے اور اُسی کی معموری جو ہر طرح سے سب کا معمور کرنے والا ہے۔'' (افسیوں 1:22-23)

اِس بیان کا احاطہ کرنے کے بعد کہ خدا نے اِس دنیا میں خداوند یسوع مسیح کے انسانی بدن میں کیا کچھ کیا، اس طرف آتا ہے کہ وہ دنیا پر مسیح کے روحانی بدن کے اندر کیا کام کرنا چاہتا ہے۔ جو کام خدا نے ایک انسانی بدن میں مکمل کئے، جو کہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کا بدن تھا، خدا چاہتا ہے کہ وہ کام ایک روحانی بدن یعنی کلیسیا کے وسیلہ مکمل ہوتے رہیں۔

> ''مگر خدا نے اپنے رحم کی دولت سے اُس بڑی محبت کے سبب سے جو اُس نے ہم سے کی۔ جب قصوروں کے سبب سے مردہ ہی تھے تو ہم کو مسیح کے ساتھ زندہ کیا۔ (تم کو فضل ہی سے نجات ملی ہے)۔ اور مسیح یسوع میں شامل کر کے اس کے ساتھ جلایا اور آسمانی مقاموں پر اس کے ساتھ بٹھایا۔ تا کہ وہ اپنی اُس مہربانی سے جو مسیح یسوع میں ہم پر ہے آنے والے زمانوں میں اپنے فضل کی بے نہایت دولت دِکھائے'' (افسیوں 2:4-7)۔

ساتویں آیت میں آنے والے الفاظ ''تا کہ'' اُس مقصد کو متعارف کرواتے ہیں جو پولس رسول افسیوں کے نام خط کے پہلے باب میں آخر تک قائم کرتا ہے۔ خدا نے مسیح یسوع میں ہمیں تمام آسمانی برکات عطا کی ہیں، اور اُس کے فضل کی نہایت دولت ہمارے لئے مہیا کی ہے۔ اُس نے ہمیں یہ خزانے اِس لئے نہیں بخشے کہ ہم اپنی زندگیاں لُٹاتے اور برباد کرتے پھریں، یا ہم الجھن میں اور پریشانی میں زندگی گزاریں، جس کا کوئی مقصد نہ ہو، کوئی منزل نہ ہو، اقدار کا کوئی احساس نہ ہو۔

خداوند یسوع مسیح کے ساتھ ہمیں آسمانی مقاموں پر بٹھانے، خداوند یسوع مسیح کے اختیار اور بادشاہی کو ہمارے ساتھ بانٹنے کے پیچھے خدا کا جو مقصد تھا اُس کا تعلق ''آنے والے

کلیسیا

1۔ تشکیل۔ کلیسیا کی پیش بندی یسوع مسیح نے متی 16:13-18 میں کی تھی، لیکن روح القدس کے نزول تک کلیسیا کی تشکیل نہ ہوئی تھی۔ روح القدس ہی وہ قدرت ہے جو کلیسیا کی تشکیل کو ممکن بناتی ہے۔ (یوحنا 7:37-39؛ یوحنا 14-16؛ اعمال 1:8, 1:19-7)۔

2۔ ساخت۔ کلیسیاء جسمانی یا انسانی تنظیم نہیں بلکہ روحانی ساختہ ہے۔ بائبل مقدس میں افسیوں کے نام خط کا پہلا باب انتہائی شفاف، مُفصل، اور کامل وضاحت ہے کہ کلیسیاء فی الحقیقت کیا ہے۔ نجات پاتے وقت ہر ایماندار روح القدس میں بپتسمہ پا کر مسیح یسوع کے ساتھ رفاقت میں آجاتا ہے۔ پانی کا بپتسمہ اِس روحانی واقعہ کی ظاہری تصویر ہے (1 کرنتھیوں 12:13)۔ یہی وجہ ہے کہ کلیسیاً روحانی ساختہ ہے اور یہ کوئی انسانی تنظیم نہیں ہے۔ وہ لوگ جو یسوع پر کبھی ایمان نہیں لاتے، گو وہ کلیسیائی تنظیم کا حصہ ہوں مگر وہ کلیسیاء کا حصہ نہیں ہیں۔ وہ لوگ جو یسوع مسیح پر ایمان لاتے ہیں خواہ وہ کسی مقامی کلیسیاً میں جائیں یا نہ جائیں وہ کلیسیاً کا حصہ ہیں۔

مقامی کلیسیا مقدسین کی دنیاوی یا جغرافیائی جماعت ہے۔ چونکہ مسیح کا بدن سب ایمانداروں سے مل کر بنتا ہے، تمام ایماندار ایک وقت میں کسی ایک مقام پر نہیں ہو سکتے۔

اسی لئے ایماندار کسی مقامی کلیسیا میں اکٹھے ہوتے ہیں، اُن مقاصد کے لئے جن کا ذکر

زمانوں'' سے تھا۔ جب پولس یہ جملہ استعمال کرتا ہے تو وہ تمام باقی ماندہ زمانوں اور ابدیت تک دیکھتا ہے، جیسے ہم مستقبل میں جھانک سکتے ہیں......یعنی اب سے آگے دس لاکھ سال، دس کروڑ سال، دس ارب سال تک بھی۔

ہماری نجات کے بعد آگے آنے والے تمام زمانوں کی بابت خدا ہمیں کچھ دکھانا چاہتا ہے۔ یونانی لفظ endeiknumai ''اینڈ یکنومائی'' کے معنی ہیں ''دکھانا، نمائش کرنا، ظاہر کرنا، عیاں کرنا، روشنی میں لانا۔'' اِس میں ثبوت دینے کا نظریہ، اور سوال کے پیچھے پوشید باتیں دکھانے کا نظریہ پایا جاتا ہے۔ خدا ہمیں کیا دکھانا چاہتا ہے؟ ''مسیح یسوع میں ہمارے ساتھ اپنے رحم کی بڑی دولت''۔

عبرانیوں 10:25 اور 13:7-17 اور افسیوں 4:11-16 جیسے حوالہ جات میں آیا ہے۔

3۔فرائض۔کلیسیا کا دو پہلوؤں پر مشتمل کام انجیل کی بشارت اور اصلاحی تعلیم ہے (متی 28:19-20)۔ نجات پاتے وقت تمام ایمانداروں کو روح القدس کی قدرت کے وسیلہ منفرد روحانی نعمتیں دی جاتی ہیں تا کہ خدا کے منصوبہ کو پورا کر سکیں (1 کرنتھیوں 12:4-31)۔ بے شک نعمتیں طرح طرح کی ہیں، لیکن کلیسیا میں بڑے منصب یا کم تری جیسی کوئی بات شامل نہیں ہے۔ ہر ایماندار کو تمام روحانی برکات سے نوازا جاتا ہے اور اُن سب کے پاس مساوی مواقع اور انتظامات ہوتے ہیں کہ روحانی عظمت حاصل کر سکیں۔

4۔ضرورت۔مقامی کلیسیا میں شراکت کے بغیر کوئی ایماندار مسیح کے بدن کی اُس عظمت کو حاصل نہیں کر سکتا جس کیلئے خدا نے اُسے تیار کیا تھا۔ مقامی کلیسیا بنیادی تربیت گاہ ہے ، روحانی ترقی کی جماعت ہے، اور روحانی ترقی کے بغیر کوئی روحانی عظمت نہیں ہے۔ مقامی کلیسیا ایسی جگہ ہے جہاں خدا کا کلام سکھایا جاتا ہے، اور خدا کے کلام کے فہم اور اس کے اطلاق کے بغیر کوئی روحانی عظمت نہیں ہے۔ مقامی کلیسیا خدمت کی تیاری کی جگہ ہے۔ پس اگر مقامی کلیسیا نہیں تو پھر کوئی عظمت بھی نہیں۔ عبرانیوں 10:25-31 مقامی کلیسیا کے ساتھ لاتعلقی یا تفرقہ بازی کی بابت بیان کرتی ہے اور ایسے ایمانداروں کے ساتھ خدا کے سلوک کو ظاہر کرتی ہے جن کے پاس مقامی کلیسیا کے لئے کوئی وقت نہیں ہوتا۔

یونانی زبان میں رحم کے لئے مستعمل لفظ Chris سے مشتق ہے۔تخلیقِ کائنات کے وقتوں سے لے کر آنے والے وقتوں تک خدا اپنے رحم کی اُس بیش بہا دولت کو ظاہر کرے گا جس کا فضل اُس نے ہمیں مسیح یسوع میں بخشا ہے۔

وہ ہم پر کیسے فضل کرتا ہے؟ ہمیں تمام روحانی برکات دے کر۔ہمیں ابدی منزل عطا کر کے۔ہمیں ہمیشہ کی زندگی اور اس بات کا موقع دے کر کہ ہم ابدی زندگی کی عظمت کو پاسکیں جو ہمارے ناقص تصورات سے کہیں زیادہ آگے ہے۔

اگر ہم اُس فضل سے فائدہ پائیں جو خدا ہماری طرف بڑھاتا ہے تو ہم تمام ابدیت میں بھی عظیم ہوں گے۔تمام زمانوں کی ملکوتی بادشاہیاں کلیسیا کے سامنے احتراماً کھڑی ہو جائیں گی۔

خدا نے اِس زمانے میں اپنے فضل کو ایک خاص انداز اور زاویہ سے انڈیلا ہے کہ نہ تو اُسے نے پہلے ایسا کبھی کیا اور نہ آنے والے زمانوں میں کبھی کرے گا۔ابدیت خود بھی کبھی خدا کو اپنے اُس فضل کی دولت ظاہر کرنے سے نہ روکے گی جو وہ اب ہماری طرف بڑھاتا ہے اور جو ہم ایمان کے وسیلہ پاتے ہیں۔

عبرانیوں 1:11 ہمیں بتاتی ہے کہ ایمان امید کی ہوئی چیزوں کا اعتماد اور اندیکھی چیزوں کا ثبوت ہے۔ایمان ہمارے لئے اِس بات کو ممکن بناتا ہے کہ ہم وقت کی حدوں میں رہتے ہوئے زندگی گزار سکیں، آگے بڑھ سکیں اور ہمیشہ کی زندگی کو تھام لیں۔پولس افسیوں 2 باب میں جس اعتماد کو چاہتا ہے کہ ہم تھامے رہیں یہ ہے کہ کلیسیا تمام ابدیت تک خدا کے اطمینان کو ظاہر کرنے کو ہے۔ایک دن کلیسیا مسیح کے ساتھ بادشاہی کرے گی (2 تیمتھیس 12:2) اور اور مسیح کے جلال میں شریک ہوگی (رومیوں 17:8)۔

اگر ہم کلیسیا کی منزل یا مقصد کو اور اِس بات کو سمجھیں کہ ہم مسیح یسوع پر ایمان لانے کے سبب سے کلیسیا کا حصہ ہیں تو ہمیں یہ بھی سمجھ میں آجائیگا کہ: ہمارے لئے سب کچھ مہیا کر دیا گیا ہے، ہمیں تحفظ حاصل ہے، اور ہر ایک کام کیلئے ہمارے تصور سے بھی بڑی تاثیر حاصل ہے۔

مسیح اور کلیسیا کی سات صفات

مسیح اور کلیسیا کی بابت نئے عہد نامہ میں بیان کردہ سات صفات کلیسیائی دور میں مسیح اور ایمانداروں کے درمیان رفاقتی رشتہ کی تصویر کشی کرتی ہیں۔ ہر تصویر اس بات کو اُجاگر کرتی ہے کہ مسیح یسوع کے ساتھ رفاقت واحد چیز ہے جو روحوں کو مطمئن کر سکتی ہے۔

ہر تصویر کلیسیا کی عضوی یگانگت کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے اور اس سچائی کو واضح کرتی ہے کہ کلیسیائی دور کے ایماندار ایک دوسرے کے ساتھ اِس طرح مِلے ہوئے ہیں کہ اُنہیں جُدا کرنا ممکن نہیں ہے۔

1۔ چرواہے اور بھیڑ سے ایمانداروں کی بے بسی کی حالت اور خداوند یسوع مسیح کی مہربان محبت کی تصویر کشی ہوتی ہے (یوحنا 21:15-17؛ 10:2-16)۔ مسیح ہی وہ چرواہا ہے جو بھیڑوں کو زندگی، آزادی اور خوراک مہیا کرتا ہے۔ اچھے چرواہے کی حیثیت سے مصلوب ہونے والے خداوند نے اپنی جان بھیڑوں کے لئے دی (یوحنا 10:11)۔ عظیم چرواہے کی حیثیت سے مردوں میں سے زندہ ہونے والا خداوند ایمانداروں کو خوراک اور دیگر سب ضروریات بہم پہنچاتا ہے جو خدا کے منصوبہ میں شامل ہیں (عبرانیوں 13: 20-21)۔ مختار چرواہے کی حیثیت سے دوبارہ آنے والا خداوند اپنے سب پیروکاروں کے لئے دائمی برکات اور دائمی اجر کا منبع ہے (1 پطرس 5:4)۔

2۔ انگور کا درخت اور ڈالیاں، یسوع مسیح کی سب کچھ کر سکنے کی لیاقت اور ہماری زندگیوں میں ایسے پھل لانے کی تصویر پیش کرتی ہیں جو یسوع کے ساتھ رفاقت میں ہی پیدا ہوتے ہیں (یوحنا 15:1-7)۔ یسوع مسیح اُن ڈالیوں کے ذریعہ پھلدار ہوتا ہے جو اُس میں پیوست رہ کر اُس سے زندگی پاتی ہیں۔ تمام تر زندگی انگور کے درخت میں رواں رہتی ہے: ڈالی اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتی۔ مسیحی پھلداری کا دارومدار ایمان ......اور قبولیت کے ساتھ تابعدار رہنے پر ہے ......اور اس کا انحصار کبھی بھی انسانی قوت کے کاموں پر نہیں ہوتا۔ ہم صرف مسیح میں ہو کر ہی پھل لا سکتے ہیں۔

3۔ کونے کے سرے کا پتھر اور تعمیر کے پتھر اُس اندیکھے روحانی مقدس کی تصویر کشی کرتے ہیں جو مسیح یسوع کے وسیلہ تعمیر ہو رہا ہے (1 پطرس 2:5-9)۔ بنی اسرائیل کے پاس بھی ایک مقدس (ہیکل) تھا، کلیسیا بھی ایک مقدس ہے یعنی ''روح میں خدا کا مسکن'' (افسیوں 2:22)۔ کونے کے

سرے کا پتھر بنیاد پر تعمیر کی جانے والی عمارت کے تمام پتھروں کو ایک سیدھ میں رکھتا اور سب کو یکجا پکڑ میں رکھتا ہے(1 کرنتھیوں 11:3)۔کئی پتھروں سے مل کر ایک عمارت تعمیر ہوتی ہے، اور اُن سب کا ایک دوسرے پر انحصار ہوتا ہے۔پتھر بذاتِ خود کچھ بھی نہیں کر سکتے جب تک معمار کو موقع نہ دیں کہ اُنہیں عمارت میں ایک دوسرے کے ساتھ یکجا کر کے لگائے (متی 18:16)۔

4۔سردار کاہن اور مقدس کے سب کاہن اُس خدمت کی تصویر کشی کرتے ہیں جو مسیح کے وسیلہ ایمانداروں کے ساتھ بانٹی جاتی ہے (1 پطرس 9:2؛ مکاشفہ 1:5-6)۔عہدِ عتیق کے کاہنوں کا کام خدا کے سامنے لوگوں کی نمائندگی کرنا تھا۔ یسوع مسیح ہمارا سردار کاہن ہے (عبرانیوں 5-8) وہ ابد تک کے لئے کاہن ہے (زبور 110:4۔ چونکہ وہ بادشاہ بھی ہے، پس ہم شاہی کہانت کے ارکان ہیں۔بطور کاہن ہمیں خدا کی پرستش کرنا، حمد کی قربانی، شفاعت کرنا، اور خود کو اُس کے حضور پیش کرنا ضرور ہے (رومیوں 12:1؛ عبرانیوں 15:13)۔

5۔بدن اور سر، یہ مسیح اور کلیسیا سے متعلق استعمال ہونے والا عمومی بیان ہے۔یہ ایمانداروں اور مسیح کے اختیار کی یگانگت کی تصویر پیش کرتا ہے (رومیوں 5:12)۔اپنے انسانی بدن میں ہر ایک رُکن مخصوص اور اہم منفرد کارگردگی رکھتا ہے۔ ہر رُکن، گو وہ مختلف ہوتا ہے لیکن انتہائی اہم ہوتا ہے۔ تمام ارکان کو دماغ سے حکم ملتا ہے لیکن ہر ایک رکن اپنی اپنی فطرت کے مطابق دوسرے کی خدمت سرانجام دیتا ہے اور اُس کی موجودگی کا مقصد یکجا اور یکساں کام کرنا ہے۔کلیسیا ایک بدن ہے، یعنی مسیح کا بدن۔ ہر ایماندار نجات پاتے وقت ''مسیح میں'' رکھا جاتا ہے(1 کرنتھیوں 13:12) اور سب کو باہم اکٹھے زندگی گزارنے کی ہدایت کی گئی ہے (افسیوں 4)۔

6۔پچھلا آدم اور نیا مخلوق، یہ جی اٹھے مسیح کی تصویر پیش کرتا ہے جو کہ نئی نسل کا سر ہے، اور تخلیق کی نئی آسمانی صورت (1 کرنتھیوں 15:45-50)۔ پہلا آدم گناہ اور موت لایا؛ پچھلا آدم راستبازی اور زندگی لایا۔روحانی پیدائش کے وسیلہ ایماندار نئی تخلیق کا حصہ بن جاتے ہیں لیکن اِس رشتہ کے سب جلال اُس وقت کے منتظر رہتے ہیں جب سب ایماندار اپنی گناہ آلودہ فطرت سے چھٹکارا پا لیں گے ۔ ہم آسمانی شہری بن جاتے ہیں اور ہمیں جی اٹھے مسیح جیسا بدن دیا جائے گا (گلتیوں 17:5؛ یوحنا 14:2-3؛ 1 کرنتھیوں 15:20-57؛ رومیوں 23:8)۔

7۔دولہا اور دلہن، یہ مسیح اور اس کی کلیسیا کے درمیان تعلق کی بابت استعمال ہونے والا انتہائی عمومی و معروف بیان ہے (افسیوں 5:22-23)۔یہ نہ صرف کلیسیا پر مسیح کے اختیار اور پُر تحفظ پناہ کی تصویر

پیش کرتا ہے بلکہ رحم، محبت اور یگانگت، میل ملاپ کو بھی ظاہر کرتا ہے جو مسیح اور کلیسیا کے درمیان ہمیشہ تک کے لئے ہے۔فی الحال کلیسیا مسیح کی دلہن نہیں ہے لیکن مستقبل میں ایسا ہوگا۔خداوند کے دن میں مسیح اپنی دلہن کا دعویدار ہوگا اور کلیسیا اُس کے ساتھ مل کر بادشاہی کرے گی (2 تیمتھیس 12:2) اس کے جلال میں شریک ہوکر (افسیوں 1:20-21؛ رومیوں 17:8)۔

سبق 2-3:

حکم...... بشارت

2 کرنتھیوں 5:14-21
1 پطرس 3:15

متی 16 باب میں یسوع مسیح نے واضح بتاتا کہ اُسکی کلیسیا ایک بدن کی طرح قدم بہ قدم رواں رہے گی۔ مرقس 16 باب اپنے شاگردوں کو یہ حکم دیتے ہوئے اِس نظریہ کو تقویت دی کہ وہ ساری دنیا میں جا کر انجیل کی منادی کریں۔ ہر ایماندار ایک سفیر ہے، اُسے ایسی دنیا میں خداوند کی نمائندگی کیلئے ایسے لوگوں کے پاس بھیجا گیا ہے جو اُس سے واقف نہیں ہیں۔

ہم اُس وقت تک دوسروں کو خداوند یسوع مسیح تک لانے کے لئے ٹھیک طور سے متحرک نہیں ہو سکتے جب تک اپنی بابت خدا کی محبت کو سمجھ نہ لیں۔ رومیوں 5 باب میں پولس رسول اِسی محبت کے تعلق سے لکھتا ہے۔ گو ہم بے دین تھے، گو ہم مکمل طور پر بے بس تھے، گو ہم اپنے خالق کے دشمن اور مخالف تھے تو بھی ''خدا اپنی محبت کی خوبی ہم پر یوں ظاہر کرتا ہے کہ جب ہم گنہگار ہی تھے تو مسیح عین وقت پر ہماری خاطر مؤا'' (رومیوں 5:8)۔

خدا کی ہمارے ساتھ محبت ہی واحد قوت ہے جو ہمیں سپرد کردہ حکم کی تکمیل کے لئے متحرک کر سکتی ہے۔

''......مسیح کی محبت ہم کو مجبور کر دیتی ہے'' (2 کرنتھیوں 5:14)۔

''مسیح کی محبت'' اُس محبت جیسی نہیں جیسی ہم میں پیدا ہوتی ہے۔ یہ ہمارے لئے خدا کی کبھی نہ ختم ہونے والی، ابدی، اور لامحدود محبت ہے، جو خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ ہم پر ظاہر کی گئی اور روح القدس کے وسیلہ ہم میں انڈیلی گئی (رومیوں 5:5؛ گلتیوں 22:5)۔

پولس یہ کہتے ہوئے کہ یہ محبت ہمیں ''مجبور کر دیتی ہے'' یونانی لفظ ''Sunecho سنیکو'' استعمال کرتا ہے۔ Sun کے معنی ''اکھٹا، باہم'' اور Echo کے معنی ہیں، ''تھامنا، سنبھالنا اور اختیار رکھنا۔'' اس لفظ کا ترجمہ ''اکھٹے اختیار رکھنا/ مل کر سنبھالنا'' ''مجبور کرنا'' ''کسی بھی رُخ پر موڑ دینا'' ''پُرزور انداز سے کہنا'' ''دھکیلنا یا اُکسانا'' کیا جا سکتا ہے۔ اس میں کسی چیز کی ملکیت اور اس پر اپنے فائدہ کے لئے اختیار رکھنے کا نظریہ پایا جاتا ہے۔ پس اس طرح خدا کی یہ محبت ہمیں اپنی ملکیت میں لے کر ہمیں اپنے اختیار سے چلاتی ہے، یہ ہمیں ہماری بھلائی اور خدا کے جلال کیلئے مسلسل اُوپر کی جانب روحانی نشو و نما کی طرف دھکیلتی یا ہانکتی ہے۔

چلانے والی یہ قوت ہم میں سے ہر ایک کے لئے دستیاب ہے لیکن جب تک ہم کلامِ مقدس کے مطالعہ کے ذریعہ سمجھنا شروع نہیں کرتے، ہماری زندگیوں میں اس کا عملی آغاز کبھی نہیں ہوگا۔ مطالعہ کرنے سے ہم یسوع مسیح کو اور زیادہ واضح دیکھتے ہیں۔ ہم نسبتاً زیادہ گہرائی اور لگن کے ساتھ سمجھتے ہیں کہ کس وجہ سے یسوع نے ابدیت کی ساری معموری سے دستبردار ہو کر زمانے میں جسم کی حالت میں آنے کے لئے قدم اٹھایا۔

''کیونکہ تم خداوند یسوع مسیح کے فضل کو جانتے ہو'' پولس 2 کرنتھیوں 9:8 میں لکھتا ہے، ''وہ اگرچہ دولتمند تھا مگر تمہاری خاطر غریب بن گیا تا کہ تم اس کی غریبی کے سبب سے دولت مند ہو جاؤ۔'' ہماری خاطر اُس عجیب خدا نے اپنے آپ کو خالی کر دیا اور انسانی جسم کی صورت اختیار کی تا کہ خادمانہ زندگی گزار سکے۔ تینتیس برس تک خود کو خاکسار اور پست کرنے کے لئے اُس نے یکے بعد دیگرے قدم اٹھائے حتیٰ کہ صلیبی موت جیسی ذلت بھی گوارا کی (فلپیوں 5:2-8)۔ اُس نے یہ سب کچھ ہمیں اُس محبت تک لانے کے لئے کیا جو ابدی زندگی دیتی ہے۔

یہی محبت ہے جو ہمیں مجبور کر دیتی ہے۔ ہم اِس محبت سے جتنے زیادہ دبائے جائیں گے اُسی قدر صاف یہ دیکھ سکیں گے کہ اس زمانے کی اُن ساری چیزوں میں کتنا زیادہ خالی پن تھا جن کی ہم بڑی سرگرمی سے تلاش میں رہتے تھے۔ ہم خود کو یوحنا 6 باب کے پطرس رسول کی طرح پائیں گے جس کے پاس صرف ایک حقیقی انتخاب تھا۔ جب یسوع کے شاگردوں میں سے بہتیرے اُس کی پیروی کرنے سے اُلٹے پھر گئے، تو خداوند نے پطرس سے بھی پوچھا کہ کیا وہ بھی اُسے چھوڑنے والا ہے۔ لیکن پطرس اور کِس جگہ جا سکتا تھا؟ وہ جانتا تھا کہ یسوع اور خدا کے منصوبہ کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے جو اُس کی متلاشی جان کو آسودہ کر سکے۔ مسیح کی محبت نے پطرس کو اپنے اختیار میں لے لیا تھا۔

> ''......ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب ایک سب کے واسطے موا تو سب مر گئے۔ اور وہ اس لئے سب کے واسطے موا کہ جو جیتے ہیں وہ آگے کو اپنے لئے نہ جئیں بلکہ اس کے لئے جو اُن کے واسطے موا اور پھر جی اٹھا'' (2 کرنتھیوں 5:14-15)

پاک روح کے پانچ کام

2 کرنتھیوں 5:17 میں یہ نہیں کہا گیا کہ جو کوئی مسیح میں ہے اُسے نیا مخلوق ہونے کی ضرورت ہے یا یہ کہ پرانی چیزیں جاتی رہیں گے۔ اس میں یہ بھی نہیں کہا گیا کہ اگر کوئی مسیح میں ہے تو اُسے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ نیا مخلوق ہے، یا وہ نیا مخلوق بننے کی کوشش کرتا ہے۔ اِس میں یہ نہیں کہا گیا کہ پرانی چیزیں رفتہ رفتہ چلی ہی جائیں گے اور نئی چیزیں بالآخر آ ہی جائیں گی۔ یہ آیت کہتی ہے کہ ''اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے، پرانی چیزیں جاتی رہیں۔ دیکھو وہ نئی ہو گئیں۔'' یہ انتہائی یقینی، مصدقہ اور سچائی کی باتیں ہیں؛ یہ ٹھوس حقیقت کی طرف اشارہ ہے جہاں ہم خداوند یسوع مسیح پر ایمان رکھتے ہیں، روح القدس عجیب طور سے ہمارے اندر پانچ اٹل کام کرتا ہے:

جب پولس کرنتھیوں کو بتاتا ہے کہ ''ایک سب کے واسطے موا''، تو وہ جس ''ایک'' کی بات کر رہا ہے وہ یسوع مسیح ہے۔ آدم کے گناہ میں گرنے سے ساری نسلِ انسانی گناہ میں پھینک دی گئی۔ جب آدم گناہ میں گرا تو روحانی طور سے مر گیا (پیدائش 17:2)۔ آدم اور حوا کے بچے اپنے والدین کی صورت پر پیدا ہوئے۔ وہ......اور اُن کے بچے......روحانی طور پر مردہ تھے، خدا سے دُور ہو چکے تھے۔

لیکن خدا نے اپنی محبت کی وجہ سے اپنے اکلوتے بیٹے کو موت اور تاریکی کی اس دنیا میں بھیجا (یوحنا 16:3)۔ یسوع مسیح نسلِ انسانی کے ہر فرد کی خاطر مرنے کے لئے آیا۔ ایسا کرنے میں ایک مقصد اُس کے ذہن میں تھا: ''جو جیتے ہیں وہ آگے کو اپنے لئے نہ جئیں۔'' جملے کے یہ الفظ ''جو جیتے ہیں'' اُن سب کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو مسیح یسوع پر ایمان کے وسیلہ روحانی موت میں سے نکل کر زندگی میں داخل ہوئے۔ ''زندگی'' کے یونانی لفظ ہے Zoe زوے، یہ لفظ یوحنا 4:1 میں زندگی کے اُس جوہر کو بیان کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے جو صرف اور صرف خداوند مسیح یسوع میں پایا جاتا ہے۔

1۔ بپتسمہ: نئی حالت۔

روح القدس کے بپتسمہ سے ہم مسیح میں شامل کئے جاتے ہیں، اور ہمیشہ کے لئے اُس کا بدن بن جاتے ہیں (1 کرنتھیوں 13:12) یہ کام ہمیں روحانی طور پر نئی حالت بخشتا ہے۔ ہمارے ایمان لانے سے پیشتر، ہم آدم میں مُردہ تھے؛ اب مسیح میں جیتے ہیں۔ ہماری پہچان مسیح کے ساتھ اُسکی موت، اُسکے دفن ہونے اور پھر جی اٹھنے میں بنائی گئی ہے (رومیوں 6:3-4) اور اس کے ساتھ آسمانی مقاموں پر بٹھائے گئے ہیں (افسیوں 2:4-7؛ کلسیوں 3:1-4)۔

2۔ نئی پیدائش: نئی زندگی

نئی پیدائش ایسا عمل ہے جس کے وسیلہ خدا پاک روح ہمیں روحانی طور سے زندہ بنا دیتا ہے (ططس 5:3؛ افسیوں 2:4-6)۔ ہم اِس بار خدا کے فرزند ہونے کے لے نئے سرے سے

مسیح نے صلیب پر ہماری جگہ لے لی تا کہ ہم دنیا میں اُس کی جگہ لے لیں۔ اُسے ہمارے گناہوں کے ساتھ منسوب کیا گیا تا کہ ہم اُس کی راستبازی کے ساتھ منسوب کئے جائیں۔ وہ ہماری خاطر مر گیا تا کہ ہم اُس کے لئے جئیں۔ اگر ہم اپنے لئے جی رہے ہیں ......اپنے منصوبوں کے پیچھے چل کر اور اپنی خواہشات کے متلاشی ہو کر......تب ہم اُس مقصد کو پورا نہیں کر رہے جس کے لئے مسیح اِس دنیا میں آیا تھا۔ وہ اس لئے مؤا تا کہ وہ جو جیتے ہیں آگے کو اپنے لئے نہیں بلکہ اُس کے لئے جئیں۔

> ''پس اب سے ہم کسی کو جسم کی حیثیت سے نہ پہچانیں گے ہاں اگر چہ مسیح کو بھی جسم کی حیثیت سے جانا تھا مگر اب سے نہیں جانیں گے۔ اس لئے اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے۔پرانی چیزیں جاتی رہیں ، دیکھو وہ نئی ہو گئیں۔''
> (2 کرنتھیوں 5:16-17)

جب ہم اپنے لئے جینا چھوڑ کر مسیح کے لئے جینا شروع کرتے ہیں،تو ہم لوگوں کو مختلف

پیدا ہوتے ہیں (1 پطرس 1:23؛ یوحنا 3:3-7؛ یوحنا 1:12,18)۔جبکہ پہلے ہم جسمانی طور سے زندہ مگر روحانی طور سے مردہ تھے، اب ہم مسیح میں روحانی طور سے زندہ ہیں اور جسمانی حالت میں مردہ ہیں (یوحنا 5:21؛ رومیوں 6:13)۔ہمیں ابدی زندگی سے منسوب کیا گیا ہے؛ ہمیں تاریکی کی دنیا میں سے نکال کر نُور کی دنیا میں منتقل کر دیا گیا ہے (1 یوحنا 5:12؛کلسیوں 1:13)۔

3۔ ہمارے اندر سکونت: نئی قوت

نجات پاتے وقت خدا باپ، خدا بیٹا اور خدا پاک روح ہمارے اندر مستقل سکونت کرتے ہیں (رومیوں 8:9-11)۔ ہمارے اندر روح القدس کا سکونت کرنا ہمیں ایسی قوت کی میراث دے دیتا ہے جو روح سے معمور ہو کر متحرک ہو جاتی ہے (افسیوں 5:18)۔نجات سے پہلے ہماری تحریک اور قوت صرف اور صرف ہماری گناہ آلودہ فطرت سے تھی۔لیکن اب نہ صرف گناہ کا زور ٹوٹ چکا ہے بلکہ ہم خدا قادرِ مطلق کی حضوری میں آ سکتے ہیں (یوحنا 7:37-39؛14:17-20؛17:26)۔

نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ پہلے ہم لوگوں کوانسانی تناظر میں ''صرف جسم کی حیثیت'' میں دیکھتے تھے۔ہمیں دوسرے لوگوں سے یہ دلچسپی تھی ہم اُن سے کیا حاصل کر سکتے یا وہ ہمیں کیسا احساس دے سکتے ہیں۔لیکن اب ہم جانتے ہیں کہ خدا یہ چاہتا ہے کہ ہم دوسروں کو خدا کی نگاہ سے دیکھیں۔خدا چاہتا ہے کہ ہم بے ایمانوں میں وہ باتیں دیکھیں جو وہ بھی دیکھنا چاہتا ہے......کہ کوئی ایسا اہم ہے کہ مسیح اُس کی خاطر مر سکے، نیز اُس کو دیکھیں جو ایسی خاصیت رکھتا ہے کہ مسیح یسوع میں نیا مخلوق ہو سکے۔

پولس یہ کہہ رہا ہے کہ اگر ہمیں مسیح کی محبت رواں رکھتی ہے اور ہم آگے کو اپنی خوشی اور مرضی کی زندگی نہیں گزار سکتے ،تو اب ہم اس لائق بھی نہیں ہیں کہ دوسروں کو کم نظری سے دیکھیں۔ ہمیں لوگوں کو خداوند یسوع مسیح کے زبردست ایمانداوں کی حیثیت میں دیکھنا ہے۔ہمیں اُس بے پناہ لیاقت کو دیکھنا ہے جو خدا نے اُن میں اپنے بیٹے کو قربان کرتے وقت رکھی تھی۔لہٰذا نسلِ انسانی کے دیگر ارکان کے ساتھ ہمارا وہ انسانی رویہ جو محض سطحی باتیں دیکھتا تھا، روحانی انداز سے بدل جاتا ہے جو سب کی اہمیت اور لیاقت دیکھتا ہے۔

4۔ نعمتیں: نیا مقصد

ہماری نجات کے وقت پاک روح ہمیں ایک نہایت ہی منفرد نعمت دیتا ہے (1 کرنتھیوں 11,7:12) اور ایک انتہائی منفرد کام سونپتا ہے (متی 15:25؛ مرقس 34:13)۔ ہماری روحانی نعمتوں کا مقصد یہ ہے کہ خدا روح کی قدرت ہم میں ظاہر ہو اور کسی طور مسیح کا بدن ترقی کرے۔ ہمارے لئے خدا کا پسند کردہ کام ایسا ہے جو اور کوئی کر نہیں سکتا تھا اور اگر ہم بھی نہ کریں گے تو ابد تک کیا نہیں جائے گا۔خدا کے ہمارے لئے پسندیدہ کاموں میں نعمتوں کا استعمال کر کے ہی ہم اپنی زندگیوں میں خدا کے مقصد کو پورا کر سکتے اور ابدی عظمت حاصل کر سکتے ہیں جسکے لئے ہم بنائے گئے تھے۔

5۔ مُہر کرنا: نئی منزل

مُہر کرنا روح القدس کا ایسا کام ہے جس سے وہ ہماری ابدی منزل کی حتمی ضمانت دیتا ہے

ہمارے اندر رونما ہونے والی زبردست تبدیلی کی وجہ سے دوسرے لوگوں کی بابت ہمارا زاویہء نظر تبدیل ہوسکتا ہے۔ پولس کہتا ہے کہ ''مسیح میں'' ہم نئے مخلوق ہیں۔ ہماری نجات کے وقت روح القدس نے ہمیں مسیح میں رکھ دیا تھا اور ہم نئے بن گئے تھے۔ پلک جھپکتے ہی اُس نے ہمیں نئی حیثیت، نئی زندگی، نئی قوت، نیا مقصد، نئی منزل دے دی۔ پرانی چیزیں جاتی رہیں اور نئی چیزیں آ گئی ہیں۔

> ''اور سب چیزیں خدا کی طرف سے ہیں جس نے مسیح کے وسیلہ سے اپنے ساتھ ہمارا میل ملاپ کرلیا اور میل ملاپ کی خدمت ہمارے سپرد کی۔ مطلب یہ ہے کہ خدا نے مسیح میں ہوکر اپنے ساتھ دنیا کا میل ملاپ کرلیا اور اُن کی تقصیروں کو اُن کے ذمہ نہ لگایا اور اُس نے میل مِلاپ کا پیغام ہمیں سونپ دیا ہے۔ پس ہم مسیح کے ایلچی ہیں گویا ہمارے وسیلہ سے خدا التماس کرتا ہے۔ ہم مسیح کی طرف سے مِنت کرتے ہیں کہ خدا سے میل ملاپ کر لو۔ جو گناہ سے واقف نہ تھا اُسی کو اُس نے ہمارے واسطے گناہ ٹھہرایا تاکہ ہم اُس میں ہوکر خدا کی راستبازی ہو جائیں۔''
> (2 کرنتھیوں 5:18-21)

(افسیوں 1:13، 14; 4:30)۔ پرانے وقتوں میں، مُہر تین باتوں کی علامت ہوتی تھی: مالک ہونے کی، ضمانت یا تحفظ کی، اور محفوظ ادائیگی کی۔ رومیوں 15:28 میں پولس اِن تینوں نظریات کا اطلاق کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اُس نے یروشلیم کے مقدسین کے لئے آسیہ سے جو روپیہ جمع کیا تھا اُس پر مُہر کر دی ہے: اب اِس پیسہ کی ملکیت ظاہر ہوگئی، وہ محفوظ تھا اور اُس پیسہ کو حفاظت کے ساتھ اُس جگہ ادا کیا گیا جہاں کیا جانا تھا۔ اسی طرح ہر ایک ایماندار پر خدا کی ذاتی اور بیش قیمت ملکیت ہونے کے لئے نشان کیا گیا ہے، جس کی محفوظ ادائیگی کا ضامن خود خدا ہے۔

یہ تمام تبدیلیاں جو مسیح یسوع پر ایمان لاتے وقت ہم میں آتی ہیں خدا کی طرف سے ہیں۔ اِن میں سے کچھ بھی ہمارے کاموں کا حاصل نہیں ہے۔

خدا کا تمام منصوبہ فضل کی کارروائی ہے۔ ہم اپنی زندگیوں میں اُس کے مقصد کو کبھی پورا نہیں کر سکیں گے جب تک فضل کو نہ سمجھیں اور خود کو اُس کے مطابق ڈھالیں؛ فضل کے مطابق ڈھلنے کا واحد راستہ ایمان ہے۔

جو کچھ خدا نے ہمیں دیا ہے وہ تمام دیگر لوگوں کے لئے دیا ہے۔ ''میل ملاپ کی خدمت'' دو یونانی لفظوں سے ہے: ''Daikonia ڈائیاکونیا'' جس کے معنی ہیں ''خدمت'' اور ''Katallasso کاتالاسو'' جس کے معنی ہیں ''تبدیلی یا تشکیلِ نو کے لئے موثر ہونا''۔ میل ملاپ تبدیلی کی قوت ہے۔ تبدیلی دو بیگانہ گروہوں کے مابین واقع ہوتی ہے...... ایک طرف باغی انسان جو کہ خدا کے ساتھ عداوت رکھتا ہے؛ دوسری طرف خدا ہے جو انسان کے ساتھ لگاتار باوفا رہتا ہے۔ اِن دونوں کے درمیان ہمارے گناہ کی رکاوٹ تھی۔ لیکن خدا نے ہمارے گناہوں کو ہمارے

بپتسمہ

عبرانیوں 5:11-6:3 میں یروشلیم کے پہلی صدی کے ایمانداروں کو نصیحت کی گئی کہ اپنے میں ناکام ہونے کی بجائے پختگی لائیں۔ یہ ایسے ایماندار تھے جنہیں اُس وقت اُستاد ہونا چاہئے تھا لیکن اب تک شیر خوار بچوں کی مانند تھے جنہیں اس بات کی حاجت ہو کہ کوئی اُنہیں خدا کے کلام کی بنیادی باتیں سکھائے۔ عبرانیوں کے نام خط کا مصنف اُن پر زور دیتا ہے کہ تعلیم کی ابتدائی باتوں سے آگے اب پختگی اور شعور تک پہنچیں۔ اس کے بعد وہ سات بنیادی نظریات بیان کرتا ہے کہ اگر ایماندار روحانی بلوغت تک پہنچنا چاہتے ہیں تو ان نظریات کی سمجھ انہیں ہونی چاہئے۔ اُن میں سے ایک ہے Baptismon didaches یعنی بپتسمہ کی تعلیم۔

یونانی زبان کے لفظ Baptizo کا استعمال ماضی میں تقریباً نویں صدی قبل از مسیح سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس لفظ کے دو بنیادی مطلب ہیں: ''کسی چیز کی فطرت یا نوعیت تبدیل کر دینا'' اور ''کسی چیز کی اُس کے مقصد کے ساتھ پہچان کرنا''۔ پہلے معنی کو معروف یونانی شاعر Homer نے

ذمہ نہ لگا کر اور کوئی الزام نہ لگا کر ہمارے ساتھ اپنا میل ملاپ کر لیا۔ بلکہ اُس نے وہ گناہ صلیب پر اپنے بیٹے کے ذمہ لگائے۔

خدا نسلِ انسانی کے کسی فرد کا گناہ اُس کے ذمہ نہیں لگائے گا۔ کوئی بھی شخص کبھی ایسا گناہ نہیں کرے گا جس کی قیمت مسیح نے صلیب پر اپنے کام کے وسیلہ چُکا نہ دی ہو۔ خدا کے ساتھ دائمی میل ملاپ کیلئے صرف یہ کرنا ہوگا کہ اُس صلیبی کام پر ایمان لائیں۔

خدا نے اِس میل ملاپ کا پیغام ہمارے سپرد کیا ہے۔ ہم بے ایمان دنیا کے لئے مسیح کے ایلچی ہیں۔ ہمارا پیغام سادہ اور خوبصورت اور دائمی پھلوں سے بھرپور ہے: خدا نے ہماری خاطر اپنے پیارے بیٹے کو گناہ بنا دیا۔ اب ہمارے گناہ آگے کو ہمیں خدا سے دُور نہیں کر سکتے، اور اُن سب چیزوں سے بھی جو بھلی ہیں۔ باپ نے اُسے اس لئے گناہ بنا گیا تا کہ ہم خدا کی راستبازی بن سکیں۔ لیکن راستبازی، میل ملاپ اور زندگی صرف اور صرف ایک جگہ سے ملتی ہے: یعنی مسیح یسوع میں۔ ہم اُس مقام میں ایک ہی راستہ سے داخل ہو سکتے ہیں......یعنی ایمان کے ساتھ۔

The Odyssey میں فولادی تلوار سازی کے لئے استعمال کیا۔ جب گرم دھات کو ٹھنڈے پانی میں ڈالا جاتا تھا تو تلوار کا ''بپتسمہ'' ہوتا تھا، یعنی وہ نرم لوہے سے سخت دھات میں تبدیل ہو جاتی تھی۔ دوسرے معنی Spartans نے استعمال کئے جو اپنے بھالوں اور تیروں کو جنگ سے پہلے خون میں ڈبو کر اُنہیں ''بپتسمہ'' دیتے تھے۔ اس عمل سے دھات کے ہتھیار میں کوئی ظاہری فرق نہ آتا تھا لیکن یہ عمل اس بات کی تصویر کشی کرتا تھا کہ اب یہ بھالا یا تیر ایسا جنگی ہتھیار بن گیا ہے جس نے خون کا مزہ چکھ لیا تھا۔

نئے عہد نامہ میں مختلف نوعیت کے سات بپتسموں کی تعلیم پائی جاتی ہے۔ ان میں سے چار ''حقیقی'' بپتسمے ہیں جن میں حقیقی تبدیلی رونما ہوتی ہے۔ تین بپتسمے ''رسمی'' ہیں جن سے کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوتی بلکہ محض کسی خاص مقصد کی شناخت ہوتی ہے۔ تمام حقیقی بپتسموں میں جہاں ایک حقیقی تبدیلی رونما ہوتی ہے، اس میں پانی کا کوئی استعمال نہ کیا جاتا تھا۔ ہر ایک رسمی بپتسمہ، جہاں نوعیت کے اعتبار سے کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوتی تھی، وہاں پانی کسی روحانی بات کی نمائندگی کے لئے موجود ہوتا تھا۔

"بلکہ مسیح کو خداوند جان کر اپنے دلوں میں مقدّس سمجھو اور جو کوئی
تم سے تمہاری امید کی وجہ دریافت کرے اسکو جواب دینے کیلئے
ہر وقت مستعد رہو مگر حلم اور خوف کے ساتھ۔"
(1 پطرس 15:3)

موثر بشارتی خدمت کی کلید یہ ہے کہ خود ہماری مسیحی زندگیوں میں اطمینان و تسلی ہو۔ یونانی زبان میں اس آیت کا پہلا حصہ اس طرح سے ہے "اپنے دلوں میں مسیح خداوند کی تقدیس کرو۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ یسوع مسیح کو اُس کے جائز مقام پر رکھو......یعنی اپنی زندگی میں اوّل مقام پر، فضیلت کے مقام پر۔ پھر آپ کو اطمینان حاصل ہوگا اور آپ میں امید ہوگی۔

"مستعد رہو" یونانی زبان کے لفظ Hetoimazo سے ہے جو کہ ایک فوجی اصطلاح ہے، اس کے معنی ہیں "کہ جو کام دیا گیا ہو اس کے لئے بالکل تیار، مسلح، چاک و چوبند رہنا۔" بشارتی کام میں موثر ہونے کے لئے ہمیں بھی اسی طرح تیار رہنا ہے۔ مستعدی سے تیار

حقیقی بپتسمے

1۔ موسیٰ کا بپتسمہ (1 کرنتھیوں 10:1-2): موسیٰ کے بپتسمہ میں موسیٰ کی شناخت ایک بادل کے ساتھ اور بنی اسرائیل کی شناخت موسیٰ کے ساتھ ہوتی ہے۔ بادل یسوع مسیح ہے۔ خروج کے دور کے لوگ بحرِ قلزم میں سے ہو کر غلامی سے آزادی کے لئے گزرے۔ اُن میں سے کوئی گیلا نہیں ہوا لیکن ایک حقیقی تبدیلی واقع ہوئی: 2.5 ملین غلاموں نے خدا کے مقررہ نجات دہندہ کے ساتھ شناخت پائی اور وہ آزاد لوگ بن گئے۔

2۔ صلیب کا بپتسمہ (لوقا 50:12): صلیب کے بپتسمہ میں جہاں سب آدمیوں کے گناہ مسیح پر لادے گئے، وہاں مسیح میں تبدیلی آئی۔ وہ گناہ بن گیا (2 کرنتھیوں 21:5)۔ صلیب پر جہاں یسوع مسیح کی شناخت ہمارے گناہوں کے ساتھ ہوئی، وہاں اُس نے سزا اٹھائی، وہ خدا باپ اور خدائے پاک روح سے جُدا ہو گیا (متی 46:27)۔

3۔ پاک روح کا بپتسمہ (1 کرنتھیوں 13:12): پاک روح کا بپتسمہ جو ہماری نجات

رہنے کے لئے ہمیں مسیح یسوع کی ذات سے ملبس رہنا ہے۔ ہمیں یسوع مسیح کو اپنی زندگی کی تمام پیچیدگیوں سے الگ اور افضل رکھ کر اپنی نگاہ اُس جگہ مرکوز رکھنی ہے جہاں وہ موجود ہے۔

''بچاؤ کی تدبیر کرنا'' یونانی لفظ Apologia ہے جس میں سے ہمیں انگریزی زبان کا لفظ Apologetic ملتا ہے۔ اپولوجیا کے معنی ہیں ''لفظی دفاع''۔ یہ کسی ایسے شخص کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کے پاس حقائق موجود ہوں اور وہ عدالت میں مناسب شواہد پیش کر سکے۔ اگر وکیل استغاثہ کے پاس مناسب متاثر کُن دلائل نہ ہوں تو وہ کورٹ سے کبھی بھی مناسب حکم حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ آیت کہہ رہی ہے کہ جب تک ہماری زندگیوں میں یسوع مسیح کو ترجیحی مقام نہیں دیا جائے گا، تو ہم اس بے دین دنیا کے سامنے اپنا مقدمہ کبھی جیت نہیں سکیں گے۔

بشارت کے تعلق سے بائبل میں ایک اور عدالتی اصطلاح بار بار استعمال کی گئی ہے۔ Martureo، اسے سے ہمیں انگریزی زبان کا لفظ Martyr ملتا ہے جس کے معنی ہیں ''شہید یا شاہد ہونا، شہادت دینا، تصدیق کرنا کہ کسی نے کوئی بات ہوتے دیکھی یا سُنی ہے۔'' یہ دو عدالتی

کے وقت ہوتا ہے، اس سے مسیح پر ایمان لانے والے شخص کو مسیح کے ساتھ رفاقت کا بپتسمہ دیا جاتا ہے اور وہ نیا مخلوق بن جاتا ہے۔ اُس کی شناخت مسیح کے ساتھ ہو جاتی ہے اور اُسے مسیح کی راستبازی دی جاتی ہے (افسیوں 4:5؛ 2 کرنتھیوں 21:5)۔ وہ مسیح میں شامل کیا جاتا ہے اور روح القدس اُس پر ہمیشہ کے لئے مُہر کر دیتا ہے (افسیوں 13:1)۔

4۔ آگ کا بپتسمہ (متی 11:3): آگ کے آنے والے بپتسمہ میں سب بے ایمانوں کی شناخت عدالت کی آگ سے ہوگی۔ مسیح کی دوسری آمد کے وقت ایک دائمی تبدیلی واقع ہوگی جب بے ایمانوں کو روئے زمین پر سے ہٹا کر انہیں ابدی ہلاکت کے حوالہ کر دیا جائے گا (2 تھسلنیکیوں 1:7-8؛ مکاشفہ 14 ,19)۔

رسمی بپتسمے

1۔ یوحنا کا بپتسمہ (متی 11:3؛ اعمال 3:19):

یوحنا نے یہودیوں کو پانی کے جس بپتسمہ کی پیش کش کی وہ خدا کی بادشاہی کے ساتھ شناخت

اصطلاحات ہمیں بتاتی ہیں کہ ہمارے پاس اُن حقائق اور شخصی تجربات کا ہونا اچھی بات ہے ......جن کا تعلق براہِ راست یسوع مسیح اور نجات سے ہے۔ہم اس بے دین دنیا پر اُس وقت تک کوئی اثر نہیں ڈال سکتے جب تک عدالت میں کھڑے ہوکر گواہی دینے کے لائق نہ ہوں۔

جب پطرس نے یہ جملہ شامل کیا کہ ''جو کوئی ......دریافت کرے'' تو اُس نے ہمارے ''درست بشارتی کام کی بابت'' ہماری عمومی سوچ کو ایک عجیب موڑ دے دیا۔وہ بشارتی کام کو ردِ عمل کے ساتھ بیان کرتا اور درخواست کے جواب میں بشارت کی بات کر رہا ہے۔جب ہم آراستہ اور مستعد ہوں گے، خدا لوگوں کو ہم تک لائے گا، ایسے لوگوں کو جنہیں یہ جاننے کی تشویش ہو کہ ہماری پاس ایسی امید کیونکر ہے۔

یہ لوگ ہم سے پوچھیں گے ''جواب دو'' اُس امید کے بارے میں جو تمہارے پاس ہے۔''دریافت کرنا'' یونانی زبان کے لفظ Logos سے ہے اور اس کے معنی ہیں ''کلام یا پیغام''۔ ''امید'' کے لئے لفظ ہے Elpis، یہ یقینی تصدیق، ضمانت اور مستعدی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

انگریزی زبان میں ''امید'' Hope قسمت آزمائی کا لفظ ہے۔جب ہم کسی چیز کی امید رکھتے ہیں، تو ہم چاہتے ہیں کہ ویسا ہو جائے لیکن جانتے نہیں کہ ایسا ہوگا یا نہیں۔عبرانی اور یونانی دونوں زبانوں میں امید کا ہمیشہ یہ مطلب ہے کہ پورے یقین کے ساتھ ایسا ہی ہوگا۔پطرس ہمیں بتا رہا ہے کہ جب روحانی دلیری کی وجہ سے ہماری زندگیوں پر کامیابیوں کے پُراعتماد نشانات

کیے جانے کی تصویر تھی۔

2۔مسیح کا بپتسمہ (متی 3:13-17):

خداوند یسوع مسیح کا پانی کا بپتسمہ خدا باپ کی مرضی کے مطابق زندگی کی تصویر کشی کرتا ہے۔ اس عمل میں یسوع مسیح کی شناخت بنی اسرائیل کے مسیحِ موعود کے طور پر ہوئی۔

3۔ایمانداروں کا بپتسمہ (متی 28:19-20؛ اعمال 16:33؛ 1 کرنتھیوں 1:17):

کلیسیائی دور میں ایمانداروں کا بپتسمہ مسیحیوں کی یسوع مسیح کے ساتھ موت، دفن ہونے اور جی اٹھنے کی شناخت کی تصویر ہے۔یہ باطنی تبدیلی کا ظاہری اظہار ہے جو رونما ہو چکی ہے۔

ہوتے ہیں، تو ہمارے اردگرد کے لوگ رُک کر غور کریں گے۔ وہ جاننا چاہیں گے کہ ہماری مستعدی کہاں سے آئی ہے۔

جبکہ اس دنیا کے لوگ اپنے کائناتی زندگی اور خود انحصاری کی انسانی زندگی گذار رہے ہیں اور اس نظام میں رہتے ہیں تو جب تک ہم انہیں کوئی ایسی چیز نہ دکھائیں جو اُن کے پاس نہیں ہے، تو انہیں یسوع مسیح کی طرف رجوع لانے کی کیا ضرورت ہے؟ جب تک بے ایمان لوگ ہم میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھ لیتے جو وہ اپنے آپ میں پیدا نہیں کر سکتے، اُس وقت تک وہ ہماری باتوں میں کسی طرح کی کوئی دلچسپی نہ رکھیں گے۔

اگر ہمارے دوستوں اور پڑوسیوں کو ہمارے اندر امید دکھائی نہ دے تو وہ ہم سے ہماری زندگیوں کی ترقی کی بابت کبھی دریافت نہیں کریں گے۔ ہماری روحانی زندگیوں کی خرابی ہمیں دوسروں کی ضروریات کو پورا کرنے کی لیاقت کو ختم کر ڈالے گی۔ یسوع مسیح نے یوحنا 7 باب میں زندگی کے جس پانی کا وعدہ کیا، لازم ہے کہ دوسروں کی پیاس بجھانے کے لئے ہم میں سے

ایماندار کے تین فرائض

خدا ہمیں نجات دینے کے بعد اور دوبارہ آمد سے پیشتر یہاں کے کائناتی نظام میں بے مقصد بھٹکنے کے لئے چھوڑ نہیں دیتا۔ ہم جونہی نجات پاتے ہیں، اُسی وقت تین اہم کام ہمارے ذمہ لگائے جاتے ہیں جن سے ہماری بقیہ زندگیوں کا مقصد ظاہر ہوتا ہے نیز یہ ہمیں بتاتے ہیں کہ اپنے تمام ملنے والوں سے کس طرح پیش آنا ہے۔ کسی ایماندار کو اس بات کے لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کہ "میں یہاں کس مقصد سے ہوں؟" وہ تین اہم فرائض یہ ہیں:

1۔ کہانت: خدا کے ساتھ ہمارا رشتہ (1 پطرس 2:5-9)۔ ہر ایماندار خدا کا کاہن ہے اور اُس کے پاس خود کو فضل کے تخت کے سامنے پیش کرنے کا استحقاق ہے۔ عبرانیوں 10:19-22 میں، خدا کے "قریب یا نزدیک" ہونے کے لئے نصیحت کی گئی ہے، اس کے لئے یونانی لفظ Proserchomai ہے یعنی "روبرو آنا۔" چونکہ ہماری رسائی کی بنیاد ہمارے اقرار پر تعمیر کی گئی ہے، ہم دلیری کے ساتھ خدا کے تخت کی حضوری میں جا سکتے ہیں یہ جانتے ہوئے کہ ہمارے ہر ایک گناہ کی

بہنے کی بجائے پہلے خود ہماری پیاس بجھائے۔

خدا اپنی قدرت کو اُن سب کی زندگیوں میں دیکھنا چاہتا ہے جو مسیح یسوع پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کر سکتے کہ بائبل مقدس اٹھا کر لوگوں کے سامنے لے جائیں اور توقع کریں کہ لوگ اُس قدرت کو دیکھ سکیں جو اِس کے اندر پائی جاتی ہے۔ بے شک قدرت وہاں موجود ہے، لیکن لوگ اُس وقت تک نہیں دیکھ سکیں گے جب تک اُنہیں ہماری زندگیوں کی تبدیلی دکھائی نہ دے۔ خدا کے کلام کی سچائی کا سب سے بڑا ثبوت ہر ایک مسیحی کی زندگی میں مستعدی، برقراری، مستقل مزاجی اور یکساں روی ہے۔

اگر وہ صبح و شام ہماری زندگیوں میں اعتماد اور بھروسا دیکھیں گے......صرف بھلے وقتوں میں ہی نہیں، بلکہ بُرے وقتوں میں بھی، جب ہم دباؤ میں ہوتے ہیں، جب ہمارے پیارے ہم سے بچھڑ جاتے ہیں، جب ہم لڑکھڑاتے اور ناکامی کا شکار ہوتے مگر پھر بحال ہو جاتے ہیں ......اُس وقت وہ جاننا چاہیں گے کہ کون سے بات ہمیں مسرور رکھتی ہے۔ اگر وہ ہمارے اندر وقتاً

قیمت چکائی جا چکی ہے اور ہمارا کفارہ دے دیا گیا ہے (عبرانیوں 16:4)۔ خدا چاہتا ہے ہم اُس کے روبرو زندگی گزاریں۔

ہماری کہانت ہمارے اور خداوند کے درمیان پوشیدہ ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ ایماندار اور خدا کے درمیان کیا ہو رہا ہے۔ ہم خدا کے کلام کے مطالعہ کے ذریعہ کہانت کا کام کرتے ہیں جو کہ خدا کی ہمارے ساتھ گفتگو ہے، اور دعا کرتے ہیں جو ہماری خدا کے ساتھ گفتگو ہے۔ ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ اُس کی رفاقت میں رہیں (1 کرنتھیوں 11:28-32؛ 1 یوحنا 1:7،9)، اور دعا کریں (عبرانیوں 13:15؛ 1 تھسلنیکیوں 5:17-19) اور اپنے منجی اور خداوند یسوع مسیح کی پہچان اور فضل میں بڑھتے رہیں (2 پطرس 3:18)۔

2۔ با اختیار سفارت کاری: بے ایمانوں کیساتھ ہمارا تعلق: (2 کرنتھیوں 5:17-20)۔ خدا نے ہمیں میل ملاپ کی خدمت بخشی ہے تاکہ ہم مسیح کے ایلچی یا سفیر کے طور پر خدمت انجام دیں۔ غیر نجات یافتہ لوگوں کی بابت ہمارے پاس ایک ذمہ داری ہے (اعمال 1:8)۔ یسوع مسیح اس لئے دنیا میں آیا تاکہ "کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈے اور نجات دے" (لوقا 19:10)۔ اُس نے

فو قتاً روحانی دلیری کا رویہ دیکھیں گے جو ہمیں مسیح پر دائمی بھروسے کی وجہ سے حاصل ہے، تب ایک بار وہ سوال کریں گے کہ ہماری اندر پائی جانے والی یہ امید کیا ہے۔

جب ہم سے دریافت کیا جاتا ہے کہ ہماری امید کا منبع کیا ہے، تو ہم بڑی حلیمی اور تعظیم کے ساتھ جواب دیتے ہیں۔Prautes اس کا عمومی ترجمہ ''نرمی، حلیمی'' کیا جاتا ہے یا ایک اور ''تحمل'' ہے، جس کا یونانی زبان کے لحاظ سے یکسر مختلف اور الگ مفہوم ہے۔ انگریزی زبان میں تحمل کو عموماً کمزوری کے معنوں کے مثاوی بیان کیا جاتا ہے۔ یونانی زبان کے لفظ Prautes کے معنی ہیں زیرِ اختیار قوت۔

حلم کے ساتھ جواب دینے کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں دنیا میں تمام تر اختیار حاصل ہے، لیکن اس کا استعمال مناسب انداز میں کرتے ہیں۔ ہم دوسروں سے کبھی بھی اُس سے زیادہ تقاضا نہیں کرتے جس قدر دینے کے لائق وہ ہوتے ہیں۔ ہم دوسرے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ آزادی میں رکھتے ہیں کیونکہ ہم خود اپنے لئے بھی ایسی ہی آرزو رکھتے ہیں۔

جسم کی حالت میں اپنی خدمت کا آغاز کیا اور اُس خدمت کو ہم میں جاری رکھتا ہے (اعمال 1:1)۔ ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ لوگوں کو خدا کے ساتھ میل ملاپ کے لئے مجبور کریں۔

عبرانیوں 23:10 ہمیں بتاتی ہے کہ ''اپنی امید کے اقرار کو مضبوطی سے تھامے رہو''۔ Katecho یونانی زبان میں خلابازی کی ایک اصطلاح ہے جس کے معنی ہیں ''اپنے ہدف کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہنا۔'' Elips، یعنی ''امید'' مکمل یقین کی حالت ہے۔ خدا پر اعتماد رکھنا انسان کے سامنے دلیری پیدا کرتا ہے۔ جس طرح خدا کے ساتھ ہماری یگانگت ہماری کہانت کے کام کے وسیلہ بڑھتی ہے، اسی طرح بطور ایلچی ہماری تاثیر بھی بڑھتی ہے۔

3۔ خدمت: ایمانداروں کیساتھ ہمارا تعلق (1 کرنتھیوں 11,7:12؛ رومیوں 12:1-8)۔

ہم سب اس لئے بلائے گئے ہیں کہ دیگر مسیحیوں کی خدمت کریں، اور ہماری روحانی نعمت تعین کرتی ہے کہ ہمیں کس شعبہ میں اپنی خدمت پر توجہ مرکوز کریں۔ نجات پاتے وقت تمام ایمانداروں کو ایک روحانی نعمت دی جاتی ہے جس کے وسیلہ اُسے مسیح کے بدن کی خدمت کرنا ہوتی ہے۔ نعمت روح القدس کی قدرت اور مرضی کے مطابق عطا کی گئی نعمت ہماری زندگیوں میں خدا کے منصوبہ کی خاکہ کشی

لوگوں کو تعمیر کرنے کا طریقہ یہ نہیں کہ ان کی حوصلہ شکنی کی جائے یا اُنہیں بے قرار کیا جائے، نہ انہیں نیچا دکھایا جائے، بلکہ اُنہیں دھیرے دھیرے اُن کی لیاقت کی حدوں کے مطابق اور پھر اس سے بھی آگے استعمال کیا جائے۔ جو مضبوط ہیں انہیں اپنی قوت کے سامنے مزاحمت کرنی چاہئے، تاکہ وہ اُن نوجوانوں اور کمزوروں کی مسلسل قیادت کر سکیں جو پختگی اور عظمت کی راہ پر ہیں۔

جس عظمت کے ساتھ ہم جواب چاہنے والے لوگوں کا سامنا کر سکتے وہ عظمت کوئی ایسی خوبی نہیں جسے ہم اپنے طور سے پیدا کر سکتے ہوں بلکہ ایسی محبت ہے جو ہمیں آگے لے کر چلتی ہے۔ یہ روح کا پھل ہے (گلتیوں 5:22-23)۔ روح القدس...... مددگار، اطمینان دینے والا، حوصلہ دینے والا...... بشارتی کام کی قوت ہے۔ ہم صرف اُسی میں تحریک، علم، مضبوطی، نرم مزاجی پاتے ہیں تاکہ خوشخبری کو دنیا تک لے جائیں۔ صرف اُسی کے وسیلہ ہی بے دین لوگ اپنے اندر مسیح کی ضرورت کے لئے قائلیت محسوس کر سکتے ہیں۔

کرتی ہے۔ روح کی نعمتوں کے وسیلہ کلیسیا ترقی کرتی اور مضبوطی پاتی ہے۔

عبرانیوں 10:24-25 میں ہمیں یہ نصیحت کی گئی ہے کہ ''محبت اور نیک کاموں کی ترغیب دینے کے لئے ایک دوسرے کا لحاظ (خیال) رکھیں...... ایک دوسرے کو حوصلہ دیں۔'' ''خیال رکھنے'' کیلئے ترجمہ کیا گیا یونانی لفظ Katanoeo ہے جس کے معنی ہیں ''ذہن میں رکھنا، توجہ مرکوز رکھنا۔'' اپنی روحانی نعمتوں کے استعمال میں ہمیں پوری توجہ اور لگن کے ساتھ خیال رکھنا، شفاعت کرنا، اور اپنی ذہنی توانائی کو دوسرے لوگوں کی ضروریات پر دھیان دینے میں خرچ کرنا چاہئے۔ ہمیں خود سے یہ سوال مسلسل دہرانا چاہئے ''میں کسی دوسرے کا پاک روح کی توانائی میں زندگی گزارنے کے لئے کیسے خیال رکھ سکتا ہوں؟ میں آج اپنی نعمت کو کسی دوسرے کی نصیحت اور مضبوطی کے لئے کیسے استعمال کر سکتا ہوں؟''

''ایلچی''

1۔ایلچی اپنی تقرری خود نہیں کرتا۔ہمیں مسیح نے مقرر کیا ہے(2 کرنتھیوں 5:18-20)۔

2۔ایلچی خود اپنی معاونت نہیں کرتا۔ خدا ہماری سب ضروریات پوری کرتا ہے (افسیوں 1 : 3؛ فلپیوں 4:19)۔

3۔ایلچی اُس ملک کا باشندہ نہیں ہوتا جہاں اُسے تعینات کر کے بھیجا گیا ہو۔ہم آسمانی شہری ہیں (فلپیوں 3:20)۔

4۔ایلچی کے پاس تحریری ہدایات ہوتی ہیں۔ہمارے پاس بائبل مقدس ہے(2 تیمتھیس 3:16)۔

5۔ایلچی بے عزتی یا توہین کو شخصی طور پر نہیں لیتا۔اُس کے قبول یا رد کئے جانے کا دارومدار اُس کی لیاقت پر نہیں بلکہ اُس پر ہے جس کی وہ نمائندگی کر رہا ہو۔جب وہ لوگ جو مسیح سے نفرت کرتے ہیں ہماری تحقیر کریں یا ہمیں رد کریں تو ہمیں اس بات کو شخصی طور سے نہیں لینا چاہئے (یوحنا 15:19-21)۔

6۔ایلچی کسی بھی ملک میں ذاتی نفع کے لئے داخل نہیں ہوتا۔ہم اس دنیا میں خداوند کی خدمت کے لئے موجود ہیں(2 کرنتھیوں 5:15)۔

7۔ایلچی کسی کا شخصی نمائندہ ہوتا ہے؛وہ جو کچھ بھی کہتا یا کرتا ہے اُس کا اثر اُس کے بھیجنے والے پر ہوتا ہے۔ہم اپنے قول و فعل میں خداوند یسوع مسیح کی نمائندگی کرتے ہیں (یوحنا 13:35؛17:23)۔

8۔ایلچی کا زاویہ نگاہ خدمت ہے؛اُس کا آئندہ وقار اُس کا اجر ہے۔ہمیں خدمت کے لئے حکم دیا گیا ہے اور ہمیں اجر ملے گا(متی 5:12؛ 2یوحنا 8؛مکاشفہ 22:12)۔

9۔جب جنگ ہوتی ہے تو ایلچی کو واپس بلا لیا جاتا ہے۔کلیسیا کو ہوا میں اٹھائے جانے کے وقت تمام ایمانداروں کو واپس بلایا جائے گا اور اسی سے شیطان کے خاتمہ کے آغاز کا اعلان ہو گا (2 تھسلنیکیوں 2:1-12)۔

حِلم

Praotesیا Pautes ''حلیمی کو بیان کرتا ہے۔جب کلامِ مقدس میں اس کا استعمال کیا گیا ہے تو یہ کسی شخص کا صرف بیرونی رویہ نہیں ہے اور نہ ہی اُس کا اپنے ساتھیوں سے کوئی تعلق ہے؛ جیسا اُس کا تھوڑا بہت فطری سلوک ہے۔ بلکہ یہ جان کا باطنی فضل ہے؛ اور اس کا پہلا اور آخری استعمال خدا کی بابت ہے۔ یہ روح کا ایسا امتزاج اور اعتدال ہے جس میں ہم اُس کے سلوک کو اپنے لئے بھلا قبول کرتے ہیں اور اس کے خلاف کوئی مزاحمت یا مخالفت بھی نہیں کرتے؛ اس کا بہت قریبی تعلق اس یونانی لفظ tampeinophrosune سے ہے جس کے معنی ہیں حلیمی، اور یہ براہِ راست اسی کی پیروی کرتا ہے۔افسیوں 4:2؛کلسیوں 3:12......صرف نرم دل ہی حلیم ہوسکتا ہے اور وہ جیسا کہ خدا کے خلاف جھگڑا، مزاحمت یا مقابلہ نہیں کرتا......''

یونانی لفظ Prautes کو انگریزی زبان میں اصطلاحاً حلیمی، نرم مزاجی استعمال کیا جاتا ہے اور اس میں کم وبیش کمزوری اور بزدلی وغیرہ کا تاثر پایا جاتا ہے جبکہ Prautes میں ایسا کوئی تاثر پایا نہیں جاتا۔اسے صاف صاف سمجھنے کی ضرورت ہے کیونکہ خداوند یسوع مسیح کی کمزوری اور سزا ایمانداروں کے لئے قدرت کا پھل ہے۔عمومی خیال یہ اخذ کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص حلیم ہے تو اس لئے کہ وہ اپنی کوئی مدد نہیں کرسکتا۔لیکن خداوند حلیم تھا، کیونکہ اُس کے پاس خدا کے لامحدود وسائل پر اختیار حاصل تھا۔منفی طور سے بیان کیا جائے تو حلیمی یا کمزوری ذاتی قطعیت اور ذاتی مفاد کا متضاد ہے۔یہ روح اور قلب کا سکون ہے جس میں نہ غرور ہے اور نہ پستی۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کیونکہ اس کا کسی سے کوئی ذاتی تعلق نہیں ہے(From Notes on Galtians by Hogg and Vine, pp 294,295)۔

(New Testament Words III, 55)۔

یونانی لفظ Paus ''حلیمی یا کمزوری'' کے معنٰی میں ''زیرِ اختیار قوت''۔Praus یونانیوں کے درمیان سدھائے ہوئے جنگی گھوڑوں کے لئے استعمال کیا جاتا تھا کہ وہ فوراً بات کو سمجھتے اور عمل کرتے تھے، قطع نظر کہ جنگ کتنی کٹھن اور دشوار ہے۔

موجودہ لپزانر گھوڑے قدیم یونانی جنگی گھوڑوں کی جدید نسل ہیں۔بعض گھوڑے ایسے کرتب

کرتے ہیں مثلاً ......وہ ہوا میں سیدھے اچھل کر اپنے پچھلے کھروں سے واپس حملہ کرتے ہیں ......دراصل یونانی ان گھوڑوں کو جنگ کے لئے یہ سکھاتے تھے۔

جب یونانی لوگ کسی عام قوت کے حامل گھوڑے کو لیتے اور اس ایک ہزار پونڈ وزن کے جانور کو 35 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑاتے اور اس نمایاں جانور کو اپنے پاؤں کی ایڑھی کے ایک اشارے سے چلنے کے لئے اپنے زیرِ اختیار لے آتے ......اور گھوڑا عین وہی کام کرتا جو وہ چاہتے تھے تب وہ اس کو Praus یا جنگی گھوڑا کہتے تھے۔

جب ہم یسوع مسیح کی حلیمی یا کمزوری کی بات کرتے ہیں، تو اس سے ہماری کیا مراد ہوتی ہے؟ ہم خالقِ کائنات کے بارے میں بات کر رہے ہوتے ہیں جو کائنات کو اپنی ہتھیلی سے ناپتا ہے، جو نسلِ انسانی کے لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا تھا، جس نے لوگوں کی لعن طعن سُنی، لوگوں نے اُسے تکلیف پہنچائی، اور بالآخر اُسے صلیب پر لٹکا دیا۔ لفظ Praus کے یہی معنی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کائنات کو اپنی انگلی کے پوروں سے فنا کر سکتا تھا لیکن اُس کی قوت اُس کے زیرِ اختیار تھی۔

(دیکھیں ''کمزوری، حلم یا نرم مزاجی جس کا اطلاق یسوع مسیح پر کیا گیا: متی 11:29؛ 21:5؛ 2 کرنتھیوں 10 : 1؛ جس کا اطلاق ایمانداروں پر کیا گیا: متی 5 : 5؛ 1 کرنتھیوں 4 : 21؛ 2 کرنتھیوں 10:1؛ گلتیوں 5:23؛ 6:1؛ کلسیوں 3:12؛ 1 تیمتھیس 6:11؛ 2 تیمتھیس 2:25؛ ططس 3:2؛ یعقوب 1:21، 3:13؛ 1 پطرس 3:4، 15)

سبق 2-4:

سازوسامان......روحانی نعمتیں

1 کرنتھیوں 12:4-7
مرقس 9:33-37
2 تیمتھیس 2:20-21

ہماری نجات کے وقت پاک روح ہم میں سے ہر ایک کو منفرد و بے مثال روحانی نعمت سے آراستہ کرتا ہے۔ اِس نعمت میں خدا کے پوشیدہ خزانے ہیں جو وہ ہمیں آج اور ابدیت کے لئے دینا چاہتا ہے۔ اس نعمت کے وسیلہ ہم خدا کی انتہائی قریبی پہچان کے لائق ہوتے ہیں یہاں تک کہ دنیا ہم میں سے خدا کے اثبات کو صاف صاف دیکھ سکتی ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ ہم اس نعمت کو جانیں، سمجھیں اور اس کو عملی مشق میں لائیں کیونکہ صرف یہی وسیلہ ہے جس کے ذریعہ ہم وہ عظمت پا سکتے ہیں جو اُس نے ہمارے لئے تیار کی ہے۔

> ''نعمتیں تو طرح طرح کی ہیں مگر روح ایک ہی ہے۔ اور خدمتیں بھی طرح طرح کی ہیں مگر خداوند ایک ہی ہے۔ اور تاثیریں بھی طرح طرح کی ہیں مگر خدا ایک ہی ہے جو سب میں ہر طرح کا اثر پیدا کرتا ہے۔'' (1 کرنتھیوں 12:4-6)۔

''نعمت'' کے لئے ترجمہ کیا گیا یونانی لفظ ہے Charisma، جو کہ لفظ Charis سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے ''فضل''۔ روحانی نعمتیں خدا کے فضل سے صادر ہوتی ہیں۔ ہر نعمت اور ہر ایک نعمت پانے والا بھی منفرد ہے، تاہم سب نعمتوں پر خدا کی مہر ثبت ہوتی ہے۔ پاک روح نعمتیں دینے والا ہے اور اِن نعمتوں کے پیچھے مصروفِ عمل قدرت بھی اسی کی ہے، لیکن وہ ہمیشہ پسِ پردہ کام کرتا ہے، اور کبھی خود کو توجہ کا مرکز نہیں بناتا۔ اُس کا کام ہمیشہ بیٹے کو جلال دینا ہوتا ہے (یوحنا 14:16)۔

اسی طرح ہر ایک نعمت اور اس کا قبول کرنے والا بھی منفرد ہیں پس نعمتوں کا پھل بھی قبول کرنے والوں کی زندگیوں کی طرح منفرد ہے۔ ''خدمت'' کا پھل یونانی لفظ Diakonos سے ہے، یعنی ایسا شخص جو کسی دوسرے کے حکم کی پیروی کرتا ہے۔ یہ لفظ میز پر خدمت کرنے والے خادموں کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اپنی نعمتوں کی مشق میں ہم ابنِ آدم کے دست و پا ہیں جو ''اِس لئے نہیں آیا تھا کہ خدمت لے بلکہ اس لئے کہ خدمت کرے'' (مرقس 45:10)۔ ہر ایک نعمت کا کام خدمت، خدمت گزاری ہے...... جبری مشقت نہیں، بلکہ خوشی کی خدمت جو خداوند یسوع مسیح اور اُس کے جلال کے لئے ہو۔

جب ہم روح القدس کی معموری میں خدمت کرتے ہیں، تو یہ نتیجہ خیز خدمت ہوگی، ہم لوگوں میں تاثیر کریں گے۔ یہاں ''تاثیر'' کے لئے استعمال ہونے والے لفظ Energeia کے معنی ہیں عملی کارکردگی کی قوت...... اسی سے ہمیں انگریزی زبان کا لفظ ''انرجی'' مِلا ہے، نئے عہد نامہ میں یہ صرف عجیب و غریب انسانی قدرت کیلئے استعمال ہوا ہے۔ یہی قوت ہمیں زندگی میں لیاقت دیتی اور تاثیر بخشتی ہے، اور جب ہم پُر تاثیر ہوتے ہیں، خدا باپ کو جلال ملتا ہے۔

> ''لیکن ہر شخص میں روح کا ظہور فائدہ پہنچانے کے لئے ہوتا ہے۔'' (1 کرنتھیوں 7:12)

''ہر شخص'' کے لئے یونانی لفظ Hekastos ہے؛ اس کا مطلب ہے تمام کے تمام یا ہر

کسی شخص میں۔ ہر وہ شخص جو یسوع مسیح پر ایمان لائے اُسے روحانی نعمت دی جاتی ہے۔ اُن میں سے نہ تو کوئی آج تک محروم رکھا گیا ہے نہ کبھی رکھا جائے گا۔ ''دیئے جانے'' کے لئے یونانی لفظ Didomi ہے، یہ ہمیں روحانی نعمتوں کی اُسی طرح یاد دلاتا ہے جیسے مسیحی زندگی کی دیگر باتیں ہیں، اور یہ نعمتیں فضل کا حاصل ہیں۔

''ظہور'' کے لئے یونانی لفظ Phaneroo ہے جس کا مطلب ہے ''انکشاف، یا صاف اور واضح۔'' Phanerosis نئے عہد نامہ میں خدا کی حضوری یا اُس کے جوہر کے مکاشفہ کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے (مرقس 12:16؛ یوحنا 11:2؛ 3:9؛ 1 تیمتھیس 16:3؛ 1 پطرس 4:5؛ 1 یوحنا 5:3؛ 8:5)۔ ہماری روحانی نعمت خدا کے ظہور کی راہ ہے پہلے ہمارے لئے پھر دوسروں تک۔ پس جب ہم ان نعمتوں کو عمل میں لاتے ہیں تو خدا خود کو ہم پر اس انداز سے ظاہر کر کے کہ کسی دوسرے پر اس طرح ظاہر نہ کیا ہو، ہماری پیاس بجھا دیتا ہے۔ اسکے بعد ہمارے ارد گرد کے لوگوں پر خود کو اِس انداز سے ظاہر کرتا ہے جس طرح کسی اور کے وسیلہ سے ظاہر نہ

روحانی نعمتیں

''روح کی نعمت'' اور ''روحانی نعمتیں''

1۔ جملہ کے اِس حصہ ''روح القدس کی نعمت'' کا تعلق نجات سے ہے اور اس کا تعلق پاک روح کے ایمانداروں کے اندر بسنے اور خدا کے خاندان کے ساتھ تعلق رکھنے سے ہے۔ (اعمال 2:38-39)۔

2۔ جملے کا یہ حصہ ''روح القدس کی نعمتیں'' خدمت سے متعلق ہے۔ اس کا مقصد روح القدس کی طرف سے ہمیں لیاقت اور توانائی دیا جانا اور خدا کیساتھ رفاقت ہے (1 کرنتھیوں 7:12، 11)۔

3۔ اگر کسی کو نجات کی نعمت نہ ملی ہو تو اُس میں روحانی نعمتیں کبھی نہیں ہو سکتیں اور نہ ہی پاک روح اُس کے اندر بستا ہے۔ کسی شخص کو نجات سے پہلے روحانی نعمتیں نہیں ملتیں۔

روحانی نعمتیں اور یگانگت

کرسکتا ہو۔

ہر ایک شخص میں روحانی نعمت کسی پوشیدہ بات کا ظہور ہوتی ہے......یعنی روح القدس کی قدرت کا۔ گو قدرت بذاتِ خود اندیکھی ہوتی ہے، اُس قدرت کے اثبات صاف صاف دیکھے جاسکیں گے۔ جس طرح یسوع نے یوحنا 3 میں نیکُدیمس سے کہا کہ ہم ہوا کو دیکھ نہیں سکتے لیکن وہ چلتی ہے تو ہم اس کے اثرات کو دیکھ سکتے ہیں۔ پاک روح ہوا کی مانند ہے؛ اور ہم اُس ہوا کی تاثیر ہیں۔

مسیحی لوگ اس لئے بلائے گئے ہیں کہ مسیح کے لئے زندگی گزاریں، اُسکے کردار کو اپنے اندر سے منعکس کریں، اُس کی محبت کے ساتھ دوسروں تک پہنچیں۔ روح القدس ہم میں سے ہر ایک کو مسیح کے کچھ خاص پہلو ظاہر کرنے کی خاص قوت دیتا ہے۔ ہر شخص کے پاس دوسرے سے مختلف نعمت ہوتی ہے۔ ہماری پاس اور کوئی ایسی چیز نہیں جو اِس دنیا پر اس طرح تاثیر کر سکے جسطرح کہ ہماری خاص نعمت کی مشق کرتی ہے۔

1۔ سب روحانی نعمتیں نازل کرنے والا روح ایک ہی ہے (1 کرنتھیوں 11,7,4:12)۔

2۔ سب چیزوں کا خداوند ایک ہی ہے (1 کرنتھیوں 5:12)۔ ہر ایماندار پر نازل کی جانے والی روحانی نعمت میں سے خدمت اور خدمت کا کام جاری ہونی چاہئے۔ چونکہ ایماندار مسیح کا بدن ہیں، تمام مسیحیوں کی طرف سے کی جانے والی خدمت اُن باتوں کا تسلسل ہے جو یسوع مسیح نے ''کرنا شروع کئے اور جن کی تعلیم دی'' جب وہ جسمانی طور پر اس دنیا میں تھا (اعمال 1:1)۔

3۔ ایک ہی خدا ہے جو قوت بخشتا اور ان نعمتوں کو پُر تاثیر بناتا ہے (1 کرنتھیوں 6:12)۔ خدمت پھلدار اور پُر تاثیر ہوگی۔ یونانی لفظ Energeo 1 کرنتھیوں 6:12 میں استعمال ہونے والے دو الفاظ ''تاثیر''، اور ''کام'' سے مشتق ہیں: ان دونوں کے پیچھے کام کرنے والی قوّت خود خدا ہے۔

4۔ سب نعمتوں کا مقصد ایک ہے: کہ مسیح کا بدن بڑھے اور ترقی پائے (1 کرنتھیوں 7:12، افسیوں 4:12-13)۔

روح کا یہ ظہور ہم میں سے ہر ایک پر فوری اور خاص مقصد کے لئے ہوتا ہے، پولس رسول اُس کو یہاں پر ''فائدہ پہنچانا'' کہتا ہے۔ یہ جملہ یونانی زبان میں ایک لفظ کا ترجمہ ہے ......Sumphero یہ Sun یعنی ''اکٹھے'' اور Phero یعنی ''بوجھ اٹھانے'' کا مرکب ہے۔اس کے معنی ہیں ''منافع بخش، فائدہ مند''۔افسیوں 4 باب میں پولس ہمیں بتاتا ہے کہ روحانی نعمتیں ہمیں کلیسیا یعنی مسیح کے بدن کے روحانی فائدہ ،اور ترقی کے لئے دی جاتی ہیں۔

اگر ہم روحانی نعمتوں کی مشق سے الگ رہ کر اپنی منزل حاصل نہیں کر سکتے ،تب ہمارے لئے یہ جاننا انتہائی ضروری ہے کہ ہماری نعمتیں کیا ہیں۔ اگر ہم اپنی نعمتوں کی بابت دریافت کرنے اور عظمت کے حصول میں سنجیدہ ہیں ،تو ہمیں نعمتیں ڈھونڈنے میں مصروف نہیں رہنا چاہئے بلکہ دینے والے کا انتظار کرنا چاہئے۔خدا کے کلام کا مطالعہ کریں، خادموں جیسا مزاج پیدا کریں، اُن کاموں کو کرنے کے لئے خوشی سے تیار رہیں جو دوسرے لوگ کرنا نہیں چاہتے، اپنے آپ کو چھوٹا اور کم بنانے کی کوشش میں رہیں۔وہ سبق سیکھنے کی کوشش کریں جو خداوند نے اپنے

5۔تمام نعمتیں ایک ہی قدرت ، تحریک اور محبت کے ساتھ کام کرتی ہیں (1 کرنتھیوں 3-1:13)۔

نعمتوں کی وضاحت

1۔روحانی نعمت ایک ایسی لیاقت ہے جو ایماندار کو خدمت کے کسی شعبے میں کام کی تکمیل کے لئے بخشی جاتی ہے تاکہ مسیح کا بدن ترقی پائے (افسیوں 16-7:4)۔

2۔روحانی نعمتیں عین نجات کے وقت روح القدس کے وسیلہ دی جاتی ہیں، اس طرح ہر اُس کی خدمت کا کام ہر ایماندار کے لئے شخصی بن جاتا ہے (1 کرنتھیوں 11,7:12)۔

3۔ایماندار سے اُس کی روحانی نعمت کبھی جاتی نہیں رہتی اور نہ ہی کبھی اس سے واپس لے لی جاتی ہے (رومیوں 29:11)۔

4۔روحانی نعمتیں عام فطری لیاقت سے ممتاز حیثیت رکھتی ہیں۔لیاقت کا تعلق جسمانی پیدائش سے ہے؛ روحانی نعمتوں کا تعلق روحانی پیدائش سے ہے۔روحانی نعمتیں مافوق الفطرت ہوتی ہیں

شاگردوں کو مسلسل سکھایا: خدا کے نظام میں بلندی پانے کی راہ پستی میں ہے۔

> ''پھر وہ کفرنحوم میں آئے اور جب وہ گھر میں تھا تو اُس نے اُن سے پوچھا کہ تم راہ میں کیا بحث کرتے تھے؟ وہ چپ رہے کیونکہ انہوں نے راہ میں ایک دوسرے سے بحث کی تھی کہ بڑا کون ہے؟'' (مرقس 9:33-34)۔

ایسا پہلی بار نہیں ہوا تھا......اور یقیناً یہ آخری بار بھی نہیں ہوا ہوگا...... کہ شاگردوں نے اپنے ارادہ کو تسلیم کروانا چاہا ہو اور انہیں خداوند کی طرف سے عظیم بنانے کے ارادہ میں مداخلت کا سامنا کرنا پڑا ہو۔

مرقس 9:1-32 میں ہم ایسے واقعات دیکھتے ہیں جنہوں نے شاگردوں کو ''بحث'' پر مجبور کیا۔ پطرس، یعقوب اور یوحنا نے ابھی ابھی ''پہاڑ کے اوپر'' ایک تجربہ پایا تھا۔ یسوع اُنہیں پہاڑ کی بلندی پر لے گیا اور وہاں اُن کے سامنے اُس کی صورت بدل گئی تھی۔ انہوں نے ایلیاہ اور

(1 کرنتھیوں 1:26-29, 2:12-14)۔

5۔ روح کی نعمتوں اور روح کے پھل میں فرق ہے (گلتیوں 5:22-23)۔ روح کی نعمت ہمارے اندر پاک روح کی سکونت کا ثبوت ہے لیکن پھل پاک روح کی معموری کو ثابت کرتا ہے۔ روحانی نعمتیں ایک جیسی ہو سکتی ہیں مگر روح کے پھل ایک جیسے نہیں ہوتے۔ جب تک پھل موجود نہ ہو اُس وقت تک خدا کے نزدیک نعمتوں کی مشق مقبول نہیں ہو سکتی (1 کرنتھیوں 13:1-4)۔ کرنتھیوں میں ہر طرح کی روحانی نعمت پائی جاتی تھی (1 کرنتھیوں 1:7) اور وہ روحانی نعمتوں کی مشق کرنے پر زور دیتے تھے (1 کرنتھیوں 12-14) تو بھی، وہ کُلی طور پر جسمانی تھے (1 کرنتھیوں 3:1)۔ نعمتوں سے زیادہ بہتر ہے کہ پھلوں کی آرزو کی جائے۔ جہاں پھل پایا جاتا ہے، وہاں نعمتیں یقیناً کام کرتی ہیں۔ پولس اس بات کو ''سب سے عمدہ طریقہ'' کہتا ہے (1 کرنتھیوں 12:31)۔

6۔ رومیوں 12، 1 کرنتھیوں 12، اور افسیوں 4 باب میں روحانی نعمتوں کی بیس مختلف اقسام بیان کی گئی ہیں۔ 1 پطرس 4:11 میں، پطرس تمام روحانی نعمتوں کو دو اقسام میں تقسیم کر دیتا ہے: یعنی

موسیٰ کو خداوند یسوع مسیح کیساتھ اُسکے جلال میں باتیں کرتے دیکھا۔انہوں نے خدا کی آواز سُنی۔

عین اُس وقت جب یہ تینوں ایک عجیب وغریب منظر دیکھ رہے تھے، دوسرے شاگرد وادی میں تھے، اور ایک بچے میں سے بری روح نکالنے کی کوشش میں بڑی مشکل میں پھنسے ہوئے تھے۔ وہ ایک پُرتوقع بھیڑ کے سامنے ناکام ہورہے تھے۔

جب یسوع اور وہ تینوں شاگرد واپس آئے تو پہلی بات جو انہوں نے سُنی وہ اُس بھیڑ کی طرف سے شاگردوں کی شکایت تھی۔ خداوند نے لوگوں کو یاددلاتے ہوئے کہا کہ ''جو ایمان رکھتا ہے اس کے لئے سب کچھ ہوسکتا ہے'' (مرقس 23:9)، پھر اُس نے خود اُس بچے میں سے بری روح کو نکالا۔ مرقس 30:9 ہمیں بتاتی ہے کہ یسوع اور اس کے شاگرد اس واقعہ کے بعد گلیل میں سے ہوکر گذرے۔ اُس نے راستہ میں اُنہیں آئندہ ایام میں اپنے ساتھ ہونے والی دغا اور موت اور جی اٹھنے کے تعلق سے بتایا۔

ذرا اِس منظر کی تصویر کشی کریں: بعض شاگردوں کو تو عجیب استحقاق دیا گیا جبکہ اُن میں

گفتگو اور خدمت ۔کلامِ مقدس میں عارضی اور مستقل نعمتوں کی پہچان بھی دی گئی ہے (1 کرنتھیوں 13:8-10؛ عبرانیوں 2:1-4)۔ عارضی نعمتوں کی تین قسمیں یہ ہیں: نبوت، جس کے ذریعہ کلامِ پاک کی تکمیل ہوئی۔ علمیت، جو کہ کلام کے تحریر کئے جانے سے پہلے سچائی کو سمجھنے کا ذریعہ ٹھہری: اور زبانیں، یعنی ایسی زبانیں جن کو خود بولنے والا نہیں سمجھ سکتا۔ زبانیں بالخصوص بنی اسرائیل کو خبردار کرنے کے لئے دی جاتی تھیں (یسعیاہ 11:28)۔

7۔ لازم ہے کہ روحانی نعمتوں کو بڑھایا اور ''چمکایا جائے'' (2 تیمتھیس 6:1) ۔ اس میں تیاری اور مشق کا پہلو پایا جاتا ہے۔ رومیوں 6:12-8 زور دیتی ہے کہ ہر ایماندار اپنی نعمت کے مطابق خدمت کرے جو اُسے دی گئی ہو اور ایسے کام میں ہاتھ نہ ڈالے جس کے لئے اُسے نعمت نہ دی گئی ہو۔ وہ دن آنے والا ہے جس میں خدا ہم سب سے پوچھے گا: ''میں نے تجھے جو کچھ دیا تُو نے اُس کا کیا کِیا؟'' (افسیوں 7:4-16؛ 1 کرنتھیوں 7:12، 11، 18)۔

سے بعض ایک ایسے کام میں ناکام رہے جو انہیں کامیابی سے کر لینا چاہئے تھا۔ پس تین شاگردوں کو تو روحانی طور سے عروج مل گیا جبکہ باقی شاگرد اُس وقت افسردہ ہوئے جب یسوع نے انہیں اب تک کا سب سے کڑا سبق سکھانا شروع کیا۔ خداوند نے ایسی باتوں کی وضاحت کی جنہیں آگے چل کر پولس رسول خوشخبری کے انتہائی اہم نکات قرار دیتا ہے (1 کرنتھیوں 15:3-5)۔ اس لمحہ شاگردوں کے حالات......اُن کی کامیابیاں یا اُن کی ناکامیاں......کچھ معنی نہیں رکھتی تھیں۔ معاملہ اُن کا نہیں تھا۔ معاملہ تو یسوع مسیح کا تھا، اور مرکزی بات وہ تھی جو یسوع انہیں سکھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

لیکن شاگرد دھیان سے سُن نہیں رہے تھے؛ وہ قبل از وقت الجھن میں پڑے ہوئے تھے۔ وہ یسوع مسیح کی عظمت سے کیوں متاثر نہیں تھے؟ کیونکہ اُن کے ذہنوں میں اُن کی اپنی بڑائی تھی؛ اُن کا دھیان اِس بات میں تھا کہ اُن کی موجودگی کتنی اہمیت رکھتی ہے۔ اگر ہم اپنے آپ سے ہی متاثر ہوتے رہے تو پھر ہم یسوع مسیح سے کبھی متاثر نہ ہوں گے اور ہم کبھی محسوس نہیں کریں گے کہ ہمیں خدا کا کلام سُننے کی کتنی ضرورت ہے۔

پس یسوع نے، جو جانتا تھا کہ انہوں نے تمام راستہ میں میری نہیں سنی، شاگردوں سے پوچھا کہ وہ کیا "بحث" کر رہے تھے۔ Dialogizomai ایک یونانی لفظ ہے جس میں فریقین کے مابین عام گفتگو، دلیل یا اختلافِ رائے کا اشارہ پایا جاتا ہے۔

یہاں تمام شاگرد ایک دوسرے سے اختلافِ رائے رکھنے والے فریقین تھے۔ یہاں فعل غیر کامل ہمیں بتاتا ہے کہ انہوں نے بحث جاری رکھی۔ وہ بار بار ایک دوسرے سے الجھتے رہے۔ بچوں والے لوگ اس بات کا تصور کر سکتے ہیں ایسا سفر کس طرح کا ہو سکتا ہے۔ یسوع ساتھ ساتھ چل رہا ہے اور وہ تعلیم دینا شروع کرتا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے، "اے صاحبو! میں چاہتا ہوں تم اس بات کو سمجھو کہ میں یروشلیم جا رہا ہوں۔ وہاں میرے ساتھ دغا کی جائے گی اور صلیب پر چڑھا دیا جائے گا" اور اُسکے پیچھے، پطرس یوحنا کو اپنی کہنی چبھوتے ہوئے کہتا ہے، "دیکھو، میں سب سے

عظیم ہوں۔'' اور خداوند کہتا ہے'' مجھے وہاں قبر میں رکھا جائے گا اور میں تیسرے دن پھر جی اٹھوں گا۔'' اور متی پیچھے سے یکدم سامنے آ کر پطرس کو پرے دھکیلتے ہوئے کہنے لگا،'' کون کہتا ہے؟''

اپنی پھولی ہوئی سانس کے ساتھ شاگرد یہ سمجھتے ہوئے کہ اُسے معلوم نہیں ہے، وہ مسلسل بحث کر رہے تھے،'' میں تُم سے بڑا ہوں۔ میں نے زیادہ خدمت کی ہے۔ میں نے تم سے زیادہ عجیب کام دیکھے ہیں، میں نے یہ کیا ہے، میں نے وہ کیا ہے۔''

یونانی زبان میں ''عظیم ترین یا سب سے بڑا'' کے لئے لفظ ہے Meizon، یہ Megas کی نسبتی شکل ہے جس کے معنی ہیں ''عظیم''۔ مائیزون لفظ کی اُتم شکل ہے اور اس کا اشارہ عظیم سے عظیم ترین کی طرف ہے۔

کیا یہ حیرانی کی بات ہے کہ جب خداوند باغِ گتسمنی میں تھے تو وہ سب وہاں سے بھاگ گئے تھے؟ کیا یہ حیرانی کی بات ہے کہ شاگردوں نے اُن باتوں کو یاد نہ رکھا جو ظہور میں آنے کو تھیں؟ حیرت کی بات ہے کہ یسوع کے جی اٹھنے کے بعد کا پہلا اتوار تھا اور انہوں نے خود کو بند دروازوں میں دبکے پایا، وہ بہت خوفزدہ تھے، شدید دباؤں میں تھے، ناامید تھے؟ جی نہیں، اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں ہے۔ کیونکہ جب یسوع انہیں تعلیم دے رہا تھا، وہ پہلے ہی کسی اور کام میں الجھے ہوئے تھے، اس بات میں نہیں کہ وہ کون ہے اور کیا کرنے جا رہا ہے، بلکہ اپنی بڑائی کی باتوں میں الجھے ہوئے تھے۔

> ''پھر اس نے بیٹھ کر اُن بارہ کو بلایا اور اُن سے کہا کہ اگر کوئی اوّل ہونا چاہے تو وہ سب میں پچھلا اور سب کا خادم بنے۔ اور ایک بچّے کو لے کر اُنکے بیچ میں کھڑا کیا۔ پھر اُسے گود میں لے کر اُن سے کہا۔ جو کوئی میرے نام پر ایسے بچوں میں سے ایک کو قبول کرتا ہے وہ مجھے قبول کرتا ہے اور جو کوئی مجھے قبول کرتا ہے وہ مجھے نہیں بلکہ اُسے جس نے مجھے بھیجا ہے قبول کرتا ہے۔''

(مرقس 9:35-37)

جب یہودی ربّی کوئی اہم سبق دیتے تھے، وہ تو نیچے بیٹھ جایا کرتے تھے، یہ اُن کے شاگردوں کے لئے اشارہ تھا کہ وہ اپنی اپنی جگہ بیٹھ جائیں کیونکہ اب وہ کچھ سکھانے والا ہے۔ اسی طرح خداوند بھی نیچے بیٹھ گیا اور اُن بارہ کو بلایا۔

اُس نے وہ لفظ لے کر جو وہ سب استعمال کر رہے تھے یعنی ''عظیم/بڑا''، اس کو''اوّل'' کے ساتھ تبدیل کر دیا۔ اُس نے ایسا کیوں کیا؟ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ فی الحقیقت ایسا ہی چاہتے ہیں بالکل اسی طرح جیسے وہ ہماری بابت بھی جانتا ہے کہ ہم ایسا چاہتے ہیں۔ شاگرد بڑائی کی درخواست نہیں کر رہے تھے، بلکہ وہ نمایاں ہونا مانگ رہے تھے۔ وہ شناخت کئے جانے میں دلچسپی رکھتے تھے۔ اور یوں خداوند نے اُن شاگردوں کے انتہائی جذبہ کو ہوا میں اڑا دیا، اور اس کے ساتھ ہی ساتھ حقیقی بڑائی کی اہمیت بھی اُن کے سامنے پیش کر دی۔

''پچھلا'' یونانی زبان میں eschatos ہے جس کے معنی ہیں ''ترتیب میں آخری، مقام میں آخری۔'' خادم کے لئے یونانی لفظ Diakonos ہے جو 1 کرنتھیوں 5:12 میں استعمال کئے گئے لفظ ''خدمتیں'' سے مشتق ہے۔ قدیم دور میں Diakonos میز پر خدمت کرنے والے کے لئے، ایک عام خادم کے لئے، یا کسی ایسے شخص کے لئے استعمال ہوتا تھا جس کی تمام زندگی کا مقصد کسی دوسرے کی خدمت کرنا ہوتا تھا۔ اُس وقت Diakonos ''خادم'' اپنا تمام وقت خدمت میں گزارتا تھا؛ اُس کی زندگی کا مقصد خدمت ہوتا تھا؛ اُسے تمام لوگ ایسے شخص کے طور پر جانتے تھے جس کا کام صرف اور صرف دوسروں کی خدمت تھا۔

غور کریں کہ یسوع نے بچے کے ساتھ دو طرح کے کام کئے۔ اُس نے آگے بڑھ کر بچے کو اٹھایا اور شاگردوں کے درمیان اُسے اُس کے پیروں پر کھڑا کر دیا۔ اُس نے شاگردوں کو اُسے دکھایا اور اس کے بعد اُسے اپنے بازوؤں میں اٹھا لیا۔ ''اٹھا لیا'' کے لئے یونانی لفظ enagkalizomai ہے یہ فعل مضارع ہے اور بطور فعل اس کے معنی ہیں ''لپیٹ لینا یا گلے

لگا لینا۔'' اُس نے خود کو بچے کے گرد لپیٹ دیا اور پھر بڑا ہونے کی بابت سبق دینا شروع کیا۔

''قبول کرنا'' کے لئے یونانی لفظ ہے Dechomai، اس کا مطلب ہے ''خیر مقدم کرنا یا خوش آمدید کہنا۔'' اس لفظ میں محض برداشت کر لینے کا تاثر نہیں بلکہ اس میں ہمیشہ کسی کو گلے لگا کر قبول کرنے کے معنی پائے جاتے ہیں۔ خداوند اب جس بات کی لفظوں میں تعلیم دے رہا ہے پہلے اس کا عملی نمونہ پیش کیا تھا۔ وہ اپنے شاگردوں کو بتا رہا ہے ......اور ہمیں یہ کہہ رہا ہے ......صرف قبول کرنا ہی نہیں بلکہ گرمجوشی کے ساتھ خیر مقدم کرنا ہے، سب سے چھوٹے اور کمتر دکھائی دینے والے بھی اہمیت کے حامل ہیں۔

غور کریں کہ وہ صرف بچے کو قبول کرنے کی ہی بات نہیں کرتا بلکہ کہتا ہے کہ ''میرے نام میں''۔ ہماری تحریک کا مقصد خداوند یسوع مسیح کی ذات کی خدمت ہونا چاہئے۔ غور کریں کہ زندگی کے چھوٹے سے چھوٹے کام میں اس کا اطلاق کس طرح سے ہوتا ہے۔ ہم اُس کی محبت میں اُس کی خاطر جو کچھ بھی کرتے ہیں، حقیقت میں اُس کے ساتھ کرتے ہیں۔

خاکساری/ حلیمی/ فروتنی

1۔ ضرور ہے کہ فروتنی کی تلاش کی جائے (صفنیاہ 3:2)۔
2۔ حلیمی کا اظہار برداشت میں سے ہوتا ہے (لوقا 6:28-29)۔
3۔ حِلم روح کا پھل ہے (گلتیوں 5:22-23)۔
4۔ تعلیم دینے میں حلیمی بنیادی عنصر ہے (2 تیمتھیس 2:25؛ 2 کرنتھیوں 10:1)۔
5۔ سیکھنے میں حلیمی بنیادی عنصر ہے (یعقوب 1:21)۔
6۔ فروتنی خدا کے نزدیک بیش قیمت ہے (یعقوب 4:6؛ 1 پطرس 5:5)۔
7۔ فروتنی روحانی سرفرازی کی راہ ہے (1 پطرس 5:6)۔
8۔ حلیمی اپنی تشخیص کرنے کی بنیاد ہے (رومیوں 12:3)۔
9۔ حلیمی یا فروتنی کا کامل نمونہ خداوند یسوع مسیح میں پایا جاتا ہے (یسعیاہ 53:7؛ متی 11:29، 21:5؛ فلپیوں 2:5)۔

ہم میں سے ہر ایک اس بات کا انتخاب کرتا ہے کہ آیا ہمارا رویہ خدمتی رویہ ہونا چاہے۔ اس کے بعد اس بات کا انتخاب کرتے ہیں کہ ہماری خدمت کب تک چلے گی۔ خدا ہمیں اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ موجودہ وقت کیلئے اپنی ذاتی ترقی اور نشوونما کی حدیں مقرر کریں اور ابدیت میں اپنی بڑائی و بزرگی کی۔ آج کی زندگی میں ہم جس قدر پستی میں اترنا چاہیں گے، اور اس وقت میں پس پردہ رہتے ہوئے بغیر دعویٰ کئے ہوئے جتنی زیادہ خدمت کریں گے، آسمان پر ابدیت میں ہمیں اتنی ہی بلندی و بزرگی ملے گی۔

''بڑے گھر میں نہ صرف سونے چاندی ہی کے برتن ہوتے ہیں
بلکہ لکڑی اور مٹی کے برتن بھی۔ بعض عزت اور بعض ذلت کے
لئے پس جو کوئی ان سے الگ ہو کر اپنے تئیں پاک کرے گا وہ
عزت کا برتن اور مقدّس بنے گا اور مالک کے کام کے لائق اور
ہر نیک کام کے لئے تیار ہوگا۔'' 2 تیمتھیس 2:20-21۔

یہودیوں کے سب بڑے گھرانوں میں متعدد برتن ہوا کرتے تھے، اُن میں سے بعض سونے اور چاندی سے بنے ہوتے اور بہتیرے لکڑی اور مٹی سے بنے ہوتے تھے۔ سونا اور چاندی انتہائی قیمتی ہوتا ہے اور اسے بڑے خاص مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ لکڑی اور مٹی عام دستیاب ہونے کی وجہ سے عمومی کاموں کے لئے استعمال کی جاتی تھی۔

یہاں پولس جس بڑے گھر کی بات کرتا ہے وہ خدا کا گھر ہے، جو خداوند یسوع مسیح پر ایمان کی مضبوط بنیاد پر تعمیر کیا گیا ہے (1 کرنتھیوں 3:11)۔ ہر ایماندار اُس گھر کا برتن ہے۔

خدا ہمیں آزاد مرضی اور انتخاب کا موقع دیتا ہے کہ کس طرح کا برتن بننا چاہتے ہیں۔ اگر ہم عام برتن بننا چاہیں، تو خدا ہمیں عمومی نوعیت کے کام دے گا۔ اگر ہم روحانی معیار میں بڑھنا چاہیں تو خدا کے پاس ہمارے لئے عجیب کام ہوں گے۔

ہمارے لئے بہترین طریقہ کیا ہوسکتا ہے کہ ہم عزت کا برتن بن سکیں؟ پاک ہونے

کے وسیلہ۔ 1 یوحنا 1:9 میں خدا وعدہ کرتا ہے کہ اگر ہم اپنے گناہوں کا اقرار کریں، تو وہ ہمیشہ ہمیں معاف اور ساری ناراستی سے پاک کرے گا۔

پولس کہتا ہے کہ اگر کوئی اپنے آپ کو پاک کرے گا ''وہ عزت کا برتن ہوگا''۔ یہ فعل مستقبل کی یقین دہانی اور ایسے شخص کے عمومی، مسلسل عمل کیطرف اشارہ کرتا ہے جو اپنے مسلسل اقرار کا استعمال کرتے ہوئے نجات کی منزل کی جانب بڑھتا چلا جارہا ہو۔

خداوند یسوع مسیح پر ایمان لاکر اور خدا کے شاہی خاندان کے رُکن بننے سے چند قدم آگے چل کر ہم پھر گناہ کرتے ہیں۔ لیکن وہ لمحہ جس میں ہم گناہ کا اقرار کرتے ہیں، ہمیں اُسی وقت خدا کے ساتھ بحال کر دیا جاتا ہے اور ہم ایک بار پھر اپنی معراج کی راہ پر کھڑے کر دیئے جاتے ہیں۔ ہم کلامِ پاک کا دودھ پیتے ہوئے پروان چڑھتے ہیں۔ بالآخر ہم سخت اور ٹھوس تعلیم اپنے اندر اتارنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اس دنیا میں رہتے ہوئے اپنی زندگی کے باقی ایام میں ہم گناہ کرتے ہی رہیں گے۔ لیکن جیسے جیسے ہم بڑھتے اور نشوونما پاتے ہیں، ہم فوراً اقرار کرنا سیکھتے اور یہ بھی سیکھتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ اور طویل وقت کے لئے رفاقت رکھیں۔ جب ہم ترقی کے ایسے قدم مستقل اٹھاتے رہتے ہیں، اور روحانی بلوغت کے میدان میں اترتے ہیں، تو ہم ایسے خاص برتن بن جائیں گے جنہیں خدا عجیب طور پر استعمال کرے گا۔

ہماری مسلسل پاکیزگی تین باتوں پر منتج ہوتی ہے یعنی ''مُقدّس کیا جانا، مفید ہونا، تیار ہونا''۔ وہ شخص جو پاک کئے جانے کا مسلسل اطلاق کرتا ہے، وہ دن بہ دن بالآخر کار مُقدّس، فائدہ مند اور تیار ہو جاتے ہیں۔

''مُقدّس کئے گئے'' کا مطلب ہے خدا کے لئے ''چنے ہوئے یا الگ کئے گئے۔'' پولس یہاں پر یونانی زبان کے لفظ Hagiazo کو فعل کامل صیغہ مجہول میں استعمال کرتا ہے۔ فعل کامل ماضی کے کسی ایسے کام کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کے نتائج ہنوز جاری ہوں۔ صیغۂ مجہول کے معنی یہ ہیں کہ یہ عمل ہماری طرف سے جاری نہیں ہوتا۔ پولس کہہ رہا ہے کہ ماضی میں کسی وقت ہمیں

پاک کیا گیا تھا، اس نتیجہ کے ساتھ کہ ہمیں مسلسل پاک کیا جاتا ہے۔ہم روزانہ صلیب کی روشنی میں زندگی گزارتے ہیں یعنی خداوند کے ساتھ رفاقت میں۔اور چونکہ ہم ایسا کرتے ہیں، لہٰذا ہم بھی خدا کے لئے الگ کئے جانے والے ہیں۔

''مفید یا فائدہ مند'' کے لئے یونانی لفظ Euchresfos جس کے معنی ہیں ''عملی، قابلِ خدمت۔'' ہمیں زندگی میں کون سی بات عملی بناتی ہے؟ اقرار کرنا اور پاک ہونا، اور اس کے بعد ترقی۔مفید ہونے کا کُلیہ یہ ہے: اقرار؛ خدا کے کلام کا مطالعہ؛ خدا کے کلام کا اطلاق۔

''تیار'' یونانی زبان کے لفظ Hetoimazo کا فعل مجہول بطور اسم استعمال کیا گیا ہے اور اس کے معنی ہیں مکمل طور پر آراستہ، مُلبس اور کسی کام کو کرنے کے لئے ہر طرح سے لیس۔

ہم اپنی تقدیس خود نہیں کر سکتے؛ ہم خود کو تیار نہیں کر سکتے۔ہم صرف یہ کر سکتے ہیں کہ خدا کے سامنے دستیاب رہنے کا انتخاب کریں، اپنے گناہوں کا سادگی سے اقرار کرتے ہوئے خدا کے سامنے خود کو حلیم کرنے کا انتخاب کریں۔اگر ہم خدا کے لئے مُقدّس، مفید، اور تیار ہونا چاہتے ہیں، تو ہمیں صرف یہ کرنا ہے کہ دستیاب رہیں۔

دستیاب لوگ

1۔موسیٰ (گنتی 3:12؛ عبرانیوں 11:25-26)۔موسیٰ کے نزدیک دستیاب ہونے کا مطلب اپنی خودی کا انکار اور خدا کے منصوبے کی تکمیل کے لئے سخت جدوجہد ہے۔

2۔داوٗد (2 سموئیل 1:11:16؛1 سیموئیل 13:16 ;37:17)۔جاتی جولیت کے خلاف جنگ کے لئے دستیاب واحد شخص داوٗد تھا۔داوٗد کو کس بات نے اس قدر عظیم بنادیا؟اس حقیقت نے کہ اُس نے جنگجوؤں کے لشکر میں سے سامنے آ کر کہا"میں جاؤں گا"۔کوئی دوسرا شخص بھی آ گے آ کر اس کام کو پورا کرسکتا تھا۔لیکن داوٗد نے عظیم ہونے کا یہ فیصلہ رضا کارانہ طور پر کیا۔

3۔ایلیاہ (1 سلاطین 17:2-3 ,8-9)۔متعدد لوگ ایلیاہ کو یہودیوں کا سب سے بڑا نبی خیال کرتے ہیں۔اُسے کس بات نے عظیم بنایا؟اُس نے ہدایات پر عمل کیا۔خدا نے اُس سے کہا کہ کرِیت کے نالے کو چلا جا تو وہ کرِیت کے نالے کو چلا گیا۔خدا نے اُس سے کہا کہ صارپت کو جا تو وہ صارپت کو چلا گیا۔کوئی عذر نہیں،کوئی شکایت نہیں،اُس نے صرف اور صرف تعمیل کی۔وہ دستیاب تھا۔

4۔یسعیاہ (یسعیاہ 6:8)یسعیاہ کی دستیابی کا عظیم بیان انتہائی سادہ تھا:"میں حاضر ہوں،مجھے بھیج!"

5۔آستر (آستر 4:16)آستر عہدِ عتیق کی عظیم خواتین میں سے ایک ہے۔اُس نے ایسی صورت حال کا سامنا کیا جو اُس کے لئے موت بھی بن سکتی تھی،اور اُس نے کہا،"اگر میں ہلاک ہوئی تو ہلاک ہوئی۔"اُس نے دستیاب رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔

6۔مریم (لوقا 1:38)۔مریم سے جبکہ وہ کنواری تھی،کہا گیا وہ حاملہ ہو گی اور اُسکے بیٹا ہو گا،تب اُس نے کہا۔"دیکھ میں خداوند کی بندی ہوں،میرے لئے تیرے قول کے موافق ہو۔"اُسے مخالفت اور بہتان کا سامنا کرنا پڑسکتا تھا،لیکن وہ ہر طرح کی قیمت چُکانے کو تیار تھی۔

7۔پولس (2 تیمتھیس 4:16) کو اپنی اِس آخری آزمائش کے دوران سب نے اُسے اکیلا چھوڑ دیا لیکن پولس خدا کے حضور دستیاب رہا۔اپنی تمام تر خدمت کے دوران پولس نے اپنی زندگی اُن لوگوں کے لئے وقف کر دی جنہیں وہ خوشخبری تک لایا تھا (1 تھسلنیکیوں 2:8)اور چونکہ اُس نے لگاتار خدمت کے فیصلے کئے،تو آخر میں وہ جانتا تھا کہ ایک اجر یا انعام اُس کا انتظار کر رہا ہے (2 تیمتھیس 4:6-8)۔

خام مال

پانچ پونڈ لوہے کے ایک تھیلے سے گھوڑے کی نعل کی میخیں بنائی جائیں تو ان کی قیمت 5.50 ڈالر ہوگی۔ اگر اِس کی سوئیاں بنائی جائیں تو ان کی قیمت 3,000 ڈالر ہو جائے گی۔ اگر اِس سے گھڑیوں میں استعمال ہونے والے مرکزی سپرنگ بنائے جائیں تو ان کی قیمت 250,000 ڈالر ہو جائے گی۔ ہم خدا کے ہاتھوں میں خام مال کی طرح ہیں۔ آسمان پر ہماری قدر و قیمت کیا ہوگی؟ اس کے جواب کا انحصار اس بات پر ہے کہ ہم اپنی زمینی زندگی کے دوران خدا کو کتنا موقع دیتے ہیں کہ وہ ہمیں نفیس سے نفیس ترین بنائے۔

سبق 2-5:

ذریعہِ امداد......دعا

1 تھسلنیکیوں 5:16-18

متی 7:7-11

متی 26:36-45

دعا ایمانداروں کے لئے ذریعہِ امداد یا راہِ کُمک ہے۔ بائبل مقدس خدا کی طرف سے ہمارے ساتھ گفتگو ہے؛ دعا ہماری طرف سے اُس گفتگو کا جواب ہے۔ ہم اُسے کے کلام میں سے ہدایات اور حوصلہ افزائی پاتے ہیں۔ ہماری دعاؤں سے وہ ہماری شکر گزاریاں اور مناجات پاتا ہے۔ جب تک خدا کے ساتھ گفتگو کا یہ راستہ دونوں طرح سے کھُلا نہ رہے؛ اُس کے ساتھ ہمارا تعلق کبھی ویسا نہیں ہوسکتا جیسا حقیقت میں ہونا چاہیئے۔

> ''ہر وقت خوش رہو۔ بلا ناغہ دعا کرو۔ ہر ایک بات میں شکر گزاری کرو کیونکہ مسیح یسوع میں تماری بابت خدا کی یہی مرضی ہے''(1 تھسلنیکیوں 5:16-18)۔

''بلا ناغہ دعا'' کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم چوبیس گھنٹے لگا تار دعا ہی کرتے رہیں۔ یہ جملہ دراصل یہ کہتا ہے کہ دعا کو موسمی کھانسی کی طرح ہونا چاہیئے۔ جب کوئی شخص سخت سردی میں

زکام کا شکار ہوتا ہے تو اُسے معلوم ہوتا ہے کہ اب یہ دردناک کھانسی کسی بھی وقت آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑے گی۔

ہمیں تمام دن خدا سے اسی طرح دعا کرتے رہنا چاہئے جس طرح ہم کسی قریبی دوست کے ساتھ بات کرتے ہیں۔ جب بھی ایسے دو لوگ جو ایک دوسرے کو خوب جانتے ہوں مل کر کام کرتے ہیں تو وہ صبح کے وقت ایسی گفتگو کرتے ہیں جو تمام دن قائم رہتی ہے۔ یہ گفتگو لگاتار جاری نہیں رہتی ؛ ایسے لمحات بھی آتے ہیں جن میں دیر تک خاموشی رہے جس دوران وہ ایک دوسرے کو صرف دیکھتے یا اشاروں میں بات کرتے ہیں۔ تمام دن کے دوران، اُن کی گفتگو میں سیکڑوں موضوعات آسکتے ہیں......سیاسیات، زندگی کے واسائل، دوپہر کے کھانے میں کیا ہونا چاہئے ،شام کو غروبِ آفتاب کے خوبصورت رنگ وغیرہ۔

جب ہم بلآخر یہ جان لیتے ہیں کہ خدا ہمارا بہترین دوست ہے،تو ہماری دعائیہ زندگی میں بھی ایسا ہی لفظ شامل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ہم یہ سمجھ جاتے ہیں کہ ہماری زندگی کی کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کی بابت ہم دعا نہ کر سکتے ہوں۔ کلامِ مقدس کے وسیلہ ہم خدا کو جتنا زیادہ سُنتے ہیں ہم اُس کے کردار کو اُسی قدر زیادہ سمجھنے لگتے ہیں ؛ ہم اس کے کردار کو جتنا زیادہ سمجھتے جاتے ہیں ؛ اُتنے ہی واضح طور سے ہم یہ جاننا شروع کرتے ہیں کہ کوئی ایسی بات نہیں جس کی بابت ہم خوش نہ ہو سکتے ہوں اور اُس کا شکر ادا نہ کر سکتے ہوں۔

جسمانی دنیا میں گفتگو کسی بھی صحت مند تعلق کی کلید ہے۔ ایسے صورت میں بھی لوگوں کے ساتھ ہمارا تبادلۂ الفاظ ویسا نہیں ہوتا جیسا ہم چاہتے ہیں کہ وہ ہوں۔ ہم میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جو مکمل طور پر اپنی بات بیان کر سکتا یا اپنے احساسات یا سوچ کی وضاحت کر سکتا ہو۔ ہم میں سے ایک بھی نہیں جو مکمل طور پر سمجھتا یا دوسروں کے احساسات کو سراہتا ہو جو وہ ہمارے سامنے بیان کرنا چاہتے ہیں۔ پس جسمانی دنیا میں پائے جانے والے تعلقات کے درمیان ایک خاص حد پر الجھن اور رشتوں کے مابین نامکمل ہونے جیسی بات پائی جاتی ہے۔

روحانی دنیا میں ہمارے پاس مکمل اور پُر تاثیر گفتگو ہوتی ہے، کیونکہ دونوں سمجھتے اور سمجھاتے ہیں۔خدا کا کلام ہمارے لئے کامل ہے۔روح القدس کے الہام سے یہ مکمل ابلاغ ہے اور عین ہماری ضرورت کے مطابق ہے۔ جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو روح القدس ہمارے دل کی آنکھیں کھولے گا تاکہ ہم وہ سب کچھ سمجھ سکیں جو آج کے دن کے پیغام میں خدا ہم سے کہتا ہے۔

جب ہم دعا کرتے ہیں تو روح القدس ہماری خاطر باپ کے سامنے شفاعت کرتا ہے ،اُن باتوں کو وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہوئے جن کے لئے ہمارے پاس مناسب الفاظ نہیں ہوتے (رومیوں26:8)۔اور اگر ہم نے خدا کے کلام کو اپنے دل میں ذخیرہ کرلیا تو روح القدس خدا کے کلام کی وہ باتیں ہمارے دلوں میں پھر سے یاد دلائے گا جو اُس لمحہ میں ہماری ضرورت کے مطابق ہوں گے۔مسیحی زندگی میں ہمارے پاس ایک کامل نظام موجود ہے۔اگر ہم روح القدس کی معموری پر بھروسہ کریں تو یہ نظام کبھی ناکام نہیں ہوسکتا۔

یہ کہا گیا ہے کہ دعا جان کی کسرت یعنی مشق ہے۔ چوتھی صدی کی کلیسیا کے بزرگ آگسٹن نے کہا:''ایسے دعا کرو کہ گویا ہر ایک بات کا انحصار خدا پر اور اس کے بعد اس طرح کام کرو جیسے ہر کام کا انحصار آپ پر ہے۔'' اُس کی کہاوت متی 7 باب میں شاگردوں کے لئے خداوند کی ہدایات کا خلاصہ ہے۔

> ''مانگو تو تم کو دیا جائے گا۔ڈھونڈو تو پاؤ گے۔ دروازہ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے واسطے کھولا جائے گا۔ کیونکہ جو کوئی مانگتا ہے اُسے ملتا ہے اور جو ڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے اور جو کھٹکھٹاتا ہے اُس کے واسطے کھولا جائے گا۔تم میں ایسا کون سا آدمی ہے کہ اگر اُس کا بیٹا اُس سے روٹی مانگے تو وہ اُسے پتھر دے؟ یا اگر مچھلی مانگے تو اُسے سانپ دے؟ پس جبکہ تُم بُرے ہوکر اپنے بچوں کو اچھی چیزیں دینا جانتے ہو تو تمہارا باپ جو آسمان پر ہے اپنے مانگنے

والوں کو اچھی چیزیں کیوں نہ دے گا؟'' (متی 7:7-11)

خداوند نے تین حکم دئے اور تین وعدے کئے ہیں: اگر ہم مانگیں، خدا جواب دے گا؛ اگر ہم ڈھونڈیں تو ہم پائیں گے، اگر ہم دروازہ کھٹکھٹائیں، تو خدا ہمارے لئے دروازہ کھولے گا۔

خدا دعاؤں کا جواب دینا چاہتا ہے۔ اس نکتہ کی تصویر کشی کے لئے یسوع مسیح نے ایک بھوکے بچے کی مثال پیش کی جو اپنے باپ سے کھانا مانگتا ہے۔ بچہ ایک درخواست کرتا ہے۔ والدین جو کہ بُرے ہیں، لیکن اُن بُرے والدین کی طرف سے ایک اچھا تحفہ جاری ہوتا ہے۔ کیوں؟ والدین بچے کو پیار کرتے ہیں اور پیار اُن لوگوں میں سے بھی جو بُرے ہیں، متعلقہ بھلائی پیدا کر سکتا ہے۔

اب خدا سے متعلق سوچیں جو انتہائی بھلا ہے۔ ہم ایسا کیوں سوچتے ہیں کہ خدا جو کہ راستباز، منصف اور ہر کام میں کامل ہے وہ جو چیز ہمیں دے گا وہ اچھائی میں کسی طور کم ہوگی؟ ہم یہ

خدا کا جوہر

''خداوند یوں فرماتا ہے کہ نہ صاحبِ حکمت اپنی حکمت پر اور نہ قوی اپنی قوّت پر اور نہ مالدار اپنے مال پر فخر کرے۔ لیکن جو فخر کرتا ہے اِس پر فخر کرے کہ وہ سمجھتا اور مجھے جانتا ہے کہ میں ہی خداوند ہوں جو دنیا میں مشفقت و عدل اور راستبازی کو عمل میں لاتا ہوں کیونکہ میری خوشنودی اِن ہی باتوں میں ہے خداوند فرماتا ہے۔''

(یرمیاہ 9:23-24)

پولس رسول نے اپنی زندگی کی سب چیزوں کو ایک مقصد کی خاطر کم تر جانا کہ ''میں...... اُس کو ...... معلوم کروں'' (فلپیوں 3:10)۔ (فلپیوں 3:8) ''اپنے خداوند مسیح یسوع کی پہچان کی بڑی خوبی کے سبب سے'' یہ رسولِ اعظم اپنی زندگی کی ہر ایک چیز کو نقصان اور کوڑا سمجھتا ہے۔

زندگی میں خدا کی پہچان سے بڑا اور کوئی علم نہیں ہے۔ خدا کی یہی مرضی ہے کہ ہم اُسے سمجھیں اور اُسی کی سمجھ ہمیں فتحمندی کا حوصلہ دیتی ہے، جیسے کہ عبرانیوں 11 باب کے سورماؤں نے فتوحات

تصور بھی کیسے کر سکتے ہیں کہ وہ ہماری کم فکر کرتا اور ہم پر کم مہربان ہوتا ہے بہ نسبت اُس فکر اور مہربانی کے جو ہم اپنے بچوں کے لئے کرتے ہیں؟

یسوع مسیح نے دعا کے تعلق سے جو تین وعدے کئے وہ تینوں مشروط ہیں۔ان میں سے ہر ایک کی بنیادی ہماری وفاداری یعنی خود خداوند کی طرف سے جاری ہونے والے حکم کی تعمیل پر ہے۔

1۔ مانگو: مانگنا اُس بات کی وضاحت ہے جس کی بابت جان کو طلب ہو۔ پولس رسول نے فلپی کے ایمانداروں کو لکھا کہ "کسی بات کی فکر نہ کرو بلکہ ہر ایک بات میں تمہاری درخواستیں دعا اور مِنّت کے وسیلہ شکرگزاری کے ساتھ خدا کے سامنے پیش کی جائیں" (فلپیوں 4:6-7)۔

بعض اوقات خدا کو اپنی درخواستیں بتانا آسان ہوتا ہے؛ اور بعض اوقات یہ ممکن ہی نہیں ہوتا۔ جس وقت ہم یہ نہ جانتے ہوں کہ کیا کہنا ہے، خدائے پاک روح آ جاتا اور ہماری خاطر بولتا ہے (رومیوں 8:26)۔ وہ ہماری ضروریات جانتا ہے۔ وہ مناسب طور سے درخواست

پائیں، اُسے دیکھنے کے سبب سے جو اندیکھا ہے (عبرانیوں 11:27)۔ جب ہم خدا کے جوہر اور اُس کی صفات پر توجہ مرکوز کرنا سیکھتے ہیں بجائے کہ اپنے حالات پر توجہ رکھیں، تو ہم رفتہ رفتہ اِس بات کو تسلیم کرنے کے قریب آ جاتے ہیں کہ ہم کبھی کسی ایسی مشکل میں نہیں گِرے جسے وہ حل نہ کر سکتا ہو۔ ہم یہ سمجھنا شروع کر دیتے ہیں کہ ہمیں ہر وقت یہ جاننے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ خدا کیا کر رہا ہے؛ ہمیں صرف یہ جاننے کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ جانتا ہے کہ کیا کر رہا ہے۔

1۔ حاکمیتِ اعلیٰ (دانی ایل 4:34-35) خدا کی الٰہی مرضی سب سے بلند تر ہے؛ ہر چیز ہمیشہ اُسی کے زیرِ اختیار ہے۔ وہ بطور خالق اور بطور بادشاہ اپنی مخلوقات پر حکمرانی کرتا ہے۔ اُس نے کائنات میں ہر ایک چیز کی جگہ مقرر کی ہے اور اس کی آزادی اور اختیار کی حدیں ٹھہرائی ہیں۔ اگر ہم اس بات کو سچ جانیں تو ہم مشکل سے مشکل حالات میں بھی، زندگی کے تاریک ترین لمحات میں بھی اُس کا شکر کرنے کے لائق ہو جائیں گے۔ ہم اُس کی حاکمیت اعلیٰ کی پہچان پا کر اور اُس کے تابع ہو کر ہی آرام پا سکتے ہیں، یہ جانتے ہوئے کہ ہمیں اس کائنات ......یعنی اُس کی مرضی کے مرکز میں انتہائی محفوظ مقام حاصل ہے (زبور 10:46, 1:97؛ 1 کرنتھیوں 15:25؛ یہوداہ 25)۔

2۔ راستبازی / صداقت (زبور 145:17) خدا انتہائی صادق اور کمال بھلا ہے۔ ممکن

کرنا جانتا ہے۔

یہاں پر "مانگو" فعل حال ہے، جو موجودہ زمانہ کے جاری رہنے والے کام کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کا مطلب ہے ہمیں لگاتار مانگتے رہنا ہے؛ ہمیں ثابت قدم رہنا ہے۔ لیکن جب خدا جواب دیتا ہے، تو کیا ہم سُن رہے ہوں گے؟

جب ہم مانگتے ہیں، تو اس کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ ہم جواب چاہتے ہیں۔ اگر ہم واقعی جواب چاہتے ہیں، تو ضرور ہے کہ ہم مطالعہ کریں۔ ہمیں ہمیشہ دعا میں مانگی گئی چیزوں اور اُن باتوں کے باہمی تعلق کی بابت سُننا چاہیئے جو خدا ہماری بابت کلام میں بیان کرتا ہے۔ جب ہم مطالعہ کرتے اور بائبل پڑھنے کے لئے کلاس میں بیٹھتے ہیں، ہمیں اس حقیقت کی بابت ہوشیار رہنا چاہیئے کہ جو معلومات ہم حاصل کر رہے ہیں وہ فی الحقیقت اُن باتوں کا جواب ہیں جو ہم نے دعا میں مانگی تھیں۔

نہیں کہ وہ کبھی خطا کرے۔ وہ پاک ہے اور ہر طرح کے گناہ اور خطا یا الزام سے مُبّرا ہے۔ وہ اپنی ذات میں صادق اور راست ہے (یعقوب 1: 17؛ یوحنا 1: 5) اور اپنی سب راہوں میں بھی (رومیوں 3:25-26)۔ وہ کسی ایسی مجلس کو نہ تو دیکھتا اور نہ اس میں شریک ہوتا ہے جہاں کامل راستبازی کا معیار نہ ہو۔ چونکہ وہ کامل اور راست ہے، اُس کا منصوبہ بھی کامل اور راست ہے۔ اگر ہم اس بات کو سمجھیں تب اس بات کو جانیں گے کہ وہ ہماری زندگیوں میں جو کچھ بھی کرتا یا ہونے دیتا ہے وہ سب کچھ کامل ہے کیونکہ یہ سب کچھ اُس کی کامل ذات اور کامل منصوبہ کا حصہ ہے۔ اگر ہم جانیں کہ وہ ہماری بابت کبھی کوئی غلطی نہیں کرتا تب ہم سب باتوں کیلئے اس کے شکر گزار ہوں گے (پیدائش 25:18؛ زبور 11:7, 24:71, 3:111؛ یرمیاہ 6:23)۔

3۔ عادل و منصف (استثنا 4:32)۔ خدا کامل مُنصف ہے؛ ممکن نہیں کہ وہ کسی چیز میں بے انصافی کرے۔ اپنی خالق ذات میں، خدا کو اپنی مخلوقات پر کامل اختیار حاصل ہے۔ اُس نے انسان کو منصفانہ اور راستی کا آئین دیا جسے ہم سب نے پامال کیا (رومیوں 3:23)۔ خدا کی راستبازی اس بات کی متقاضی ہے کہ اُس کے آئین کی خلاف ورزی کرنے والے کو سزا دی جائے۔ خدا کے انصاف کا یہ تقاضہ اُسوقت پورا ہوا جب خدا بیٹے نے صلیب پر چڑھ کر سب انسانوں کے گناہ اور

2۔ڈھونڈو: ڈھونڈنا مانگنے کے بعد کا قدم ہے۔جب ہم مانگ چکیں ،تو ہم جواب ڈھونڈتے ہیں۔ہم پُراعتماد ہو جاتے ہیں کیونکہ خود یسوع مسیح نے وعدہ کیا کہ خدا جواب دیتا ہے اور اگر ہم ڈھونڈیں گے تو پائیں گے۔

جب ہم خدا کے سامنے کوئی مِنت کر چکے ہوں ،تو ہمیں جواب پانے کے لئے اپنی روحانی تمنّا کو برقرار رکھنا چاہیے۔بعض اوقات ،ہمارے دعا کرنے کے بعد ،جس صورت حال کیلئے ہم نے دعا کی ہو وہ زیادہ خراب ہو جاتی ہے؛ اور سب کچھ ناممکن دکھائی دیتا ہے۔خدا اکثر ایسا ہونے دیتا ہے کیونکہ وہ جاننا چاہتا ہے کہ آیا ہم اُسکے وعدوں پر ایمان رکھتے ہوئے پیروی کرنا جاری رکھتے ہیں۔

اگر ہم کسی دوسرے کے لئے دعا کرتے ہیں تو کیا ہم فی الحقیقت یہ چاہتے ہیں کہ جس کے لئے مانگا ہے اُسے وہ چیز مل جائے؟ اگر ایسا ہے تو کیا ہم اُس درخواست کی ذاتی طور پر تکمیل

نافرمانی کی سزا خود اٹھالی۔پس اسی لئے خدا ہر اُس شخص کو معاف کرنے میں (سچا اور عادل) مُنصف ہے جو یسوع مسیح کی اس فراہمی کو قبول کرتا ہے۔وہ ہر اُس شخص کو سزا دینے میں بھی حق بجانب ہے جو اُس کی فراہمی کا انکار کر کے اُسے رد کرتے ہیں۔خدا کے انصاف کو اس بات میں دیکھا جا سکتا ہے کہ ہر وہ چیز جو اُس کی راستبازی سے مطابقت رکھے گی اُسے برکت دی جائے گی اور جو نہیں رکھے گی اُس پر لعنت کی جائے گی۔خدا کے انصاف کو سمجھ لینے سے نہ صرف اس بات کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ گو یہ دنیا ہمارے ساتھ بے انصافی کرتی ہے، مگر خدا کبھی ایسا نہیں کرے گا، بلکہ اس سے ہمیں یہ بھی یاد دلایا جاتا ہے کہ وہ......جو سب باتوں کا واحد جاننے والا ہے......ہمیشہ اپنے بچوں کی بے اعتقادی کی تادیب کرتا اور اپنے بچوں کو کامل وقت میں ایمان کے لئے اجر دیتا ہے (متی 45:5؛ 1 پطرس 17:1؛ یعقوب 17:3)۔

4۔محبت (1 یوحنا 16,8:4)۔اگاپے Agape، یہ محبت خدا کا جوہر ہے،اس میں ایسی کوئی بات شامل نہیں جو انسانی محبت میں ہوتی ہے۔خدا کی محبت اُس کی ازلی و ابدی ذات کا حصہ ہے اس لئے نہ اس میں اضافہ ہوتا ہے، نہ کمی آتی ہے، نہ ہی تبدیل ہوتی ہے۔جب خدا نے ابھی کچھ بھی نہیں بنایا تھا اس سے بھی پیشتر تثلیث کے تینوں اقانیم کے درمیان خدا کی محبت موجود تھی۔خدا نے انسان

کرنے کی خواہش رکھتے ہیں؟ خدا دعاؤں کا جواب دیتا تو ہے مگر وہ عموماً یہ کام اُسی طرح کرتا ہے جیسے اُس نے دیگر معجزانہ کام کیئے......انسانوں کے وسیلہ، ایمانداروں کے وسیلہ، زمین پر یسوع مسیح کے ہاتھوں اور پیروں کے وسیلہ۔

جب ہم کسی دوسرے کی مضبوطی کے لئے دعا کرتے ہیں اور اس کے بعد اُس شخص کی مضبوطی کے لئے جاتے نہیں یا اُسے خط نہیں لکھتے، یا اُسے فون نہیں کرتے، تب اس کا مطلب ہے کہ ہم ڈھونڈتے نہیں اور ہماری دعائیں سُست ہیں۔ جب ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا کسی ضرورتمند خاندان کی ضرورت پوری کرے اور ہم اپنے خزانے، خوراک یا پیسہ میں سے اُسے نہیں دیتے تب اس کا مطلب ہے کہ ہم ڈھونڈتے نہیں اور ہماری دعائیں سُست ہیں۔ ممکن ہے خدا ہماری دعا کا جواب دے لیکن وہ یہ کام کسی دوسرے کے وسیلہ کرے گا، اور ہم اُس اجر اور شادمانی میں شریک نہیں ہوسکیں گے جو دعا کے جواب کا حصہ بننے پر حاصل ہوتی ہے۔

کی طرف جو محبت بڑھائی ہے وہ غیر شخصی ہے اس لحاظ سے کہ اس کی بنیاد محبت کرنے والے شخص کی نیکی یا راستبازی پر نہیں بلکہ خدا کی بھلائی اور استقامت پر ہے۔ خدا ہم سے ہماری حیثیت کی وجہ سے محبت نہیں کرتا بلکہ وہ ہم سے اپنی حیثیت کی وجہ سے محبت کرتا ہے۔ خدا کی انسان سے محبت ایک جذباتی احساس نہیں ہے۔ یہ انسان کی بھلائی کے لئے ایک لامتناہی الٰہی ولولہ ہے۔ یہ مجہول یا متحمل نہیں؛ یہ عملی ہے۔ یہ شاذونادر نہیں ہوتی؛ بلکہ ایک قربانی ہے۔ خدا کی محبت کی مثال یوحنا 16:3 اور رومیوں 8:5 میں دیکھی جاسکتی ہے۔ پہلا قدم خدا نے ہی اٹھایا؛ اُس نے دائمی قربانی نہ صرف اُن کے لئے دی جو اُس کے مشتاق اور اُس کی خدمت کے لئے تیار تھے بلکہ اُن کے لئے بھی جو اُس سے باغی اور نافرمان تھے، اور اپنے دشمنوں کے لئے بھی۔ اگر ہم خدا کی اس محبت کو سمجھ لیں، تو جانیں گے کہ اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہم کس قدر تنہا، اکیلے اور ترک کئے ہوئے ہیں، خدا ہم سے محبت کرتا ہے۔ اگر خدا محبت ہے، تو ہمارے ساتھ جو کچھ بھی ہو جائے وہ ہمارے ساتھ اُس کی محبت کا اظہار ہے (افسیوں 4:2؛1 یوحنا 16.9:4; 1:3)۔

5۔ ہمیشہ کی زندگی (1 تیمتھیس 17:1) خدا ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ تمام زندگی کا منبع ہے۔ وہ وقت کے تابع نہیں ہے، کیونکہ اُس کا وجود وقت سے بھی قدیم ہے۔ دراصل وقت کا

وہ شخص جو دعا میں جانفشانی کرتا ہے وہ اپنی زندگی میں کبھی بے کار نہیں بیٹھتا۔ وہ ہمیشہ زیادہ سے زیادہ شامل اور شریک رہتا ہے کیونکہ وہ دعا کی قوت پر اور خدا کی قدرت پر ایمان رکھتا ہے۔ وہ ایمان رکھتا ہے کہ اگر وہ کچھ مانگتا ہے، تو ممکن ہے خدا اُسے ہی استعمال کرنا پسند کرے کہ وہ خود اپنی دعا کی تکمیل کا برتن ٹھہرے۔

3۔ کھٹکھٹانا: کھٹکھٹانے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی دعاؤں کا جواب دیکھنے کیلئے محنت کریں۔ ہم مختلف طور سے کھٹکھٹا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ہم تیاری کے ذریعے کھٹکھٹا سکتے ہیں۔ کیا ہم اپنی زندگی میں خدا کے منصوبے کے لئے مسلسل تیار ہونے کے خواہشمند ہیں؟

کیا ہم متجسس ہو کر کھٹکھٹاتے ہیں۔ کیا ہم نے جو کچھ مانگا ہوا اس کی تکمیل کے پیچھے بھاگتے اور تلاش کرتے ہیں؟ ہم عملی اطلاق کے شعبہ میں کھٹکھٹاتے ہیں۔ ہم کھٹکھٹاتے رہتے اور پھر زیادہ زور سے کھٹکھٹاتے ہیں۔ کیوں؟ کیونکہ جو کچھ ہم نے مانگا ہو وہ حقیقت میں پانا چاہتے

موجد بھی وہی ہے۔ لہٰذا خدا ہر ایک چیز کو ابدیت کے زاویہ سے دیکھتا ہے۔ ہماری بہبود ہمیشہ اُسے کے مدِ نظر رہتی ہے، نہ صرف موجودہ وقت کے لئے بلکہ ابدیت کے لئے بھی۔ اگر ہم اس بات کو سمجھیں، تو ہم کسی بھی طرح کی صورت حال میں اُس کے شکر گزار ہوں گے کیونکہ ہم جانتے ہوں گے کہ خدا یقیناً ہماری ابدی بھلائی کے لئے کام کر رہا ہے (زبور 111 : 3، یسعیاہ 9 : 6؛ 2 پطرس 3:8)۔

6۔ عالمِ کُل / ہمہ دان (1 یوحنا 3:20)۔ خدا ہر طرح کا علم رکھتا ہے۔ وہ ماضی، حال اور مستقبل کی تمام باتیں جانتا ہے، وہ جانتا کہ کیا مناسب ہے اور کیا ممکن ہے۔ وہ سب باتوں کو سمجھتا بھی ہے۔ اُس نے ہمیشہ ہر چیز کو جانا اور سمجھا ہے۔ وہ نہ تو الجھن میں پڑتا ہے اور نہ حیرت کا شکار ہوتا ہے۔ خدا کے نزدیک کچھ بھی نیا نہیں ہے۔ اگر ہم سمجھیں کہ خدا قادرِ مطلق ہے تو ہمیشہ یہ جانیں گے کہ وہ حکمت جو ہماری حکمت سے بالاتر ہے اُس کا اختیار تمام حالات و واقعات پر ہے۔ ہمیں ہمیشہ یہ معلوم ہو گا کہ اپنی مشکلات اور سوالات لے کر کہاں جائیں (ایوب 2:42؛ زبور 139:3؛ رومیوں 8:27؛ عبرانیوں 4:13)۔

7۔ قادرِ مطلق (مکاشفہ 19:6)۔ خدا عجیب طور سے لامحدود قدرت رکھتا ہے۔ وہ کوئی بھی

ہیں۔ زندگی میں جو کچھ آسانی سے مل جاتا ہے وہ زیادہ قیمتی نہیں ہوتا۔

> ”اُس وقت یسوع اُن کے ساتھ گتسمنی نام ایک جگہ میں آیا اور اپنے شاگردوں سے کہا یہیں بیٹھے رہنا جب تک کہ میں وہاں جا کر دعا کروں۔ اور پطرس اور زبدی کے دونوں بیٹوں کو ساتھ لے کر غمگین اور بیقرار ہونے لگا۔ اس وقت اس نے اُن سے کہا میری جان نہایت غمگین ہے۔ یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ تم یہاں ٹھہرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو۔ پھر ذرا آگے بڑھا اور منہ کے بل گر کر یوں دعا کی کہ اے میرے باپ! اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ تو بھی نہ جیسا میں چاہتا ہوں بلکہ جیسا تُو چاہتا ہے ویسا ہی ہو۔ پھر شاگردوں کے پاس آ کر اُن کو سوتے پایا اور پطرس سے کہا کیا تم میرے ساتھ ایک گھڑی بھی نہ جاگ سکے؟ جاگو اور دعا کرو تا کہ آزمائش میں نہ

کام کرنا چاہے تو کر سکتا ہے لیکن کبھی اپنی قدرت سے ناجائز کام نہیں کرتا اور کبھی کوئی ایسا کام نہیں کرتا جو اُسکی پاک ذات سے تضاد رکھتا ہو۔ اگر ہم اس بات کو سمجھتے ہیں تو ہمیں دعاؤں کے جواب اور اُسکے منصوبہ کی تکمیل کی بابت اُسکی وعدہ پورا کرنے کی لیاقت پر شک کرنے کی کبھی ضرورت نہیں ہو گی۔ ہم اپنی کمزوریوں کے رُوبرو اُس کے شکرگزار ہو سکتے ہیں کیونکہ ہم اُس کی قوت کو جانتے ہیں (پیدائش 14:18؛ ایوب 14:26؛ زبور 11:62؛ یسعیاہ 4:26؛ کلسیوں 11:1)۔

8۔ ہر جا موجود (یرمیاہ 24:23)۔ خدا ہمیشہ ہر جگہ موجود ہے۔ پوری کائنات اُس کا احاطہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر بات کو سُن سکتا اور سب کچھ دیکھ سکتا ہے، اس وقت بھی، ہمیشہ تک اور ہماری زندگیوں کے تمام تر حالات میں۔ چونکہ خدا عالمِ کُل اور قادرِ مطلق ہے اور وقت کی حدوں سے آزاد ہے، اُس کے پاس ہمیشہ سب کے لئے وقت ہوتا ہے۔ وہ ہم میں سے ہر ایک پر اس طرح سے توجہ دے سکتا ہے گویا اس دنیا میں اکیلے شخص ہوں۔ اگر ہم اس بات کو سمجھتے ہیں تو ہم پورے یقین کے ساتھ جان سکتے ہیں کہ ہم کبھی اکیلے نہیں ہوتے اور نہ کبھی اُس کی نگہداشت اور نگہبانی سے باہر ہوتے ہیں (زبور 139:3،7-10؛ امثال 3:15)۔

9۔ لاتبدیل (عبرانیوں 8:13)۔ خدا نہ تو کبھی بدلا ہے اور نہ کبھی بدلے گا۔ وہ نہ تو بڑھ سکتا

پڑو۔ روح تو مستعد ہے مگر جسم کمزور ہے۔ پھر دوبارہ اُس نے جا
کر یوں دعا کی کہ اے میرے باپ! اگر یہ میرے پیئے بغیر نہیں
ٹل سکتا تو تیری مرضی پوری ہو۔ اور آ کر انہیں پھر سوتے
پایا کیونکہ ان کی آنکھیں نیند سے بھری تھیں۔ اور ان کو چھوڑ کر
پھر چلا گیا اور پھر وہی بات کہہ کر تیسری بار دعا کی۔ تب
شاگردوں کے پاس آ کر اُن سے کہا اب سوتے رہو اور آرام
کرو۔ دیکھو وقت آ پہنچا ہے اور ابنِ آدم گنہگاروں کے حوالہ کیا
جاتا ہے۔" (متی 26:36-45)۔

شاید ہم میں سے ہر ایک نے زندگی میں کسی وقت یہ کہا ہو" درد بہت شدید ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں مرجاؤں گا۔" خداوند یسوع مسیح نے بھی اُس رات باغِ گتسمنی میں ایسا ہی محسوس کیا تھا۔ اُس نے ناقابلِ بیان دکھ اور دباؤ محسوس کیا۔ اُس نے احساسات کے جواب میں

ہے اور نہ کم ہوسکتا ہے۔ اُس کا جوہر اور اُس کی صفات ہمیشہ یکساں رہیں گے، قطع نظر اس کے کہ وہ کیا ہیں۔ اگر ہم اس بات کو سمجھیں تو اس حقیقت میں تسلی پا سکتے ہیں کہ ہم خواہ کتنے ہی بے اصول، ناپائیدار اور ناقابلِ انحصار ہوں، خدا ہمیشہ بااصول، پائیدار اور قابلِ انحصار رہے گا۔ جب ہمیں محسوس ہو کہ اب اُسے ہم سے محبت نہیں رہی، یا وہ ہمیں سمجھ نہیں پا رہا، یا اب ہماری مدد نہیں کر سکتا تو ہم اپنے احساسات کو نظرانداز کر سکتے ہیں کیونکہ ہم اس حقیقت سے واقف ہیں کہ وہ لاتبدیل ہے (ملاکی 3:6؛ عبرانیوں 12:1)۔

10۔ راست گو/صادق القول (زبور 33:4)۔ چونکہ خدا بذاتِ خود سچائی ہے، وہ ہمیشہ راستی اور سچائی سے کام کرتا ہے (" یعنی پوری دیانت اور سچائی کے ساتھ") اور انسانوں کے ساتھ وفاداری کے ساتھ۔ چونکہ ناممکن ہے کہ خدا جھوٹ بولے، لہٰذا ہم جانتے ہیں کہ ہمارے لئے اُس کا ایک ایک لفظ سچ ہے۔ بائبل مقدس انسان کے لئے خدا کی سچائی کا مکاشفہ ہے۔ ہم ہر وقت اُس کے کلام کی سچائی پر بھروسا کر سکتے ہیں۔ اگر ہم جانتے ہیں کہ خدا صادق یا سچا ہے اور یہ کہ اُس کا کلام سچائی کا کلام ہے، اور اگر ہم اُسے وعدوں کے دعویدار ہیں تو خدا کا جوہر ہمارے لئے حوصلہ کا منبع بن جائے گا۔ ہم ایمان کے ساتھ دعا کر سکیں گے، بلاناغہ دعا کر سکیں گے، اور شکرگزاری کے ساتھ دعا کر

کیا کیا؟ اُس نے دو کام کئے جو ہمارے لئے ایک مثال ہونی چاہیئے۔اوّل، اُس نے خود اپنی صورت حال کیلیئے دعا کی۔دوم، اُس نے دیگر لوگوں سے درخواست کی کہ اُس کیلیئے دعا کریں۔

اس حقیقت پر غور کریں کہ خود خداوند یسوع مسیح نے اپنے لئے دعائیہ معاونت کی درخواست کی۔اور جب اُس نے اپنے دوستوں کے سامنے اپنے دل کا حال کھولا اور اُن سے کہا کہ کچھ دیر جاگتے اور دعا کرتے رہو، اسکے بعد وہ الگ چلا گیا کہ باپ سے خود بات کرے۔جب وہ شاگردوں کے پاس واپس آیا، تو پایا کہ وہ بڑے جوش کے ساتھ دعا کر رہے تھے۔کیا متی نے ایسا ہی لکھا ہے؟ جی نہیں۔یسوع تین بار الگ گیا تا کہ دعا کرے، اور تین بار اُس نے واپس آ کر انہیں سوتے پایا۔

جب پہلی بار اُس نے انہیں سوتے پایا، تو انہیں خبردار کیا کہ وہ اپنے لئے دعا کریں، تا کہ وہ آزمایش میں نہ پڑیں۔لیکن انہوں نے ان سُنی کی۔اور چونکہ پطرس، یعقوب اور یوحنا نے

سکیں گے(گنتی19:23؛زبور3:57; 5:100; 160:119)۔

نوجوانوں کی مدد کے لئے خدا کے جوہر کو یادداشت میں رکھیں۔گیری ہورٹن نے جو سابقہ فوجی اہلکار اور موجودہ یوتھ مشنری ہیں، مندرجہ ذیل جملے لکھے۔ان میں سے ہر جملہ خدا کی صفات کو بیان کرتا ہے۔

رُکو اور
یاد رکھو
یسوع کی
محبت کو، تب
ہر طرح کی
رکاوٹ تمہارے لئے
موقع بن جائے گی
آگے بڑھنے کا
فتح میں۔

اپنی دعا میں جانفشانی نہیں کی، اس لئے جلد ہی اُن کے آرام میں خلل آ گیا۔ اگر ہم جانفشانی سے قبل ہی آرام کریں گے تو ہم کبھی خاطر خواہ آرام نہیں کر پائیں گے۔

جب ہم اور کوئی دعا نہ کر سکتے ہوں، تو دو دعائیں ہر وقت کے لئے مناسب اور درست ہیں جن سے ہمیشہ خدا کی تعظیم ہوتی ہے۔ پہلی یہ کہ ''تیرا شکر ہو'' (زبور 50:23؛ 1 تھسلنیکیوں 18:5؛ افسیوں 20:5)۔ اور دوسری ''تیری مرضی پوری ہو۔'' (متی 10:6، 39:26)۔

توانائی سے بھرپور دعا

دُعا بھی ایک قمقمے (بلب) کی طرح ہے۔ ہم اسے بار بار جلا اور بُجھا بھی سکتے ہیں، لیکن اگر اس کی تار بجلی فراہم کرنے والے پلگ میں نہ لگائی گئی ہو تو اس میں قطعاً کوئی توانائی نہ ہو گی، اور کچھ بھی نہیں ہو گا۔ ہر دعا جو ہم کرتے ہیں وہ توانائی سے بھرپور یا پھر خالی ہوتی ہے۔ اگر یہ خالی ہو تو پھر ہم زمین کو دہلا دینے والے ایک قوت ضائع کر رہے ہوتے ہیں۔

یعقوب 16:5 ہمیں بتاتی ہے کہ ''راستباز کی دعا کے اثر سے بہت کچھ ہو سکتا ہے۔'' اس کا تشریحی ترجمہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ ''کسی ایماندار کی توانائی سے بھرپور دعا میں بہت بڑی طاقت ہوتی ہے۔'' یہاں استعمال ہونے والا لفظ ''اثر'' یونانی زبان کے لفظ energeo سے ہیں اور اسی سے انگریزی زبان کا لفظ Energy مشتق ہے۔ اس کے معنی ہیں توانائی بخشنا۔ ''ہو سکتا'' کے لئے لفظ Ischuos ہے، یہ یونانی زبان میں قوت یا طاقت کے لئے استعمال ہونے والے پانچ انتہائی ضخیم الفاظ میں سے ایک ہے۔ اسکا مطلب ہے ''استعمال کی گئی طاقت، مصدقہ یا یقینی طاقت۔'' خدا اپنے فرزندوں کی توانائی سے بھر دعا کے وسیلہ اپنی قدرت کو ثابت کرے گا۔

ہر وہ شخص ''راستباز'' ہے جس کی راستبازی یسوع مسیح کی راستبازی سے منسوب کی گئی ہے۔ چونکہ ہم سب مسیح میں ہیں، ہماری بقیہ تمام زندگی میں روزانہ 24 گھنٹے ہماری خدا تک رسائی ہے (عبرانیوں 16:4)۔ یعقوب 17:5 میں، خداوند کے بھائی نے اس اصول پر زور دیا ہے کہ کسی بھی شخص کی دعا پُر اثر یا طاقت سے بھرپور ہو سکتی ہے جب وہ ذکر کرتا ہے کہ ''ایلیاہ ہمارا ہم طبیعت انسان تھا۔'' یہ چھوٹا سا بیان انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ ہمیں بتاتا ہے کہ ایلیاہ نبی، جو یہودیوں کے درمیان اپنی مظاہرِ قدرت قوی دعاؤں کی وجہ سے اور اپنی دعائیہ خدمت کی وجہ سے جانا جاتا تھا، ایک

عام انسانی فطرت کا مالک تھا، اُس کی فطرت بھی گناہ آلود تھی؛ اُس نے بھی بعض کمزوریوں کے خلاف مزاحمت کی؛ وہ جانتا تھا کہ ناکامی بھی گناہ سے کم نہیں ہے۔ لیکن اُس کی دعاؤں کی بنیاد ایلیاہ پر نہیں بلکہ خدا پر تھی۔

پس ہم اپنی دعاؤں کو کس طرح ''توانائی سے بھرپور'' بنا سکتے ہیں؟ ہم جب بھی دعا کے لئے رُکیں تو ہمیں خود سے دو سوال کرنے چاہئیں:

1۔ کیا میں **رفاقت** میں ہوں (افسیوں 18:6)؟ گناہ ہمارے اور خدا کے درمیان ایک رکاوٹ پھینکتا ہے اور ہماری دعائیں شارٹ سرکٹ ہو جاتی ہیں (یسعیاہ 2:59)۔ خود تشخیصی اور اقرار اس رکاوٹ کو دور کرتے ہیں اور رفاقت بحال ہو جاتی ہے (1 یوحنا 9:1, 21:3-22)۔ اگر ہماری زندگی میں ایسے گناہ ہیں جن کا ہم نے اقرار نہیں کیا، اگر ہم پاک روح سے معمور نہیں ہوئے، تو ہماری دعائیں جسمانی ہیں اور ان میں کسی طرح کی کوئی قوت نہیں۔

2۔ کیا میں **خدا کی مرضی** کے مطابق دعا کرتا ہوں (یوحنا 7:15؛ 1 یوحنا 14:5-15)؟۔ ہم خدا کی مرضی کے مطابق کیسے دعا کرتے ہیں؟ ہمیں اُس کا کلام جاننے کی ضرورت ہے۔ مطالعہ کی کمی ہم سے ہماری پُر تاثیر دعائیہ لیاقت چھین لے گی۔ یسوع نے کہا کہ ہم جو کچھ ایمان کے ساتھ مانگیں گے، وہ پائیں گے۔ لیکن ''ایمان'' کیا ہے؟ یہ خدا کے کلام پر ظاہر کیا جانے والا ردِعمل ہے۔ ہم اُس وقت تک ایمان کے ساتھ کچھ نہیں مانگ سکتے جب تک خدا کا کلام یہ واضح نہ کر دے کہ جو کچھ مانگ رہے ہیں وہ خدا کی مرضی کے مطابق ہے۔ جب ہم کلامِ پاک جانتے ہوں اور ہماری مرضی خدا کی مرضی کے مطابقت رکھتی ہو تب ہماری دعا قوی دعا ہوگی۔

کلسیوں 2:4 میں پولس رسول ہمیں بتاتا ہے کہ ہم ''شکرگزاری کا رویہ اپناتے ہوئے'' خود کو دعا میں مشغول رکھیں۔ ایسی پانچ خطرناک باتیں ہیں جن کی بابت ہمیں ہوشیار اور باخبر رہنا ہے: اقرار کرنے میں غفلت (یسعیاہ 2:59)، مطالعہ کرنے میں غفلت (یوحنا 7:15)، فرمانبرداری میں غفلت (1 یوحنا 3 : 22، 1 پطرس 3 : 7)، خدا کی مرضی کے مطابق مانگنے میں غفلت (1 یوحنا 14:5-15) اور شخصی خواہشات کی لگن (یعقوب 2:4-3)۔

اگر ہم اِن خطرات سے خبردار رہیں اور اُن دو سوالوں کے جواب میں ''ہاں'' کہہ سکیں تو ہم تسلی بخش ایمان میں دعا کر سکتے ہیں یہ جانتے ہوئے کہ جو کچھ ہم نے مانگا ہے خدا اپنے ٹھیک وقت میں وہ سب کچھ کرے گا۔ یوحنا 7:15 میں یسوع نے خود کہا کہ ''اگر تم مجھ میں قائم رہو اور میری باتیں تم میں قائم رہیں تو جو چاہو مانگو وہ تمہارے لئے ہو جائے گا۔''

یونٹ 2 کا اعادہ

سبق 2-1

1۔ بائبل مقدس کے تعلق سے ''الہام'' سے کیا مراد ہے؟

2۔ بائبل مقدس کے تین مقاصد بتائیں؟

3۔ خدا کے کلام کا مطالعہ کرنے کے لئے تحریک کہاں سے ملتی ہے؟

4۔ بائبل مقدس کے مطالعہ اور روحانی نشوونما کے درمیان کیا تعلق ہے؟

5۔ خدا کے کلام کے تعلق سے پاک روح کے پانچ کام کون سے ہیں؟

6۔ بائبل مقدس کے اہم ہونے کی کم از کم پانچ وجوہات بیان کریں۔

7۔ ''Hermeneutics'' یعنی علم التشریح/ علم التراجم یا علمِ تفسیر کیا ہیں؟

8۔ تمہیدیات، روایتی تحاریر اور اصولاتِ تحریر و تقریر کی وضاحت بیان کریں۔

9۔ ''علم الایمان'' کے تین اصولات کے نام بیان کریں

10۔ کلامِ مقدس کو سمجھنے سے پیشتر کون سے تین روحانی تقاضے ہیں جن کا پورا کیا جانا لازم ہے؟

11۔ آپ کسی دوست کے سامنے بائبل مقدس کی اہمیت اور اس کا مقصد کس طرح بیان کریں گے؟ آپ اپنی دعویٰ کی حمایت میں کون سا حوالہ استعمال کریں گے؟

حفظ کرنے کے لئے آیات

2 تیمتھیس 3:16-17

2 تیمتھیس 2:1-2

2 تیمتھیس 2:15

سبق 2-2

1۔ ’’کلیسیا‘‘ کے یونانی لفظ کیا ہے اور اس کے کیا معنی ہیں؟

2۔ وہ ’’چٹان‘‘ کیا ہے جس پر کلیسیا کی بنیاد رکھی گئی ہے؟

3۔ کون کلیسیا کی تعمیر کر رہا اور اسے قوت بخش رہا ہے؟

4۔ کلیسیا کو دو پہلوؤں والا سپرد کیا گیا کام کیا ہے؟

5۔ ابتدائی کلیسیا کی چار ترجیحات کون کون سی تھیں؟

6۔ اعمال 6 باب میں، جب یونانی مائل اور عبرانی مسیحیوں کے مابین اختلاف برپا ہوا تو رسولوں نے کیوں کہا کہ وہ نہیں سمجھتے کہ اُنہیں کھانے کی میز پر خدمت کرنی چاہئے؟

7۔ کلیسیا قائم کرنے میں خدا کا کیا مقصد تھا اور اس کی منزل کیا ہے؟

8۔ ’’تقسیمِ ادوار‘‘ سے کیا مراد ہے؟

9۔ کلیسیا اور گرجا گھر میں کیا فرق ہے؟

10۔ بائبل مقدس میں یسوع مسیح اور کلیسیا کے لئے کون سے سات تشبیہات پائی جاتی ہیں؟

11۔ آپ کسی دوست کے سامنے کلیسیا کی نوعیت اور اس کا کام کسطرح بیان کرینگے؟ اپنے دعویٰ کی حمایت میں آپ کون سا حوالہ استعمال کریں گے؟

حفظ کرنے کی آیات

متی 16:15-18

افسیوں 1:22-23

افسیوں 2:4-7

سبق 2-3

1۔ایماندار کے سپرد کون سا کام کیا گیا ہے؟

2۔کون سی بات ہمیں اپنا سپرد کیا گیا کام پورا کرنے پر ابھارتی ہے؟

3۔2 کرنتھیوں 15:5 میں پولس کے مطابق، مسیح کس لئے مؤا؟

4۔ایمانداروں کو دوسرے لوگوں کو کسطرح سے دیکھنا چاہیۓ؟

5۔میل ملاپ کی خدمت کیا ہے؟ میل ملاپ کا پیغام کیا ہے؟

6۔1 پطرس 15:3 میں پیش کردہ بشارتی طریقہ کار بیان کریں؟

7۔بائبل مقدس کی روشنی میں "حلیمی/خاکساری کی وضاحت کریں؟

8۔تمام ایمانداروں کے تین اہم کام کون سے ہیں؟

9۔بپتسمہ کیا ہے؟ بپتسمہ کی کون سی دو اقسام بائبل مقدس میں بیان کی گئی ہیں؟

10۔کیا بپتسمہ نجات پانے کے لئے ضروری ہے؟ اگر ایسا ہے، تو کون سا بپتسمہ لینا ضروری ہے؟

11۔نجات پاتے وقت ایمانداروں میں روح القدس کون سے پانچ کام کرتا ہے؟

12۔آپ کسی دوست کے سامنے ایماندار کے ایلچی ہونے کو کسطرح بیان کرینگے؟ اپنے دعویٰ کی حمایت میں کون سے حوالہ جات استعمال کریں گے؟

حفظ کرنے کی آیات

2 کرنتھیوں 14:5-21

1 پطرس 15:3

سبق 2-4

1۔ روحانی نعمت کیا ہے اور اس کا مقصد کیا ہے؟

2۔ ''ظہور'' کے کیا معنی ہیں؟

3۔ ایماندار کی روحانی نعمت کون منتخب کرتا ہے؟

4۔ روحانی نعمتیں کون بخشتا ہے؟

5۔ ایماندار کی زندگی میں روحانی نعمتیں کس قدر اہمیت کی حامل ہیں؟

6۔ ہم اپنی روحانی نعمت کس طرح دریافت کر سکتے ہیں؟

7۔ خداوند یسوع کے کہنے کے مطابق بڑا بننے کا اوّلین تقاضا کیا ہے؟

8۔ ''عزت کا برتن'' ہونے سے کیا مراد ہے اور ہم کیسے بن سکتے ہیں؟

9۔ کوئی شخص خود کو کس طرح پاک کرتا ہے؟

10۔ ''مُقدّس کئے جانے'' کا کیا مطلب ہے؟

11۔ حلیمی یا فروتنی کیوں اہم ہے اس کی کم از کم پانچ وجوہات بیان کریں؟

12۔ آپ کسی دوست کے سامنے روحانی نعمتوں اور خدمت کو کسطرح بیان کرینگے؟
اپنے دعویٰ کی حمایت میں کون کون سے حوالہ جات استعمال کریں گے؟

حفظ کرنے کی آیات

1 کرنتھیوں 12:4-7

سبق 2-5

1۔ بائبل مقدس کے مطالعہ اور دعا کے مابین کیا تعلق ہے؟

2۔ ''بلا ناغہ دعا'' کرنے کے حکم کی وضاحت کریں؟

3۔ متی 7:7-11 میں خداوند یسوع نے دعا کا موازنہ کس چیز سے کیا ہے؟

4۔ متی 7:7-8 میں بیان کردہ وعدے کیا ہیں اور ان وعدوں کے ساتھ کیا شرائط ہیں؟

5۔ مانگنے، ڈھونڈنے اور کھٹکھٹانے میں کیا فرق ہے؟

6۔ کون سی دو دعائیں ہیں جو ہمیشہ درست اور خدا کو تعظیم دینے والی ہیں؟

7۔ خدا کے جوہر کی دس خصوصیات بیان کریں اور ان میں سے ہر ایک کے معنی وضاحت سے بیان کریں؟

8۔ ''توانائی سے بھرپور دعا'' کیا ہے؟ ہم کیسے جان سکتے ہیں کہ ہماری دعا توانائی سے بھرپور ہے؟

9۔ آپ کسی دوست کے سامنے دعا اور ایماندار کی کہانت کس طرح بیان کریں گے؟ اپنے دعویٰ کی حمایت میں کون کون سے حوالہ جات استعمال کریں گے؟

حفظ کرنے کی آیات

1 تھسلنیکیوں 5:16-18

متی 7:7-8

یونٹ 3:

روحانی ترقی

ایک دوڑ......مسیحی زندگی

خطرہ......برگشتگی

وعدہ......روحانیت

چڑھائی...... روحانی ترقی

مقصد ......روحانی بالیدگی

سبق 3-1:

ایک دوڑ............مسیحی زندگی

عبرانیوں 12:1-3
1 کرنتھیوں 9:24-27

ططس رومی کے ہاتھوں یروشلیم کی تباہی سے تین سال قبل ایک نامعلوم مصنف نے شہر کے عبرانی ایمانداروں کو ایک انتہاہی مگر حوصلہ افزائی کا خط لکھ۔قریب الواقع قومی بحران کے وقت میں یہ لکھاری ان پیروکاروں کو یاددلاتا ہے کہ اُن کا بچاؤ صرف خدا کے منصوبے کی تلاش کے لئے انفرادی طور پر درست اور واضح سمت کا تعین کرنے میں تھا۔

عبرانیوں 12 باب میں وہ مسیحی زندگی کا موازنہ ایک دوڑ سے اور مسیحیوں کا موازنہ کھلاڑیوں سے کرتا ہے کہ اگر جیت کی از حد خوشی کا تجربہ پانا چاہتے ہیں تو انہیں دوڑ میں دوڑنے کی تربیت کی پُر مشقت جانفشانی کو برداشت کرنا ہوگا۔اپنے منصوبہ میں خدا نے ہر مسیحی کے سامنے ایک دوڑ رکھی ہے، یعنی ایک شخصی مقصد۔کوئی بھی اپنے مقصد کو اتفاقیہ پورا نہیں کرتا۔دوڑ ے جیتنے کے لئے منظّم ہونے، برداشت کرنے اور ہدف پر دھیان دینے کی ضرورت ہے۔

”پس جب کہ گواہوں کا ایسا بڑا بادل ہمیں گھیرے ہوئے ہے تو
آؤ ہم بھی ہر ایک بوجھ اور اُس گناہ کو جو ہمیں آسانی سے الجھا
لیتا ہے دور کر کے اُس دوڑ میں صبر سے دوڑیں جو ہمیں درپیش
ہے“(عبرانیوں 12:1)۔

قدیم زمانہ کے کھیلوں میں دوڑ کا میدان گھوڑے کے سُم (نعل) کی شکل کا ہوتا تھا۔ دوڑ کی پٹیوں کے چوگرد چبوترے بنے ہوتے تھے تا کہ تماشائی شروع سے آخر تک پوری دوڑ دیکھ سکیں۔

''بادل'' کے لئے یونانی لفظ Nephos سے مراد ہے ''ان گِنت بھیڑ۔ بہت بڑا مجمع'' یہ لفظ بے شکل و بے ترتیب بادلوں کی تصویر کو پیش کرتا ہے جو بادلوں کو گھیرے ہوئے ہوں۔ روم کے سرکس کے میدانوں کی طرح کے Coliseums (سٹیڈیم جیسی شکل کے میدان) جن میں کم و بیش دو لاکھ نشستیں ہوتی تھیں، اُن پر بیٹھے ہوئے تماشائی یقیناً کھلاڑیوں کو ایک بے ترتیب بادل جیسے دکھائی دیتے ہوں گے۔ مگر گو وہ تماشائیوں کو صاف و واضح طور سے دیکھ نہیں سکتے تھے مگر اُن کی واہ واہ اور داد کو یقیناً ٹھیک طرح سُن سکتے تھے۔

''گھیرے ہوئے'' یہ perikeimai کا فعل حال وسطی ہے، ایک ایسا لفظ جس کے معنی ہیں ''جکڑنا یا گھیرنا'' اور اس صورت حال میں اس کے معنی ہیں ''گھیرنا اور سہارا دینا، حمایت کرنا۔'' جس طرح خوشی سے واہ واہ کر کے داد دینے والا مجمع کھلاڑیوں کو سہارا دیتا یا اُن کی حمایت کرتا تھا۔

سیاق وسباق سے ہم جانتے ہیں کہ عبرانیوں 11 باب میں متذکرہ گواہوں کے بادل میں ایمان کے سورماؤں کی تاریخ شامل کی گئی ہے۔ عظیم ایمانداروں کی یہ جماعت یا گروہ روحانی بادشاہت میں کھڑی رہ کر ہمیں دوڑتے دیکھتی ہے۔ اور وہ اکیلے نہیں ہیں: وہ ہر اُس ایماندار کے ساتھ کھڑے ہیں جو کسی دور میں زندہ تھے۔ تمام مرد اور خواتین اور بچے جو اپنی دوڑ ختم کر چکے ہیں اور جن کے ایمان کی تصدیق خدا کی طرف سے ہو چکی ہے۔ یہ بے شمار بھیڑ لگاتار ہماری حوصلہ افزائی کرتی ہے کہ ہم اپنی دوڑ عزت اور راستبازی کے ساتھ ختم کریں۔ ہم جو میدان کے کھلاڑی ہیں؛ اُن کے چہرے تو نہیں دیکھ سکتے لیکن ہم اُن کی حوصلہ افزا آواز کی گونج کو پاک نوشتوں کے اوراق سے اور ان کی زندگیوں کی مثالوں سے سُن سکتے ہیں۔ جب ہم پاک کلام اور کلیسیا کی تاریخ

کا مشاہدہ کرتے ہیں تو ہم میں سے ہر ایک ایسے لوگوں سے ملتا ہے جن کے ساتھ ہم مماثلت رکھتے ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے ہمارے جیسی مشکلات، مصائب اور آزمایشوں کا سامنا کیا، وہ ایماندار جو ہمارے جیسی کمزوری رکھتے تھے، وہ لوگ ہم فطری طور پر ہم سے مماثلت رکھتے ہیں اور ان کی زندگیاں خاص طور پر ہماری حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔

ہم ہر طور سے یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں پہچانتے ہیں اور اسی طرح ہم میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ وہ فی الحقیقت اس بات کی فکر رکھتے ہیں کہ ہم اپنی دوڑ کس طرح دوڑتے ہیں کیونکہ اب اُن کے پاس کامل تناظر ہے۔ اپنی موت کے وقت جب انہوں نے یسوع مسیح کا چہرہ دیکھا، تب وہ یہ بات پورے طور سے جانتے تھے کہ کیا ضروری ہے اور کیا نہیں۔ اب وہ دیکھ سکتے ہیں کہ تمام زیورات کتنے بے معنی (ناقص) ہیں جو ہماری توجہ ہماری دوڑ سے ہٹاتے ہیں۔ اب وہ جانتے ہیں کہ اس وقت میں اور ابدیت میں صرف ایک ہی چیز معنی رکھتی ہے کہ یسوع مسیح جلال پائے۔

''پس جب گواہوں کا ایسا بڑا بادل ہمیں گھیرے ہوئے ہے تو آؤ
ہم بھی ہر ایک بوجھ اور اس گناہ کو جو ہمیں آسانی سے الجھا لیتا
ہے دور کر کے اُس دوڑ میں صبر سے دوڑیں جو ہمیں درپیش
ہے۔'' (عبرانیوں 1:12)

''دُور کر کے'' کے لئے یونانی لفظ ''اپوٹی تھیمی'' apotithemi'' ہے۔ اس کا مطلب ہے کپڑے اتارتے ہوئے، اُتار دینا، ایک طرف رکھ دینا۔ ''بوجھ'' یونانی لفظ ''اوگکوس'' Ogkos'' ہے۔ بوجھ رکھنے والا، بھار، وزن'' آگکوس جسامت یا بیرونی ڈیل ڈول کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یونانی کھلاڑیوں کو دورانِ تربیت اکثر اوقات بھار اٹھا کر بھاگنا ہوتا تھا۔ دوسری طرف خیال یہ ہے کہ اگر ہم جیتنا چاہتے ہیں تو ہمیں بغیر بوجھ کے بھاگنا ہوگا۔

لوقا 34:21 میں خداوند نے اِسے اُس وقت واضح کیا جب اپنے شاگردوں کو بتایا کہ ''خبردار رہو، ایسا نہ ہو کہ تمہارے دل خُمار اور نشہ بازی اور اس زندگی کی فکروں سے سُست ہو

پُرانی گنہگار فطرت

ہماری گنہگار فطرت: ہماری انگلیوں کے نشان کی طرح بالکل منفرد اور الگ ہوتی ہے۔ بے شک یہ بنیادی طور پر ایک جیسے خدوخال رکھتی ہے۔ ہر گناہ کی فطرت، کمزوری، مضبوطی، نفسانی خواہشات اور بنیادی رجحان کا مرکب ہوتی ہے۔

ہماری کمزوری کی جگہ پر ہم میں سب خاص قسم کے گناہوں میں پھنس جاتے ہیں۔ کچھ سوچوں کے گناہ میں، کچھ زبان کے گناہ میں، اور کچھ علانیہ گناہ میں۔

جہاں ہماری قوت کا تعلق ہے، ہر ایک انسان نیکی کی خاص اقسام کے گناہ کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے۔ ہم ایسے مثبت انسانی رویوں سے متاثر ہو کر انحصار کرنے کی آزمائش میں پڑ جاتے ہیں جو ہماری شخصیتوں پر حکمرانی کرتی ہیں۔

کردار کی قوتیں ہی ہیں جو بذاتِ بُری نہیں لیکن اگر پاک روح کی طاقت اور خدا کے کلام پر انحصار کرنے کی بجائے ان پر انحصار کیا جائے تو یہ الجھن کا باعث بن سکتی ہیں۔ پاک روح کے اختیار میں رہے بغیر ہماری اچھائیاں کچھ ایسا پھل نہیں لاسکتیں جو خدا کو قبول ہو۔ کیونکہ خدا کے بغیر ''اچھائی''، یعنی ایسی اچھائی جو خدا کی ضرورت محسوس نہ کرے وہ برائی ہے۔

ہماری نفسانی خواہشات اتنی ہی انفرادی ہیں جتنی کہ ہماری کمزوریاں اور اچھائیاں۔ کچھ لوگ پیسہ کی آرزو رکھتے ہیں، کچھ طاقت کی، کچھ شہرت کی، کچھ جنسی خواہشات رکھتے ہیں۔

گناہ کی فطرت میں صرف دو بنیادی رجحانات ہیں، جن میں سے ایک حکومت کرے گا اور ایک ماتحت کرے گا۔ ایک پرہیز گاری کی طرف ہوتا ہے جو قانونیت کی طرف لے جاتا ہے، دوسرا شہوت پرستی کی طرف ہوتا ہے جو لاقانونیت کی طرف لے جاتا ہے۔

مرکبات کی کثرت اور بے شمار انکشافات ان چار باتوں سے ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ذہنی گناہ کی کمزوری کے ساتھ ایک پرہیز گار شخص قانون سے بے بہرہ آدمی کو پرکھنے لگتا ہے جو کھلم کھلا گناہ میں گر جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جب قانون سے بے بہرہ آدمی پرہیز گار شخص کی شخصی راستبازی کے فریب کو دیکھے تو وہ حقیر سمجھے جانے کے ذہنی گناہ میں گر جائے۔ وہ شخص جو طاقت کی خواہش رکھتا ہے اور اُس میں زبان کے گناہ کی کمزوری پائی جاتی ہے تو دوسروں کو تنقید اور تہمت کے ذریعے پھاڑتے ہوئے خود کو اوپر اٹھانے کی کوشش کرے۔ ایک اور شخص جو اسی طرح کی خواہش ذہنی رویّے کے گناہ کی کمزوری کے ساتھ رکھتا ہے وہ شاید کبھی تلخ الفاظ نہ کہے اور بہتر شخص نظر آئے۔ لیکن خدا کیلئے ...... کیونکہ صرف وہی آدمیوں کے دلوں کو دیکھتا ہے...... دونوں برابر کے قصوروار ہیں۔

جائیں۔ وہ اُنہیں بڑے حقیقی خطروں سے آگاہ کر رہا تھا جو اُس دور میں اُنہیں اپنی توجہ اور مقصد سے ہٹانے کے سلسلہ میں درپیش تھے۔

عبرانیوں کا مصنف ہم میں سے ہر ایک کو آگاہ کرتا ہے کہ اُس گناہ کو جو ہمیں آسانی سے الجھا لیتا ہے دُور کریں۔ حقیقی معنوں میں گناہ جو بڑی آسانی سے ہمیں الجھا لیتا یا جال میں پھنسا لیتا ہے، وہ جس میں ہم بڑی آسانی سے الجھ جاتے ہیں۔ وہ یہاں پر گناہ کی فطرت کے بڑے بنیادی اصول کو جان لیتا ہے۔ ہر ایک مختلف ہے۔ دو لوگ ظاہری طور پر بالکل بھی ایک جیسے نہیں ہوتے، دو لوگ ایک جیسی شخصی خصوصیات (خدوخال) کے مالک نہیں ہوتے۔ اسی طرح گناہ کی دو فطرتیں ایک جیسی نہیں ہوتیں۔

ہر ایماندار کے اپنے الگ دشمن ہوتے ہیں۔ جو چیز مجھے الجھانے والا گناہ ہے...... کمزوری یا طاقت کا کوئی پہلو جو مجھے خدا پر بھروسہ کرنے سے روکتا ہے...... آپ کا مسئلہ یقیناً اس سے مختلف ہوگا۔ ہم اپنا موازنہ کسی دوسرے سے نہیں کر سکتے۔

غور کریں کہ منصف ہمیں اُس گناہ کو دُور کرنے کے لئے نہیں کہتا جو دوسروں کو الجھا لیتا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک اپنی دوڑ دوڑنے کا ذمہ دار ہے۔ جیسے ہی ہم کسی اور کی دوڑ کے خیال میں محو ہو جاتے ہیں، ہم اپنی قطار سے باہر آ جاتے ہیں۔ ہم دوسرے لوگوں کو خوش کر سکتے ہیں۔ اُن کی حوصلہ افزائی کر سکتے ہیں لیکن اگر ہم کسی اور کی دوڑے کے طریقہ کار پر تنقید کر دیتے ہیں تو ہم مشکلات کو دعوت دیتے ہیں۔

خدا ہمیں دوسروں کی دوڑ کی بابت جوابدہ قرار نہیں دیتا۔ اس نے ہمیں ہماری اپنی دوڑ کے حساب کتاب کا ذمہ دار بنایا ہے کہ ہم کیسے دوڑتے ہیں۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ اپنے آپ کو سمجھیں؟ اُس چیز کو پہچانیں جس کی وجہ سے ہم پیچھے رہ جاتے ہیں یا جو ہمیں الجھا دیتی ہے اور اُسے دُور کریں تاکہ وہ ہمیں ہماری دوڑ ختم کرنے سے نہ روکے۔ (افسیوں 4:22-23)۔ اپنے الجھا دینے والے گناہوں کو ہم صرف توبہ اور روحانی افزائش کے ذریعے ہی دُور کر سکتے ہیں۔

''......تو آؤ ہم بھی ہر ایک بوجھ اور اُس گناہ کو جو ہمیں آسانی سے الجھا لیتا ہے دُور کر کے اُس دوڑ میں صبر سے دوڑیں جو ہمیں درپیش ہے۔ اور ایمان کے بانی اور کامل کرنے والے یسوع کو تکتے رہیں جس نے اُس خوشی کے لئے جو اُس کی نظروں کے سامنے تھی شرمندگی کی پرواہ نہ کر کے صلیب کا دکھ سہا اور خدا کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھا۔ پس اُس پر غور کرو جس نے اپنے حق میں برائی کرنے والے گنہگاروں کی اِس قدر مخالفت کی برداشت کی تا کہ تم بے دل ہو کر ہمت نہ ہارو''

(عبرانیوں 12:1-3)۔

''سہا'' کے لئے یونانی لفظ ''ہیوپومون'' Hupomone ہے جس کے معنی ہیں ''کسی جگہ مسلسل رہنا''۔ مصنف ہمیں بتا رہا ہے کہ اپنی تکلیف کے باوجود ہمیں ضرور ہی پیچھے پڑے رہنا ہے۔ ہمیں صبر کے ساتھ دوڑتے رہنا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک مختلف قسم کی مشکلات (مخالفت) کا سامنا کرتا ہے۔ ایسے وقت ہمیشہ رہیں گے جب ہم ترک کر دینے جیسی آزمائش میں پڑتے ہیں۔ بالخصوص جب ہم ہار جائیں تو ترک دینا بہت آسان ہے بجائے کہ ہم اپنے قدموں پر پھر سے کھڑے ہو کر دوڑنا شروع کریں۔ لیکن ہمت نہ ہاریں۔ بوجھ تلے قائم رہیں۔ اس سے بھاگنے کی کوشش نہ کریں۔

اس کتاب کا مصنف نہ صرف عبرانیوں کو دوڑتے رہنے کا حکم دیتا ہے بلکہ پُر جوش اور ولولہ انگیز الفاظ استعمال کرتے ہوئے اپنے ساتھ ملانے کے لئے وہ اُن کی حوصلہ افزائی بھی کرتا ہے۔ ''آؤ دوڑیں۔ میں جا رہا ہوں۔ تم میرے ساتھ چلو، آؤ، بالکل ایک ٹیم کی طرح دوڑیں۔ ہمیں اپنی اپنی قطار میں دوڑنا ہے لیکن ہم ساتھ میں دوڑ سکتے ہیں۔ ہم سب ایک ہی مقام کیلئے آگے بڑھ رہے ہیں۔

''جو ہمیں درپیش ہے'' کے لئے یونانی لفظ ''پروکیمائی'' Prokeimai ہے۔اس کے معنی ہیں ''پہلے سے مقرر کرنا یا تقرر کرنا'' ہر دوڑ پیشتر سے تیار کردہ اور تعین کردہ ہے۔اپنی دوڑ کا انتخاب ہم خود نہیں بلکہ خدا کرتا ہے۔وہ ہمیں ہمارا نشان اور منزل بتا دیتا ہے۔جو کچھ وہ منتخب کرتا ہے وہ ایسی چیز نہیں ہوتی جو ہم خود منتخب کرتے ہیں لیکن وہ چیز جس کے لئے خدا ہمیں بلاتا ہے صرف ایک ہی ہے۔وہ چیز جو ہمیں بھر دیتی ہے اور کثرت کی زندگی دیتی ہے۔

گو جس دوڑ کے لئے ہم بلائے گئے ہیں وہ پہلے ہی سے تیار کی گئی ہے، ہمارے سامنے دوڑنے کی بابت کئی چناؤ ہوتے ہیں۔ہم انتخاب کرتے ہیں کہ ہم دوڑیں۔ہم انتخاب کرتے ہیں کہ کیسے دوڑیں۔ہم انتخاب کرتے ہیں کہ صبر کے ساتھ اپنی زندگیوں کی بابت خدا کی مرضی تلاش کرنے میں کوشاں رہیں۔

ہر دوڑ کے تین حصے ہوتے ہیں؛ آغاز، درمیان، اور اختتام۔لمبی دوڑ میں شروع اور اختتام، آسان ترین حصے ہوتے ہیں۔شروع میں ہمیشہ ہی ماحول پُر جوش ہوتا ہے۔ہر کوئی پُر جوش دکھائی دیتا ہے اور پستول میں سے نکلنے والی گولی کی آواز کے ساتھ ہی آغاز کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔اختتام پر تماشائی خوشی سے نعرے لگاتے ہیں اور گو دوڑنے والے کھلاڑی تھک چکے ہوتے ہیں، لیکن یہ جانتے ہوئے کہ انہوں نے کسی کام کی تکمیل کی ہے، انہوں نے اپنا مقصد حاصل کیا ہے، وہ ازسرِ نو توانا ہو جاتے ہیں۔

اکثر دوڑ کا درمیانی حصہ مشکل ترین ہوتا ہے۔بالخصوص صبر کی دوڑ میں۔ایسا دوڑ کے درمیانی حصہ میں ہوتا ہے کہ دوڑنے والے کی سوچ بھٹکنا شروع کر دے۔اُس کی تحریک کم ہونا شروع ہوتی ہے اور یہ بھول جانا آسان ہوتا ہے کہ دوڑ کا یہ خاص حصہ کتنا اہم ہوتا ہے۔

صبر کی دوڑ کافی حد تک مسیحی طرزِ زندگی جیسی ہوتی ہے۔دوڑ کا پہلا دور، آغاز نجات ہے۔دوسرے دور میں ایمان کا سادہ عمل ہے ۔ ہم خدا کے خاندان میں پیدا ہوئے ہیں (2 کرنتھیوں 5:21)۔یہ یسوع مسیح کی نظروں میں براہِ راست جھانکنے کا پہلا موقع ہوتا ہے جب

وہ ہماری دوڑ کے آغاز کا اعلان کرنے والا ہو۔

دوڑ کا تیسرا دور اختتام، یعنی موت یا بے خودی ہے...... جو ایک لمحہ کے عرصہ میں ہو جاتا ہے۔ ہم اختتامی رسی کو توڑیں اور آخر میں یسوع مسیح کی بانہوں میں گر جائیں۔

دوڑ کا دوسرا حصہ، یعنی فاصلہ؛ روحانی ترقی ہے۔ یہ سخت ترین مرحلہ ہے۔ یہ ایک عمل ہے، اور ہر عمل وقت لیتا ہے۔ جب شروع میں ہم مسیحی زندگی میں قدم رکھتے ہیں تو ہم پُر جوش ہوتے ہیں، ہمارے پاس چیلنج ہوتا ہے، خواہش ہوتی ہے، کہ دوسروں کو ابدی زندگی حاصل کرنے کی بابت بتائیں۔ ہم ابھی تک اس بات پر ایمان رکھنے میں سادہ اور بھولے بھالے ہیں کہ ہر کوئی مسیح کی بابت سُننا چاہتا ہے۔ لیکن جب ہم دوڑ کے عین درمیان میں پہنچتے ہیں، ہم درد، دباؤ اور مخالفت محسوس کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ دوڑ مشکل ہو جاتی ہے وہاں جوش، چیلنج، خوشی ہمیشہ نہیں رہتی۔ ہمیں اپنی دوڑ پر توجہ برقرار رکھنے میں مشکل پیش آتی ہے۔

گھوڑے کے نعل کی شکل کے میدان میں جب دوڑنے والا دوڑ کے درمیان تک پہنچتا ہے، تب اُسے اختتامی لکیر بڑی دُور محسوس ہوتی ہے۔ مسیحی زندگی کی دوڑ کے میدان میں یسوع بھی بہت دُور نظر آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ اتنا دُور نہیں ہے جتنا شروع میں تھا یا آخر میں ہوگا۔ لیکن وہ ہماری نظر کو دھندلا ہونے دیتا ہے کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ ہم ایمان سے دوڑنا سیکھیں۔

''یسوع کو تکتے رہیں'' صرف یہی ایک راستہ ہے جس سے ہم برداشت کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ جب تک کہ ہم اختتامی لکیر کو نہ دیکھیں۔ ہم اُسے پا نہیں سکتے۔ یسوع کے نمونہ پر چلنا ہی ہماری دوڑ کا مقصد ہے۔

''تکتے رہنا'' مرکب یونانی لفظ ہے۔ ''ایپو'' Apo کا مطلب ہے ''سے دُور کرنا'' اور ''ہوراؤ'' Horao کے معنی ہیں ''مسلسل نگاہ میں ہونا'' یہ مرکب Aphorao ''اپفراؤ'' ہمیں بتاتا ہے ہم ہر چیز سے نظریں ہٹا کر صرف ایک چیز پر نظریں جمالیں۔

قدیم یونانی کھیلوں میں ہمیشہ ایسا ہوتا تھا کہ ایک وقت میں کئی کام ہو رہے ہوتے

خدا کی مرضی

ہم اپنی زندگیوں کے لئے خدا کی مرضی کو کس طرح جان سکتے ہیں؟ پہلے ہمیں سمجھنا ہوگا کہ وہ مرضی کن باتوں پر مشتمل ہے۔ ہر ایک کی زندگی کے لئے خدا کی مرضی کے تین پہلو ہیں؟ کیا، کہاں اور کیوں۔

1۔ خدا کی عملی مرضی ہے "کیا"۔ خدا چاہتا ہے کہ ہم اپنی زندگیوں سے وہ کریں جو اس نے ہمارے لئے رکھا ہے ۔ اُس نے ہر ایماندار کے لئے ایک خاص کام رکھا ہے (مرقس 13:33-37)۔ ایک ایسی خدمت جس کی تعریف ہمارے روحانی پھل سے بیان کی گئی ہے (1 کرنتھیوں 12:4-7)۔ ہمیں یہ بتاتے ہوئے کہ ہم اپنے دنوں اور گھنٹوں کے ساتھ کیا کریں، وہ ہمیں ایک طریقہ دیتا ہے کہ وہ ہماری مرضی سے کیا چاہتا ہے۔ قانائے گلیل میں شادی کی تقریب میں مریم نے نوکروں سے کہا "جو کچھ یہ تم سے کہے وہ کرو" (یوحنا 2:5)۔ کیا انہوں نے بالکل ویسا ہی نہیں کیا جو اُس نے اُنہیں کرنے کے لئے کہا تھا۔ اُن سے کسی قسم کا کوئی معجزہ، کوئی الٰہی ایجاد وجود میں نہیں آئی تھی۔ ہمارا کام ہے کہ وہ کام کریں جو وہ آج ہم سے کرنے کے لئے کہتا ہے۔

2۔ خدا کی جغرافیائی مرضی ہے "کہاں"۔ خدا کے پاس وہ جگہ ہے جہاں وہ چاہتا ہے کہ ہم ہوں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں وہ ہمیں ضرورت کی سب چیزیں مہیا کرتا ہے۔ اگر ہم غلط جگہ پر ہیں تو ہم اُس ذخیرے سے محروم ہو جائیں گے۔ خدا نے ایلیاہ کو کریت کے نالہ پر جانے کے لئے کہا "اور میں نے کوّوں کو حکم کیا ہے کہ وہ تیری پرورش کریں" (1 سلاطین 17:4)۔ کوّے ہر دن اور ہر رات کریت کے نالہ پر اس کے لئے کھانا لاتے تھے۔ اگر ایلیاہ کہیں اور چلا گیا ہوتا تو وہ خدا کے انتظام کو دیکھ نہ پاتا۔

3۔ خدا کی تحریک بخش مرضی ہے "کیوں"۔ خدا صرف اس بات کی فکر نہیں رکھتا کہ ہم کیا کرتے ہیں اور کہاں کرتے ہیں بلکہ اس کی یہ فکر بھی ہے کہ ہم کیوں اور کس کی طاقت سے کر رہے ہیں۔ متی کی انجیل کے چھٹے باب میں خداوند نے اُس شخص کے لئے جو دعا کرتا، روزہ رکھتا اور خیرات بھی دیتا ہے کچھ سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ وہ ان کے اعمال کے خلاف نہیں تھا۔ لیکن وہ ان کے مقاصد کے یکسر خلاف تھا۔ عبرانیوں 11:6 میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ ایمان کے بغیر خدا کو پسند آنا ناممکن ہے ۔ہم جو بھی کرتے ہیں...... حتیٰ کہ خدا کی مرضی کے مطابق...... لیکن اگر اُس پر ایمان رکھے بغیر کرتے ہیں تو وہ اسے قبول نہیں ہے۔

تھے۔ جیسے کہ دوڑنے والے میدان میں دوڑ رہے ہوتے تھے۔ میدان میں مقابلوں کی اور اقسام بھی چل رہی ہوتی تھیں۔ دوڑنے والے اگر نیزہ پھینکنے والوں پر تنقید کرنا شروع کرتے تو اُن کے لئے دوڑ جیتنے کا اتنا زیادہ موقع نہ ہوتا۔ فولادی گولہ پھینکنے والا کھلاڑی اگر دوڑنے والوں کو دیکھ کر اپنے کھیل سے توجہ ہٹا لیتا تو گولہ کسی غلط سمت میں چلا جاتا جس سے کسی کی موت بھی ہو سکتی تھی۔ یونانی کھلاڑیوں میں اگر جیتنے کی تمنا ہوتی تو انہیں اپفراوٗ Apharao یعنی توجہ بٹانے والی چیزوں سے نگاہ ہٹا کر اپنے ہدف ہر توجہ مرکوز رکھنا ہوتی تھی۔ ان کو مقابلہ کے مقصد کے لئے اپنی نظروں کی تربیت کرنا ہوتی تھی۔

ہمارا مقصد یہ ہے کہ یسوع مسیح کی مشابہت اپنائیں۔ ہمیں اپنی توجہ اُس پر مرکوز رکھنا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ہم دوڑتے ہیں تو اس کی دوڑ کو یاد رکھیں۔ ہم اُس کے حوصلے، اُس کی تربیت، اُس کی اطاعت کو یاد رکھیں۔ ہمیں یاد رہے کہ کیسے ایک کنواری سے پیدا ہونے

خدا کی مرضی کے مطابق ہونے کے لئے ہمیں صحیح کام صحیح جگہ پر صحیح مقصد کے لئے کرنا ہوگا۔ انفرادی طور پر ہماری زندگیوں میں خدا کی مرضی کو دریافت کرنے کے لئے ...... خواہ خدا کی وہ مرضی تحریر کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو...... جب خدا کی مرضی ظاہر ہو جائے تو اُسے قبول کرنا ضروری ہے۔ ہمیں خدا کی لکھی گئی اور بتائی گئی مرضی کو قبول کرنا ہے۔ ہم کبھی بھی خدا کی پوشیدہ مرضی کو جان نہیں سکتے جب تک کہ ہم بتائی گئی مرضی کی تابعداری نہیں کرتے۔ اور اس کی وہ بتائی گئی مرضی کیا ہے؟

سات کام ایسے ہیں جن کے لئے ہم یقین رکھتے ہیں جو خدا ہم سے کروانا چاہتا ہے۔

بچے رہو	(2 پطرس 9:3)
پاک رہو	(1 تھسلنیکیوں 3:4)
پاک روح سے بھرے رہو	(افسیوں 18:5)
شکر گزار رہو	(1 تھسلنیکیوں 18:5)
خوش رہو	(فلپیوں 4:11-13)
دکھ اٹھاؤ	(1 پطرس 17:3)
خدمت کرو	(رومیوں 12:1-2، 2 کرنتھیوں 15:5)

سے صلیب تک کے سفر میں ،خداوند یسوع مسیح کے پاس ایک ہی چیز تھی جس سے اس دوڑ کو دوڑ نا ممکن ہوا اور وہ تھی ؛ توجہ۔اُس نے اپنی نظریں اپنے مقصد پر مرکوز رکھیں۔اور چونکہ اُس نے ایسا کیا، وہ رکاوٹوں پر قابو پانے اور مخالفت کو برداشت کرنے کے قابل ہو گیا۔وہ اپنی دوڑ کو ختم کر سکا تو اس کی یہ وجہ نہیں تھی کہ وہ کس طرح سے دوڑ رہا تھا بلکہ اس لئے کہ وہ کس چیز کی طرف دوڑ رہا تھا۔آنے والی خوشی اور فتح کا جشن اُس کی نگاہوں کا مرکز تھے۔

وہ ایسا معروف فاتح سورما ہے جو پہلے ہی سونے کا تمغہ جیت چکا ہے اور ہمیں سکھانے اور چلتے رہنے کے قابل بنانے کے لئے واپس آتا ہے۔وہ ابتدا اور انتہا ہے۔اس دوڑ کو دوڑنے والا وہ پہلا شخص ہے اور وہی راستے کے ہر قدم پر ہمارے ساتھ ہماری دوڑ دوڑتا ہے (عبرانیوں 5-6:13)۔اسی طرح مقصد پر اس کی توجہ اُسے قوت بخشتی ہے اور برداشت کرنے کی ہمت دیتی ہے پس یسوع مسیح پر اور اس کے ساتھ مستقبل میں جشن منانے پر ہماری توجہ ہمیں اس قابل بناتی ہے کہ ہم اپنی دوڑ برداشت یعنی صبر کے ساتھ دوڑیں۔

وہ مخصوص خطرہ جس کا ہمیں سامنا ہوتا ہے یہ ہے کہ اگر ہم اپنی نظریں یسوع مسیح کے علاوہ اور کسی چیز پر لگا دیتے ہیں تو ہم تھک جائیں گے اور ہمت ہار جائیں گے۔اگر ہم ہار مان جاتے ہیں تو ہماری دوڑ ادھوری رہ جاتی ہے اور ہماری زندگی کے لئے خدا کا مقصد پورا نہیں ہو پاتا۔یسوع مسیح کے سامنے کھڑے ہونا اور اس کا پوچھنا ''میں اِس سے زیادہ اور کیا کرتا؟'' کتنی بُری بات ہوگی۔ہم کسی دن......صاف صاف دیکھیں گے جیسا کہ آج ایمان سے دیکھ سکتے ہیں ......کہ ہمارے پاس جلال میں ہر وہ چیز تھی جس کی ہمیں دوڑ کو ختم کرنے کے لئے ضرورت تھی۔

ہر کوئی ایک وقت پر تھکن یا حوصلہ کی کمی محسوس کرتا ہے۔یہ گناہ نہیں ہے......ہمت ہارنا گناہ ہے۔جب ہم اس نکتہ پر پہنچتے ہیں کہ ہم بالکل بھی آگے نہیں بڑھ سکتے،اس لمحہ ہمیں یسوع پر توجہ کر کے صرف ایک پاؤں اٹھا کر آگے بڑھنے اور اس کے بعد دوسرا قدم اٹھا کر آگے چلنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

''تم بھی ایسے ہی دوڑو تا کہ جیتو۔ اور ہر پہلوان سب طرح کا
پرہیز کرتا ہے۔ وہ لوگ تو مرجھانے والا سہرا پانے کے لئے یہ
کرتے ہیں مگر ہم اُس سہرے کیلئے کرتے ہیں جو نہیں مرجھاتا۔
پس میں بھی اسی طرح دوڑتا ہوں یعنی بے ٹھکانا نہیں۔ میں اسی
طرح مکّوں سے لڑتا ہوں یعنی اُس کی مانند نہیں جو ہوا کو مارتا
ہے۔ بلکہ میں اپنے بدن کو مارتا اور کوٹتا اور اُسے قابو میں رکھتا
ہوں......'' (1 کرنتھیوں 9:24-27)۔

''دوڑو!''، یہ ایک حکم ہے۔ پولس جس نے یہ خط کرنتھیوں کی بکھری ہوئی کلیسیا کو لکھا۔ اب وہ چبوترے پر بیٹھا ہے۔ لیکن وہ پاک تحریروں کے اوراق کے ذریعے اب بھی چلّاتا اور پکارتا ہے ''دوڑو! اس طرح بھاگو، کہ تُم جیت جاؤ۔''

1 کرنتھیوں 9:19 میں پولس کہتا ہے کہ اُس نے خود کو خادم بنالیا ہے تا کہ وہ سب آدمیوں کو جیت سکے۔ جیتنا اُس کے دماغ پر سوار تھا۔ پولس ایک آزاد آدمی تھا۔ لیکن اُس نے اپنی خوشی سے خداوند یسوع کا غلام بننا پسند کیا۔ وہ ان بندھنوں سے خوش تھا کیونکہ جانتا تھا کہ اُس کی خدمت کے ذریعے لوگ مسیح کے لئے جیتے جارہے ہیں اور وہ اُس دوڑ کو جیت رہا تھا جو اُس کے ذمہ لگائی گئی تھی۔

''مقابلہ'' کیلئے استعمال ہونے والا یونانی لفظ ایگونیزومائی Agonizomai ہے۔ اسی سے ہمیں انگریزی زبان کا لفظ ایگنی Agony ملتا ہے جس کے معنی ہیں جان کنی یا جانفشانی۔ اگر ہم جیتنا چاہتے ہیں تو ہمیں جانفشانی کرنا ہوگی۔ پولس کس قسم کی جانفشانی کی بات کر رہا ہے؟ اندرونی جانفشانی جو خود پر قابو پانے کی جدوجہد کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ جملے کے اِس حصہ ''خود کو قابو کرنا'' کے لئے یونانی لفظ ''ایگکریٹیو مائی'' ہے Agkrateuomai ہے جو کہ ''کراتوس'' Kratos سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں ''حکومت یا اختیار'' اور en کا مطلب ہے

''میں''۔کوئی بھی عظیم کھلاڑی نہیں بن سکتا ہے اگر وہ اپنے استاد کے نظم وضبط جیسا نظم وضبط نہ رکھتا ہو۔عظیم کھلاڑی وہ ہوتا ہے جو اپنے اندر نظم وضبط پیدا کرے تا کہ چاہے استاد آس پاس موجود ہو یا نہ ہو، وہ کبھی اپنی تربیت کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔وہ اپنے آپ سے زیادہ توقع کرتا ہے کیونکہ وہ اپنے مقصد کی طرف توجہ مرکوز رکھتا ہے۔صرف اس طرح خود پر قابو رکھنے سے وہ دوڑ کے اختتام تک پہنچ سکتا ہے۔

اگر کھلاڑی دنیاوی مقابلہ میں ایک طرف توجہ مرکوز کر کے مرجھا جانے والے اعزاز کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں تو ہمیں کتنا زیادہ دلجمعی اور مستعدی کے ساتھ ابدی انعام کی طرف بڑھتے جانا ہے؟ ہم ایک کام کرنے کے لئے بلائے گئے ہیں؛ خداوند یسوع مسیح پر توجہ مرکوز رکھنے کے لئے ؛ جیسے ہم مطالعہ کرتے ہیں اور غور وخوض کرتے ہیں نیز خدا کے کلام پر عمل کرتے ہیں جو کہ مسیح کی عقل ہے،ہم مقصد کی طرف بڑھتے ہیں۔

نظامِ کائنات میں ہر چیز ہماری توجہ کو برقرار رکھنے کے خلاف موت کی حد تک خطرناک ہے۔ہم میں سے ہر ایک کو اپنے لئے انتخاب کرنا ہے کہ یا تو ہم خود کو تباہی اور الجھن میں پھنسا دیں یا پھر اعزاز یعنی انعام کے ساتھ دوڑ کو ختم کرنے کے لئے بڑھتے چلے جائیں۔

زندگی کی دوڑ

1۔ وہ جو قوی ہے، تربیت یافتہ ہے، اُس کے لئے زندگی کی دوڑ خوش ہونے کا ذریعہ ہے۔ ایک طاقتور آدمی دوڑ کے چیلنج سے پیار کرتا ہے (زبور 5:19)۔ جب ہم تربیتی پروگرام پر عمل کرتے ہیں، مسیحی طرزِ زندگی خوشی بخشتی ہے۔

2۔ دوڑ کو دوڑنے کے لئے برداشت خدا کے کلام کا مستقل مزاجی سے مطالعہ کرنے سے آتی ہے۔ ایمانداری سے مطالعہ ہمارے دل کو بڑا کر دیتا ہے (زبور 32:119)۔ ہم عمل میں اتنے مستقل مزاج نہیں ہوں گے جتنا کہ مطالعہ کرنے میں۔

3۔ ٹھوکر کھانے سے بچنے کے لئے ہمیں اپنی قطار میں رہنا ہے، ہمیں اس راستہ پر توجہ دینی چاہئے جو ہمارے سامنے ہے (امثال 12:4)

4۔ برداشت پیدا کرنے کا بس ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے ایمان پیدا کرنا (یسعیاہ 31:40)۔ یسعیاہ 31:40 میں ''انتظار'' کے لئے لفظ Qawah ''قاواہ'' استعمال ہوا ہے جو کہ عبرانی زبان میں ایمان کے لئے انتہائی ٹھوس لفظ ہے۔ ہم کبھی بھی اس جگہ نہیں جہاں ہم استحکام سے اپنی طاقت کو خدا کی طاقت کے ساتھ بدل لیں جب تک ہم اپنے سارے کام ایمان یعنی Amen (بھروسا رکھنے والا ایمان)، Batach (کشتی لڑنے کا ایمان)، Chasah (پناہ گاہ کا ایمان)، اور Yachal (شفا کا ایمان) سے نہیں کر لیتے۔

5۔ چھوٹے کاموں میں ہماری ناکامی ہمیں بتاتی ہے کہ ہمیں زور (قوت) پیدا کرنے کی فوری ضرورت ہے ورنہ ہم بڑے کاموں میں بھی ناکام ہو جائیں گے (یرمیاہ 5:12)۔

6۔ حکم عدولی کی وجہ سے ہم دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں (گلتیوں 7:5)۔

7۔ دوڑ کا مقصد جیتنا ہے (1 کرنتھیوں 24:9)۔ ہم کسی اور سے مقابلہ نہیں کر رہے بلکہ ہم خود سے لڑ رہے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو اپنی دوڑ کی ذمہ داری لینا ہے۔ یعنی ایسی دوڑ جسے خدا قادرِ مطلق نے عین ہمارے مطابق مقرر کیا ہے۔ اُس نے جیتنے کے لئے ہمیں ہر چیز مہیا کر رکھی ہے۔

سبق 3-2

خطرہ...... برگشتگی

افسیوں 4:17-19

2 سموئیل 15:30-37, 23:17

مسیحی زندگی انتہائی کاملیت کی زندگی ہے۔ہم ہر لمحہ یا تو روحانی ہیں...... پاک روح کے زیرِ اختیار اور اُس ہدف کی طرف دوڑ رہے ہیں جو ہمارے سامنے ہیں...... یا پھر جسمانی ہیں ......یعنی بدن کے اختیار میں اور اپنے مقصد سے دُور بھاگتے ہوئے۔

اگر ہم گناہ کریں تو اصلاح اور توبہ کے ذریعے راہِ راست پر واپس آ سکتے ہیں۔لیکن ہم توبہ سے جس قدر انکار کرتے ہیں، اپنے ہدف سے اُسی قدر دُور ہوتے چلے جاتے ہیں اور جسمانی آدمی کے لئے اُس کے خیالات کے انتشار اور ایسی الجھنوں سے واپس مُڑنا نہایت مشکل ہو جاتا ہے جو اُسے پسند ہوتی ہیں۔اگر ہماری روحانی لغزش اور جسمانیت کی جانچ پرکھ اقرار کے ساتھ نہ کی جائے تو ایسی صورت حال ہمیں اور بھی زیادہ خطرناک اور تباہ کُن حالات کی طرف لے جائے گی جِسے برگشتگی کہتے ہیں۔

افسیوں کے ایمانداروں کو خط لکھتے ہوئے پولس رسول برگشتگی کے سات اقدامات کی خاکہ کشی کرتا ہے۔

''اس لئے میں یہ کہتا ہوں اور خداوند میں جتائے دیتا ہوں کہ
جس طرح غیر قومیں اپنے بیہودہ خیالات کے موافق چلتی ہیں تم

آئندہ کو اُس طرح نہ چلنا۔ کیونکہ اُن کی عقل تاریک ہوگئی ہے
اور وہ اُس نادانی کے سبب سے جو اُن میں ہے اور اپنے دلوں کی
سختی کے باعث خدا کی زندگی سے خارج ہیں، انہوں نے سُن ہو
کر شہوت پرستی کو اختیار کیا تاکہ ہر طرح کے گندے کام حرص
سے کریں'' (افسیوں 4:17-19)۔

پہلا قدم خدا کے کلام کا منفی اختیار ہے (2 پطرس 3:18، 2 تیمتھیس 3:16-17، 2:15) غیر قوموں کی طرح چلنے کا مطلب ہے بغیر ایمان کے (اندھیرے میں) چلنا۔ ایمانداروں کے لئے عملی طور پر بے دینوں کی طرح رہنا ممکن ہے۔ جب ہم تلخ یا حاسد ہوتے ہیں، جب ہم نفس پروری کرتے یا خوف کی حالت میں ہوتے ہیں، جب ہم عملی طور پر یقین نہیں رکھتے کہ ہم خدا کے اختیار میں ہیں۔ ذہن کی ایسے حالتوں میں ہم خدا کے کلام کا انکار کرتے ہیں۔ جب ہم ذہنی رویوں کی ایسی اقسام میں گر جاتے ہیں تو ہم پاک روح سے قوت پانے کا انتخاب کرنے کی بجائے گناہ کی پرانی فطرت کو منتخب کرتے ہیں۔ ہم ترقی اور واپسی کی راہوں سے دور ہو جاتے ہیں ...... برگشتہ ہو کر...... اپنی فطری راہوں اور بے پھل خودی کی طرف۔

دوسرا قدم ہے روح میں خالی پن کا پیدا ہونا۔ جب پولس اُن کے ذہن کے ''بے کار'' ہونے یا ''بے بنیاد'' ہونے کا ذکر کرتا ہے تو لفظ mataiotes استعمال کرتا ہے۔ اس کا ترجمہ ''بے کاری'' یا خالی پن'' کیا جا سکتا ہے جس کا اشارہ سچائی سے محروم یا خالی ہونے کی طرف ہے۔ جب ہم کلام کا انکار کرتے ہیں تو اپنی روح میں خالی پن قائم کرتے ہیں۔ لیکن روح کا مقصد خالی رہنا نہیں تھا، اور جب ہم سچائی کا انکار کریں تو ہم نہ چاہتے ہوئے بھی جھوٹ کو قبول کریں گے۔ ہماری جان، قالین صاف کرنے والی مشین کی طرح ہمارے اردگرد کا سارا غبار کھینچ لے گی۔ ہم جھوٹے مذہبی عقیدوں پر یقین کرنا شروع کر دیں گے اور ایمان کی بجائے اس نظریہ پر زندگی گزارنے لگیں گے کہ مذہب کی بنیاد عقل پر ہونی چاہئے۔ ہم خدا کی رفاقت جتنا زیادہ دُور ہوتے ہیں ، اتنا ہی

زیادہ آسان ہوتا ہے کلام سے اور بائبل مقدس کے مطالعہ سے دُور ہو جانا جسے ہماری خوراک کے طور پر ترتیب دیا جاتا ہے۔

تیسرا قدم روح کا ''بجھ جانا یا تاریک ہو جانا'' ہے۔ پولس رسول کہتا ہے کہ ''اُن کی عقل تاریک ہو گئی ہے۔'' روح جو خدا نے کلام پر عمل کرنے کے لئے بنائی ہے، دراصل بند ہو جاتی ہے۔ ہمارے سوچنے کا طریقہ، ہمارا فہم، سب کچھ دھندلا جاتا ہے اور جو چیزیں ہم نے سیکھیں ہوں وہ بھولنا شروع ہو جاتی ہیں۔ مذہبی عقیدہ جسے کسی وقت ہم جانتے اور سمجھتے تھے یاد نہیں رکھ سکتے۔ کلام کی روشنی ہمارے ضمیر میں نہ چاہتے ہوئے بھی بجھ جاتی ہے اور اپنے پیچھے صرف تاریکی چھوڑتی ہے۔

چوتھا قدم ہے فضل سے محروم یا دُور ہو جانا۔'' ہم خدا کی زندگی سے خارج ہوتے ہیں۔'' خالق کی سچائی مخلوق کے بطلان سے بدلتے ہوئے، کلام کی سچائی کو دنیا کی تاریکی کے لئے ترک کرتے ہوئے ہم مسیح کے اختیار سے خارج ہو جاتے ہیں۔ ہم اُس کی کثرت کی زندگی سے الگ ہو جاتے ہیں۔ یونانی زبان کے لفظ ''اپالوٹرائیومائی'' Apallotrioomai کا مطلب ہے ''الگ کر دیا جانا، خارج کیا جانا، اجنبی بنا دیا جانا، بیگانہ بنا دیا جانا، ختم کر دیا جانا۔'' خدا کے علاوہ فضل کا کوئی اور وسیلہ نہیں ہے، اُس کی رفاقت کے بغیر ہم وہ سب کچھ بن جاتے ہیں جو پُر فضل ہونے کا متضاد ہے۔

پانچواں قدم ''جان کو داغنا'' ہے۔ جب ہم اپنے دلوں کو خدا کے خلاف مسلسل استعمال کرتے ہیں، تو اپنی جان کو داغنا شروع کر دیتے ہیں۔ ''اپالجیو'' یونانی لفظ Apalgeo کا مطلب ہے گزشتہ احساس کو چھوڑ دینا، بے حس ہونا، مُردہ دل بن جانا۔'' فعل کامل میں یہاں اس کا ترجمہ کچھ اس طرح بنتا ہے ''احساس کا ترک کر دیا جانا۔'' اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم کسی بیرونی طاقت کی وجہ سے بے حس ہو گئے ہیں بلکہ ہم نے خود اپنے آپ کو بے حس بنا لیا ہے۔ ہمارے اپنے منفی انتخاب کے نتیجہ میں خدا کی روح کے ساتھ منسلک ہمارا احساس ختم ہو جاتا ہے، اس سے روح

میں ایک ایسی تشنگی آ جاتی ہے جو کبھی مٹنے کی نہیں۔

چھٹا قدم ہے بے خودی کے عالم میں خوشی کی تلاش کرنا۔ جب پولس کہتا ہے کہ غیر قوموں نے ''خود کو خود پرستی کے حوالے کر دیا ہے'' تو وہ عین وہی الفاظ استعمال کرتا ہے جو یہوداہ کی دھوکہ دہی کے وقت استعمال ہوئے تھے۔ ''پیراڈیڈومی'' Paradidomi کا مطلب ہے ''کسی طاقت یا استعمال کے حوالہ ہو جانا'' جب ہم اس نقطہ پر پہنچتے ہیں تو گویا ہم نے خود کو دھوکہ دیا ہے' خود کو بیچ ڈالا ہے اور خود کو شہوتوں کے حوالہ کر دیا ہے۔ اب ہم دیوانگی کی حد تک کسی ایسی بات کی تلاش میں ہیں جس سے ہماری روحوں کی تسلی ہو سکے۔ ہم اس بات کی تکمیل کے لئے دنیا کی طرف راغب ہوئے ہیں اور مسیح کے طرف نہیں آئے، یوں جیسے جیسے ہماری روح کی تڑپ بڑھتی ہے تو خوشی کے لئے ہماری تلاش مزید گمبھیر اور کم درجہ کی ہوتی چلی جاتی ہے۔ ہم کسی فوری حل کے پیچھے بھاگتے، جلدی کرتے، ابھی سب کچھ چاہتے اور ہم جسم کے بدلے جان کا سودا کرتے ہیں۔ لیکن جسم کی تسلی کبھی نہیں ہو پاتی، پس ہماری تلاش مزید خود پرستی اور بے خودی میں بڑھتی جاتی ہے۔

ساتواں قدم ہمیں سنگدلی کے نکتہ تک پہنچاتا ہے۔ جب پولس ''لالچ'' اور ناپاکی کے عمل کی بات کرتا ہے، تو وہ لفظ ''پلیونیگزیا'' Pleonexia کا استعمال کرتا ہے۔ اس کے معنی ہیں ''ناپائیداری، متزلزل حالت''۔ جب ہم اس مقام تک پہنچتے ہیں تب کوئی چیز ہمیں خوش نہیں کر سکتی ،کوئی بات ہماری تسلی کا باعث نہیں بن سکتی۔ کسی طرح کی طاقت، دولت، دوستی، جسمانی خوشی، کوئی بات بھی ہماری تسلی کے لئے کافی نہیں ہوتی۔ داغے جانے کے تیز عمل نے ہمارے اندر سراہنے کی لیاقت کو برباد کر دیا ہوتا ہے۔ یرمیاہ نبی ایک سنگ دل کٹھور شخص کا جس کی روح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہو، موازنہ ایک ٹوٹے ہوئے برتن اور شکستہ حوض کے ساتھ کرتا ہے۔ ''انہوں نے مجھ آبِ حیات کے چشمہ کو ترک کر دیا اور اپنے لئے حوض کھودے ہیں، شکستہ حوض جن میں پانی نہیں ٹھہر سکتا'' (یرمیاہ 13:2)۔

جب ہماری روح ٹوٹا ہوا برتن بن جاتی ہے، تب ہم اپنے اندر زندگی کی عمومی باتوں پر

تربیت

خدا اپنے بچوں کی تربیت کرتا ہے لیکن اس کی تربیت کبھی بھی سزا نہیں ہوتی۔ یسوع مسیح نے ہم سب کے گناہوں کے لئے صلیب پر سزا برداشت کی۔ جب ہم اپنی راہ سے ہٹ جاتے ہیں، خدا ہمیں راہ پر واپس لانے کے اہم مقصد سے ہماری تربیت کرتا ہے۔

خدا گناہ سے نفرت کرتا ہے ہماری زندگیوں میں گناہ کی ظاہر ہونے والے تباہ کُن طاقت کو جانتا ہے۔ وہ ہمیں اس کی طاقت سے بچانا چاہتا ہے (عبرانیوں 12:1-4) پس جب ہم گناہ کرتے ہیں تو وہ تین اضافی حساس مراحل سے ہماری تربیتی اصلاح کا بندوبست کرتا ہے۔

1۔ انتباہی تربیت:۔ اِس کو اکثر اندرونی خوشی اور شادمانی کے کھو جانے کی وجہ سے پہلے محسوس کرلیا جاتا ہے۔ پھر ہمیں اردگرد تمام چیزیں غلط نظر آنے لگتی ہیں۔ انتباہی تربیت اور جانچ کرنے کے سچ کے فرق کی شناخت کی بہت ضرورت ہے۔ صرف اپنے آپ کو جانچنے سے (1 کرنتھیوں 11:31) ہم یہ جان سکتے ہیں کہ آیا ہماری زندگیوں میں ایسے گناہ تو نہیں جن کے لئے کبھی توبہ نہ کی گئی ہو۔ اگر ہیں، تو یہ وہ پھل پیدا کرتی ہے جس کے لئے تربیت کی ضرورت تھی۔ (عبرانیوں 12:11)۔

انتباہی تربیت سخت ہو سکتی ہے، عبرانیوں کا مصنف ہمیں بتاتا ہے کہ جب خدا ہمیں ملامت کرتا ہے تو ہمیں بے دل نہیں ہونا (عبرانیوں 12:5) ''ملامت'' Reproof ایلیگکو جس کا مطلب ہے ملامت کرنا، سرزنش کرنا، جھڑکنا وغیرہ۔ جب باپ اپنے بچوں کے سامنے زبانی معیار مقرر کرتے ہیں اور جب بچہ نافرمانی کرتا ہے تو باپ زبانی اصلاح کرتا ہے اور مقرر کردہ معیار پر نظرِ ثانی کرتا ہے ۔ جب وہ بچے کو کونے میں واپس لے جاتا ہے اور غیر یقینی شرائط کی تمام وجوہات بیان کرتا ہے جو اس نے کئے اور اُسے نہیں کرنا چاہئے تھا، اور اگر وہ دوبارہ ایسا کرے گا تو کیا ہوگا۔ یہ سب کچھ سخت معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے بچے کو جسمانی تکلیف سے بچانا چاہتا ہے۔ تکلیف جو اس کے اعمال کی وجہ سے ہو سکتی ہے اور تکلیف جو باپ کے غیظ و غضب کی وجہ سے ہوگی جب اُسے کرنا پڑتا ہے تو، ہمارا باپ ہمیں کونے میں واپس موڑ لاتا ہے اور اپنے کلام کی ملامتی طاقت کو ہم پر چھوڑ دیتا ہے۔

2۔ حساسی تربیت:۔ اگر ہم خدا کی تنبیہ کو محسوس نہیں کرتے تو وہ حرارت بڑھا دیتا ہے (آگ جلانے کی طرح)۔ یہ خدائی سزا کا مرحلہ ہے جو عبرانیوں 12:6 میں بیان کیا گیا ہے۔ مستیگو Mastigoo کا مطلب ہے ''کوڑے لگانا، قابو میں لانا، کھال اتارنا۔'' خدائی سزا قابو میں

شادمان ہونے کی لیاقت کو برباد کرتے ہیں۔

معزولی کے اس قدم پر خدا اُس نظم وضبط سے ہماری اصلاح کرتا ہے جو ہمیں واپس لانے کے لئے ترتیب دی گئی ہے۔اگر ہم اُس کی نصیحتوں پر توجہ نہ دینا اور اُس کی اصلاح قبول کرنا نہ چاہیں بلکہ اس کی بجائے اپنے آپ کو مسلسل سخت رکھیں تو وہ ہمیں راہِ راست پر لانے کے لئے سختی سے پیش آئے گا۔خدا ہمیں تکلیف دے کر خوش نہیں ہوتا، بالکل ایک شفیق باپ کی طرح یہ دیکھ کر رنجیدہ ہوتا ہے کہ اُس کے بچے اپنی زندگیاں ضائع کر رہے ہیں۔وہ اپنا اصلاحی عمل جاری رکھتا ہے جب تک ہم اُس کے پاس واپس لوٹ نہ آئیں، یا اُس وقت تک جب تک ہم کسی ایسے مقام تک نہ پہنچ جائیں جہاں دیکھ کر وہ خیال کرے کہ اب ہماری بحالی ناممکن ہے۔اس مقام پر وہ ہمیں اپنے آسمانی گھر میں بلاتا ہے جسے بائبل مقدس ''گناہ کا نتیجہ موت (1 یوحنا16:5)'' کہتی ہے ۔گناہ میں مرنا کسی مسیحی کے لئے اپنی دوڑ کو ختم کرنے کا انتہائی افسوسناک اور شرمناک انداز ہوسکتا ہے۔

2 سموئیل 15-17 میں ایک شخص کی کہانی ہے جو گناہ کی حالت میں مرا۔اُس کا نام

لانے کا ایک تکلیف دہ عمل ہے۔یہ مرحلہ صحت کھونے، جائیداد کھونے، یا اپنی پیاروں کو کھونے کا ہو سکتا ہے۔اور اگر ہم توبہ نہیں کرتے اور اپنی اصلاح نہیں کرتے۔تو یہ سلسلہ کئی سال تک جاری رہتا ہے۔ایک بار پھر ہمارے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ خدائی سزا (سختی) نہایت ہی تکلیف دہ ہے لیکن یہ ہمیشہ محبت میں دی جاتی ہے (مکاشفہ 19:3)۔خدا کا ارادہ ہمیں سزا دینا نہیں ہے بلکہ واپس رفاقت رکھنے کے لئے برکتوں کی جگہ پر واپس لانے کے لئے ہے۔

3۔موت کے ساتھ تربیت:۔اگر ہم اپنی بطالت اور برگشتگی سے واپس مُڑنے کا کوئی اظہار نہ کریں اور یکسر منکر ہو جائیں تو خدا اس گناہ کے نتیجہ میں کسی مقام پر ہمیں موت کے گھر میں بلا لیتا ہے (1 یوحنا16:5)۔تربیت کی آخری حد اپنی دوڑ کو ختم کئے بغیر زمین پر سے مٹا دیا جانا ہے۔

خدا کے فرزند ہوتے ہوئے ہم اپنی ساری زندگی تربیت کے ماتحت رہیں گے کیونکہ ہمارا باپ ہم سے اتنی محبت کرتا ہے کہ وہ ہم سے کچھ انتہائی خاص پھل چاہتا ہے (عبرانیوں 12: 1-13)۔

اخیتُفل تھا۔ وہ داؤد بادشاہ کا عزیز دوست تھا اور ایک پختہ ایماندار جو اپنے دور کے عظیم روحانی سورماؤں میں سے ایک بننے کی راہ پر تھا۔ اُس کی برگشتگی انتہائی آسان نوعیت کی تھی۔ وہ داؤد کی طرح ......جسمانیت اور شہوت پرستی میں نہیں گرا تھا۔لیکن اخیتفل نے خود کو جس طرح کی آزمائش میں ڈال لیا وہ گھمنڈ، تکبر، اپنے تئیں راستباز ٹھہرانے اور دوسرے ایمانداروں کی عدالت کرنے پر مشتمل تھی۔

یہ شخص اخیتُفل کون تھا؟ اخیتُفل یہوداہ کے کوہستانی ملک کے ایک شہر جلوہ کا باشندہ اور داؤد بادشاہ کا مشیر تھا۔ وہ خدا کے کلام کا علم رکھتا تھا اس کے پاس عقل اور سمجھ تھی جو صرف خدا کے کلام پر عمل کرنے سے ہی آسکتی ہے۔2 سموئیل 23:16 ہمیں بتاتی ہے کہ اخیتُفل کی مشاورت ''ایسی سمجھی جاتی تھی کہ گویا خدا کا کلام۔'' یہ شخص دنیا کے مجمع العلوم جیسا تھا، اور اس کی مشاورت پر داؤد اور اُس کا بیٹا ابی سلوم دونوں اعتبار کرتے تھے۔

2 سموئیل 12:15 میں اخیتُفل داؤد کے خلاف ابی سلوم کی سازش میں شامل ہو جاتا ہے۔ابی سلوم خوبرو، طاقتور اور عجیب وغریب شخصیت کا مالک تھا۔ اُس نے اپنے باپ کے گناہ کو بڑھا چڑھا کر بیان کر کے اسرائیلی مردوں کے دل چُرا لئے تھے (2 سموئیل 15:1-6)۔

جس دن ابی سلوم نے اُسے بلایا اخیتُفل جلوہ میں قربانیاں گزران رہا تھا۔ سو ہم جانتے ہیں کہ ابھی بھی وہ مذہبی سرگرمی میں شامل تھا۔ باہر سے اخیتُفل کچھ بھی نظر آتا ہو لیکن ایک برگشتہ شخص، پس وہ اپنی قطار سے اتنی دور کیسے چلا گیا کہ وہ پہلے زمانہ کے عظیم ایماندار کے خلاف سازش میں شامل ہو گیا؟ جسے خود خدا نے ''میرے دل کے موافق'' کہا (اعمال 22:13)۔

2 سموئیل 34:23 کا 2 سموئیل 3:11 سے موازنہ کرنے سے ہمیں یہ تصور ملتا ہے کہ کیسے اخیتُفل اس انتخاب تک پہنچا۔ اخیتُفل کا ایک بیٹا تھا جس کا نام الی عام تھا۔ الی عام کی ایک بیٹی تھی جس کا نام بت سبع تھا۔ اخیتُفل بت سبع کا دادا تھا۔ اب سازش شدید ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ ہم سمجھنے لگتے ہیں کہ اخیتُفل کے دل میں کیا ہوا ہوگا۔ بادشاہ نے اُس کی پوتی کی بے حرمتی کی

تھی۔ وہ حاملہ ہوگئی، اُس نے اُس کے شوہر کو قتل کر دیا۔ اخیتُفل کا داماد اوریاہ ایک بہادر سپاہی، داؤد کا اپنا زور آور آدمی، مر گیا تھا۔ اُس کی پوتی کا شہر میں چرچا ہونے لگا تھا، اور داؤد اپنے گناہ پر پشیمان نظر نہ آتا تھا۔

اخیتُفل کا برگشتہ ہونا نہایت نزاکت سے شروع ہو گیا۔ اُس نے داؤد کے گناہ پر بے عزتی محسوس کی ، وہ ذاتیات پر اتر آیا، اپنے تیئں راستباز ٹھہرانے اور دوسروں کی عدالت کرنے لگا۔ جب اُس نے داؤد کو نمایاں طور پر سزا سے بچ نکلتے دیکھا تو کیا اُس نے خدا سے انصاف کیلئے مدد حاصل کرنے کا فیصلہ کیا؟

داؤد قصوروار تھا۔ بالا شبہ اُس کی گناہ آلود فطرت میں یقیناً شہوت پرستی کا رجحان رہا ہو گا۔ اخیتُفل گنہگار تھا۔ وہ غالباً اپنی گناہ آلود فطرت میں شریعت پرستی کا رجحان رکھتا تھا۔ دونوں میں فرق یہ تھا کہ داؤد خدا کے فضل کو سمجھتا تھا۔ وہ بھٹک گیا تھا لیکن اُس نے اصلاح کو قبول کیا اور توبہ کے ذریعے بحال کیا گیا۔ وہ جانتا تھا کہ خدا سے فضل کیسے پا سکتا ہے اور وہ جانتا تھا کہ کیسے

جان کی مضبوطیاں اور واہمے

نیکی اور بدی مشترکہ طور پر بڑھتے ہیں۔ اس لئے چھوٹے چھوٹے فیصلے جو میں اور آپ ہر روز کرتے ہیں انہیں بے حد اہمیت دیتے ہیں۔ آج ایک نہایت ہی چھوٹا کام حکمتِ عملی کے اس نقطہ کو پکڑنا ہے جس سے کچھ مہینوں بعد آپ اُن فتوحات کی جانب چلے جانے کے قابل ہو سکتے ہیں جن کی بابت آپ نے کبھی خواب بھی نہ دیکھا ہو۔ آج ظاہری طور پر شہوت پرستی یا غصہ کی معمولی عادت کی وجہ سے اونچی سڑک، ریلوے لائن یا پُل کو کھود دیتے ہیں جس سے دشمن حملہ کی مہم کا آغاز کر سکتا ہے ورنہ یہ ناممکن ہے۔ (سی۔ ایس لوئیس، مئیر کرسٹینٹی، 117)۔

اپنی زندگی میں ہم ہر روز ہزاروں فیصلے کرتے ہیں، ہر فیصلے کے ساتھ ہم فیصلہ کر رہے ہیں کہ آج اور ہماری باقی زندگی میں ہم کس قسم کے لوگ ہوں گے۔ خدا کے کلام کے حق میں یا اس کے خلاف مرضی کا انتخاب کرنے سے ہم اپنی روحوں کو یا تو زور میں یا واہموں میں مضبوط کرتے ہیں۔

دوسروں تک فضل پھیلایا جا سکتا ہے۔

داؤد کے گھناؤنے گناہ اور ابی سلوم کی بغاوت میں کم از کم 10 سال گذر گئے۔ اس سارے عرصہ میں اخیتُفل ضرور راز داری میں اپنی تلخی کو پالتا رہا ہوگا۔

جب داؤد نے یہ جان لیا کہ ابی سلوم نے لوگوں کے دل جیت لئے ہیں تو اُس نے اپنی مرضی سے یروشلیم چھوڑ دیا۔ وہ شہر کا محاصر ہوتے اور لوگوں کا قتل ہوتے نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ حالانکہ اپنے بیٹے کی دغا بازی کی وجہ سے اُس کا دل ٹوٹا ہوا ہے، وہ جانتا ہے کہ خدا نے اُسے بادشاہ بنایا ہے اور یہ کہ خدا ہی دیتا ہے اور اگر پھر مناسب جانے تو اسلئے واپس لے لیتا ہے کہ زیادہ بڑی برکت دے۔ داؤد کوئی چیز لئے بغیر خدا کے فضل پر مکمل طور پر ایمان رکھے ہوئے شہر سے چلا گیا۔

''اور داؤد کوہِ زیتون کی چڑھائی پر چڑھنے لگا اور روتا جا رہا تھا
اُس کا سر ڈھکا تھا اور وہ ننگے پاؤں چل رہا تھا اور وہ سب لوگ جو
اس کے ساتھ تھے اُن میں سے ہر ایک نے اپنا سر ڈھانک رکھا
تھا۔ وہ اُوپر چڑھتے اور روتے جاتے تھے۔ اور کسی نے داؤد کو

جان کی مضبوطیاں:۔

1۔ آزاد مرضی: خدا نے ہمیں آزاد بنایا ہے۔ اُس نے ہمیں انتخاب کرنے کی قابلیت دی ہے۔ سب سے اہم اور......سب سے اچھا......انتخاب جو ہم ہر روز کر سکتے ہیں وہ ہے خدا کے کلام کو مثبت، قبول کرنے والا رویہ اپنانا۔

2۔ رجحان: اگر ہم مثبت ہیں تو ہم چیزوں کی مکمل تربیت جو کہ ہم دماغ سے کر سکتے ہیں، دیکھیں گے اور اِسے بائبل کے مطالعہ کے استعمال کے لئے منتخب کریں گے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں بہت گرما گرم روحانی جنگ ہوتی ہے، کیونکہ دشمن نہیں چاہتا کہ ہم اپنے ذہنوں کو خدا کے کلام کو سمجھنے کے لئے استعمال کریں۔

3۔ ضمیر یا شعور: جب ہم قبولیت کے رویہ سے کلام کا مطالعہ کرتے ہیں، ہمارا ضمیر سچائی کا گودام یا ذخیرہ گاہ بن جاتا ہے، ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ ہم اپنے ضمیر میں ڈالتے ہیں وہ معیار یا نمونہ بن جاتا

بتایا کہ اخیتُفل بھی مفسدوں میں شامل ہے اور ابی سلوم کے
ساتھ ہے۔تب داوٗد نے کہا اے خداوند! میں تجھ سے منت کرتا
ہوں کہ اخیتُفل کی صلاح کو بیوقوفی سے بدل دے۔
جب داوٗد چوٹی پر پہنچا جہاں خدا کو سجدہ کیا کرتے تھے تو ارکی
حوسی اپنی قبا پھاڑے اور سر پر خاک ڈالے اس کے استقبال کو
آیا۔اور داوٗد نے اس سے کہا اگر تو میرے ساتھ جائے تو مجھ پر
بار ہوگا۔
پر اگر تُو شہر کو لوٹ جائے اور ابی سلوم سے کہے کہ اے بادشاہ میں
تیرا خادم ہوں گا جیسے گزرے زمانہ میں تیرے باپ کا خادم رہا
ویسے ہی اب تیرا خادم ہوں تو تُو میری خاطر اخیتُفل کی مشورت
کو باطل کر دے گا......"(2 سموئیل 15:30-37)

جیسے ہی داوٗد کوہِ زیتون پر چڑھنے لگا، اُسے بتایا گیا کہ اس کا دوست اخیتُفل مفسدوں

ہے جس کے ذریعے ہم زندگی گزارتے ہیں۔چونکہ ہم مثبت ہیں اور اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کے لئے تیار ہیں، ہم صاف ضمیر کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔

4۔جذبہ: جذبہ ہماری جسمانی یا روحانی زندگی گزارنے کی لیاقت کا مرکز ہے۔ہم میں جس قدر کلام کی مرکزیت ہوگی، ہمارے اندر اتنی ہی زیادہ عجیب زندگی گزارنے کی لیاقت ہوگی قطع نظر کہ بیرونی حالات کیسے ہیں۔

5۔ذاتی شعور: جب ہم عاجزانہ رویہ رکھیں تو اپنے تشخص کی بنیاد کلام کے اس بیان پر رکھتے ہیں جہاں وہ کہتا ہے کہ خدا ہم کو مسیح میں کیسے دیکھتا ہے، تب ہم اپنے آپ کو قبول کر سکتے ہیں۔ چونکہ ہم زندہ کلام کو تحریری کلام کی صورت میں دیکھ رہے ہیں، ہم خود کو حقیقت پسندی سے دیکھتے ہیں اور اپنی مضبوطیوں اور کمزوریوں دونوں کو اس کے تناظر میں رکھ سکتے ہیں۔ہم خود کو بھی مسیح کے مشابہ ہونے کے مقصد سے نہیں روکتے تاہم ہمیشہ اسی کیفیت میں رہتے ہیں کہ ہم جیسے بھی ہیں، خدا کے لئے بے حد قیمتی ہیں۔

میں شامل ہے۔ ہزار سالوں بعد تقریباً اسی جگہ پر خداوند یسوع مسیح کو گتسمنی کے باغ میں اس کے دوست یہوداہ نے دھوکا دیا۔

دل توڑنے والی اس خبر کے جواب میں داؤد نے خدا سے دعا کی۔ خدا نے فوری طور پر داؤد کی دعا کا جواب حوسؔی کو دے کر بھیجا جو کہ وفادار شخص تھا۔

اخیتُفل اور حوسؔی کے درمیان فرق دیکھئے۔ اخیتُفل نے اپنی نظریں خدا کے کلام سے ہٹا کر داؤد پر مرکوز رکھیں، جو کہ اپنے تمام دیگر ساتھوں کو مضبوط قدم دیکھنا چاہتا تھا۔

جب داؤد گرا تو اخیتُفل کلام کو بھول گیا اور اپنے تیئں راستباز ٹھہرانے، تکبر اور برگشتگی جیسے گناہ میں پڑا۔

دوسری طرف حوسؔی اپنے نظریں کلام پر ٹکائے رکھتا ہے۔ اُسے سمجھ ہے کہ ہمارا کام خدا کے کلام کو اپنی زندگی کا مقصد بنانا، لوگوں کو اسے قبول کرنے یا رد کرنے کا حق دینا اور پھر خدا پر چھوڑ دینا ہے کہ وہ خود ان لوگوں اور ان کے فیصلوں کے مطابق ان سے سلوک کرے۔ کسی دوسرے

جان کے واہمے:۔

1۔ آزاد مرضی: ہم کلام کی طرف منفی رویہ منتخب کر سکتے ہیں۔ ہم یہ بھی کر سکتے ہیں کہ کلام میں دلچسپی نہ لیں، کلام کو اہمیت نہ دیں۔ جب ہم ایسا انتخاب کرتے ہیں تو ہم خود اپنے لئے بدبختی کا انتخاب کر لیتے ہیں۔

2۔ رجحان: اگر ہم اپنے ذہن کو کلام سے نہیں بھرتے، تو ہم اس میں باطل خیال، اور خالی پن بھر لیتے ہیں۔ ہم لوط کی طرح روحانی اذیت میں رہیں گے۔

3۔ ضمیر یا شعور: اگر ہم کلام کی طرف مثبت نہیں ہوں گے اور اپنے آپ کو اس کے سامنے فروتن نہیں کریں گے تو کبھی بھی صاف ضمیر رکھنے کے قابل نہیں ہوں گے۔ گناہ، خوف اور سختی ہمیں زندہ نگل جائیں گے۔

4۔ جذبہ: جب ہمارا جذبہ خدا کے زیرِ اختیار نہ ہو تو وہ جذبہ غضبناک ہوتا ہے۔ ہم بے احساس

ایماندار کو مجرم ٹھہرانا یا اُس کی عدالت کرنا ہمارا کام نہیں ہے۔ یہ حقوق صرف خدا کو ہی حاصل ہیں۔ وہ ہی اپنے بچوں کو مجرم ٹھہرانے اور اُن کی اصلاح کرنے کے قابل ہے۔

حوسی جانتا تھا کہ خدا داؤد کی حفاظت کر سکتا ہے۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ وفاداری کا تقاضا ہے کہ وہ قادرِ مطلق کی طرف سے مقرر کردہ بادشاہ سے وفادار رہے۔ حوسی نے اس طرح سے حاکم کا وفادار ہونا کہاں سے سیکھا؟ اُس نے یہ کہاں سے سیکھا کہ برگشتہ حالت میں بھی بادشاہ کی خدمت کرے، اُسے خدا کے سپرد کر دے، یہ جانتے ہوئے کہ خدا اپنے فرزند کے ساتھ مناسب سلوک کرے گا؟ اُس نے یہ سب کچھ ایک برگشتہ بادشاہ ساؤل کے تعاقب کی وجہ سے داؤد کو ویران پہاڑی علاقوں میں دیکھ کر سیکھا تھا۔ اس نے داؤد کو خداوند پر بھروسہ رکھتے دیکھا، اور جو کچھ اس نے دیکھا اُس سے سیکھا۔ حوسی اپنے زمانہ کے نہایت اعلیٰ اور معزز لوگوں میں سے ایک تھا۔

2 سموئیل 17 باب میں اخیتُفل ابی سلوم کو مشورہ دیتا ہے کہ اُسے 12000 آدمی دے تا کہ وہ اُس رات داؤد کو قتل کر سکے۔ ''اور ایسے حال میں کہ وہ تھکا ماندہ ہو اور اس کے ہاتھ ڈھیلے ہوں میں اُس پر جا پڑوں گا اور اُسے ڈراؤں گا اور سب لوگ جو اس کے ساتھ ہیں بھاگ جائیں گے اور میں فقط بادشاہ کو ماروں گا'' (2 سموئیل 2:17)۔

ابی سلوم کو اخیتُفل کی ترکیب پسند آئی، لیکن وہ سُننا چاہتا تھا کہ حوسی کیا کہتا ہے۔ حوسی نے ابی سلوم کو یاد دلایا کہ داؤد اور اس کے جنگجو آدمی کتنے خطرناک ہیں اور اپنی حکمت عملی میں کتنے

حاکم کے تحت رہے ہیں جو ہماری زندگیوں پر حکمرانی اور آمریت کرتا ہے۔ جو ہمیں اضطراب کی بلندیوں پر صرف اس لئے لے جاتا ہے کہ ہمیں نیچے چٹانوں پر منہ کے بل گرائے۔ یہ جذباتی بغاوت کا رولر کوسٹر ہے۔

5۔ ذاتی شعور: جب ہمارے بارے میں ہمارا شعور کلام کے مطابق آزادانہ کام کرتا ہے، ہم اپنی ذات کی فکروں کے جہنم میں غرق رہتے ہیں۔ خواہ ہم خود کو بہت عظیم یا بہت نکما سمجھیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ ہر طرح کی فکریں یکساں زہریلی ہوتی ہیں۔

ماہر ہیں۔اس نے ابی سلوم کو بتایا کہ جب تک وہ اور فوجی دستے جمع نہیں کرتے ،وہ انتظار کرے اور حملہ نہ کرے۔

اخیتُفل نے بہتر مشورہ دیا تھا۔اس نے برگشتہ ہونے کے باوجود اپنی درستی کونہیں کھویا۔ اگر ابی سلوم اُس مشورہ پرعمل کرتا تو داؤد کو شکست ہوسکتی تھی۔لیکن خدا داؤد کی دعا کا جواب دیتا ہے۔ داؤد ایک زناکار، قاتل لیکن اصلاح شُدہ ایماندار تھا۔ ابی سلوم نے حُوسی کا مشورہ لیا۔ ''کیونکہ یہ تو خداوند ہی نے ٹھہرا دیا تھا کہ اخیتُفل کی اچھی صلاح باطل ہو جائے'' (2 سموئیل 14:17)۔اخیتُفل خدا کا دشمن بن گیا تھا۔ وہ اب داؤد کے خلاف نہیں بلکہ خدا کے خلاف لڑ رہا تھا۔

حوسی نے داؤد کو یہ بتانے کے لئے مخبر بھیجے کہ اُس کے پاس دریا پار کر کے بیابان میں چھپنے اور جوابی حملہ کے لئے زور آور ہونے کے لئے وقت ہے۔ چونکہ ابی سلوم نے اخیتُفل کی بات نہ سُنی ،داؤد اور اس کا گھرانہ محفوظ رہے۔

''جب اخیتُفل نے دیکھا کہ اس کی مشورت پرعمل نہیں کیا گیا تو اس نے اپنے گدھے پر زین کسا اور اُٹھ کر اپنے شہر کو گیا اور اپنے گھرانے کا بندوبست کر کے اپنے کو پھانسی دی اور مر گیا اور اپنے باپ کی قبر میں دفن ہوا۔'' (2 سموئیل 23:17)۔

فوری طور پر اس کی مشورت رد ہوئی،اخیتُفل جانتا تھا کہ داؤد فتح کا جشن منائے گا۔وہ جانتا تھا کہ اُسے بادشاہ کا سامنا کرنا ہوگا اور وہ یہ سوچ کر برداشت نہ کر سکا۔ وہ اپنے گھمنڈی انتخاب کے نتائج کو برداشت نہ کرسکا۔ وہ مر گیا، بالکل ویسے جیسے ہزار سال بعد یہوداہ نے اپنے ہی ہاتھ سے خود کو مار لیا۔

چونکہ بادشاہ کے بیٹے ابی سلوم نے اپنے باپ کے گناہ پر زور دے کر اُسے بڑھا چڑھا کر بیان کیا۔ ''خدا نے ابی سلوم پر بلا نازل کرنے کا فیصلہ کیا'' (2 سموئیل 14:17)۔اُس نے ابی

سلوم کا وہ فیصلہ کیا جس کا داؤد مستحق تھا۔

چونکہ اخیتُفل سازش میں شامل ہو گیا تھا تو اُسے بھی ایسی موت مرنا تھا جو اُس نے داؤد کے لئے منتخب کی تھی۔

اخیتُفل کی دغابازی اتفاقیہ یا اچانک واقع نہ ہوئی تھی۔ اس نے داؤد پر توجہ مرکوز کر کے بار بار اپنے فیصلوں میں ردوبدل کیا، تا کہ داؤد کی کوتاہی کو اُس کی زندگی کی راہ میں رکاوٹ کی طرح حائل کر دے۔ داؤد کا شہوت پرستی میں گرنا اُسے اُس گناہ کی طرف لے گیا جو موت کی طرف جاتا ہے۔ لیکن اُس نے اصلاح کو قبول کیا اور خدا کی طرف واپس مُڑا۔ اخیتُفل کا قانون پرستی کی طرف مائل ہونا اُسے موت کی طرف لے گیا کیونکہ اُس نے خدا کی ایسی اصلاح اور تادیب کو ترک کر دیا جو وہ ہمارے گناہ کرنے کی صورت میں سب کے لئے کرتا ہے۔

برگشتگی اور بحالی

معزولی کی طرف سات قدم:

1۔گناہ کو معمولی/ عمومی سمجھنا(رومیوں14:13)

2۔گناہ کو قبول کرنا(رومیوں13:6)

3۔عادتاً گناہ کا پابند ہونا(2پطرس8:2)

4۔اپنے آپ کو گناہ کے حوالہ کر دینا(افسیوں19:4)

5۔خدا کی طرف سے گناہ کے حوالہ کر دیا جانا(رومیوں1:24,26,28)

6۔گناہ کے لئے دوسروں کی حوصلہ افزائی کرنا(رومیوں1:32)

7۔زمین پر جہنم کا تجربہ پانا/مزہ چھکنا(یعقوب6:3؛ 1تیمتھیس6:5)

بلندی کی طرف سات قدم

1۔اپنے رویوں میں گناہ کے خلاف مزاحمت کرنا(یعقوب7:4)

2۔مسیح پر ایمان رکھنے سے گناہ پر قابو پانا(گلتیوں16:5)

3۔عادتاً گناہ پر فاتح رہنا(رومیوں14:6؛ 1یوحنا5:4-5)

4۔فاتحانہ زندگی کے راز میں داخل ہونا"مسیح کے ساتھ خدا میں پوشیدہ ہے"
(رومیوں8:37، 2کرنتھیوں2:14،کلسیوں3:1-3)۔

5۔خدا کی طرف سے گہری رفاقت کے لئے مقرر ہونا(جیسے ہم نے خدا پر بھروسہ کیا ہے، ویسے ہی اب خدا ہمیں دیانتدار سمجھتا ہے)۔(1تیمتھیس1:12، 1کرنتھیوں4:2)۔

6۔دوسروں کو گناہ سے بچانا(یہوداہ22-23)

7۔زمین پر آسمان کی زندگی کا تجربہ پانا/مزہ چکھنا(یہوداہ24-25؛فلپیوں4:6-7)

سبق 3:3

وعدہ......روحانیت

یرمیاہ 17:5-10

یوحنا 7:37-39

کسی بھی مسیحی کا دوڑ دوڑنے اور جیتنے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے خدا کی قوت بخشنے والی قدرت یعنی پاک روح میں پیوستہ ہونا۔ جب ہم پاک روح سے معمور ہوتے ہیں تب ہم طاقتور ہوتے ہیں۔ ہماری گنہگار فطرت کو غیر موثر کر دیا گیا ہے (رومیوں 6:6؛ گلتیوں 5:16؛ 1 یوحنا 3:6)، اور ہم نشان کی طرف دوڑنے کے قابل ہیں۔ جب ہم پاک روح سے معمور نہیں ہوتے، تو ہمارے جسم محکوم ہوتے ہیں، اور جہاں تک خدا کا تعلق ہے ہم سو فیصد اختیار سے باہر ہوتے ہیں۔ پاک روح کی معموری کے بغیر کوئی ترقی، خدمت، برکت، انعام نہیں۔ شیطان کا کائناتی نظام روح سے معموری اور روحانیت کی مخالفت کرتا ہے۔ دشمن نہیں چاہتا کہ ہم خدا کے قوت کے وعدے کی سادگی کو سمجھیں۔

> ''خداوند یوں فرماتا ہے کہ ملعون ہے وہ آدمی جو انسان پر توکل کرتا ہے، اور بشر کو اپنا بازو جانتا ہے اور جس کا دل خداوند سے برگشتہ ہو جاتا ہے کیونکہ وہ رتمہ کی مانند ہوگا جو بیابان میں ہے اور کبھی بھلائی نہ دیکھے گا بلکہ بیابان کی بے آب جگہوں میں اور غیر آباد زمینِ شور میں رہے گا'' (یرمیاہ 17:5-6)

یرمیاہ انسانی توکل کے نتیجہ میں آنے والی لعنت کو واضح طور پر بیان کرتا ہے۔ زندگی کے مسئلوں کو حل کرنے کی کوشش میں انسانی نیکی، انسانی صفات، انسانی طاقت پر بھروسا کرنا خدا کی طاقت کے دائرہ سے باہر قدم رکھنے کے مترادف ہے۔ اگر ہم سوچتے ہیں کہ انسانی طاقت سے ہم روحانی جنگ لڑ سکتے ہیں تو ہم بالکل غلط ہیں۔

جب ہم خدا کو ایک طرف رکھ کر ہر طرح کی ذاتی نیکی، سچائی، علم اور امن کیبنیاد پر اُس سے رُو پوش ہوتے ہیں تو ہم اپنی بدبختی کو یقینی بنا لیتے ہیں۔ کوئی بھی شخص یا کوئی بھی قوم جو انسانی قوت پر بھروسا رکھتی ہے ملعون ہوگی۔ اور کوئی خدا پر الزام نہیں لگا سکتا کیونکہ یہ لعنت خودساختہ ہے۔

انسانی قوت پر بھروسا کرنے کا نتیجہ تنہائی اور روحانی سوکھا پن ہے۔ زندگی برداشت سے زیادہ دشوار اور بالکل بے پھل ہو جائے گی۔ وہ جو یہ راستہ اختیار کرتا ہے، خدا کی برکتیں اور بھلائی نہیں دیکھے گا۔ جب ہم وہاں ہوتے ہیں جہاں خدا چاہتا ہے تو ہم کثرت سے برکت حاصل کرتے ہیں کیونکہ یہی وہ مقام ہے جہاں خدا نے ہمیشہ سے ہماری ضرورتوں کو مہیا کرنے کا مصمم ارادہ کیا ہوا ہے۔ اگر ہم برکات حاصل نہیں کر رہے تو ایسا اس لئے ہے کہ خدا کے فضل سے برکات تو ہمارے لئے برسائی جا رہی ہیں لیکن ہم کہیں اور ہیں۔ ہم دھیان ہٹائے ہوئے ہیں، گُم ہو گئے ہیں، اور غلط وقت پر غلط جگہ پر ہیں۔ خدا نے اپنے منصوبہ میں ہمیں سربلند کرنے کے لئے ہر ضروری چیز کو کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اگر ہم اپنے طریقہ سے کام کریں گے، تو اُس کی بھلائی وہیں موجود ہوگی لیکن ہم اُسے کبھی نہیں دیکھیں گے۔

> ''مبارک ہے وہ آدمی جو خداوند پر توکل کرتا ہے اور جس کی
> امیدگاہ خداوند ہے کیونکہ وہ اس درخت کی مانند ہوگا جو پانی کے
> پاس لگایا جائے اور اپنی جڑ دریا کی طرف پھیلائے اور جب
> گرمی آئے تو اُسے کچھ خطرہ نہ ہو بلکہ اُس کے پتّے ہرے رہیں

اور خشک سالی کا اسے کچھ خوف نہ ہو اور پھل لانے سے باز نہ رہے۔" (یرمیاہ 17:7-8)

دوسری طرف، ہم اگر یہ جان لیتے ہیں کہ ہم کمزور ہیں اور صرف الٰہی قدرت میں ہی کھڑے ہو سکتے ہیں، تب خدا ہمیں مبارک قرار دیتا ہے۔

"بھروسہ" یعنی ایمان سے لڑائی لڑنے کے لئے عبرانی لفظ Batach استعمال ہوا ہے۔ خداوند پر بھروسہ اپنی لڑائیوں کو الٰہی قدرت پر بھروسہ کر کے لڑنا ہے۔ ہم خدا کے قوی ہاتھ کے نیچے فروتنی سے رہیں اور اپنی ساری فکریں اُس پر ڈال دیں کیونکہ وہ ہماری فکر کرتا ہے (1 پطرس 5:7)۔ تب ہم اپنے مسئلے، پریشانیاں، اپنی مصیبتیں اور اپنے خدشات اور بدنی کمزوریاں یہ یاد رکھتے ہوئے خداوند کے پاس لاتے ہیں کہ یہ جنگ اُس کی ہے (1 سموئیل 17:47)۔

خداوند پر بھروسے کی خاکہ کشی کے لئے یرمیاہ ایسے بیابان کا ذکر کرتا ہے جہاں صرف دریا ہی واحد ذریعہ حیات ہوتا ہے۔ دریا خدا کے پاک روح کی عکاسی کرتا ہے۔ ہر ایک چیز جو دریا کی حدود سے باہر ہے وہ بے پھل رہتی ہے۔ لیکن دریا کے پاس ایک جلالی درخت لگایا گیا ہے، یہ پھل آور درخت اُس ایماندار کی تصویر پیش کرتا ہے جو ایمان سے جیتا رہتا ہے۔ درخت کی جڑیں اُس دریا کی طرف بڑھتی ہیں یہ روحانی فراہمی کے نظام کی تصویر ہے جو کہ روحانی ترقی سے حاصل ہوتی ہے۔ جیسے جیسے پوشیدہ جڑوں کا یہ نظام بڑھتا ہے اُسی طرح درخت بھی بڑھتا ہے لیکن جڑوں کا نظام ہمیشہ درخت سے زیادہ وسیع ہوتا ہے...... یعنی زمین کے اوپر کی نسبت زمین کے نیچے زیادہ ہوتا ہے۔ مہیا کرنے کا نظام پوشیدہ ہے؛ لیکن پھل دیکھا جا سکتا ہے۔ کسی بھی مسیحی کے لئے باطنی کردار اور سربلندی ہمیشہ اُس سے زیادہ ہوگی جو دوسروں کو دکھائی دے رہی ہو۔

یرمیاہ 17:8 میں حرارت، پرکھے جانے، بحران اور آزمائش کی عکاسی کرتی ہے؛ خشک سالی شدید دباؤ کی طرف بڑھتے ہوئے دور کی طرف اشارہ ہے۔ ہرے بھرے پتے اُس درخت

ہم معنی اصطلاحات

جب یسوع نے نیکدیمس کو بتایا کہ ''جو جسم سے پیدا ہوا ہے جسم ہے اور جو روح سے پیدا ہوا ہے روح ہے'' (یوحنا 6:3)۔ وہ ایک خطِ تفریق کھینچتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ ایک طرف ہر چیز پر موت ہے اور دوسری طرف کی ہر چیز پر زندگی ہے۔ خدا کے کلام کے ہر صفحہ پر دو چیزوں کے درمیان فرق دکھایا گیا ہے۔ روشنی اور اندھیرے، محبت اور عداوت، الٰہی اور کائناتی، دیکھی اور اندیکھی چیزیں، کھوکھلی ریت اور ٹھوس چٹان۔

ذیل میں بائبل مقدس میں سے روحانیت اور نفسانیت کی صرف ہم معنی اصلاحات اور ان کے اثرات بیان کئے گئے ہیں۔

1۔ روح سے معمور ہونا بمقابلہ پرانی گنہگار فطرت کے تابع ہونا۔ (افسیوں 18:5)۔

2۔ روح میں ہونا بمقابلہ جسم میں ہونا (گلتیوں 5:16-17)

3۔ روح کی قدرت (یا کام) بمقابلہ جسم کا اختیار (افسیوں 20:3)۔ (یونانی زبان میں انرجیا Energeia کا ترجمہ اِس حصہ میں ''کاموں'' کیا گیا ہے۔ انگریزی زبان میں یہ لفظ Energy ہے اور اسی سے لفظ Energize بھی ہے۔)

4۔ رفاقت میں ہونا (یا رفاقت رکھنا) بمقابلہ رفاقت کے بغیر ہونا (1 یوحنا 1:3-7)۔

5۔ دینداری بمقابلہ بے دینی (1 تیمتھیس 16:3)۔

6۔ روحانی بمقابلہ نفسانی (1 کرنتھیوں 1:3)۔

7۔ روحانی آدمی بمقابلہ نفسانی آدمی (1 کرنتھیوں 14:2)۔

8۔ روشنی/نُور میں چلنا بمقابلہ اندھیرے میں چلنا (1 یوحنا 1:6-7)۔

9۔ ایمان سے چلنا بمقابلہ آنکھوں دیکھے پر چلنا (2 کرنتھیوں 7:5)۔

10۔ آسمانی چیزیں، روحانی کاریگری بمقابلہ انسانی مخلوق انسانی کاریگری (افسیوں 10:2)۔ اس حصہ میں ''اچھے کام'' کا لفظ agathos ''ایگاتھاس'' سے لیا گیا ہے جو کامل اور اصل چیز اور ''ایرگون'' Ergon کام، یعنی معرکہ، کام اور صنعت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

کی صحت اور مضبوطی کا ثبوت ہیں۔ ترقی کرتا ہوا ایماندار آزمالش میں گرنے کی بجائے روحانی طور پر مضبوط، صحت مند اور متحرک ہوگا۔ نہ صرف یہ کہ اُس کو کوئی پریشانی یا بے چینی نہ ہوگی بلکہ وہ پھل

روحانیت

کون سی چیز ہے جو انسان کو روحانی بناتی ہے؟ کچھ لوگ اس کے جواب کے لئے ظاہری چیزوں پر نظر ڈالیں گے۔ وہ کہتے کہ کہ کوئی شخص اپنے نفیس لباس اور اندازِ گفتگو کی وجہ سے روحانی ہے، اور اُن کاموں کی وجہ سے جو وہ کرتا یا نہیں کرتا، یا اُن جگھوں کہ وجہ سے جہاں وہ جاتا ہے یا پھر وہ جگہیں جہاں جانے سے انکار کرتا ہے۔ بوض لوگ کہیں گے کہ یہ فقط اس لئے روحانی ہے کیونکہ ایمان رکھتا ہے اور کائنات میں اعلیٰ طاقت پانے کی کوشش کرتا ہے۔ ویبسٹر کی انگریزی لغت مبہم انداز سے روحانیت کو مذہبی اقدار سے حساسیت یا وابستگی کے طور پر بیان کرتی ہے۔

خدا کی تعریف کچھ بھی ہو لیکن غیر واضح ہے۔ بائبل مقدس کے مطابق کوئی شخص اُس وقت......صرف اُسی وقت......روحانی ہوتا ہے جب وہ پاک روح سے معمور ہوتا ہے۔ روحانیت کامل ہے......وقت کے کسی بھی لحہ ہم پاک روح سے یا تو سو فیصد معمور ہوتے اور اِسی لئے روحانی ہوتے ہیں یا پھر روح سے بالکل خالی ہوتے اور ہرگز معمور نہیں ہوتے، اسی لئے نفسانی ہوتے ہیں (1 کرنتھیوں2:14-15؛3:1-4، گلتیوں5:16-17 ,1:6)

نجات کے وقت خدا کی طرف سے پاک روح ہر ایماندار میں آ گیا ہے۔ اُس کا اندر آنا ایک ہی بار اور ہمیشہ کے لئے ہوتا ہے، یہ نہ تو بدلتا ہے اور نہ گُم ہوسکتا ہے۔ ہر ایماندار میں روح ہر وقت موجود رہتا ہے (رومیوں8:9؛ 1 کرنتھیوں6:19-20 گلتیوں2:3 ,6:4)۔ لیکن پاک روح

دینے سے بھی باز نہ رہے گا۔

بے چینی...... پریشانی......اور روحانی پھل دار ہونا ساتھ ساتھ نہیں ہو سکتے۔ روحانی پھل لانا روح القدس کی معموری کا متقاضی ہے۔ ہم ایک وقت میں یا تو روح القدس کے زیرِ اختیار ہیں......یعنی روحانی ہیں......یا جسم کے اختیار میں......یعنی جسمانی ہیں۔ فکر مندی ذہنی نوعیت کا گناہ ہے۔ گناہ ہمیں الٰہی قوت کے دائرہ سے باہر لے جاتا ہے۔ اسی لئے، یہ ممکن نہیں کہ ہم ایک ہی وقت میں فکر مند اور پریشان بھی ہوں اور اور روحانی پھل لانے کا مرکز بھی ہوں۔

وہ پھل جو ایماندار میں سے ہرگز نہیں رُکے گا کیونکہ اُس نے دریا سے توانائی پائی تھی،

ہمارے اندر سکونت کرے تو اُس کے اور ہماری پرانی گنہگار فطرت کے درمیان تصادم شروع ہو جاتا ہے۔ ہمارا اختیار...... ہماری منتخب کرنے کی آزادی...... تصادم کی منصف ہونی چاہئے۔ ہم لمحہ بہ لمحہ فیصلہ کرتے ہیں کہ کون ہماری جان پر اختیار رکھے گا۔

پس، روح سے بھرنے کا انحصار انتخاب پر ہے۔ ہمیں معمور ہونے کا حکم دیا گیا ہے (افسیوں 18:5) اور ہم ہر روز اس حکم کو ماننے یا نہ ماننے کا انتخاب کرتے ہیں۔ افسیوں 5 باب میں دیا گیا حکم فعل مجہول ہے جو اسطرف اشارہ کرتا ہے کہ پاک روح ایسا انعام ہے جسے ہم قبول یا رد کر سکتے ہیں لیکن اسے کما نہیں سکتے۔ مسیحی زندگی میں ہر ایک چیز کی طرح پاک روح صرف ایک طریقے سے آتا ہے۔ ایمان کے وسیلہ خدا کے فضل سے۔ ہم روح کی پیاس کو گناہ اور سرد مہری سے بجھانے اور روح کو رنجیدہ کرنے سے روح کی معموری کھو دیتے ہیں (افسیوں 30:4؛ 1 تھسلنیکیوں 19:5) ہم اقرار کرنے کا انتخاب کر کے اِسے دوبارہ حاصل کر لیتے ہیں جس کا نتیجہ ساری ناراستی سے ہمارا پاک ہونا ہے (1 یوحنا 9:1؛ امثال 23:1)۔

روح سے معمور رہنا مسیحی زندگی میں آخری کام نہیں بلکہ یہ آخری کام کا وسیلہ ہے۔ پاک روح ہمیں کچھ نہ کرنے کیلئے نہیں دیا گیا۔ وہ ہمیں زندگی کو طاقت دینے کیلئے مہیا کیا گیا ہے۔ ہمارا مقصد پھل لانا ہے (یوحنا 15:4-5)، گلتیوں 5:22-23 میں بیان کردہ پھل یسوع مسیح کا کردار ہیں۔ روحانیت وہ زندگی جو یکساں طور پر پاک روح کی معموری سے پیدا ہوتی ہے...... وہی ہم میں مسیح کی زندگی ہے۔

روح کا وہی پھل ہے جس کا ذکر گلتیوں 5:22-23 میں کیا گیا ہے...... یعنی محبت، خوشی، اطمینان، تحمل، مہربانی، نیکی، ایمانداری، حلم، پرہیزگاری۔ ""روح کا پھل" اس حوالہ میں پھل صیغہ واحد میں بیان کیا گیا ہے؛ یہ ایک پھل ہے، اور انگور کے گچھوں کی طرح بڑھتا ہے۔

طبعی طور پر پھل لانے میں وقت لگتا ہے۔ ہم چھوٹے درخت پر پھل کی علامات دیکھتے ہیں لیکن مکمل طور پر پکا ہوا پھل صرف بڑے اور مکمل درخت پر ہی ملتا ہے۔ روحانی عالم میں، بطور نوجوان ایماندار جب ہم روح القدس سے معمور ہوتے ہیں تو ہمارے اندر پھل کے نشانات دکھائی دیں گے۔ اگر ہم روح میں مسلسل چلتے رہنے کا فیصلہ کر لیں، تو ہم ترقی کریں گے اور بڑھیں گے

اور پکتا ہوا پھل ہماری ترقی اور افزونی کا ثبوت ہوگا۔کوئی بھی ایسا وقت نہیں جس میں ہم اپنی توانائی سے روح کا پھل پیدا کرسکیں۔یرمیاہ وضاحت کرتا ہے کہ ہمیں قوت کے اس الٰہی نظام کی اشد ضرورت کیوں ہے۔

''دل سب چیزوں سے زیادہ حیلہ باز اور لا علاج ہے اس کو کون دریافت کرسکتا ہے میں، خداوند، دل و دماغ کو جانچتا اور آزماتا ہوں تاکہ ہر ایک آدمی کو اس کی چال کے موافق اور اس کے کاموں کے پھل کے مطابق بدلہ دوں۔''(یرمیاہ 17:9-10)

دل...... یہاں باطنی انسان کی طرف اشارہ کرتا ہے، وہ جگہ جہاں سوچ یا خیال پیدا ہوتا ہے''عاقوب'' Aqob کہلاتی ہے،یعنی حیلہ باز، مکار، دھوکے باز۔بے ایمان دماغ گناہ آلود فطرت کے تابع ہوتا ہے اور اس پر قطعی بھروسا نہیں کیا جاسکتا۔

دل نہ صرف یہ کہ ہر چیز سے زیادہ حیلہ باز ہے بلکہ Anash یعنی لا علاج اور بدخواہ ہے۔انسان کے دل کو کون سمجھ سکتا ہے؟ کوئی نہیں لیکن خدا سمجھ سکتا ہے۔صرف خدا ہمارے باطنی کاموں کو جانتا ہے اور خدا کے بغیر ہم خود کو کبھی نہیں سمجھ سکتے۔احساسِ جرم اور تعلیمات اور ہماری زندگیوں میں خدائے پاک روح کی منور کرنے والی خدمتی معاونت کے بغیر ہم کبھی یہ نہیں سمجھ

پانی اور روح

پانی کلامِ پاک میں اکثر و بیشتر پاک روح کی تصویر ہے(اعمال 2:17؛یوایل 2:28-32)۔

1۔پانی طبعی زندگی میں ایک اہم ضرورت ہے۔روحانی زندگی کے لئے پاک روح ایک اہم طاقت ہے۔خدائے پاک روح اندر آجانے کے بغیر کوئی روحانی زندگی نہیں ہے اور خدائے پاک روح سے بھرپور ہوئے بغیر کوئی روحانی ترقی نہیں ہے۔

2۔پانی طبعی پیاس بجھاتا ہے، پاک روح روح کو آسودہ کرتا ہے۔

3۔پانی دھوتا ہے، پاک روح پاک کرتا ہے۔بالکل ایسے ہی جیسے ہمیں ہر روز صابن اور پانی

پاتے کہ ہم کون ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں وہ کیوں کرتے ہیں۔

''دریافت'' کا مطلب ہے ''کسی چیز کے شامل مواد کو ڈھونڈنا'' جانچ کا مطلب ہے ڈھونڈنے کے عمل کو نیت سے سرگرم ہو کر جانچنا۔ ظاہر ہے کہ خدا ہمیشہ جانتا ہے کہ ہمارے دلوں میں کیا ہے لیکن وہ چاہتا ہے کہ ہم جانیں، وہ چاہتا ہے کہ ہم سمجھیں کہ ہمارے اندر کیا ہے اور وہاں کون برسرِ اختیار ہے۔

ہم کبھی بھی جان نہیں سکتے کہ ہماری روح میں کیا چل رہا ہے جب تک کہ خدا اِسے ہم پر ظاہر نہ کر دے۔ سو وہ کبھی کبھار ہمیں ناموافق حالات میں اور کبھی اچھے حالات میں رکھ کر جانچتا اور موقع دیتا ہے کہ جو کچھ ہم جانتے ہیں اُس پر عمل کریں۔ (عبرانیوں 13:4)

تلاش کرنے اور جانچنے کا خدا کا بنیادی مقصد ہمیں ہماری چال کے مطابق، ہمارے کاموں کے پھل کے مطابق بدلہ دینا ہے۔ ''چال یا راہوں' سے اشارہ شامل مواد کی طرف ہے اور ''کاموں'' کا اشارہ عمل کی طرف۔ خدا صرف ہمارے اعمال کی فکر ہی نہیں رکھتا بلکہ کئی درجہ زیادہ یہ فکر رکھتا ہے کہ ہم وہ اعمال کیسے کرتے ہیں۔ خداوند یسوع مسیح نے نیکُدیمس کو بتایا کہ زندگی کی دو قسمیں ہیں: طبعی/ دنیاوی اور روحانی/ آسمانی۔

''جو جسم سے پیدا ہوا ہے جسم ہے اور جو روح سے پیدا ہوا روح ہے'' (یوحنا 6:3)۔ ہم

سے اپنے بدن کو دھونے کی ضرورت ہوتی ہے ویسے ہی مسلسل توبہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس کے ذریعے پاک روح ہماری روحوں کو پاک وصاف کرتا ہے۔

4۔ پانی بدن کو تازہ دم کرتا ہے۔ پاک روح، روح کو نیا کر دیتا ہے۔ اگر ہم اُسے وہ کرنے کا موقع دیں جس کے لئے وہ بھیجا گیا تھا، تو پاک روح ہماری روح کو جب وہ زندگی کے طوفانوں تلے تڑپ رہی ہو، نیا بنا دے گا۔

5۔ پانی قوت کا سرچشمہ ہے؛ پاک روح زندہ رہنے کی قوت کا منبع ہے۔ ہم دریا کے پانی کو روک کر اس کی قوت سے شہر کو روشن کرنے کے لئے کافی بجلی پیدا کر سکتے ہیں۔ ہم اپنی زندگیوں میں پاک روح سے قوت لے سکتے ہیں اور اپنے اردگرد کی دنیا کو روشن کر سکتے ہیں۔

جسمانی اعتبار سے جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ خدا کو قبول نہیں ہے(یسعیاہ 6:64)۔صرف وہی کچھ جو خدا کے پاک روح کے وسیلہ سے ہم میں پیدا ہوتا ہے قدر و قیمت رکھتا ہے۔

''پھر عید کے آخری دن جو خاص دن ہے یسوع کھڑا ہوا اور پکار کر کہا اگر کوئی پیاسا ہو تو میرے پاس آ کر پیئے۔جو مجھ پر ایمان لائے گا اس کے اندر سے جیسا کہ کتابِ مقدس میں آیا ہے زندگی کے پانی کی ندیاں جاری ہوں گی۔اس نے یہ بات اُس روح کی بابت کہی جسے وہ پانے کو تھے جو اُس پر ایمان لائے کیونکہ روح اب تک نازل نہ ہوا تھا اس لئے کہ یسوع ابھی اپنے جلال کو نہ پہنچا تھا۔''(یوحنا 7:37-39)۔

جس پیاس کے بارے میں یسوع بات کر رہا ہے وہ روحانی ہے۔خداوند اپنی دعوت کو اس مشروط جملے میں بیان کرتا ہے''اگر کوئی شخص پیاسا ہے۔'' یہ تیسرے درجہ کی شرط ہے جس کا مطلب ہے کہ''شاید آپ پیاسے ہوں یا شاید نہ ہوں''۔فعل Dipsao''ڈپساؤ''یعنی پیاس زمانہ حال کا جاری عمل ہے۔جملہ کی ساخت قابلیت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔فعل معروف اشارہ کرتا ہے کہ یہ شخصی انتخاب کا معاملہ ہے۔ہم فیصلہ کرتے ہیں کہ آیا ہم روحانی طور پر پیاسے ہیں یا نہیں۔

اگر ہم یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ہم پیاسے ہوں، تب ہم فیصلہ کرتے ہیں کہ آیا ہم اپنی پیاس بجھائیں یا نہیں۔پیاس کا حل ہے پانی پینا۔یہ جملہ''میرے پاس آ کر پیئے'' ہمیں یاد دلاتا ہے کہ صرف ایک جگہ ہے جہاں سے ہماری پیاس بجھے گی......یعنی مسیح میں۔صیغہ امر کے مزاج میں یہ ہمارے لئے خداوند کا حکم ہے۔''پینو''Pino''پینا''زمانہ حال کا فعل ہے جس میں تسلسل پایا جاتا ہے۔فعل معروف اشارہ کرتا ہے کہ ہم منتخب کرتے ہیں کہ پیئیں یا نہ پیئیں۔آیت 38 میں یسوع اِسے واضح کرتا ہے کہ پینے کا مطلب ہے، ایمان لانا۔ایمان پینے کے مشابہ ہے اور یہ

ہماری پیاس بجھاتا ہے۔

''پیاسا ہونا، آنا، پینا، ایمان رکھنا'' یہ سب فعل حال ہیں جو کہ جاری عمل کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ہم انتخاب کرتے ہیں کہ آیا پیاسے ہی رہیں گے،ہم انتخاب کرتے ہیں کہ آیا مسیح کے پاس آتے رہیں گے اور پیتے رہیں گے،ہم انتخاب کرتے ہیں کہ آیا ہم ایمان لاتے رہیں گے۔صرف لمحہ بہ لمحہ مسیح پر ایمان رکھنے کے ذریعے سے ہم لمحہ بہ لمحہ اپنی روحوں کی پیاس بجھا سکتے ہیں۔

یوحنا اِسے واضح کرتا ہے کہ پاک روح، جو کہ مسیح کے مصلوب ہونے، جی اٹھنے اور آسمان پر چڑھ جانے کے بعد ہر ایماندار کے اندر بھیجا گیا، وہی زندگی کے پانی کی ندیوں کا منبع ہے۔صرف ایمان ہی ہماری روح میں خدا کی پاک روح کی طاقت کے پُر زور بہاؤ کے راستے کھول سکتا ہے کہ وہ ہمیں میں سے بہے۔

قوت کو استعمال کرنا

1۔پاک روح سے بھرے رہو(افسیوں18:5)''بھرے رہو'' کے لئے یونانی لفظ''پلیر وُ''Pleroo کا فعل حال مجہول صیغہ امر ہے۔ایک ایسا لفظ جسکا مطلب ہے'کمی کو بھرنا،خوبی سے بھرنا،مکمل طور پر متاثر کرنا،مکمل طور پر قبضہ کرنا'۔زمانہ حال ہمیں بتاتا ہے کہ ہم بھرتے رہیں،فعل مجہول کا مطلب ہے کہ ہم یہ معموری خود پیدا نہیں کر سکتے، یہ ہمیں دیا جاتا ہے۔صیغہ امر کے مزاج کا مطلب ہے کہ یہ خدا کی طرف سے حکم ہے۔ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم پورے طور پر خدائے پاک روح کی طاقت کے ماتحت چلتے رہیں۔

2۔ پاک روح کو رنجیدہ نہ کرو(افسیوں30:4) ''رنجیدہ'' کے لئے یونانی لفظ ''لیوپیوٗ''Lupeo ہے اور یہ اس قسم کے دکھ اور افسوس کو ظاہر کرتا ہے جو کوئی اپنے پیارے کو کھونے پر محسوس کرتا ہے۔خدا کا روح بھی ایسا ہی محسوس کرتا ہے جب ہم دنیاوی/ نفسانی ہو جاتے ہیں۔صیغہ امر میں نفی میں استعمال کرتے ہوئے پولس افسیوں کے لوگوں کو منع کرتا ہے کہ جیسا وہ کر رہے ہیں وہ

نہ کریں۔ ''پاک روح کو رنجیدہ نہ کرو'' سیاق وسباق ہمیں بتاتا ہے کہ روح کو رنجیدہ کرنا گناہ ہے۔

3۔ روح کو نہ بجھاؤ (1 تھسلنیکیوں 19:5) یونانی لفظ ''سبینو مائے'' Sbennumi کا مطلب ہے ''بجھا دینا'' جیسے کوئی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ ''خدائے پاک روح کی آگ کو نہ بجھاؤ''۔ ایک بار پھر، زمانہ حال امر نفی کے ساتھ کچھ کرنے سے روکنے کے لئے ایک حکم ہے۔ تھسلنیکیوں کی کلیسیا میں کچھ لوگ نمایاں طور پر پاک روح کو بجھانے کی عادت اپنا رہے تھے۔ آیت کا سیاق وسباق ہمیں بتاتا ہے کہ ''بجھانا'' خد کے کلام کی طرف بے توجہی ہے۔ کلام کے لئے منسوب ہونے پر ہم غفلت نہیں برت سکتے صرف کلام ہی پاک روح سے بھر پور ہونے کی ترقی کو قائم رکھ سکتا ہے۔

4۔ روح کے موافق چلو (گلتیوں 16:5)۔ پیر یپا ٹیو Peripateo یونانی لفظ ہے جس کے معنی ہیں ''چلو'' یہ زمانہ حال معروف امر ہے۔ فعل معروف ہمیں بتاتا ہے کہ یہ شخصی پسند کا فیصلہ ہونا چاہئے۔ زمانہ حال ہمیں اسے زندگی کا راستہ بناتے ہوئے، اس پر چلتے رہنے کا انتخاب کرنے کے بارے میں بتاتا ہے۔ صیغہ امر خدا کی طرف سے حکم ہے۔ روح کے موافق چلنے کا مطلب ہے ہر دن پاک روح کی قوت میں گزارنا۔

جب ہم خدائے پاک روح کو رنجیدہ کرتے ہیں، جب ہم اپنی زندگیوں میں اس کی قوت کو بجھا دیتے ہیں۔ تب ہم روح سے نہیں بھرتے۔ ہم رفاقت سے باہر ہوتے ہیں، رفاقت سے باہر ہونے کا سیدھا سادا حل توبہ ہے جو ہمیشہ رہائی لاتی ہے (1 یوحنا 9:1) جب ہم رفاقت میں رہتے ہیں، خدا کے روح سے بھرے ہوتے ہیں اور خدا کے کلام کے تابع ہوتے ہیں (1 یوحنا 3:2) تو ہماری گنہگار فطرت کا پھر کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ (رومیوں 6:6؛ گلتیوں 16:5؛ 1 یوحنا 6:3)۔

''رنجیدہ نہ کرو''، ''نہ بجھاؤ''، ''روح کے موافق چلو'' یہ سب فعل معروف ہیں۔ شخصی فیصلے ہیں جس کے نتیجہ میں ہم پاک روح سے...... فعل مجہول...... مسلسل ''بھرے ہوئے'' رہتے ہیں۔

سبق 4:3

چڑھائی......روحانی ترقی

زبور 27:1-14

2 پطرس 1:2-7

مسیحی زندگی کی چڑھائی شیر خوار روحانی زندگی سے روحانی بلوغت تک ہے۔ روحانی ترقی بھی جسمانی ترقی کی طرح راتوں رات نہیں ہوجاتی؛ یہ مسلسل جاری رہنے والا عمل ہے۔لیکن روحانی ترقی جسمانی ترقی کی طرح نہیں ہے بلکہ یہ انتخاب کر لینے کا معاملہ ہے۔ ہم یا تو کلامِ مقدس کے لئے بھوکے اور پیاسے ہونے کا انتخاب کرتے ہیں؛ ہم انتخاب کرتے ہیں کہ متحرک کئے جائیں،اور ہم انتخاب کرتے ہیں کہ مسیحی زندگی میں آگے بڑھیں۔

زبور 27 میں داؤد ایمان کے سات دائروں کے ذریعے روحانی ترقی کی پیشرفت واضح کرتا ہے۔

''خداوند میری روشنی اور میری نجات ہے۔ مجھے کس کی دہشت؟
خداوند میری زندگی کا پشتہ ہے مجھے کس کی ہیبت؟''
(زبور 27:1)۔

دائرہ 1: نجات۔تمام تر روحانی ترقی کی بنیاد نجات ہے(1 کرنتھیوں 3:11)۔ ''خداوند'' عبرانی زبان میں ''یہواہ''؛''نجات'' یہ عبرانی لفظ''یشوع'' سے مشتق ہے جو کہ یسوع

کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ داؤد کے زبور لکھنے سے ایک ہزار سال بعد فرشتے کی معرفت یوسف کو یہ بتایا گیا ''تُو اسکا نام یسوع رکھنا کیونکہ وہی اپنے لوگوں کو اُنکے گناہوں سے نجات دے گا'' (متی 21:1)۔ وہ شخص جو یسوع مسیح پر نجات کے لئے ایمان رکھتا ہے وہ دیکھنا شروع کر دیتا ہے جو خدا کی ذات اور اس کے منصوبے میں بنیادی ثبوت کے طور پر پایا جاتا ہے کہ یہ ایمان خوف پر فتح پا سکتا ہے۔

''میں نے خداوند سے ایک درخواست کی ہے۔ میں اسی کا طالب رہوں گا۔ کہ میں عمر بھر خداوند کے گھر میں رہوں تا کہ خداوند کے جمال کو دیکھوں اور اس کی ہیکل میں استفسار کیا کروں'' (زبور 4:27)۔

دائرہ 2: مطالعہ۔ نجات کے بعد ترقی صرف اور صرف مطالعہ سے ہوتی ہے۔ ہمیں کلام کے لئے مثبت ہونا ہے۔ ''باقاش'' Baqash یعنی ''ڈھونڈنا'' کا مطلب ہے تندہی سے مطالعہ کرنا۔ یہ 2 تیمتھیس 15:2 میں بیان کردہ یونانی لفظ ''سپاوُڈیزو'' Spoudazo کی طرح ہے جس کا اطلاق مضبوط باطنی تحریک پر ہوتا ہے۔ جب تک ہم روحانی تحریک کے لئے شخصی فیصلہ نہیں کرتے تب تک ممکن نہیں کہ ہم ترقی کے لئے مطالعہ کر سکیں۔ ''خداوند کے گھر میں سکونت کرنا'' خدا کے کلام میں رہنے کے مترادف ہے، یعنی یہ سیکھنا کہ کلام کو اوّلیت دینی چاہئے، زندگی میں اور کسی بھی چیز سے زیادہ حقیقی اور کامل ہے۔ داؤد کے زمانہ میں خداوند کا گھر ایک خیمہ تھا۔ وہ جگہ جہاں تعلیم دی جاتی تھی۔ عہدِ جدید میں مقامی کلیسیا اس کے برابر تھی جہاں کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے تھے اور خدا کا کلام سکھایا جاتا تھا۔

''کیونکہ مصیبت کے دن وہ مجھے اپنے شامیانہ میں پوشیدہ رکھے گا۔ وہ مجھے اپنے خیمہ کے پردہ میں چھپالے گا۔ وہ مجھے چٹان پر چڑھا دے گا'' (زبور 5:27)۔

دائرہ 3: ایمان رکھنا۔ آرام پانا۔ داؤد کہہ رہا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ اگر وہ مطالعہ اور استفسار کے لئے خود کو خدا کے خیمہ میں پابندی سے رکھتا ہے تا کہ ترقی کے لئے اپنی تحریک میں مضبوط ہو، تب مصیبت کے دن خدا اپنا خیمہ اُس پر پھیلا دے گا اور جو چیز اُسے ڈرا سکتی ہے اس سے وہ الٰہی پناہ حاصل کریگا۔ ہم ہمیشہ سُنایا جانے والا کلام سُنتے اور اس بات کا انتخاب کرتے ہیں کہ آیا اس پر یقین کریں یا نہ کریں۔ کائنات میں ایمان کا مقام ہی واحد پناہ گاہ ہے جہاں ہم کلام کی طاقت میں سکونت کرتے ہیں۔ اس راز کی جگہ میں ہمارے پاس خول دار ماحول ہے جو ہمارے ساتھ رہتا ہے۔ جب ہم خود کو کلام کے مطابق رہنے کے لئے سپرد کر دیتے ہیں تب ہم جہاں بھی جائیں خدا کا کلام ہمیں گھیر لے گا اور ہمیں زندگی میں استحکام حاصل ہوگا۔

> ''اب میں اپنے چاروں طرف کے دشمنوں پر سرفراز کیا جاؤں گا۔ میں اس کے خیمہ میں خوشی کی قربانیاں گذرانونگا۔ میں گاؤنگا۔ میں خداوند کی مدح سرائی کروں گا'' (زبور 6:27)

دائرہ 4: روحانیت۔ عبرانیوں 15:13 میں ہمیں نصیحت کی گی ہے کہ ''پس ہم اس کے وسیلہ سے حمد کی قربانی یعنی اُن ہونٹوں کا پھل جو اس کے نام کا اقرار کرتے ہیں خدا کے لئے ہر وقت چڑھایا کریں۔'' خوشی کو بیان کرنے کی قربانیاں، جو خدا کی شکر گزاری ہے اور گیت گانے اور حمد کرنے کی قربانیاں، جو خدا کی وفادار ہونے کو ظاہر کرتی ہیں، یہ پاک روح سے معمور ہماری کہانت کے عمل کا اظہار ہے۔

> ''اے خداوند! میری آواز سُن، میں پکارتا ہوں۔ مجھ پر رحم کر اور مجھے جواب دے۔'' (زبور 7:27)

دائرہ 5: مصیبت۔ عبرانی زبان کا لفظ قارا qara ہے جس کا مطلب ہے ''بلند آواز سے پکارنا'' یہاں یہ شدید دباؤ کی طرف اشارہ ہے جو کسی جان میں رہائی پانے کی غرض سے اٹھتا ہے، روحانی ترقی کے لئے اذیت یا دکھ ضروری ہے۔ جب ہم پُر اثر دعا کے ساتھ مصیبت کا سامنا

کرتے ہیں تو اِس سے ترقی کا عمل تیز ہو جاتا ہے۔

''جب تُو نے فرمایا کہ میرے دیدار کے طالب ہو تو میرے دل نے تجھ سے کہا، اے خداوند میں تیرے دیدار کا طالب رہوں گا۔''(زبور 8:27)۔

دائرہ 6: مسیح کے ساتھ پیوست ہونا۔ اس زبور کا سب سے طویل حصہ ایمان کے چھٹے دائرے سے متعلق ہے کیونکہ روحانی بالیدگی حاصل کرنے کے لئے یہ نہایت ضروری ہے۔ یہ اپنے دکھوں سے لے کر یسوع مسیح میں پیوستہ رہنے تک کی مستقل مزاجی ہے۔ داوٗد مستقل مزاج رہنے کی لیاقت رکھتا تھا کیونکہ جب خدا کہتا ہے ''میرے دیدار کے طالب ہو'' تو داوٗد نے کہا ''میں طالب رہوں گا۔'' وہ خدا کے کلام کو جاننے اور خدا کی مرضی کو سمجھنے کے لئے متحرک تھا۔ روحانی بالیدگی تک پہنچنا اس وقت تک ناممکن ہے جب تک ہم مسیح کی ذات میں پیوست رہنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ مسیحیت کسی مذہب کی طرح نہیں ہے بلکہ یہ ایک رشتہ ہے۔ ہمارے مطالعے کا مقصد تحریری کلام سے زندہ کلام کی طرف جانا ہے۔ یعنی اوراق سے یسوع مسیح کی ذات تک پہنچنا۔

''اگر مجھے یقین نہ ہوتا کہ زندوں کی زمین میں خداوند کے احسان کو دیکھوں گا تو مجھے غش آ جاتا۔ خداوند کی آس رکھ۔ مضبوط ہو اور تیرا دل قوی ہو۔ ہاں خداوند ہی کی آس رکھ۔'' (زبور 27:13-14)۔

دائرہ 7: انتظار۔ داوٗد مایوسی، شکستہ دلی، دباوٗ، افسردگی کو جانتا تھا۔ اُس نے اِن سب کا سامنا کیا لیکن وہ ان سب میں سے اِس لئے گذر سکا کیونکہ جانتا تھا کہ اگر روحانی ترقی میں ثابت قدم رہا تو خدا اُسے برکت دے گا۔ قاواہ qawah عبرانی زبان میں ایمان کے لئے بہت ہی مضبوط اور جامع لفظ ہے۔ صلیب سے تاج تک ترقی کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو ایمان کے ان درجات میں مہارت حاصل کرنی ہو گی: آمین Amen بھروسہ رکھنے والا ایمان، اور باٹخ

Batach کشتی لڑنے والا ایمان ، خاساہ Chasah پناہ گاہ میں ہونے کا ایمان ، یقل Yachal شفا پانے کا ایمان اور قاواہ Qawah انتظار کرنے کا ایمان ۔ یسعیاہ ہمیں بتاتا ہے کہ وہ جو خداوند کا انتظار کرتے ہیں ، اپنی انسانی طاقت کو الٰہی طاقت سے بدل لیں گے ۔ جب تک ہم انتظار کرنے کے مرحلے تک نہیں پہنچتے ہم خدا کی زبردست طاقت حاصل نہیں کر سکیں گے ، اور جب تک ہمارے پاس یہ نہ ہو ، ہمارے پاس روحانی بادشاہت میں حقیقی دلیری بھی نہ ہوگی ۔

ایسا کوئی طریقہ نہیں کہ ہم اپنی طاقت سے یا تو روحانی بالیدگی تک پہنچ سکیں یا اس کی مشابہت اختیار کر سکیں ۔ یہ خدا کی طرف سے تحفہ ہے جو ہمیں کثرت کے ساتھ دیا گیا ہے اور جو صرف ایمان ہی سے حاصل کیا جا سکتا ہے ۔ ہمیں خدا کے منصوبے کی پیروی کرنا ہے ۔ اسے ہمیں خدا کے طریقہ سے کرنا ہے ...... ایک وقت پر اصول ، وعدہ اور عقیدہ کی پیروی کرنا ہے ۔ بالیدگی تک پہنچنے کے لئے ہمیں ایمان کے ان سات دائروں میں سے گزرنا ہوگا ۔ اس کے لئے بڑی مضبوط تحریک چاہئے ۔ ہم میں روحانی بالیدگی کو حاصل کرنے کی تحریک اس زمین پر کسی بھی اور چیز سے زیادہ ہونی چاہئے ۔ اگر زندگی میں ہم کسی اور چیز کو اوّلیت دیتے ہیں تو ہم اس تک نہیں پہنچ سکتے ۔ سو خدا نے نظام تجویز کیا ہے کہ یا تو ہم اسے اسی کے طریقہ سے کریں یا پھر اسے بالکل بھی نہ کریں ۔ اس کے طریقہ کار کا مرکز کلیسیا ہے ۔ مقامی کلیسیا میں شامل ہوئے بغیر اور اپنی روحانی نعمتوں کو عملی طور پر کام میں لائے بغیر ہم بالیدگی تک نہیں پہنچ سکتے ۔

> ''اور اُسی نے بعض کو رسول اور بعض کو نبی اور بعض کو مُبشّر اور
> بعض کو چرواہا اور اُستاد بنا کر دے دیا تا کہ مقدس لوگ کامل
> بنیں اور خدمت گزاری کا کام کیا جائے اور مسیح کا بدن ترقی
> پائے'' (افسیوں 4:11-12) ۔

اِن میں سے دو ...... رسالت اور نبوت ...... عارضی نعمتیں ہیں ۔ جب یوحنا رسول نے بائبل کی آخری کتابوں کا لکھنا بھی مکمل کیا اور اس کے بعد مر گیا ، تب رسالت اور نبوت دونوں نعمتیں

منظر سے ہٹ گئیں۔ تعلیم دینے کی دیگر برکات دیئے جانے کا مقصد ایمانداروں کو خدمت کے لئے آراستہ کرنا ہے۔

یونانی لفظ کتر تیز و Katartizo یعنی ملبس کرنا، آراستہ کرنا، لیس کرنا قدیم زمانہ میں تین طرح سے استعمال ہوتا تھا۔ طبی مقاصد کے لئے، اس کا مطلب ہے ٹوٹی ہوئی ہڈی کو صحیح طرح جوڑنا۔ فوجی استعمال میں اس کا مطلب ہے فوج کو میدانِ جنگ میں کُمک پہنچانا۔ معاشی طور پر اس کا مطلب ہے ضرورت کے مطابق ذخیرہ مہیا کرنا۔ لفظ کے معنی ہیں ضروت کے مطابق تیار کرنا /انتظام کرنا / مہیا کرنا۔ روحانی طور پر اس حوالہ میں مطلب ہے ایماندار کے لئے اپنی روحانی برکات کی تلاش اوراس پر کام کرنا۔

بائبل سیکھنے کے لئے جماعت میں بیٹھنے اور کلام حاصل کرنے کے بعد، اگلا قدم دنیا میں باہر نکلنا اور جو کچھ ہم نے سُنا ہے اُس پرعمل کرنا ہے۔ اگر روحانی نعمت کی فطرتی قوتوں سے بالاتر قوت کو کام میں لانے کے لئے ہم میں خدمت، فرضِ منصبی، طریقِ عمل نہیں تو ہم میں روحانی بالیدگی نہیں ہوگی۔

خدمت کا مقصد مسیح کے بدن کی ترقی کے لئے ہے۔ تعمیر کرنا، ترقی دینا، بڑھانا کے لئے یونانی لفظ "آئیکودومیو Oikodomeo ہے۔ Oikos سے مراد ہے گھر اور Domeo کا مطلب ہے تعمیر کرنا، پروان چڑھانا، ترقی دیناوغیرہ۔ لفظ کا مکمل ترجمہ ہے "روحانی تعمیر و ترقی۔"

پاسبان کلیسیا کو سکھاتا ہے؛ کلیسیا کے ارکان کے لئے پاسبان دستیاب ہے، جماعت کے ارکان پاسبان سے مہارت حاصل کرکے، سب اپنی روحانی نعمتوں کے موافق کام کرتے ہیں۔ چونکہ تمام روحانی نعمتیں کام کر رہی ہیں، ایماندار ایک دوسرے کو روحانی فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو مضبوط کر رہے ہیں تاکہ وہ سب ایسا کام کرسکیں جو کلیسیا کو کرنا ضرور ہے یعنی بشارت ......دنیا کو یسوع مسیح کی بابت خبر دینا۔ اسی بات سے مقامی کلیسیا باتحریک بنتی ہے۔

"جب تک ہم سب کے سب خدا کے بیٹے کے ایمان اوراس کی

پہچان میں ایک نہ ہو جائیں اور کامل انسان نہ بنیں یعنی مسیح کے
پورے قد کے اندازے تک نہ پہنچ جائیں'' (افسیوں 4:13)۔

ہم جو کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں اس کا بنیادی مقصد چار تصاویر میں بیان کیا گیا ہے۔

1۔ ایمان میں ایک ہونا۔ ''ایمان'' یہاں ایمان فاعلی نہیں بلکہ مفعولی ہے۔ یہ ہمارے ایمان کی طرف اشارہ ہے۔ ایمان میں ایک ہونے کا مطلب ہے کہ چونکہ خدا کا کلام پوری وسعت کے ساتھ سکھایا جاتا ہے اس لئے کلام کو سمجھنے میں ہماری ترقی ایک باقاعدہ نظام کے مطابق ہونی چاہئے۔

2۔ خدا کے بیٹے کی پہچان۔ یہ باضابطہ اور تجربہ افزا علم ہے۔ ہم یسوع مسیح کو اس لئے نہیں جانتے کہ ہم نے اس کے بارے میں سُنا یا پڑھا ہے بلکہ ہمیں اُس کا تجربہ ہوا ہے۔ ہم اپنی زندگیوں میں اُس کی دلیری، اُس کا حوصلہ، اُس کی انکساری دیکھتے ہیں اور ہم یہ چیزیں مقامی کلیسیا میں دوسروں میں بھی دیکھتے ہیں۔ ہم یسوع مسیح کی ذات کے عملی اور تجربہ افزا علم کی طرف آجاتے ہیں۔ یسوع ایسا نہیں جو غیر موجود ہو بلکہ وہ موجود ہے، وہ ایسا نہیں کہ کمزور ہو بلکہ زورآور ہے۔ وہ زندہ ہے اور ہر ایک میں شخصی طور پر اور مقامی کلیسیا میں اجتماعی طور پر سانس لیتا ہے۔

ہم کس طرح کبھی خدا کے بیٹے کے تجربہ افزا علم کی طرف آئیں گے؟ صرف ایک ہی طریقہ ہے، ہمیں بائبل مقدس کی عقائدی تعلیمات کی سمجھ میں باقاعدہ ایک ہونے کی طرف آنا ہے۔ اگر ہم خدا کی مکمل ترغیب/صلاح کو قبول نہیں کرتے تو ہم کبھی بھی مسیح کے پورے جلال کو دیکھ نہیں سکتے۔

3۔ بالغ یا باشعور آدمی۔ یہ یونانی لفظ Tleios سے مشتق ہے جس کا ترجمہ ''مکمل'' بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم معمہ کے تمام ٹکڑوں کو اکٹھا کر چکے ہیں۔ ہمیں عقیدہ کی تعلیمی وسعت کی واضح سمجھ ہے اور ہم نے زندگی پر اس کا اطلاق کیا ہے۔ چونکہ ہمیں سکھایا گیا ہے اور ہم ایمان میں ایک ہیں اور چونکہ ہم میں یسوع مسیح کی شخصیت کا تجربہ افزا علم ہے

اس لئے ہم بالغ ہیں۔

4۔مسیح کے پورے قد کا اندازہ۔اس نکتہ پر پہنچنے کا مطلب ہے کہ ہم اس خصوصیت سے بھرپور ہیں جو مسیح میں پیوستہ ہونے کے تابع ہے اور ہر کام میں جو ہم کرتے ہیں اُس سے متاثر ہیں۔ہم مسیح کے کام کرنے سے مسیحی زندگی کا آغاز کرتے ہیں اور کچھ وقت میں اس کے ساتھ پیوست ہونا شروع کر دیتے ہیں؛ لیکن اس کے بعد کیا ہوتا ہے؟ جب ہم تحریری کلام کی باقاعدہ سمجھ میں ترقی کرتے ہیں، یسوع مسیح زندہ کلام ہمارے لئے زندہ ہو جاتا ہے۔وہ حقیقی، اور کسی بھی دوسری چیز سے زیادہ بامعنی بن جاتا ہے۔ہم خدا کے بیٹے کا ''اپیگنوسس'' Epignosis یعنی تجربہ افزا علم پانا شروع کر دیتے ہیں۔ہم روحانی بالیدگی تک پہنچ جاتے ہیں اور پھر وہ ہماری زندگی کو بھر دیتا ہے، ہماری سوچ کو قابو میں کرتا ہے، ہمارے کاموں کو پُر تاثیر بناتا ہے۔یسوع مسیح زندگی کی سب سے اہم چیز بن گیا ہے۔

''تا کہ ہم آگے کو بچّے نہ رہیں اور آدمیوں کی بازیگری اور

روحانی ترقی کے سات اقدام

''خدا اور ہمارے خداوند یسوع کی پہچان کے سبب سے فضل اور اطمینان تمہیں زیادہ ہوتا رہے کیونکہ اس کی الٰہی قدرت نے وہ سب چیزیں جو زندگی اور دینداری سے متعلق ہیں ہمیں اس کی پہچان کے وسیلہ سے عنایت کیں جس نے ہم کو اپنے خاص جلال اور نیکی کے ذریعہ سے بلایا جن کے باعث اُس نے ہم سے قیمتی اور نہایت بڑے وعدے کئے تاکہ اُن کے وسیلہ سے تم اُس خرابی سے چھوٹ کر جو دنیا میں بُری خواہش کے سبب سے ہے ذاتِ الٰہی میں شریک ہو جاؤ۔پس اسی باعث تم اپنی طرف سے کمال کوشش کر کے اپنے ایمان پر نیکی اور نیکی پر معرفت اور معرفت پر پرہیز گاری اور پرہیز گاری پر صبر اور صبر پر دینداری اور دینداری پر برادرانہ اُلفت اور برادرانہ اُلفت پر محبت بڑھاؤ۔''(2 پطرس 1:2-7)

خدا نے اپنے بچوں میں سے ہر ایک کے سامنے جو مقصد رکھا ہے وہ ہے یسوع مسیح کے مشابہ

مکّاری کے سبب سے اُن کے گمراہ کرنے والے منصوبوں کی
طرف ہر ایک تعلیم کے جھونکے سے موجوں کی طرح اچھلتے بہتے
نہ پھریں۔ بلکہ محبت کے ساتھ سچائی پر قائم رہ کر اور اس کے
ساتھ جو سر ہے یعنی مسیح کے ساتھ پیوستہ ہو کر ہر طرح سے بڑھتے
جائیں۔" (افسیوں 4:14-15)۔

اگر ہم کلام کو سکھانے اور عمل کرنے میں ثابت قدم رہتے ہیں، تو ہمیں اپنی ساری زندگی بچّے نہیں رہنا پڑے گا۔ یونانی لفظ "میکیٹی Meketi" یعنی "آگے کو، آئندہ" کہتا ہے کہ "یہ وقت آگے بڑھنے کا ہے۔" عبرانیوں کا مصنف اپنے قارئین کو یہ بتاتے ہوئے نصیحت کرتا ہے کہ اب اُنہیں دوسروں کو تعلیم دینی ہے، انہیں چاہئے کہ اپنی روحانی نعمتوں کو استعمال میں لائیں، لیکن وہ ایسا نہیں کر رہے۔ کیوں؟ کیونکہ وہ سننے میں سُست اور برگشتہ ہو گئے ہیں (عبرانیوں 5:11-14)۔

ہونا۔ جس دینداری کی طرف پطرس تیسری آیت میں اشارہ کرتا ہے وہ روحانیت کا عمل ہے۔ یہ مسیح کا ہم میں بسنا اور ہم میں سے ظاہر ہونا ہے (کلسیوں 1:27)، یہ کائنات میں نہایت عجیب پوشیدہ قوت ہے۔ اور ابھی تک ہم اس کے لئے یا تو بھوکے ہو سکتے ہیں یا پھر بے حس اور بے پرواہ۔

اس سے پہلے کہ روحانی افزائش حقیقت بن سکے، باطنی تحریک ہونی چاہئے۔ ہمیں بڑھنے کی چاہت رکھنی ہے اور یہ وہ انتخاب ہے جو ہم میں سے ہر ایک کو اپنے لئے کرنا ہے۔ ایک بار جب ہم نے بڑھنے کا فیصلہ کر لیا تو ہمیں اُس پر قائم رہنا ہے۔ ہمیں ایسا کرنا ہے جیسا کہ پطرس کہتا ہے، یعنی ہمیں کمال کوشش کرنی ہے۔

"پیریسفیرو" Pereisphero یعنی کام میں لانا، اطلاق کرنا۔ یہ ایسا لفظ ہے جس کے معنی ہیں نزدیک لانا، شامل ہونا، اپنے آپ سے کچھ لانا۔ "سپاؤڈ" spoude کا ترجمہ جانفشانی ہے۔ اس کا مطلب ہے مستعدی، جوش۔ پیریسفیرو یہاں مضارع فعل معروف صفت فعلی ہے۔ مضارع صفت فعلی یونانی زبان میں ہمیشہ حقیقی فعل سے پہلے عمل میں آتا ہے اور فعل معروف ہمیشہ شخصی انتخاب

یہاں پولس رسول ''بچوں'' کے لئے لفظ ''نیپیوس'' Nepios ہے۔ یہ لفظ ایسے بالغ کی طرف اشارہ کرتا ہے جو بچگانہ حرکتیں کرتا ہو۔ روحانی عالم میں میں ایسا شخص اُسے کہتے ہیں جو عرصہ دراز سے ایماندار ہو لیکن اب تک مسیحیت ظاہری چیز بنائے بیٹھا ہو بجائے کہ اِسے باطنی چیز بنائے۔ وہ اب تک نہیں سمجھتا کہ مسیحیت فطرتی قوتوں سے بالاتر اور پوشیدہ قوت ہے۔ وہ اب تک پوشیدہ روحانی پھلوں کی بجائے انسانی صنعت، انسانی کاوش اور انسانی نیکی کا مسئلہ بنائے رکھنے کی کوشش میں ہوتا ہے۔

''اچھلتے'' اور بہتے پھرنا'' یہاں دونوں فعل حال ہیں، جو مسلسل عمل کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یہ بچکانہ ایماندار کا طرزِ زندگی ہے جو مسلسل بدلتا، متزلزل رہتا، اور ہوا کے جھونکوں کی تبدیلی کا اثر لیتا، نیز ایسی زندگی گزارتا ہے جو حالات کے رحم و کرم پر ہو۔ اگر کسی ایماندار کی زندگی اردگرد کے حالات پر مبنی ہو تو وہ بالیدگی حاصل نہیں کر سکتا۔

مگر بچے رہنے کی بجائے ہمیں بڑھنا ہے۔ ''بلکہ محبت کے ساتھ سچائی پر قائم رہ کر'' کا

کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ حقیقی فعل ''مہیا کرنا'' ترقی کے سات درجات میں تعلق پیدا کرتا ہے۔ پطرس یہاں کہہ رہا ہے کہ جب تک ہم خود میں تحریک پیدا نہیں کرتے، جب تک یہ فیصلہ نہیں کرتے کہ ہمیں خدا کے منصوبے پر چلنا ہے، ہم آگے نہیں بڑھیں گے۔ لیکن اگر ہم متحرک ہونے اور رہنے کا فیصلہ کریں گے، تو روحانی ترقی کے سات درجات میں سے گزرنے کی امید کر سکتے ہیں۔

1۔ **قدرت**: انگریزی زبان کا لفظ Moral یعنی اخلاق، نیو امریکن سٹینڈرڈ معیار کا ترجمہ ہے جو یونانی زبان میں پایا نہیں جاتا۔ لفظ ایریٹ Arete جس کا ترجمہ اخلاقی خوبی کیا جا سکتا ہے، اس سلسلہ میں پاک روح سے بھرنے، قدرت کو ظاہر کرنے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ ہی لفظ ہے جو تیسری آیت میں الٰہی قدرت کے کام کے لئے استعمال ہوا ہے۔ ہمیں اس ایمان کو جس سے ہم مسیحی زندگی کا آغاز کرتے ہیں، خدا کے پاک روح کی قدرت پہنچاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں علم ہو کہ پاک روح سے کیسے بھرنا ہے اور بھرے رہنا ہے۔

2۔ **علم**: ایک بار جب ہم سمجھ لیتے ہیں کہ روح سے کیسے بھرنا ہے تب ہمیں مطالعہ کرنا ہے۔

مطلب ہے کہ پاک روح کی قدرت سے بائبل مقدس کی تعلیمات کو پھیلائیں۔ یہ عبارت ہمیں واپس وہاں لے جاتی ہے جہاں پولس 11 ویں آیت میں اُن اُستادوں سے جنہیں نعمت ملی تھی کلام کی بابت گفتگو کرتے ہوئے روح القدس سے بھرنے کی بابت تعلیم دیتا ہے۔ جہاں اِس انداز سے تعلیم سکھائی جائے وہاں ہم ہر طرح سے ترقی کریں گے۔

''اوگزینو'' Auxano یونانی لفظ ہے جو قدرتی، طبعی نشو ونما کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ باضابطہ مسیحی زندگی ہے......یعنی صلیب سے تاج تک کی روحانی ترقی۔

ہمیں ''ہمارے خداوند اور منجی یسوع مسیح کے فضل اور عرفان میں بڑھنا ہے۔'' (2 پطرس 18:3)۔ اس کے لئے جانفشانی، روحانی بھوک، اور انکساری کی ضرورت ہے جو یہ ماننے کے لئے رضامند ہو کہ جو ہمیں معلوم کرنا ہے وہ سب کچھ ہمیں معلوم نہیں ہے۔ صرف روح کی بھرپوری خدا کے کلام کی سمجھ کو ممکن بناتی ہے (1 کرنتھیوں 2:12-14)۔

3۔ ضبطِ نفسی: یہ یونانی لفظ En اور Kartos کا مرکب ہے جس کا مطلب ہے ''اختیار''۔ پاک روح سے بھرنا اور خدا کے پاک کلام کی مسلسل سمجھ روح میں اندرونی اختیار کے نظام کو مضبوط بناتی ہے۔ ہم اپنے آپ کو صرف اس لئے قابو میں نہیں لاتے کہ کوئی اور شخص ہمیں دیکھ رہا ہے بلکہ اس لئے کہ ہم خدا کے خادم ہیں۔ ہم اپنی روحوں میں جانتے ہیں کہ کلام کے اختیار میں کس طرح کام کرنا ہے تاکہ ہم زندگی میں پُراعتماد ہوسکیں۔

4۔ مستقل مزاجی: یہ یونانی الفاظ ''ہوپو'' Hupo اور مینو Meno کا مرکب ہے جس کے معنی ہیں برقرار رکھنا یا رہنا۔ یہ نہایت خوبصورت کے ساتھ ایماندار زندگی کو واضح کرتا ہے۔ چاہے ہم جتنی بھی بڑی مصیبت میں ہوں یہ مستقل مزاجی، قوتِ برداشت، دباؤ میں قائم رہنے، اور ہمیں کھڑا رہنے کی لیاقت بخشتا ہے۔ اگر ہم پاک روح سے معمور ہوں، اگر ہم خدا کے کلام کے مطالعہ کے لئے وقف ہوں، اور اگر ہم میں اندرونی اختیار کا اعتماد بخش نظام ہو، تب ہم ایماندار زندگی میں مستقل مزاجی اور قوتِ برداشت کا تجربہ کریں گے۔ ہم برداشت کریں گے، ہم منصوبے پر قائم رہیں گے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہر علمی ترقی اور ضبطِ نفس کا اصلی پن ثابت کرنے کے لئے پرکھا جائے گا (یعقوب

1:2-3,12،1پطرس 1:6-8)، پس ہمیں مستقل مزاجی کی ضرورت ہے۔

5۔ دینداری: مسیح سے مشابہت رکھنا دینداری ہے۔ 1 تیمتھیس 3:16 میں پولس دینداری کے عظیم بھید کی بات کرتا ہے، ''خدا جسم میں ظاہر ہوا'' اگر خدا کا جسم میں ظاہر ہونا دینداری کا بھید ہے تو مسیحی زندگی میں دینداری کا مطلب مسیح کی شخصیت کے مشابہ ہونا ہے۔

6۔ برادرانہ محبت: یہ فیلاڈیلفیہ Philadelphia یعنی ''بھائیوں کی محبت ہے'' یہ شاہی خاندان کا پیار ہے، اور ہم کبھی بھی خدا کے شاہی خاندان سے محبت نہیں رکھ سکتے جب تک کہ حقیقت میں مسیح کے مشابہ ہونا شروع نہ کریں۔ جب ہم نے ایسا کیا تو ہم ہر دوسرے ایماندار کو دیکھنے کے اور کہنے کے قابل ہو جائیں گے۔ ''اس شخص کی زندگی اور ترقی میرے لئے اہم ہے۔ اور اپنی بساط سے باہر دوسرے ایمانداروں کی مدد شروع کر دیں گے کیونکہ ہم ان کی زندگیوں کی ابدی اہمیت کو دیکھتے ہیں۔

7۔ محبت: یہ اگاپے Agape ہے۔ وہ پیار جو صرف خدا سے صادر ہو سکتا ہے۔ یہ کوئی جذبہ یا احساس نہیں ہے، بلکہ یہ انسان کی بنیادی بھلائی کے لئے انتہائی جذبہ کا اظہار ہے۔ یہ کبھی بھی عارضی نہیں ہوتا، یہ ہمیشہ قربانی دینے والا ہوتا ہے (یوحنا 3:16، رومیوں 5:8)۔ اگاپے محبت کی بنیاد کسی قابلِ محبت موروثی لیاقت پر نہیں ہے ، اور اِس کا یہ تقاضا بھی نہیں کہ محبت کے بدلے میں محبت کی جائے۔ 1 تیمتھیس 1:5 میں پولس تیمتھیس کو بتاتا ہے کہ ہماری ہدایات کا مقصد ہے...... ٹیلوس Telos، مقصد، دوڑ کا اختتام، ایمان کی زندگی کی منزل اگاپے محبت ہے۔ اگاپے صرف قبولیت کو نہیں بلکہ یسوع مسیح کی اُس محبت کو ظاہر کرتی ہے جو اس نے کھوئی ہوئی اور مرتی ہوئی دنیا کے ساتھ دکھائی۔ محبت سب سے بڑا حکم ہے (متی 22:37-40، رومیوں 13:9-10)۔ سب سے بڑی تحریک دینے والی قوت ہے (2 کرنتھیوں 5:14-15) اور کائنات میں سب سے بڑی برداشت کرنے والی قوت ہے...... زندگی میں باقی ہر ایک چیز ناکام ہو جائے گی، لیکن محبت کو زوال نہیں (1 کرنتھیوں 13:8)۔

سبق 3-5

مقصد......روحانی بالیدگی

رومیوں 12:1-2
فلپیوں 2:3-11

روحانی بالیدگی وہ مقام ہے جہاں سے ہم عمومی مسیحی زندگی گزارنا شروع کرتے ہیں۔ جس وقت ہم بالیدگی تک پہنچتے ہیں، ہم لمبے عرصہ کے لئے روح کی معموری میں برقرار رہنے کے لائق ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے ہم وسائل کی کثرت کو جو خدا نے ہمارے لئے فراہم کی ہے استعمال کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ بالیدگی میں ہم جان جاتے ہیں کہ ذمہ داریاں اور مواقع جو خدا نے ہمیں دیئے ہیں وہ کتنے پُر وقار ہیں اور وہ سوال جن کا ہم سامنا کرتے ہیں یہ ہے کہ کیا میں اُس مقررہ کام کو پورا کرنے کے لئے جو اُس نے مجھے دیا ہے اُن سب چیزوں کے استعمال میں وفادار رہوں گا جو اُس نے مجھے مہیا کی ہیں؟ اگر ہم ہاں کہتے ہیں تو ہم دیکھنا شروع کرتے ہیں کہ قربانی حقیقت میں کس لئے ہے؟

> ''پس اے بھائیو، میں خدا کی رحمتیں یاد دلا کر تم سے التماس کرتا ہوں کہ اپنے بدن ایسی قربانی ہونے کے لئے نذر کرو جو زندہ اور پاک اور خدا کو پسندیدہ ہو، یہی تمہاری معقول عبادت ہے۔'' (رومیوں 12:1)۔

لفظ ''پس'' کے ساتھ پولس اس خط میں ہر چیز کو جو اُس نے سکھائی ہے عملی سرگرمی کے

نقطہ کی طرف لے آتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم اپنے علمِ الٰہی میں آگے بڑھنے کی تیاری کریں، وہ کہہ رہا ہے کہ ہماری زندگیوں کا تعلق کسی نہ کسی طور علمِ الٰہی کے ساتھ ہونا چاہیے۔

اوئیکٹرموس Oiktirmos یونانی لفظ ہے جس کا مطلب ہے ''رحم'' سے بڑھ کر۔ جب یہ ایسے رحم کی طرف اشارہ کرتا ہے جو کسی کی ضرورت کو جانتے ہوئے پیدا ہو، تو وہ ہمیشہ ضرورت کو رفع کرنے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ خدا ہم پر رحم کرتا ہے کیونکہ وہ ہماری ضرورت کو جانتا ہے اور وہ وسائل، فراوانی اور اپنے فضل کی دولت ہمارے لئے مہیا کرتا ہے۔

''پیش کرنا'' کے لئے یونانی لفظ ''پاریسٹیمی'' Paristemi ہے جو کہ ہسٹیمی histemi سے مشتق ہے، اس کے معنی ہیں ''کھڑے ہونا، یا تیار ہونا'' اور پیرا Para کے معنی ہیں ''قریب''۔ اس کا مطلب ہے کچھ مہیا کرنا۔ یہ لفظ لوقا 2:22 میں بچہ یسوع کو ہیکل میں حاضر کئے جانے کیلئے استعمال ہوا ہے۔ یوسف اور مریم عملاً اُسے خدا کے لئے پیش کر رہے تھے۔ رومیوں 6:13 میں ہم سے کہا گیا ہے کہ اپنے اعضا راستبازی کے ہتھیار ہونے کے لئے خدا کے حوالہ کریں۔

مسیحی زندگی میں معاملہ کبھی بھی ہماری لیاقت نہیں ہے۔ خدا کے پاس اِس کی دیکھ بھال کیلئے وسائل ہیں۔ مسئلہ ہمارے موجود (حاضر) ہونے کا ہے۔ خدا نے ہمیں انتخاب کی آزاد مرضی دی ہے۔ بے ایمانی کے وقت ہمیں حق حاصل تھا کہ مسیح پر ایمان لاتے یا پھر چاہتے تو اُسے رد کر دیتے۔ ایماندار کے طور پر ہمیں حق حاصل ہے کہ خدا کے فضل کی فراہمی کو استعمال کریں یا اُسے ضائع کر دیں۔

پولس اپنے قارئین کو بتا رہا ہے کہ یہ خدا کا مقصد ہے کہ ہم اپنے جسمانی بدن قربانی یا نذر ہونے کے لئے پیش کریں۔ یہ اُن لوگوں کے لئے بڑی حیرت کا باعث ہوگا جن کے لئے 65ء میں لکھا گیا تھا۔ یونانی مائل رومی (Greco-Roman) ذہن کے مطابق بدن حقیر چیز تھا لیکن سوچ بھرپور معنی رکھتی تھی۔ لیکن پولس چاہتا تھا کہ وہ سمجھیں کہ بدن اہم ہے کیونکہ یہ پاک روح کا مقدس ہے اور وہ اُسے ایسا عضو بنانا چاہتا ہے جسے خدا اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لئے

استعمال کر سکے۔

عبرانیوں 10:5-10 کے مطابق ، اپنی جسمانی پیدائش کے وقت یسوع نے فی الحقیقت باپ سے کہا" تُو نے قربانی اور نذر کو پسند نہ کیا جو انسان کو گناہ سے پاک کرنے کے لئے تھی...... بلکہ میرے لئے ایک بدن تیار کیا۔ میں تیری مرضی پوری کرنے آیا ہوں" تثلیث کا دوسرا اقنوم انسانی نسل میں داخل ہوا کہ اپنے بدن کو گناہ کی قربانی ہونے کے لئے نذر کرے۔ یسوع مسیح کے شخص ہونے میں، کم نہ ہونے والی الوہیت اور کاملیت ، بے گناہ انسانیت بیک وقت ہمیشہ کے لئے یکجا تھیں۔ اب خدا مسیح کے روحانی بدن کے ذریعے انسانی شکل میں شروع کئے جانے والے اپنے کام کو جاری رکھتا ہے۔ ہم زمین پر خدا کی مرضی کو پورا کرنے کے اعضا ہیں۔

پرانے عہد میں تمام قربانیوں میں مارا جانا ضروری تھا۔ لیکن پولس کہتا ہے کہ ہماری قربانی "پاک" اور "زندہ" ہے۔ خدا کا منصوبہ یہ ہے کہ ہر ایماندار اپنا تمام وقت، دن کے چوبیس گھنٹے مسیحی خدمت کرے۔ "پاک کا مطلب ہے "برگزیدہ" یا "مقدس قرار دیا جانا" اور یہ پاک روح کی معموری کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جب ہماری زندگی میں کوئی ایسا گناہ باقی نہ ہو جس کا اقرار نہ کیا گیا ہو اور پاک سے معمور ہوں تو ہم خدا کے حضور مقبول ہوتے ہیں۔ ہم بحیثیتِ ایماندار رُتبہ کے اعتبار سے ہمیشہ راستباز اور مقدس ٹھہرائے گئے ہیں۔ عملی طور پر ہم صرف اُس وقت راستباز اور مقدس ٹھہرائے جاتے ہیں جب روح میں چلتے رہتے ہیں۔

یہ ہماری "عبادت اور روحانی خدمت" ہے۔ "روحانی خدمت" دو یونانی الفاظ سے ہے "لوگیکوس" Logikos جس کا مطلب ہے "معقول"، مناسب، قابلِ احساس (ذی حس) اور "لیٹریا" Latreia، یہ لفظ پاسبانی خدمت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن قدیم یونانی زبان میں یہ عام اور روزمرہ مزدوری کے کام کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ معقول ار مناسب ہے کہ خدا اپنے خادموں سے دن میں 24 گھنٹے خدمت لے۔ مسیحیت کُل وقتی کام ہے، اور سارا وقت کام کرنا ہماری عبادت کا عمل ہے۔

اس کے بارے میں سوچیں کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ صبح کام پر جانے کے لئے جب آپ اپنی گندگی دُور کرتے ہیں جیسے کہ آپ عبادت کے لئے جا رہے ہوں، اگر آپ دفتر میں کام کرتے ہیں تو آپ کہیں، مجھے 9 بجے سے شام 5 بجے تک عبادت کے لئے دفتر جانا ہے۔ اگر آپ بڑھئی ہیں، تو آپ کے لئے عبادت کی معقول جگہ وہ ہے جہاں آپ روزانہ تختے کاٹتے اور میخیں گاڑ رہے ہوتے ہیں اگر آپ مرغیاں پالتے ہیں تو آپ کا رویہ ایسا ہونا چاہئے کہ ''میں اپنے جسمانی بدن میں خدا کا روح لئے ہوئے ہوں، میں مقدس ہوں اور چونکہ وہ میرے ساتھ ساتھ ہے، ہر ایک کام جو میں کرتا ہوں اُس کے لئے اہم ہے، اور میں اِسے عبادت کا عمل بناؤں گا۔''

ہمارے روحانی بالیدگی تک پہنچنے کی پہلی علامت یہ ہے کہ ہم ہر روز جہاں بھی ہوں عبادت کرتے ہیں۔ ایسا رویہ رکھنے کے لئے کیا چاہئے ہوتا ہے؟ اس کے لئے توجہ مرکوز کرنا ہوتی ہے۔ ہمیں توجہ مرکوز کرنے، اپنے ذہن حقیقت کی طرف لگانے اور اپنے اردگرد کے جھوٹ میں نہ پھنسنے کے قابل ہونا ہے۔

> ''پس اے بھائیو! میں خدا کی رحمتیں یاد دلا کر تم سے التماس کرتا ہوں کہ اپنے بدن ایسی قربانی ہونے کے لئے نذر کرو جو زندہ اور پاک اور خدا کو پسندیدہ ہو۔ یہی تمہاری معقول عبادت ہے اور اس جہان کے ہمشکل نہ بنو بلکہ عقل نئی ہو جانے سے اپنی صورت بدلتے جاؤ تا کہ خدا کی نیک اور پسندیدہ اور کامل مرضی تجربہ سے معلوم کرتے رہو۔'' (رومیوں 12:1-2)

''ہمشکل بننا'' یونانی زبان میں اِسکے لئے لفظ ''سسکیما تیزو'' suschematizo ہے۔ ''سسکیما'' سے مراد ظاہری موجودگی ہے۔ پولس یہاں زمانہ حال فعل مجہول صیغہ امر استعمال کرتا ہے۔ صیغہ امر حکم ہے، زمانہ حال ہمیں بتاتا ہے کہ ہمشکل ہی بنتے نہ رہیں۔ فعل مجہول

ہمیں بتاتا کہ ہم ایسا عمل اس لئے کرتے ہیں کیونکہ اِس دنیا میں رہتے ہیں۔ دنیا مسلسل ہم پر دباؤ ڈال رہی ہے، اور دباؤ ہمیں ہمشکل بننے کا موقع دیتا ہے۔ پولس کہتا ہے کہ اپنے آپ کو سانچے میں ڈھلنے کی اجازت نہ دو، یہاں پر مسئلہ ظاہری ہمشکل (صورت اختیار کرنا) ہونے کا ہے۔

جس لفظ کا ترجمہ دنیا کیا گیا ہے اُس کا مطلب دُنیا ہرگز نہیں ہے۔ یہ یونانی لفظ ''آئیون'' Aion ہے جس کے معنی ہیں ''زمانہ۔'' یہ انسانی تاریخ کے طورطریقوں یا رجحان کی طرف اشارہ کرتا یہ۔ پولس کہہ رہا ہے کہ ''اپنے آپ کو اس معاشرے کے طورطریقوں میں ڈھلنے کی اجازت نہ دو۔ اپنے آپ کو اس دنیا کی، جس میں رہتے ہو ظاہری صورت اختیار کرنے کا موقع نہ دو۔''

اس کی بجائے، ہمیں اپنی صورت بدلتے جانا ہے Metamorfoo ۔''میٹا Meta کا مطلب ہے تبدیل ہونا، مورفو Morphoo کا مطلب ہے ''صورت''۔ یہ صورت بدلنے یا اس تبدیلیکی طرف اشارہ کرتا ہے جو باطنی ہے اور اس میں روح بھی شامل ہے۔ پولس ہم سے باطنی تبدیلی کی بابت کہتا ہے۔ جب ہم اپنے صورت بدلتے ہیں تو جو تبدیلیاں شروع ہوتی ہیں وہ باہر بھی کام کرتی ہیں اور ہماری ظاہری صورت پر بھی اثر انداز ہوں گی۔ یہ حوالہ تھوڑی حد تک روحانی طور سے ہمشکل ہونے والوں کے لئے بلاہٹ بھی ہے۔ بحیثیت ایماندار، یہ ہمارے لئے چیلنج ہے کہ اس اونچی لہر کے خلاف چلیں اور خدا کے کلام کے فہم اور علم کے بل بوتے اپنے زور میں کھڑے ہوں۔

فلپیوں 12:2 میں بھی پولس رسول کا یہی مطلب ہے جب وہ ہمیں بتاتا ہے کہ نجات کا کام کیئے جاؤ۔ اصول یہ ہے کہ، دنیا کی ہر چیز، کائناتی نظام، اندر سے باہر کی طرف عمل پیرا ہے اور اِس کوشش میں ہے کہ باطنی انسان کو تبدیل کر کے ظاہری طور پر اُسے قول وفعل میں مقبول بنا سکے۔ لیکن خدا کا منصوبہ مختلف ہے۔ یہ مرکز سے باہر کی طرف کام کرتا ہے۔ خدا ہماری زندگیوں میں جو کچھ بھی کرتا ہے ہمارے اندر ہمارے رویّے، ہماری سوچ سے شروع کرتا ہے، اور باہر کی طرف اپنا

راستہ بناتا ہے۔تبدیلی جو خدا چاہتا ہے پہلے ہمارے اندر چھپی ہوئی خصوصیات، ہماری جان اور روح میں پیدا ہوگی اور پھر باہر کی صورت بدلی جائے گی۔سب سے آخر میں مسیحی ترقی ہمارے کاموں میں نظر آئے گی۔

پھر یہ کس طرح سے ہو کہ ہم اپنی صورت بدلتے جائیں؟''اپنی عقل نئی ہونے سے''۔ نئی ہونے کے لئے یونانی لفظ anakainoo ''اینا کائینو'' مرکب لفظ ہے۔''اینا'' کا مطلب ہے ''بار بار'' اور kainos ''کائنوس'' کا مطلب ہے ''خصوصیت میں نیا''۔عقل نئی ہوجانے کا مطلب ہے ہماری عقلوں کی خصوصیت میں خدا کے کلام کی تعلیم کی مسلسل دہرائی سے بہتری آنا۔ یسعیاہ 10:28 ہمیں بتاتی ہے کہ خدا کا منصوبہ ''حکم پر حکم، حکم پر حکم، قانون پر قانون، قانون پر قانون ہے۔تھوڑا یہاں تھوڑا وہاں۔''ہم وعدہ پر وعدہ کرتے ہیں، نصیحت پر نصیحت کرتے اور اپنی عقلوں کو نیا کرتے ہوئے قدم بہ قدم ترقی کرتے ہیں۔

خدا کا منصوبہ لوگوں کو اُن کے خاص طرز کے کپڑے پہننے یا خاص طریقے سے بات چیت کرنے سے بدلنے کا نہیں۔منصوبہ ہے سکھائے گئے کلام کو اپنانا۔اور جہاں کہیں کلام ہوگا وہ حاصل کرنے والے کو اندر سے باہر تک تبدیل کردیگا۔جب کوئی اپنی آزاد مرضی سے اپنا کام خدا کے کلام کے جواب میں بدلتا ہے، تو وہاں حقیقت میں ترقی ہوتی ہے۔ترقی کی صرف یہی ایک قسم ہے جس کو تسلیم کیا جاتا ہے۔خدا کا منصوبہ نجات سے شروع ہوتا ہے، جب ہم یسوع مسیح میں نئے سرے سے پیدا ہو کر نیا مخلوق بن جاتے ہیں (2 کرنتھیوں 17:5)۔پھر ہم رومیوں 2:12 کی طرف جاتے ہیں۔عقل نئی ہوجانے کی طرف۔نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم بالآخر رومیوں 4:6 کی تکمیل کر پائیں گے کہ نئی زندگی میں چلیں۔اگر ہم مسلسل لمبے عرصہ تک خدا کے کلام کا مطالعہ کرنے سے عقل نئی کرتے ہیں، تو نئی زندگی کا تجربہ کریں گے۔ہماری زندگی میں خصوصیت ہوگی کیونکہ ہماری سوچ میں خصوصیت ہے۔

اس ترقی کا مقصد پولس سول رومیوں 2:12 میں بیان کرتا ہے کہ کچھ ''معلوم کرتے

رہو۔''یونانی زبان کا لفظ''ڈوکیماذو''Dokimazo ایک کھیل سے متعلق ہے جس کا مطلب ہے ''تجربہ سے معلوم کرتے رہو۔''خدا نے ہر زندگی کے لئے آزمایش، دباؤ، یہاں تک کہ اقبالمندی کے تجربات کے منصوبے رکھے ہوئے ہیں۔ہم کب اپنے بدن زندہ قربانی ہونے کے لئے پیش کرنے والے ہیں؟ ہم ہر وقت ایک آزمایش کا سامنا کرتے ہیں۔اور ہم کیا ثابت کرنے جا رہے ہیں؟ یہاں جس چیز کو خدا کی ''نیک اور پسندیدہ اور کامل''مرضی بتایا گیا ہے۔''کامل'' کے لئے یونانی لفظ''ٹیلیوس''Teleios ہے۔یہی لفظ بائبل میں بالیدگی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہے''مکمل، بغیر کسی کمی کے۔''، ہر بار ہم آزمائے جاتے ہیں اور دباؤ کا سامنا کرتے اور اس پر غالب آنے سے ہم یہ ثابت کرنے کا موقع پاتے ہیں کہ خدا کی مرضی ہماری زندگی میں کام کرتی ہے۔

''ویسا ہی مزاج رکھو جیسا مسیح یسوع کا بھی تھا۔''(فلپیوں 5:2)

''ویسا ہی مزاج رکھو''یونانی زبان کا فعل''فرونیو''Phroneo ہے جس کا مطلب ہے ''سوچنا''اور یہ اس کا فعل حال معروف صیغہ امر ہے۔یہ حکم ہے کہ سوچتے رہو جیسے کہ مسیح سوچتا تھا۔فعل معروف ہمیں ایسا کرنے یا نہ کرنے کے انتخاب کے بارے میں بتاتا ہے۔ 1 کرنتھیوں 16:2 کہتی ہے کہ بائبل مقدس مسیح کی عقل ہے۔اگر ہمیں کبھی بھی امید ہو کہ مسیح کی طرح سوچیں، تو ہمیں یہ جاننا اور سمجھنا ہوگا کہ وہ کیسے سوچتا ہے۔یہ صرف پاک روح کی معموری میں کلامِ مقدس کے مسلسل مطالعہ اور اس کے عملی اطلاق سے ہی ممکن ہے۔مسیح کے جیسے ہونے کا آغاز سوچ سے ہوتا ہے۔

کلام کے مطالعہ کے علاوہ، ہم یہ نہیں جان سکتے کہ کیسے اور کیا سوچیں کیونکہ مسیح کی عقل مکمل طور پر تمام انسانی منطق اور انسانی شعور کے خلاف ہے۔پولس اُسے اپنے اِس حکم سے پہلے اور بعد کی آیات میں واضح کرتا ہے کہ مسیح کی عقل لو۔

''تفرقے اور بے جا فخر کے باعث کچھ نہ کرو بلکہ فروتنی سے

> ایک دوسرے کو اپنے سے بہتر سمجھے۔ ہر ایک اپنے ہی احوال
> پرنہیں بلکہ ہر ایک دوسروں کے احوال پر بھی نظر رکھے۔"
> (فلپیوں 2:3-4)

خداوند یسوع مسیح انسانی نسل کے ہر رُکن کو اپنے آپ سے زیادہ اہم سمجھتے ہوئے برتاؤ کرتا ہے۔ اور وہ بدن میں خدا تھا۔ اُس نے لوگوں کو اپنے سلوک کے ذریعہ بتایا کہ وہ اہم تھے۔ اس کی ساری زندگی دوسروں کے مسائل کو سلجھاتے ہوئے گذری۔ مرقس ہمیں بتاتا ہے کہ یسوع "اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اس لئے کہ خدمت کرے، اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے" (مرقس 45:10)۔ اور ساری انجیل کا میزان اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس نے زمین پر اپنی زندگی کا ہر دن خدمت میں گزارا۔

اگر ہم اُسی طریقہ سے سوچتے تو معاشرے میں کیسی زبردست تبدیلی ہوتی۔ سوچئے کہ آپ کی اور میری زندگی میں یہ بات کیا معنی رکھتی اگر دن کے چوبیس گھنٹے اِسی طریقہ سے ہم اپنے بدن خدا کی زندہ قربانی ہونے کے لئے نذر کر رہے ہوتے۔ اگر ہم حمایت، دلجمعی، اُلفت، اور خدا ترسی اُن سب کی نذر کریں جن سے ہم ملتے ہیں تو کیا ہو؟ کیا ہو اگر ہم دوسرے لوگوں کو اور اُن کی ضرورتوں کو اپنے سامنے رکھیں؟ کیا ہو اگر ہمارا مزاج ایسا ہو کہ اس دوسرے شخص کے معاملات ہمارے لئے اتنے ہی اہم ہوں جتنے کہ ہمارے اپنے مسائل، اس کے مسائل اتنا ہی مجبور کر دینے والے ہوں، اس کے احساسات بہت اہم ہوں؟

اگر ہمارا مزاج ایسا ہے تو ہر دن حقیقی عبادت کا دن ہوگا کیونکہ ہم ہر لمحہ یسوع مسیح کی طرزِ زندگی کا تجربہ کرتے ہوئے خدا کی قربانی کے طور پر گزاریں گے۔ لیکن ایسا صرف ایک ہی طریقے سے ہوسکتا ہے۔ ذہن خدا کے کلام سے پورے طور سے بھرا ہو، جان خدا کے کلام سے معمور ہو، جیسے ہم دن بہ دن کلام کی خوراک لیتے ہیں، آہستہ سے تبدیلی رونما ہوتی ہے اور یہ ہمیں اُس طرح سوچنے اور عمل کرنے کا موقع دیتی ہے جس طرح یسوع سوچتا اور عمل کرتا تھا۔

''اُس نے اگر چہ خدا کی صورت پر تھا، خدا کے برابر ہونے کو قبضہ میں رکھنے کی چیز نہ سمجھا، بلکہ اپنے آپ کو خالی کر دیا اور خادم کی صورت اختیار کی اور انسانوں کے مشابہ ہو گیا۔ اور انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے آپ کو پست کر دیا اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی۔ اسی واسطے خدا نے بھی اُسے بہت سر بلند کیا اور اُسے وہ نام بخشا جو سب ناموں سے اعلیٰ ہے۔ تا کہ یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا جھکے، خواہ آسمانیوں کا ہو خواہ زمینیوں کا خواہ اُن کا جو زمین کے نیچے ہیں اور خدا باپ کے جلال کے لئے ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے۔'' (فلپیوں 2:6-11)

صلیب سے تاج تک

نجات آدمی کے لئے خدا کے منصوبے کی شروعات ہے۔ نجات کے بعد ایماندار کا مقصد روحانی ترقی کے مراحل کے ذریعے صلیب سے تاج تک پیشرفت ہے۔ ہر مرحلہ میں ایماندار شدت کے ساتھ بڑھتی ہوئی آزمایشوں کا سامنا کرتا ہے جنہیں صرف ایمان کے ساتھ ہی عبور کیا جا سکتا ہے۔ پولس رسول رومیوں 1:17 میں کہتا ہے کہ ایماندار ''ایمان سے ایمان تک'' بڑھتے ہیں۔ ایمان کے لئے پانچ عبرانی الفاظ کا خاکہ گزشتہ صفحات پر واضح کیا گیا ہے جو نئے عہد نامہ میں ترقی کے پانچ درجات کو بیان کرتے ہیں۔

1۔ شیر خوار: (1 پطرس 2:2) یسوع مسیح پر ایمان لانے کی عمل مشق کرتے ہوئے سب ایماندار شیر خوار کے طور پر خدا کے خاندان میں داخل ہوتے ہیں۔ پیدائش کے کٹھن مرحلہ یعنی تاریکی کی سلطنت سے باہر آ جانے سے روشنی تک پہنچنے پر ہر نوزائیدہ کی پہلی حرکت کو پرورش گاہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ خدا کا مقصد غذا پہنچانا ہے لیکن وہ اِس کام کا آغاز بڑے اطمینان سے کرتا ہے۔ بچے کے ابتدائی برسوں میں اُس سے بہت زیادہ توقع نہیں کی جاتی۔ بچے کھاتے، سوتے، روتے، اور گندے

ہوجاتے ہیں اور والدین اس بات سے پریشان نہیں ہوتے کہ اُن کے بچے اپنے پوتڑے خود تبدیل نہیں کرسکتے یا اپنے لئے خود کھانا تیار نہیں کرسکتے۔ روحانی نوزائیدہ بھی اسی طرح محتاج ہوتے ہیں اور انہیں بہت زیادہ پرورش، حوصلہ، اور صبر سے ہدایات دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ روحانی نوزائیدگی کو، جھکنے والے ایمان کی عکاسی، پیدائش کی کتاب 6:15 میں عبرانی لفظ ''آمین'' (یعنی خدا ایسا ہی کرے) سے کی گئی ہے۔

2۔ **نوجوان** (1 یوحنا 2:13-14): یوحنا رسول نوجوان ایماندار کو جوان، مضبوط، مشتاق کے طور پر بیان کرتا ہے۔ یہ ایسے ایماندار ہیں جو اِس حد تک بڑے ہوئے گئے جہاں وہ سچائی کے کچھ اصولوں کو سمجھ کر اپنی زندگی پر اُن کا اطلاق شروع کررہے ہیں۔ لیکن بیشتر نوجوانوں کی طرح اُن میں بھی اختیار والوں کے خلاف گستاخی اور بغاوت کا درد بڑھ رہا ہوتا ہے۔ وہ کبھی کبھار اپنے آپ سے کچھ کر گزرنے کے شدید مشتاق ہوتے ہیں لیکن یہ بات نہیں مشکل میں ڈال دیتی ہے۔ ان کے پاس علم ہے جسے وہ دانائی سمجھتے ہوئے غلطی کرتے ہیں لیکن اُن میں تجربہ کی کمی ہے۔ اُن کا رجحان دوسرے لوگوں کی زندگیوں پر سچ کا اطلاق چاہتا ہے۔ نوجوان شاید تکلیف دہ ہوں لیکن کم از کم وہ بے حس نہیں ہوتے۔ انہیں صبر سے تربیت دی جانی چاہئے اور اپنی توانائی کو راستے پر لانے کے لئے حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ نوجوانی کے دور سے گزرے بغیر کوئی بھی بالیدگی تک نہیں پہنچتا۔ روحانی نوجوانی کی عکاسی زبور 3:37 میں لڑنے والے ایمان 'یعنی 'باتح'' سے کی گئی ہے۔

3۔ **بالغ** (عبرانیوں 5:14؛6:1)۔ بالغ ایماندار گوشت کھانے، یعنی کلام کی اعلیٰ تعلیم لینے کے قابل ہوتا ہے۔ ایک مسیحی جو روحانی بالیدگی تک پہنچ جاتا ہے اُس کے پاس اپنی ذمہ داریوں کے لئے بائبل مقدس کا کافی علم ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ خدا کے کلام کو اپنے لئے کیسے استعمال کرے، لہٰذا اپنے تمام مسائل کو مزید پیچیدہ بنانے کی بجائے وہ طریقہ کار وضع کرلیتا ہے کہ کیسے انہیں حل کرے۔ وہ کسی دوسرے کے مسائل اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہوتا لیکن اِس لائق ہوتا ہے کہ اپنی زندگی کی دیکھ بھال کرسکے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اُس کی زندگی کا منصوبہ خدا کے پاس ہے۔ اور اس منصوبہ کو پورا کرنے میں مصروف ہوجاتا ہے۔ وہ اپنا آپ تربیت اور نظم وضبط، مشق اور روحانی تن سازی کے لئے وقف کرتا ہے۔ روحانی بالیدگی کی تصویر کشی زبور 57:1 میں بھروسہ رکھنے یا خداوند میں پناہ لینے والے ''خاساہ'' ایمان سے کی گئی ہے۔

4۔ **ایمان کا سورما** (یسعیاہ 53:12؛ عبرانیوں 11)۔ ایمان کے سورما وہ مرد وخواتین ہیں

جنہوں نے بالیدگی سے بھی آگے جا کر اچھی کشتی لڑنا سیکھ لیا تھا۔انہوں نے نہ صرف سادگی سے اپنی زندگیوں کی ذمہ داری لی بلکہ اس کے برعکس دوسرے لوگوں کی زندگیوں کی ذمہ داری لینے کے لئے بھی آگے بڑھے۔ وہ ہمیشہ گرے ہوئے ساتھیوں کو اٹھانے، اُن کے زخموں کی مرہم پٹی کرنے، انہیں حوصلہ دینے اور اُن کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے تیار رہے ہیں۔ ایمان کے سورما بھی غلطیاں کر سکتے ہیں اور کسی وقت ناکام ہو سکتے ہیں لیکن وہ ہمیشہ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور واپس لڑائی میں جاتے ہیں۔ایمان کے سورما کے درجہ ءایمان کی عکاسی ایوب 15:13 میں شفا بخش ایمان یعنی''یاحل'' سے کی گئی ہے۔

5۔خدا کا دوست (یعقوب 2:23-25): زندگی میں تمام ممکنہ کامیابیوں میں سب سے اُوپر خدا کا دوست بننا ہے۔ ہر ایماندار کے پاس اس درجہ تک پہنچنے کے لئے ضروری ساز وسامان اور قابلیت ہوتی ہے لیکن بہت کم مسیحی اس درجے تک پہنچتے ہیں۔اس کے لئے ثابت قدمی اور استحکام کی ضرورت ہوتی ہے۔صرف وہ لوگ یہاں تک پہنچ سکتے ہیں جنہوں نے ہار ماننے سے بالکل انکار کیا ہو۔ خدا کے دوست ہونے کے درجہ کی تصویر کشی یسعیاہ 31:40 میں متذکرہ پائیدار دیرپا ایمان ''قاواہ'' سے کی گئی ہے۔

یونٹ 3 کا اعادہ

سبق 3-1

1۔ عبرانیوں کا مصنف مسیحی زندگی کا موازنہ کس سے کرتا ہے؟

2۔ ''دوڑ جو ہمیں درپیش ہے'' سے اُس کی کیا مراد ہے؟

3۔ کیا وہ ایماندار جو مر چکے ہیں، یہ جانتے ہیں کہ زمین پر کیا ہو رہا ہے؟

4۔ وہ رکاوٹیں اور دشواریاں کیا ہیں جن پر ایمانداروں کو نظر رکھنی چاہیئے؟

5۔ پائیدار/دیرپا دوڑ کے تین ادوار بیان کریں اور مسیحی زندگی سے ان کا موازنہ کریں۔

6۔ جب ہم اپنی دوڑ دوڑتے ہیں تو ہمیں کن چیزوں پر توجہ مرکوز کرنی ہے؟

اگر ہم اپنی توجہ کسی اور چیز پر مرکوز کر لیتے ہیں تو کیا ہوتا ہے؟

7۔ ''پرانی گناہ آلودہ فطرت'' کیا ہے؟ بیان کریں

8۔ ہماری زندگیوں کے لئے خدا کی مرضی کی تین صورتیں کیا ہیں؟

9۔ کم از کم پانچ ایسی چیزوں کے نام لکھیں جو آپ جانتے ہیں کہ واقعی وہ آپ کی زندگی میں خدا کی مرضی سے ہیں اور اپنے جوابات کے لئے بائبل مقدس میں سے حوالہ جات دیں۔

10۔ آپ اپنے کسی دوست کو کیسے بتائیں گے کہ مسیحی زندگی دوڑ سے مماثلت رکھتی ہے۔ آپ اپنے دعویٰ کی تائید کے لئے کون سے حوالہ جات استعمال کریں گے؟

حفظ کرنے کی آیات:

عبرانیوں 12:1-3

سبق 3-2

1۔ برگشتگی کیا ہے؟

2۔ برگشتگی کے سات اقدام کون سے ہیں؟

3۔ برگشتگی سے لوٹ آنے کے سات اقدام کون سے ہیں؟

4۔ اختیفل کا گناہ اور اس کا نتیجہ بیان کریں؟

5۔ زنا کاری اور خون کرنے جیسے گناہ جن کا داؤد مرتکب ہوا تھا کیا وہ اختیفل کے گناہوں سے کم ہولناک ہیں؟ ان دو اشخاص کے ساتھ خدا کے سلوک میں فرق کیوں نظر آتا ہے؟

6۔ حوسی کس طرح داؤد کے ساتھ وفادار رہا؟ اس نے ایسی وفاداری کہاں سے سیکھی؟

7۔ انسان کی جان کی کون سے پانچ جگہیں ہیں؟

8۔ خدا کے نظم وضبط کا کیا مقصد ہے؟

9۔ نظم وضبط اور سزا میں کیا فرق ہے؟

10۔ خدا کے نظم وضبط کے کون سے تین درجات ہیں؟

11۔ آپ اپنے دوست پر برگشتگی کو کیسے واضح کریں گے؟ آپ اپنے دعویٰ کی تائید کے لئے کون سے حوالہ جات استعمال کریں گے؟

حفظ کرنے کی آیات:

افسیوں 4:17-19

سبق 3-3

1۔ مسیحی زندگی گزارنے کے لئے طاقت کی کون سی واحد بنیاد ہے؟

2۔ یرمیاہ 17 کی وضاحت پر مبنی اُس شخص کی زندگی بیان کریں جو انسانی طاقت پر بھروسہ کرتا ہے، نیز اُس شخص کی زندگی بیان کریں جو خدا پر بھروسہ رکھتا ہے۔

3۔ یرمیاہ 17 میں دریا کس چیز کی وضاحت کرتا ہے؟ نئے عہد نامہ کے کس حوالہ میں یسوع اُسی دریا کی بات کرتا ہے؟

4۔ وہ کون سا پھل ہے جو دریا کے پاس رہنے والا ایماندار پیدا کرتا ہے؟

5۔ بائبل مقدس میں ''دل'' کیا تعریف کی گئی ہے؟

6۔ وہ کیا چیز ہے جو ایماندار میں روحانی پیاس پیدا کرتی ہے؟

7۔ پانی کسطرح پاک روح کی تصویر ہے؟

8۔ وہ کون سے چار احکام ہیں جو ہمیں ہماری زندگیوں میں پاک روح کو پانے کے لئے ماننے ضروری ہیں؟

9۔ پاک روح کے سکونت کرنے اور پاک روح کی معموری میں کیا فرق ہے؟

10۔ ''روحانی شخص'' کو بیان کریں۔ کوئی کس طرح روحانی بن سکتا ہے؟

11۔ بائبل مقدس کی کم از کم پانچ اصطلاحات بتائیں جو روحانیت سے مطابقت رکھتی ہیں؟

12۔ آپ اپنے دوست کو روحانیت کیسے بیان کریں گے؟ آپ اپنے دعویٰ کی تائید کے لئے کون سے حوالہ جات استعمال کریں گے؟

حفظ کرنے کی آیات

یرمیاہ 17:5-10

یوحنا 7:38

سبق۔ 3-4

1۔ زبور 27 میں ایمان کے کون سے سات دائرے بیان کئے گئے ہیں؟

2۔ انفرادی ایماندار کی روحانی ترقی کے لئے مقامی کلیسیا کو کیا کرنا چاہئے؟

3۔ افسیوں 4:13 میں ''ایمان میں ایک ہونے'' سے پولس رسول کی کیا مراد ہے؟

4۔ ''خدا کے بیٹے کی پہچان'' سے اُس کی کیا مراد ہے؟

5۔ ''بالغ شخص'' سے اُس کی کیا مراد ہے؟

6۔ ''مسیح کے پورے قد کے اندازے تک'' سے اُس کی کیا مراد ہے؟

7۔ ایسے لوگوں کی زندگی میں کون سی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو روحانی طور پر شیر خوار رہنے کا انتخاب کرتے ہیں؟

8۔ ہر ایماندار کے لئے خدا کا کیا مقصد ہے؟

9۔ 2 پطرس 1 کے مطابق، ترقی یا بڑھنے کے لئے پہلی ضروری چیز کیا ہے؟

10۔ 2 پطرس 1 میں روحانی ترقی کے کون سے سات درجات کا خاکہ پیش کیا گیا ہے؟

11۔ آپ اپنے دوست پر روحانی ترقی کس طرح واضح کریں گے؟ آپ اپنے دعویٰ کی تائید کے لئے کون سے حوالہ جات استعمال کریں گے؟

حفظ کرنے کی آیات

زبور 27:1

افسیوں 4:11-13

2 پطرس 1:2-7

سبق۔ 3-5

1۔آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ روحانی بالیدگی پانا باقاعدہ مسیحی زندگی کی شروعات ہے؟

2۔ ہمارے پاس کون سی ایسی واحد چیز ہے جو خدا استعمال کر سکتا ہے؟

3۔ "پاک اور زندہ قربانی ہونے" سے کیا مراد ہے؟

4۔ مسیحیوں کو کہاں عبادت کرنی چاہئے؟

5۔صورت بدلتے جانے اور مشابہ ہوتے جانے میں کیا فرق ہے؟

6۔ہم کس طرح سے بدلتے جاتے ہیں؟

7۔ بدلتے جانے کے عمل کا مقصد کیا ہے؟

8۔ مسیح جیسا مزاج رکھنے سے کیا مراد ہے؟

9۔فلپیوں 2:1-11 کی روشنی میں، لوگوں کے ساتھ، اپنی بابت اور زندگی کے مقصد کی طرف یسوع کا مزاج بیان کریں۔

10۔روحانی ترقی کے پانچ درجات بیان کریں۔ ایمان کے ہر درجہ کیلئے استعمال ہونے والے پانچ عبرانی الفاظ کے ساتھ تعلق بنائیں۔

11۔آپ اپنے دوست پر روحانی بالیدگی کس طرح واضح کریں گے؟ آپ اپنے دعویٰ کی تائید کے لئے کون سے حوالہ جات استعمال کریں گے؟

حفظ کرنے کی آیات

رومیوں 12:1-2

فلپیوں 2:5-11

یونٹ 4:

مسیحی طرزِ حیات

زاویۂ نگاہ......فضل

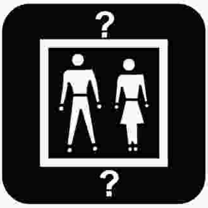

ادراک......دانشمندی

امتحان......آزمائش

ثبوت...... ایمانی اطمینان

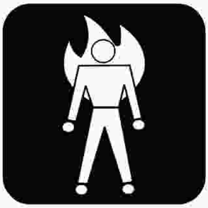

زور بخشنے والا......پاک روح

یونٹ 4-1

زاویۂ نگاہ...... فضل

رومیوں 5:1-2
لوقا 18:9-14
1 کرنتھیوں 15:10

روحانی نشوونما کو ہماری شخصی تشکیل میں کچھ کام کرنا چاہئے۔اس نے پولس کے ساتھ بھی کچھ کیا تھا۔جب پولس نے تقریباً 59ء میں کرنتھیوں کے نام خط لکھا تو اُس نے خود کو ''رسولوں میں سب سے چھوٹا'' کہا (1 کرنتھیوں 15:9)۔چار سال بعد، وہ اس نکتہ تک پروان چڑھا کہ اُس نے خود کو ''مقدسوں میں سب سے چھوٹا'' دیکھا (افسیوں 3:8)۔چند سال بعد......اور کئی دکھ تکالیف کے بعد......نوجوان پاسبان تیمتھیس کے نام خط لکھتے ہوئے، پولس نے خود کو دنیا کا سب سے بدترین گنہگار قرار دیا (1 تیمتھیس 1:15)۔

اُس کا شعور جیسے جیسے بڑھا اور اُس کی مسیح کے ساتھ یگانگت گہری ہوتی چلی گئی، پولس نے خدا کو اور خود کو زیادہ واضح طور سے دیکھا۔بجائے کہ وہ اپنی بابت کچھ بہتر خیال کرتا، پولس کی نگاہوں میں یہ حقیقت پروان چڑھی کہ اُس کی گناہ آلودہ فطرت اُس کے تصور سے بھی زیادہ بُری تھی؛ اور اِسے نظرانداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔اُس نے خدا کے فضل کی ضرورت کو ہر روز زیادہ صفائی کے ساتھ دیکھا۔اُس کی عظمت کا بھید اِسی بات میں تھا۔

> ''پس جب ہم ایمان سے راستباز ٹھہرے تو خدا کے ساتھ اپنے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے صلح رکھیں۔ جس کے وسیلہ سے ایمان کے سبب سے اُس فضل تک ہماری رسائی بھی ہوئی جس پر قائم ہیں اور خدا کے جلال کی امید پر فخر کریں۔''
>
> (رومیوں 5:1-2)

ہم یا تو فضل کے زیرِ سایہ کھڑے ہوتے ہیں یا پھر بالکل الگ کھڑے ہوتے ہیں۔ انسان کے ساتھ فضل کا کام کرنے میں خدا بالکل آزاد ہے اُس کام کی بنیاد پر جو یسوع مسیح نے صلیب پر سے کیا۔ یہ ایسا وسیلہ ہے جسے نہ تو کمایا جاسکتا ہے نہ ہی اس کا مستحق ہوا جاسکتا ہے بلکہ یہ انعام یا نعمت کی صورت میں ملتا ہے۔ ہم نے ایمان کے وسیلہ فضل ہی سے نجات پائی ہے؛ ہم مسیحی زندگی میں ایمان کے وسیلہ فضل کے ساتھ ہی پروان چڑھتے ہیں۔

چونکہ فضل کی ابتدا اور اس کی تائید صرف خدا ہی کرسکتا ہے، پس ہم سوائے ردِعمل ظاہر کرنے کے اور جو کچھ بھی کریں بے سُود ہے۔ کوئی بھی کام جو ہم اپنے طور سے کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ ہمیں فضل کے دائرہ سے باہر کردیتا ہے اور ہمیں ''کاموں'' اور ''شریعت'' کے دائرہ میں ڈال دیتا ہے۔ پولس نے ان الفاظ کے ساتھ رومیوں پر واضح کیا کہ ''اور اگر فضل سے برگزیدہ ہیں تو اعمال سے نہیں ورنہ فضل فضل نہ رہا'' (رومیوں 6:11)۔

کوئی بھی شخص خدا تک جانے کا کام نہیں کرسکتا اور نہ ہی انسانی کوششوں سے خدا کی منظوری حاصل کرسکتا ہے۔ پولس، سابقہ فریسی جو کہ راستبازی کے کڑے معیار کے مطابق بھی ''بے الزام'' نکلا (فلپیوں 3:4-7)، جانتا تھا کہ خدا تک رسائی میں اپنی کوششوں کا کیا مطلب ہے۔ وہ جانتا تھا کہ کس طرح شریعت پرست سوچ خود کو فضل کے خلاف کھڑا کرتی ہے، اس حقیقت کا انکار کرتے ہوئے کہ انسان میں کوئی نیکی بسی ہوئی نہیں ہے (رومیوں 18:7)۔

بیشتر لوگ یہ دیکھ سکتے ہیں کہ گناہ خدا کی راستبازی کی مخالفت ہے، پس وہ سمجھ سکتے ہیں

کہ صلیب پر اس کی عدالت کیوں کی گئی تھی۔ لیکن زیادہ تر لوگ اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں کہ وہ نیکیاں جو انسان اپنے طور سے کرتا ہے وہ ناقص اور خدا کے حضور نا قابلِ قبول ہیں۔

نیک آدمی کیا پھل لا سکتا ہے اس سلسلہ میں عبرانی زبان میں یسعیاہ 6:64 میں آنے والا بیان انتہائی جامع ہے۔ یہاں کہا گیا ہے کہ ''ہماری تمام راستبازی ناپاک لباس (حیض زدہ دھجیوں) کی مانند ہے'' پاک روح نے یسعیاہ کو یہ خاص الفاظ استعمال کرنے کا الہام کیوں دیا ہوگا؟ کیونکہ حیض کے دوران خون کا بہنا حمل ہونے کا ثبوت ہے۔ جہاں حمل نہیں وہاں پیدائش نہیں ہوگی، اور پیدائش نہ ہونے کا مطلب ہے وہاں زندگی نہیں۔ یسعیاہ یہ کہہ رہا ہے کہ خدا کی نظر میں سب انسانی نیکیاں مردہ ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ عبرانیوں 6:1-2 میں انسانی نیکیوں کو ''مردہ کام'' کہا گیا ہے۔ یہاں مصنف گناہ کے تعلق سے بات نہیں کر رہا۔ گناہوں کو بائبل مقدس میں کسی بھی جگہ ''مردہ کام'' نہیں کہا گیا۔ ''مردہ کام'' انسانی کوششوں سے خدا تک رسائی پانے اور اس کی منظوری حاصل کرنے کی طرف ایک اشارہ ہے۔ لیکن انسان ایسا نہیں کر سکتا۔ ہماری سب نیکیاں۔ ہماری تمام نیکیاں ایسی ہی ہیں اور ہماری تمام راستبازی بھی ایسی ہی ہے۔ ممکن ہے دوسروں سے موازنہ کریں تو نیکی اور راستبازی کے اعتبار سے ہم بہتر ہوں۔ لیکن خدا کی نیکی اور راستبازی کے مقابلہ میں ہم کچھ نہ ہونے کی سطح سے بھی نیچے ہیں۔

ہمارے پاس ہر لمحہ دو باتوں کا انتخاب ہوتا ہے: یا تو ہم اپنے آپ پر بھروسا کر سکتے......اپنی عقل، اپنے زور اور اپنی نیکی پر بھروسہ کر سکتے ہیں...... یا پھر ہم اپنے اوپر ایک حقیقی نظر ڈال کر دیکھ سکتے ہیں کہ ہماری واحد امید خدا پر بھروسا رکھنے اور اُس کے فضل کی دولت پر انحصار کرنے میں ہے۔ لوقا 18 باب میں، خداوند نے دو آدمیوں کے بارے میں ایک تمثیل بیان کی کہ انہوں نے کِس پر بھروسا رکھنے کا انتخاب کیا۔

''پھر اُس نے بعض لوگوں سے جو اپنے پر بھروسا رکھتے تھے کہ ہم

راستباز ہیں اور باقی آدمیوں کو ناچیز جانتے تھے یہ تمثیل کہی۔" (لوقا9:18)

دنیا میں انسان کے لئے سب سے فطری بات یہ ہے کہ خود کو جانچنے کے لئے ایک معیار استعمال کرتا ہے اور دوسروں کی عدالت کے لئے فرق معیار استعمال کرتا ہے۔ یسوع نے جن لوگوں کو یہ نصیحتی مثال سُنائی وہ خود کو اپنی تمام تر خوبیوں کے زاویہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ اپنے تمام اچھے کاموں کی بابت پہلے ہی سے خیال باندھے رکھتے ہیں۔ مگر جب دوسروں کو دیکھتے ہیں، وہ تو تعریف کے لائق ہر ایک بات کو انتہائی حقیر کر دیتے ہیں اور قصوروں کو بہت بڑھا چڑھا کر دیکھتے ہیں۔ وہ اپنے زور کی پیائش دوسرے لوگوں کی کمزوریوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ بلاشُبہ اس طرح کے موازنہ سے وہ خود کو دوسروں پر بلند کر لیتے ہیں۔ اور اسی لئے بلاشبہ دوسروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

یونانی لفظ Exoutheneo "ایگزاؤتھینیو" کا مطلب ہے حساب لینا، یا انتہائی کمتری کا سلوک رکھنا۔" یہ ذہنی رویہ کا اہانت کرنے والا گناہ ہے...... یہ نفرت، عداوت اور دشمنی کی بنیاد ہے۔ یہاں پر ترجمہ کیا گیا لفظ "بعض" یونانی زبان میں Loipos لوئیپوس ہے۔ اس کا مطلب ہے "باقی ماندہ"۔ جہاں تک اِن افراد کا تعلق ہے، وہاں ہر شخص جو فرقے سے باہر تھا، اس لائق بھی نہ تھا کہ اُس پر تھوکا جا سکے۔

"دو شخص ہیکل میں دعا کرنے گئے۔ ایک فریسی اور دوسرا محصول لینے والا۔" (لوقا10:18)

فریسی لوگ قوم کے ستون ہوا کرتے تھے۔ اُن کی بڑی عزت اور تعظیم ہوا کرتی تھی۔ اسم "فریسی" کا مطلب ہے "برگزیدہ" یا چُنا ہوا۔ فریسی لوگ اوّلاً علیحدگی پسند تھے۔ وہ الگ تھلگ اور بے تعلق رہتے تھے۔ وہ خاص کپڑے پہنتے تھے اِس بات کے یقین کے ساتھ کہ دیکھنے والے اُن سے متاثر ہوں کہ وہ کون ہیں۔ وہ شریعت پرست تھے، اور نہ صرف موسیٰ کی شریعت بلکہ اُن

ہزاروں قوانین پر بھی عمل کرنے کا پیشتر سے خیال کر کے رکھتے تھے جو سالہا سال سے شریعت کا حصہ بن رہے تھے۔ وہ بالخصوص ظاہری کاموں پر دھیان دیتے تھے مثلاً دہ یکی اور مذہبی طہارت وغیرہ۔ فریسیوں کا خیال تھا کہ وہ اِن ظاہری قوانین کے معیار کے مطابق عمل کر کے خدا تک پہنچ سکتے ہیں۔ تمام شریعت پرستوں کی طرح، وہ بہت مغرور بھی تھے......اپنی بابت، اپنی مجلس کی بابت اور اپنی راستبازی کی بابت گھمنڈ کرنے والے تھے۔ وہ خودنمائی کے مشتاق رہتے تھے۔

دوسری جانب محصول لینے والے سوائے حقارت وتذلیل کے کسی اور بات کی توقع نہ رکھتے تھے۔ آخر کار وہ قابلِ نفرت رومی حاکموں کیلئے کام کرتے تھے۔ رومی خود تو محصول نہ دیتے تھے مگر انہوں نے محصول لینے والوں کو آزادی دے رکھی تھی کہ اپنے ساتھی یہودیوں سے محصول لیا کریں۔ وہ رومی لوگوں کی طرف سے ادھار دی ہوئی ہر ایک چیز پر جو چاہتے وصول کر لیتے تھے ۔پس وہ لوگوں سے پیسے نکلوانے میں بہت ماہر ہو گئے تھے۔ یہ ایک نفع بخش کاروبار تھا۔ لوگ انہیں غدار، نمک حرام خیال کرتے تھے اور کم وبیش سب لوگ ہی انہیں ذلیل کیا کرتے تھے۔ بالخصوص فریسی ان ''گنہگاروں'' کو حرامکار یا غیر قوم کا درجہ دیتے ہوئے نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

> ''فریسی کھڑا ہو کر اپنے جی میں یوں دعا کرنے لگا کہ اے خدا میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ باقی آدمیوں کی طرح ظالم ، بے انصاف ، زناکار یا اس محصول لینے والے کی مانند نہیں ہوں۔ میں ہفتہ میں دوبار روزہ رکھتا، اور اپنی ساری آمدنی پر دہ یکی دیتا ہوں۔'' (لوقا 18:11-12)

غور کریں، یسوع نے کہا کہ فریسی اپنے جی میں دعا کر رہا تھا۔ یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے، کیونکہ وہ اپنے رویہ یا خیال میں ایک معبود ہی تھا۔ وہ اِس بات پر متفق تھا کہ خدا کو اِس کی شکل وشبیہ پر بنایا گیا تھا؛ وہ اس بات پر بھی متفق تھا کہ اُس کے لئے معیار خدا نے مقرر کیا ہے۔

فریسی نے یقیناً ایسا کہا ''تیرا شکر ہو'' لیکن یہاں شکر گزاری والی کوئی بات تھی نہیں۔ وہ اس بات پر شکر گزار تھا کہ وہ دوسرے لوگوں کی مانند نہیں ہے جو کہ بلاشبہ ایک سفید جھوٹ تھا۔ وہ بھی دوسرے لوگوں کی مانند ہی تھا۔

اُس نے خدا سے کوئی درخواست نہیں کی تھی۔ اُسے خدا سے مانگنے کی ضرورت ہی کیوں ہوتی جب وہ کسی ضرورت سے واقف ہی نہ تھا؟ اُس نے محسوس ہی نہیں کیا کہ اُسے کسی چیز کی ضرورت ہے؛ وہ اپنے آپ میں بہت ہی مگن تھا۔

اُس میں خدا کی کوئی ستائش بھی نہ تھی۔ تعریف اور ستائش کی جگہ اپنی سرفرازی نے لے رکھی تھی۔ سب سے پہلے اُس نے اپنے آپ کو اُن تمام کاموں کے لئے جو وہ نہیں کرتا تھا اور بہت اچھا آدمی تھا، مبارکباد دی۔ دعا کرتے کرتے اُس نے اردگرد دیکھا، کیونکہ وہ اپنے اردگرد دوسرے لوگوں کو دیکھنا چاہتا تھا تا کہ خود کو یاد دلا سکے کہ میں کتنا باکمال شخص ہوں۔ جیسے ہی اُس کی نظر محصول لینے والے پر پڑی، تو اُسے یاد آیا کہ میں دوسروں سے کتنا بہتر شخص ہوں۔ بے شک، اُس نے اپنے آپ کو اور دوسرے انسانوں کو زمینی معیار سے ناپا تولا۔ اُس نے دوسروں کو لتاڑتے ہوئے اپنا آپ تعمیر کیا۔ دوسروں کی ناکامیوں پر اُنہیں صفر نمبر دیتے ہوئے، اُس نے خود کو اپنی نگاہ میں کافی بہتر ظاہر کیا۔ لیکن خدا کی نظر میں نہیں۔ انسانی راستبازی خدا کی نظر میں مایوس کُن ہے۔

آخر کار اُس نے اپنی نیکیوں کی فہرست بنانا شروع کر دی، اور جو کچھ وہ کہنا چاہتا تھا وہ شریعت سے متعلق اور ظاہری باتیں تھی۔ اس مقام پر پہنچ کر یسوع نے فریسی کی دعا کا ذکر بند کیا، لیکن آپ کہیں گے کہ فریسی کی دعا چلتی ہی رہی، اپنی تمام تفصیلات کے ساتھ کہ وہ کتنی نیکیاں کرتا ہے اور وہ کتنا باکمال شخص ہے۔

اس شخص کے نظام کی بنیاد دو باتوں پر تھی: وہ کام جو اُس نے کئے اور وہ جو اُس نے نہیں کئے۔ لیکن وہ جو کچھ بھی تھا پورے نظام میں خود اُس کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔ اُسے جتنی باتوں سے

غرض تھی وہ سب کی سب ظاہری باتیں تھیں؛ باطن میں کچھ بھی نہ تھا......نہ ہی خدا سے کسی طرح کا کوئی تعلق تھا، نہ کوئی رفاقت اور نہ ہی ایمان۔

"لیکن محصول لینے والے نے دور کھڑے ہو کر اتنا بھی نہ چاہا
کہ آسمان کی طرف آنکھ اٹھائے بلکہ چھاتی پیٹ پیٹ کر کہا
اے خدا! مجھ گنہگار پر رحم کر۔" (لوقا 18:13)

محصول اکٹھا کرنے والا......جس سے نفرت کی جاتی تھی، جو اپنی ہی قوم میں حقیر و

فضل کا کردار

انسانی تاریخ کے آغاز پر خدا نے ایک اصول قائم کیا تھا کہ خدا کی پرستش یا عبادت کس طرح کی جائے گی (خروج 20:24-25)۔ اُس کے لئے مذبحے مٹی سے یا بے تراشے پتھروں سے بنائے جانے ضرور تھے۔ اُن میں کسی طرح کی کمی یا بیشی نہ کی جا سکتی تھی۔ اور مذبح کے لئے سیڑھیوں کا راستہ اختیار کرنا بھی منع تھا۔

خدا یہ بات ہر اُس شخص پر واضح کرنا چاہتا تھا جو اُس کے پاس آنا چاہتا ہو کہ انسان کی اپنی بنائی ہوئی کوئی بھی چیز خدا کو خوش نہیں کر سکتی اور یہ کہ خدا انسان کو جزوی طور پر نہیں مل سکتا۔ انسانی مذبحے ہمیشہ خوبصورت ہوتے ہیں لیکن خدا انسانی خوبصورت کا مشتاق نہیں ہے؛ وہ خاکساری کا مشتاق ہے۔

انسانی نسل کے ساتھ برتاؤ کے لئے فضل خدا کا لائحہ عمل ہے۔ خدا فضل سے ہی تمام کام کرتا ہے؛ انسانی کاموں کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

1۔ فضل اور کاموں میں اتنا فرق ہے جتنا کہ روشنی اور تاریکی میں۔

2۔ فضل جمع کام (فضل + کام) کو فضل نہیں کیا جا سکتا۔

3۔ کاموں میں بہت سی چیزیں شامل ہوتی ہیں مثلاً جذبہ، ارادہ، مقصد وغیرہ۔

4۔ کاموں کے پیچھے غرور پوشیدہ ہوتا ہے۔

5۔ فضل کو قبول کرنے والا رویہ خاکساری ہے۔

6۔ فضل اور خاکساری کی قوت یکساں ہے۔

مردُود اور خارج کیا ہوا سمجھا جاتا تھا...... ہیکل میں کھڑا ہوا اور اُس نے سات الفاظ کہے۔ یہ حقیقت کہ اُس نے خدا سے اور فریسی سے دور کھڑا ہونا چاہا، اس بات کا اشارہ ہے کہ اُسے اپنے کمتر ہونے کا احساس تھا۔ اُس کے پاس اپنی بابت خدا کی نظر میں نیک ہونے کا کوئی ٹھوس نظریہ نہیں تھا۔

فریسی کا انداز ایسا تھا گویا وہ اور خدا پرانے بے تکلف دوست ہوں؛ محصول لینے والے میں خدا کی تعظیم اور اس کا خوف تھا۔ اس بات کی عکاسی اسطرح ہوتی ہے کہ اُس نے اپنی آنکھیں اوپر اٹھانا بھی گوارا نہ کیا۔

وہ اپنی چھاتی پیٹ پیٹ کر رحم کے لئے پکار اٹھا۔ اُس شخص کا رواں رواں کہہ رہا تھا کہ وہ شکست خوردہ، شرمسار، اور دکھ سے بھرپور ہے۔ اُس نے دیکھا کہ میری ضرورت کتنی بڑی ہے، اور اُس نے جانا کہ اُسے خدا کے رحم کے سوا اور کوئی چیز بچا نہیں سکتی۔

فریسی نے تو اپنی نیکیاں گنوانا پسند کیا، جبکہ یہ شخص اپنے قصوروں پر توجہ مرکوز رکھتا ہے۔ فریسی نے اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر شخص کے طور پر دیکھا۔ محصول لینے والے نے خود کو دوسروں سے بدتر کے طور پر دیکھا۔ وہ اپنے گنہگار ہونے پر فکرمند تھا، یہاں تک کہ اُس کے پاس فریسی کی طرف سے لگائے گئے الزامات پر سوچ بچار کا بھی وقت نہ تھا۔ اُس نے اپنے آپ کو سب گنہگاروں سے زیادہ گنہگار خیال کیا، سب سے بُرا، اور اُس نے صرف ایک ہی چیز مانگی یعنی رحم۔

خدا کا رحم ہمیں اُس بات سے روکتا ہے جس کے ہم مستحق ہوتے ہیں۔ کیونکہ خدا نے ہم سب کے گناہوں کے لئے صلیب پر یسوع مسیح کی عدالت کی، وہ ہمیں رحم کی پیشکش کر سکتا ہے ۔ وہ ہمیں فضل کی پیشکش بھی کر سکتا ہے۔ خدا کا فضل ہمیں وہ چیز عنایت کرتا ہے جس کے ہم مستحق نہیں ہوتے......یعنی خداوند یسوع مسیح کی راستبازی، اپنے جلال کی دولت، میراث، اختیار، اور ایسی بہت سی چیزیں۔ لیکن صرف وہی لوگ فضل تک رسائی پا سکتے ہیں جو اپنے اندر رحم کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں۔

ان دو افراد کی دعاؤں کے تعلق سے یسوع نے کس طرح موازنہ کیا تھا؟

> ''میں تم سے کہتا ہوں کہ یہ شخص دوسرے کی نسبت راستباز ٹھہر کر اپنے گھر گیا کیونکہ جو کوئی اپنے آپ کو بڑا بنائے گا وہ چھوٹا کیا جائے گا اور جو اپنے آپ کو چھوٹا بنائے گا وہ بڑا کیا جائے گا۔''(لوقا18:14)

''راستباز ٹھہرانا''یونانی زبان کے لفظ Dikaioo سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں کسی کو''راستباز قرار دینا۔''ہیکل سے باہر نکلتے ہوئے فریسی نے اپنے آپ پر جتنا بھی فخر کیا ہو یا خود کو جتنا بھی راستباز کیوں نہ محسوس کیا ہو لیکن وہ خدا کے حضور راستباز نہیں ٹھہرا تھا۔ داؤد نے زبور17:51 میں لکھا ہے کہ''شکستہ روح خدا کی قربانی ہے اے خدا تُو شکستہ اور خستہ دل کو حقیر نہ جانے گا۔''ہمیں نہیں بتایا گیا کہ جب محصول لینے والا ہیکل سے واپس گیا تو اُس نے کیا محسوس کیا؛ ہم صرف یہ جانتے ہیں کہ خدا نے اُسے کس نگاہ سے دیکھا تھا۔ باشعور ہونے کا ایک کام یہ ہے کہ ہم خود کو اُس نگاہ سے دیکھ سکیں جس نگاہ سے خدا ہمیں دیکھتا ہے......ٹھیک طور سے یہ جان کر کہ ہم کب اُس کی رفاقت سے دور اور اُس کو ناخوش کرتے ہیں اور ٹھیک طور سے یہ جان کر کہ ہم اُس کے فضل میں کام کر رہے اور اُس کو خوش کر رہے ہیں۔

> ''لیکن جو کچھ ہوں خدا کے فضل سے ہوں۔ اور اُس کا فضل جو مجھ پر ہوا وہ بے فائدہ نہیں ہوا بلکہ میں نے اُن سب سے زیادہ محنت کی اور یہ میری طرف سے نہیں ہوئی بلکہ خدا کے فضل سے جو مجھ پر تھا۔''(1 کرنتھیوں10:15)۔

فضل ایسا ذریعہ ہے جس کی بابت ہم فیصلہ کرتے ہیں کہ اسے استعمال کریں یا نہ کریں۔ ہر ایماندار فضل کے دائرہ میں کھڑا رہتا ہے، ایک ایسے محفوظ ماحول میں جہاں ہمارے لئے خدا کے فضل کی ہر دولت دستیاب ہے۔ یہی اختیار، یہی حکمت، اور یہی تاریخی تجربہ جو پولس

رسول کو دستیاب تھا، ہم میں سے ہر ایک کے لئے بھی ہے۔

تو پھر ایسا کیوں ہے کہ بعض ایمانداروں کے پاس برکت اور خوشحالی ہے اور بعض کے پاس نہیں ہے؟ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ ایماندار سخت محنت کرتے ہیں۔ پولس نے خدا کے فضل کے ذرائع کو لیا اور سخت محنت میں پسینہ بہایا اور نیند سے جاگ جاگ کر اور بغیر کسی سہولت کے کام کرتا رہا تاکہ اپنی زندگی میں خدا کے منصوبہ کی تکمیل کر سکے۔ اُس نے جسمانی اور ذہنی مشقت کی کیونکہ جانتا تھا کہ اُس وقت تک الٰہی اختیار کو سمجھ نہیں سکے گا جب تک وہ پولس کی (ذاتی) قوت اور لیاقت کو پسِ پشت نہ ڈال دے۔ خدا نے اس کی قدر کی، اور یہ کامل فضل تھا کیونکہ پولس کی طرف سے اُس کا کامل ایمان تھا۔

جرمنی زبان میں ایک مثل ہے کہ ''خدا ہمیں بادام اور اخروٹ دیتا ہے مگر توڑ کر نہیں۔'' او، اے بپٹسٹے نے کہا، ''خدا نے ہمیں گندم دی ہے، لیکن روٹی ہمیں خود بنانی ہوتی ہے۔ خدا نے ہمیں رُوئی دی ہے لیکن کپڑے ہمیں خود بُننے ہیں؛ خدا ہمیں درخت دیتا ہے مگر ہمیں اپنے گھر خود بنانے ہیں۔ خدا ہمیں خام مال مہیا کرتا ہے لیکن ہمیں عمدہ اور نفیس مصنوعات بنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔'' کام میں فضل کا یہی اصول ہے۔

شاہی ضابطہ

خدا کے شاہی خاندان کے رُکن کی حیثیت سے ہمیں ایک شاہی ضابطہء اخلاق کے تحت زندگی بسر کرنے کے لئے بلایا گیا ہے، ایسا ضابطہ جس سے روحانی معیار کا تعین ہوتا ہے۔ ہم اُس وقت تک اس معیار پر پورا اترنے کے لائق نہیں ہو سکتے جب تک فضل کو اپنی روزمرہ زندگیوں میں کام نہ کریں دیں۔

1۔ زندگی کی شریعت

''پس اب جو مسیح یسوع میں ہیں اُن پر سزا کا حکم نہیں۔ کیونکہ زندگی کے روح کی شریعت نے

مسیح یسوع میں مجھے گناہ اور موت کی شریعت سے آزاد کر دیا۔" (رومیوں 8:1-2)

بطور ایماندار ہمیں موت، گناہ اور ابلیس سے آزاد کر دیا گیا ہے۔ ہم موت سے گزر کر زندگی میں داخل ہو گئے ہیں (یوحنا 5:24)۔ ہمیں مسیح میں بے حد دولت مند کیا گیا ہے ہماری ہر ضرورت اس طرح پوری کی گئی ہے کہ کثرت کی زندگی گزار سکیں (یوحنا 10:10؛ افسیوں 1)۔ جب ہم پاک روح کے موافق چلنا سیکھتے ہیں اور خدا کے ساتھ چلنے والوں کے طور پر اپنی اصلاح کرنا سیکھتے ہیں (رومیوں 6:11-13؛ 8:1-4) تو ہم اُس کثرت اور فراوانی کا تجربہ پانا شروع کر دیتے ہیں۔

2۔ آزادی کی شریعت

"مسیح نے ہمیں آزاد رہنے کے لئے آزاد کیا ہے۔ پس قائم رہو اور دوبارہ غلامی کے جوئے میں نہ جُتو۔" (گلتیوں 5:1)

یسوع مسیح چاہتا ہے کہ ہم اُس آزادی سے لطف اندوز ہوں جس کے لئے اُس نے موت گوارا کی۔ اُس نے ہمیں یہ فیصلہ کرنے کا حق دیا اور ذمہ داری بخشی ہے کہ اپنی زندگیاں کس طرح گزاریں۔ اُسے پسند ہے کہ ہم فیصلے کریں اور پسند ہے کہ ہم ایک دوسرے سے مختلف ہوں۔ جس بات پر بائبل مقدس پابندی نہیں لگاتی وہ روحانی طور سے فطری ہے، اور یقیناً ہماری زندگی کا ایسا حصہ بھی ہے جس میں ہم انفرادی طور پر فیصلہ کرتے ہیں کہ یہ کام کریں یا نہ کریں۔ مسیحی زندگی کی بے شمار غیر یقینی باتیں ہیں، اور ہمیں ہر قدم اٹھاتے وقت فہم و فراست کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمیں یہ یاد رکھنے کی ضرورت بھی ہوتی ہے کہ خدا ہم میں سے ہر ایک کے لئے آزادی چاہتا ہے، اور یہ کہ ہر شخص اپنی آزادی کے استعمال کی بابت براہِ راست خدا کو جوابدہ ہے، نیز یہ کسی صورت قابلِ قبول نہیں ہے کہ ایک ایماندار کسی دوسرے ایماندار کو کسی فیصلہ کے لئے مجبور کرے جو ہم سوچتے ہیں کہ اُسے کرنا چاہئے یا اُس کے کئے ہوئے فیصلوں کی عدالت ہم نہیں کر سکتے۔ عدالت کرنے والا ایماندار ہمیشہ کمزور ایماندار ہوتا ہے۔ مسیح یسوع میں ہماری آزادی ہم سے چھینی نہیں جا سکتی لیکن اس کو تقویت دی جا سکتی ہے۔

3۔ محبت کی شریعت

غرض ہم زورآوروں کو چاہئے کہ ناتوانوں کی کمزوریوں کی رعایت کریں نہ کہ اپنی خوشی

کریں۔" (رومیوں 15:1)

محبت کی شریعت آزادی کی شریعت سے افضل ہے۔ آزادی کی شریعت یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ "مجھے ہر وہ کام کرنے کی آزادی ہے جس کی ممانعت کلامِ مقدس میں نہیں۔" لیکن محبت کہتی ہے۔ "گو میں سب کچھ کر سکتا ہوں، ایسی بہت سے جائز باتیں بھی ہیں جو میں نہیں کروں گا جن سے کسی دوسرے کو ٹھوکر لگ سکتی ہو۔" محبت کی شریعت اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ گو ہمیں آزادی ہے لیکن ہم دوسروں کی کمزوریوں کے سامنے اس کا اظہار کرنے میں پابند بھی ہیں؛ ہمیں اپنے بھائیوں کا خیال رکھنا ہے (1 کرنتھیوں 8)۔ پس ہم اپنے کمزور بھائیوں کی خاطر چند ایسے کاموں سے بھی گریز کرتے ہیں جو اپنی جگہ جائز ہیں، اگر ہم ان کے کرنے سے کسی کے لئے ٹھوکر کھانے کا پتھر نہ بنیں۔ ایک بار پھر، ہمیں یہ یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ ہماری شخصی آزادی خدا کی نظر میں کس قدر قیمتی ہے: وہ ہمیں محبت کی شریعت کے مطابق زندگی گزارنے پر مجبور نہیں کرے گا، اور اگر وہ ہمیں یا کسی اور کو اس کے مطابق زندگی گزارنے پر مجبور کرتے دیکھے تو خوش نہیں ہوتا۔

4۔ خود انکاری کی شریعت

"سب چیزیں روا تو ہیں مگر سب چیزیں مفید نہیں۔ سب چیزیں روا تو ہیں مگر سب چیزیں ترقی کا باعث نہیں۔ کوئی اپنی بہتری نہ ڈھونڈے بلکہ دوسروں کی۔...... چنانچہ میں بھی سب باتوں میں سب کو خوش کرتا ہوں اور اپنا نہیں بلکہ بہتوں کا فائدہ ڈھونڈتا ہوں تا کہ وہ نجات پائیں۔"
(1 کرنتھیوں 10:23-24،33)

خود انکاری کی شریعت کے تحت ہم اپنے آپ کو بے ایمانوں کی خاطر پابند رکھتے ہیں۔ ہم یاد رکھتے ہیں کہ ہم مسیح کے ایلچی ہیں اور یہ کہ ہمارا کس طرح زندگی گزارنا انجیل کی پُرزور منادی ہو سکتی ہے بہ نسبت اُن باتوں کے جو ہم کرتے ہیں (2 کرنتھیوں 3:2-3)۔ ہم اُس مقام پر جہاں خدا نے ہمیں رکھا ہے، موثر گواہ بننے کے لئے اپنی خودی کا انکار کرنا چاہتے ہیں۔ ہر ایماندار کی تاثیر کا دائرہ مختلف ہے، اسی لئے ہر ایماندار کے لئے ذاتی پابندیاں بھی مختلف ہوں گی۔ ہم سب کو یہ فیصلہ کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم اپنی زندگیوں میں کس جگہ حد بندی کریں گے...... دنیا کے سامنے اپنے خداوند مسیح کو ظاہر کرنے کے لئے ہم کیا کریں گے اور کیا نہیں کریں گے۔

5۔ عظیم قربانی کی شریعت

کیونکہ تم ہمارے خداوند یسوع مسیح کے فضل کو جانتے ہو کہ وہ اگرچہ دولتمند تھا مگر تمہاری خاطر غریب بن گیا تا کہ تم اس کی غریبی کے سبب سے دولت مند ہو جاؤ۔"(2 کرنتھیوں 9:8)

یہ ایسی شریعت ہے جس میں صرف سورما ہی زندگی گزارتے ہیں۔ عظیم قربانی کی شریعت مسیح یسوع کی محبت سے بہت عمدہ طور سے عیاں ہوتی ہے۔ وہ جو کائنات کا مرکز ہے اُس نے دوسروں کو اپنے آپ سے زیادہ اہم خیال کیا اور اپنے آپ کو اس حد تک خاکسار کر دیا کہ صلیبی موت گوارا کی (فلپیوں 2:3-8) تا کہ ہم زندگی پائیں۔ وہ اپنی قربانی اور خود انکاری کا مجسمہ ہے۔ عظیم قربانی کی شریعت میں رہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم خودی سے خالی ہونے کے مشتاق ہیں، یہ اقرار کرنا ہے کہ ہم کائنات کا مرکز نہیں ہیں، یہ سوچنا ہے کہ خدا کا منصوبہ زیادہ اہم ہے اور یہ سوچنا کہ کمزور ایمان والوں اور بے ایمانوں کی اہمیت ہم سے زیادہ ہے۔ جو مسیح کی محبت میں شامل ہونے کے لئے سب کچھ چھوڑ دیتے ہیں وہ دریافت کرتے ہیں کہ مسیح کی رفاقت کی شادمانی اور اُس کے دکھوں کے مقابلہ میں اُن کی قربانی دراصل قربانی ہی نہیں ہے۔

سبق 2-4

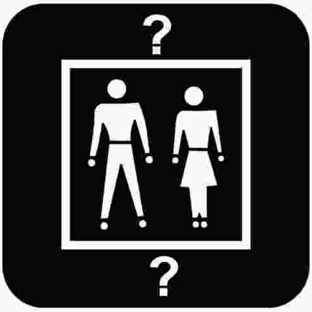

ادراک......دانشمندی

رومیوں 21:12
عبرانیوں 5:13-14
فلپیوں 1:9-11

ہماری زندگی کے زیادہ تر دکھ خود ساختہ ہیں۔ ہم ہر روز ایسی بے شمار بھلی باتوں کو نظر انداز کرتے ہیں جو خدا ہمیں ہماری شادمانی اور بھلائی کے لئے دینا چاہتا ہے۔ ہم ہر روز ایسی بے شمار چیزیں وصول کرتے ہیں جو ابلیس ہمیں دکھ دینے کے لئے اور ہلاک کرنے کے لئے دینا چاہتا ہے۔ خدا کی پیش کردہ چیزوں کو ٹھکرانے اور شیطان کی پیشکش کو قبول کرنے کا احمقانہ فیصلہ کرنے کی وجہ ہماری بے عقلی ہے۔

دشمن فریب دینے میں ماہر ہے؛ وہ جانتا ہے کہ کس طرح بُری چیزیں خوبصورت نظر آئیں گی۔ ہم اُس کے چنگل میں اس لئے پھنس جاتے ہیں کیونکہ ہم نے نیک و بد کے درمیان امتیاز کی لیاقت کی فصل نہیں کاٹی ہے۔ ادراک کے بغیر...... عقلمندانہ فیصلے اور امتیاز کرنے کی لیاقت کے بغیر...... ہماری روحانی شکست فطری ہے۔

''بدی سے مغلوب نہ ہو......'' (رومیوں 21:12)

''مغلوب نہ ہو'' یہ فعل حال کا حکمیہ جملہ ہے جس کے لئے یونانی زبان میں فعل

Nikao ''نیکاؤ'' کو انکاریہ بنانے کے لئے me کا استعمال کیا گیا ہے۔ یونانی زبان میں جب فعل حال کو انکاریہ حالت میں استعمال کیا جاتا ہے تو یہ ایک ایسا حکم ہے جس میں کسی بات سے باز رہنے کے لئے کہا گیا ہوتا ہے۔ روم میں موجود یہ ایماندار بدی سے مغلوب ہو رہے تھے۔

یہاں پر ترجمہ کیا گیا لفظ Hupo یعنی ''سے'' ہے جس کے معنی ''ذریعہ، وسیلہ، زیرِ اختیار'' ہیں۔ ''بدی'' کے لئے بے شمار الفاظ ہیں لیکن یہاں پر لفظ Kakos کاکوس کا استعمال ہوا ہے یعنی کوئی اندر سے خراب ہوئی چیز، تکلیف دہ، قابلِ نفرت، لیکن ظاہری طور پر بہت اچھی لگتی ہو۔ رومی لوگ ظاہری طور پر مغلوب ہو رہے تھے۔ وہ بعض بدیوں کو نیکی خیال کر رہے تھے۔ لیکن پولس انہیں خداوند یسوع مسیح کے اختیار سے حکم دیتا ہے کہ اِس گھناؤنے سرطان سے مغلوب ہونے سے باز آؤ۔

بدی

1۔ ایمانداروں سے یہ توقع کی گئی ہے کہ وہ بدی کو پہچانیں اور جانیں کہ اس سے کیسے نمٹنا ہے (رومیوں 21:12؛ افسیوں 6:10-18؛ 1 تھسلنیکیوں 15:5)۔

2۔ بدی شیطان کا لائحہ عمل ہے؛ اسکا مصدر بھی شیطان ہی ہے (یسعیاہ 14:12-15؛ حزقی ایل 28:11-16)۔ جبکہ گناہ انسان کی گناہ آلودہ فطرت سے شروع ہوئے (یعقوب 1:14-15)، بدی ہمیشہ شیطان کیطرف سے ہوتی ہے (یوحنا 8:44؛ 1 یوحنا 3:12)

3۔ اس دنیا کا خدا ہونے کی حیثیت سے ابلیس کا لائحہ عمل یہ ہے کہ انسانی جانوں کو باندھے، پکڑے اور غلام بنائے (2 کرنتھیوں 4:4؛ 1 تیمتھیس 7:3؛ 2 تیمتھیس 26:2)۔

4۔ فریب شیطان کا بنیادی طریقہ واردات ہے۔ وہ جھوٹا ہے جو خود کو نورانی فرشتہ کے بھیس میں بھی چھپا لیتا ہے (2 کرنتھیوں 14:11)۔ وہ سچائی کو توڑ موڑ دیتا ہے اور اس خیال کو عام کرتا ہے کہ بدی میں سے نیکی نکل سکتی ہے۔ (رومیوں 8:3؛ 1:6،15؛ 13:1-4)۔ یہی کام اُس نے باغِ عدن میں حوا کو فریب دیتے وقت بھی کیا تھا، حوا کو یہ سوچ دے کر کہ کوئی ایسا کام کر کے جس کی بابت خدا نے منع کیا ہو، زندگی کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ عورت نے دیکھا کہ پھل خوشنما ہے؛ اور اس

یسعیاہ نبی نے اپنے زمانہ کے لوگوں کو اس سے بھی سخت ہدایت کی تھی: ''اُن پر افسوس جو بدی کو نیکی اور نیکی کو بدی کہتے ہیں اور نُور کی جگہ تاریکی کو اور تاریکی کی جگہ نور کو دیتے ہیں اور شیرینی کے بدلے تلخی اور تلخی کے بدلے شیرینی رکھتے ہیں!۔اُن پر افسوس جو اپنی نظر میں دانشمند اور اپنی نگاہ میں صاحبِ امتیاز ہیں۔'' (یسعیاہ5:20-21)

بطور ایماندار ہماری زندگی میں شاید سب سے بڑا امتحان بدی کو پرکھنا ہے، تو بھی بیشتر ایماندار ایسے ہیں جنہیں یہ تک معلوم نہیں کہ بدی کیا ہے۔ بدی شیطان کا طرزِ عمل ہے۔ اس کے علاوہ ہر وہ چیز بدی ہے جو خدا کے تخلیقی ارادہ کے خلاف ہے۔ خدا سے علیحدگی بدی کا جوہر ہے۔ ہر وہ کام جو انسان اپنے طور سے کرتا ہے وہ بدی ہے، کیونکہ انسان کو خدا سے الگ رہ کر کام کرنے کے

کے کھانے سے جس نتیجہ کا وعدہ کیا جا رہا تھا وہ بھی اُسکو اچھا لگا۔ شیطان بدی کو خوبصورتی کے ساتھ پیش کر کے ایسا معتبر بنا دیتا ہے جسطرح آج دیکھی جا سکتی ہے۔

5۔ شیطان انسانی مذاہب کو بدی پر چڑھے غلاف کی طرح استعمال کرتا ہے۔ اُس کی اپنی کلیسیائیں ہیں، اُس کے پاس شراکت کی اپنی میزیں ہیں، اُس کے اپنے پاسبان ہیں (1 تیمتھیس4:1؛ 1 کرنتھیوں10:14-21)۔ یہ سب کچھ بہت خوشنما ہوتا ہے، تو بھی بہت بُرا ہوتا ہے کیونکہ یہ الجھا دینے والی سچائیاں ہیں اور انسانی اچھائی کو خدا کی راستبازی کے اعتبار سے گھٹیا بنا دیتی ہیں (یسعیاہ64:6؛ 2 کرنتھیوں11:13,4-15؛ گلتیوں1:3-7؛ کلسیوں2:21-23)۔

6۔ خدا کے کلام کے بغیر بدی اور نیکی میں امتیاز کرنا ناممکن ہے۔ (رومیوں16:19؛ عبرانیوں5:14)۔

7۔ گناہ کی عدالت صلیب پر کر دی گئی ہے (2 کرنتھیوں 5 : 14 - 21؛ عبرانیوں 10:10,12,14,17)۔ بدی کی عدالت ہونا باقی ہے، ایمانداروں کی انسانی نیکیاں مسیح کی عدالت میں پرکھی جائیں گی (1 کرنتھیوں3:11-15؛ 2 کرنتھیوں5:9-11)۔ بے ایمانوں' ابلیس اور اس کے فرشتوں کی عدالت خداوند یسوع کی دوسری آمد کے بعد ہو گی (یہوداہ 1:14-15؛ 2 تھسلنیکیوں2:3-5؛ تھسلنیکیوں1:6-10؛ مکاشفہ 19:11-21, 20:11-15 14:17-20)۔

لئےنہیں بنایا گیا تھا۔

مسیحیت آج اس لئے کمزور ہے کیونکہ زیادہ تر مسیحیوں کا خیال ہے کہ بدی گناہ ہے، اور چونکہ وہ سب ایسا سوچتے ہیں لہذا ایسی جنگ میں مصروف ہیں جو پہلے ہی جیتی جا چکی ہے اور اُس جنگ کو بالکل نظر انداز کئے ہوئے ہیں جواب تک جاری ہے۔ گناہ تو بدی کا محض ظہور ہے۔ گناہ کے خلاف جنگ تو صلیب پر جیت لی گئی تھی، جہاں پر ہر دور میں کئے گئے تمام گناہوں کی عدالت ہوئی اور وہ سب گناہ یسوع مسیح پر ڈال دیئے گئے تھے۔ آگے کوکسی کے گناہوں کی عدالت نہیں کیجائے گی۔

لیکن بدی کا ظہور مختلف ہے، عموماً اسے انسانی نیکی سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ ایمانداروں میں نیکی انسانی کام یعنی لکڑی، گھاس اور تنکے ہیں جو مسیح کے تختِ عدالت کے سامنے جل جائیں گے(1 کرنتھیوں 3:11-15؛ 2 کرنتھیوں 5:10)۔ بے ایمانوں کے انسانی نیکی کے کاموں کی عدالت بڑے سفید تخت کے سامنے کی جائے گی۔ مسیح پر ایمان کے بغیر کوئی بھی خدا کی راستبازی تک نہیں پہنچ سکے گا، اور اسی وجہ سے اُن کے کام اُنہیں قصوروار ٹھہرائیں گے(یہوداہ 14-15؛ مکاشفہ 20:11-15)۔

''بلکہ نیکی کے ذریعہ سے بدی پر غالب آؤ'' (رومیوں 12:21)۔

پولس کے پاس اِن مغلوب ایمانداروں کی زندگی میں پائی جانے والی بدی کا حل تھا۔ پولس کہتا ہے کہ مغلوب ہونے کی بجائے، ''غالب آؤ۔'' اُس نے یونانی لفظ alla ''آلا'' استعمال کیا ہے جو یونانی زبان میں Nikao کے ساتھ فعل حال حکمیہ کا انتہائی مضبوط تقابلی حرفِ ربط ہے۔ وہ کہہ رہا ہے ''مکمل طور پر مغلوب ہوجانے کی بجائے (یا برعکس)، اٹھ کھڑے ہونے کا فیصلہ کرو اور بدی کو مسلسل مغلوب کرتے رہو۔''

وہ ایسا کس طرح کر سکتے تھے؟ بدی پر غالب آنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے...... نیکی کے ذریعہ سے۔ جملے کا یہ حصہ ''نیکی کے ذریعے سے'' یونانی زبان کے لفظ en agatho کو

کے ساتھ ملا کر استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں ''نیکی میں'' یا ''نیکی کے دائرہ میں رہ کر۔'' agathos یونانی زبان میں نیکی کے لئے استعمال ہونے والے دو الفاظ میں سے ایک ہے۔اس کا مطلب ہے یقینی نیکی، خالص نیکی۔ پولس الٰہی نیکی کے بارے میں بات کر رہا ہے، جو صرف اور صرف خدا سے پیدا ہوتی ہے۔

الٰہی نیکی ایمانداروں میں خدا کے پاک روح اور خدا کے پاک کلام کے کام کے وسیلہ پیدا ہوتی ہے۔ پاک روح ہمارے اندر سے صرف اُسی وقت کام کرتا ہے جب اُسے پورا اختیار حاصل ہو اور ہماری زندگی میں قابلِ اقرار کوئی گناہ نہ ہو اور ہم روح القدس سے معمور ہوں۔لیکن اگر ہماری جانوں میں سچائی نہ ہوگی، تو ہم نے روح القدس کو بلا اوزار مزدور کی حیثیت دے رکھی ہوتی ہے۔ وہ جو کام ہم میں اور ہمارے وسیلہ سے کرنا چاہتا ہے، صرف کلامِ مقدس کے ذریعہ سے ہی کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ہر روز کلام کی خوراک لیتے ہیں۔ ہم جس قدر زیادہ اپنی جانوں میں ذخیرہ کریں گے، روحِ پاک اتنا ہی زیادہ ہماری زندگیوں میں کام کرے گا اور اُسی قدر ہماری زندگیوں کے وسیلہ نتائج حاصل کرے گا۔

عملی ادراک ہماری جانوں میں خدا کے کلام کے اسی توازن اور روح القدس کا پھل ہے۔ حکمت جو صرف کلام سے حاصل ہوتی ہے، اُسی سے اُن کاموں کا حقیقی فہم حاصل ہوتا ہے کہ ہمیں کون سے کام کرنے ہیں۔لیکن صرف یہ جان لینا ہی کافی نہیں ہوتا کہ ہمیں کیا کرنا ہے ......ہمیں دلیری کی بھی ضرورت ہوتی ہے، اور ہمیں جس طرح کی دلیری کی ضرورت ہے وہ صرف روح القدس یعنی Paraklete سے حاصل ہوتی ہے جو دلیری دینے والا ہے۔

> ''کیونکہ دودھ پیتے ہوئے کو راستبازی کے کلام کا تجربہ نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ بچہ ہے۔ اور سخت غذا پوری عمر والوں کے لئے ہوتی ہے جن کے حواس کام کرتے کرتے نیک و بد میں امتیاز کرنے کے لئے تیز ہو گئے ہیں۔'' (عبرانیوں 5:13-14)

حکمت کی قدرومنزلت

مبارک ہے وہ آدمی جو حکمت کو پاتا ہے اور وہ جو فہم حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ اس کا حصول چاندی کے حصول سے اور اس کا نفع کندن سے بہتر ہے۔ وہ مرجان سے زیادہ بیش بہا ہے اور تیری مرغوب چیزوں میں بے نظیر۔ اس کے دہنے ہاتھ میں عمر کی درازی ہے اور اس کے بائیں ہاتھ میں دولت و عزت۔ اس کی راہیں خوشگوار راہیں ہیں۔ اور اس کے سب راستے سلامتی کے ہیں۔ جو اسے پکڑے رہتے ہیں وہ ان کے لئے حیات کا درخت ہے اور ہر ایک جو اسے لئے رہتا ہے مبارک ہے۔ (امثال 3:13-18)

حکمت حاصل کر فہم حاصل کر۔ بھولنا مت اور میرے منہ کی باتوں سے برگشتہ نہ ہونا۔ حکمت کو ترک نہ کرنا۔ وہ تیری حفاظت کرے گی۔ اُس سے محبت رکھنا وہ تیری نگہبان ہوگی۔ حکمت افضل اصل ہے۔ پس حکمت حاصل کر بلکہ تمام حاصلات سے فہم حاصل کر۔ (امثال 4:5-7)

کیونکہ حکمت مرجان سے افضل ہے اور سب مرغوب چیزوں میں بے نظیر (امثال 8:11)

حکمت کا حصول سونے سے بہت بہتر ہے اور فہم کا حصول چاندی سے بہت پسندیدہ ہے۔ (امثال 16:16)

حکمت لڑائی کے ہتھیاروں سے بہتر ہے لیکن ایک گنہگار بہت سی نیکی کو برباد کر دیتا ہے (واعظ 9:18)

اگر کلہاڑا کند ہے اور آدمی دھار تیز نہ کرے تو بہت زور لگانا پڑتا ہے پر حکمت ہدایت کے لئے مفید ہے۔ (واعظ 10:10)

خداوند کا خوف دانائی کا شروع ہے۔ اس کے مطابق عمل کرنے والے دانشمند ہیں۔ اس کی ستائش ابد تک قائم ہے۔ (زبور 111:10)

''پینے والے'' یہاں یونانی لفظ metecho کے لئے صفت فعل زمانہ حال ہے۔ یہ کسی ایسے شخص کی طرف اشارہ ہے جو مسلسل خدا کے کلام سے ''دودھ'' ہی پیتا ہو یعنی بنیادی تعلیمات لیتا ہو۔ مصنف ایسے شخص کو ''بچہ'' (اناڑی) کہتا ہے۔ apeiros ایسا یونانی لفظ ہے جو اناڑی مزدور کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، یعنی جس میں تجربہ کی کمی ہو، جو مناسب اوزار کو خاص کام کے لئے

استعمال کرنے کی لیاقت نہ رکھتا ہو یا اُس کے پاس خاطر خواہ معلومات نہ ہو۔

جو دودھ پیتا ہے وہ نا تجربہ کار ہے......اُس میں راستبازی کے کلام کی بابت......تجربہ کی کمی ہوتی ہے۔ پولس رسول ہمیں 2 تیمتھیس 15:2 میں مطالعہ کا مشورہ دیتا ہے تا کہ خدا کے حضور مقبول ہو سکیں۔ ہمارے مقبول ہونے کا واحد راستہ کلامِ مقدس کا مطالعہ اور اس کا اطلاق ہے، لیکن اگر ہم میں اس بات کی کمی ہے، ہمیں تجربہ نہیں ہے، اور کلام کا اطلاق کرنے کے لائق نہیں ہیں، تو پھر ہم یہاں مصنف کے کہنے کے مطابق ''بچّے'' ہیں یعنی Nepios۔

یونانی زبان کا لفظ نیپیوز Nepios جسمانی بچّے کی طرف اشارہ نہیں کرتا۔ معروف یونانی شاعر ہومر Homer نے بچکانہ سوچ اور رجحان رکھنے والے بالغ افراد کے لئے یہ لفظ استعمال کیا......ایسے سورماؤں کے لئے جو جنگ سے واپس گھر آتے ہیں اور آکر اپنی زندگی کو ٹھیک طور سے نہیں چلاتے۔ ہومر کی تحاریر میں نیپیوز nepios ایسے فوجی فاتحین تھے جن کے پاس میدان جنگ میں مستعدی سے قائم رہنے کی تحریک اور جذبہ تو تھا لیکن اُن میں اتنی اخلاقی جرأت نہ تھی کہ روزمرہ زندگی کے بکھیڑوں کے سامنے مستعدی سے کھڑے رہ سکتے۔ یہاں مصنف یہ کہہ رہا ہے کہ وہ ایماندار جن کے پاس روحانی پختگی یا روحانی شعور حاصل کر لینے کا وقت تھا، اور وہ اب تک دودھ پیتے ہیں، وہ ''بچّے'' ہیں، شیر خوار ہیں اور اُن میں اخلاقی جرأت کی سب سے بڑی علامت یعنی ثابت قدمی کی کمی ہے۔

نیپیوز کا متضاد teleios تیلیوز ہے، یعنی ایسے لوگ جو روحانی پختگی یا شعور کے مطلوبہ مقصد اور ہدف تک پہنچ گئے ہوں۔ خدا کے کلام کی ٹھوس خوراک، گہری عقائدی تعلیم، بالغ کے لئے ہے۔ لوگوں کے پاس ادراک ہے لیکن یہ اتفاقیہ نہیں ...... بلکہ انہوں نے اپنی روح میں جانفشانی کر کے پسینہ بہایا ہوتا ہے۔

''مشق'' کے لئے یونانی لفظ hexis جس کے معنی ہیں ''ایسی عادت جس کا نتیجہ مستعدی، دوام، اور نظم وضبط۔'' نظم وضبط سے عادات پیدا ہوتی ہیں۔ اچھی عادات پیدا کرنا بھی

اتنا ہی آسان ہے جتنا کہ بُری عادات اپنانا۔ اِن دونوں کی راہ یکساں ہے؛ یہ فیصلوں پر فیصلے کرنے سے بنتی ہیں۔ اگر بُرے فیصلے بار بار دہرائے جائیں تو بُری مشق کی طرف لے جاتے ہیں۔ بُری مشق بُری عادات کی طرف لے جاتی ہے۔ بُری عادات بُرے کردار کی طرف لے جاتی ہیں۔

لیکن باشعور بالغ لوگ اچھے فیصلوں کی مشق کرتے ہیں؛ انہوں نے شخصی خود انظباطی نظام قائم کیا ہوتا ہے۔ اُن میں حِس ہوتی ہے ......اُن میں تناظر کی لیاقت ہوتی ہے......وہ ''تربیت یافتہ'' ہوتے ہیں۔ یہ یونانی لفظ gumnazo ہے جس سے ہمیں انگریزی زبان میں استعمال ہونے والا لفظ جمنازیئم gymnasium ملتا ہے۔ بالغ مسیحی اچھی عادات کے مالک ہوتے ہیں کیونکہ وہ اپنی زندگی مشق کرتے ہوئے گزارتے ہیں۔ وہ ہر روز خدا کے کلام کے ساتھ کام کرتے ہیں؛ ہر روز وہ پاک روح کی توانائی میں کام کرتے ہیں۔ وہ روحانی عالم میں اعلیٰ کارکردگی کے نتائج کے لئے ہر روز مشقت کرتے ہیں۔ اور چونکہ وہ خدا کے کلام میں کام کرتے ہیں، وہ ہر روز اپنی حِس کو تربیت دیتے ہیں، اور وہ ادراک سیکھ لیتے ہیں۔ ادراک کے لئے یونانی لفظ Diakrino ہے۔ کرینو کے معنی ہیں ''پرکھ یا عدالت کرنا یا موازنہ'' ڈایا کے معنی ہیں ''دو چیزوں کے درمیان''۔ اُن میں نیک و بد کے درمیان امتیاز کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔

''اور یہ دعا کرتا ہوں کہ تمہاری محبت علم اور ہر طرح کی تمیز کے
ساتھ اور بھی زیادہ ہوتی جائے۔'' (فلپیوں 9:1)

ایمانداروں کے لئے پولس رسول کی دعا کا آغاز یونانی لفظ hina یعنی ''اور'' کے ساتھ ہوتا ہے جو مقصدیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اُس کی دعا میں ایک مقصد ہے، ''کہ تمہاری محبت بڑھے۔'' یہاں پر محبت agape ''اگاپے'' یعنی غیر مشروط محبت جو خدا کے سوا اور کسی سے صادر نہیں ہوتی۔ کلامِ مقدس میں اگاپے کے تمام حوالہ جات خدا کے پاک روح کی قدرت اور تحریک کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

اگاپے انسانی محبت نہیں ہے۔ انسانی محبت کسی صورت بھی خدا کے پاک روح سے

صادر ہونے والی محبت کا مقابلہ نہیں کر سکتی (رومیوں 5:5؛ 1 کرنتھیوں 13؛ گلتیوں 22:5)۔ اگاپے محبت مسیحیوں کے لئے سچائی کی جانب صحیح سمت میں تعین کی بنیاد ہے۔ اگر ہم اُس طریقہ سے ہم آہنگ ہونا چاہیں جس سے خدا اس دنیا کی چیزوں کو دیکھتا ہے، تو ہمیں محبت سے آغاز کرنا ہوگا۔ ہماری زندگی کے سامنے دو راستے ہیں جو ہم اپنا سکتے ہیں؛ محبت، نُور اور سچائی کا راستہ یا پھر نفرت، تاریکی اور فریب کا راستہ۔

کلامِ مقدس میں استعمال ہونے والے لفظ اگاپے میں انسان کے لئے ہمیشہ دو پہلو

الٰہی حکمت

1۔الٰہی حکمت ابد تک قائم رہتی ہے (1 پطرس 1 : 25)؛ زمینی حکمت جاتی رہے گی (1 کرنتھیوں 6:2)۔

2۔خداوند یسوع مسیح کا انکار کر کے جو کہ حکمت کا منبع ہے، دنیا الٰہی حکمت کو رد کرتی ہے۔ (یوحنا 17,14:1؛ 1 کرنتھیوں 8:2؛ کلسیوں 3:2)۔

3۔انسان کبھی بھی الٰہی حکمت کو دریافت نہیں کر سکتا؛ اس کا ظہور صرف پاک روح کے وسیلہ ہوتا ہے۔(1 کرنتھیوں 11-10,7:2؛ 2 پطرس 21-19:1)

4۔انسانی حواس یا ادراک الٰہی حکمت کا اندازہ نہیں لگا سکتے (1 کرنتھیوں 9:2)، بلکہ صرف روحانی حواس اور الٰہی مکاشفہ سے ایسا ہوتا ہے (افسیوں 19-18:3؛ 2 تیمتھیس 16:3)۔

5۔چونکہ الٰہی حکمت خدا کی بخشش ہے (یعقوب 18-17:3,5:1) لہٰذا اِسے صرف ایمان ہی کے ساتھ حاصل کیا جا سکتا ہے (1 کرنتھیوں 12:2؛ رومیوں 17:10)۔

6۔وہ ایمان جس سے الٰہی حکمت حاصل ہو سکتی ہے، ضرور ہے کہ ہدایت کے وسیلہ ملے (رومیوں 17-14:10؛ 1 کرنتھیوں 13:2؛ افسیوں 16-11:4)۔

7۔ناممکن بات ہے کہ ایک ہی وقت میں کوئی روحانی بھی ہو اور بائبل کے مطالعہ یا روحانی سچائیوں کا انکار بھی کرے (عبرانیوں 11:5)۔

8۔ الٰہی حکمت روحانی بلوغت کی خاص صفاتی پہچان ہے ۔ (1 کرنتھیوں 2 : 1؛ عبرانیوں 2:6-11:5)۔

پائے جاتے ہیں۔ متی 22:37-39 میں، ہمیں دو حکم دیئے گئے ہیں: خدا سے محبت رکھنا اور دوسروں سے اپنی مانند محبت رکھنا۔ خدا کے ساتھ ہماری محبت شخصی محبت ہے، اس محبت کی خوبی کی بنیاد وہ ہے جس کے ساتھ محبت کی جائے۔ خدا ہماری محبت کے لائق ہے۔ دوسروں کے ساتھ محبت ، غیر شخصی محبت ہے، اس محبت کی خوبی وہ ہے جو محبت کرنے والا ہو۔ ہماری زندگیوں میں مصروفِ عمل خدا کی محبت کا سب سے بہترین اظہار اُس وقت ہوتا ہے جب ہم اُن لوگوں سے محبت رکھتے ہیں جو اس لائق نہیں ہوتے جن سے محبت رکھی جا سکے۔ لیکن اگر ہم خدا سے محبت نہیں رکھتے ، اور اگر ہم محبت رکھنا نہیں سیکھتے یا اپنے آپ کو خدا کی محبت کی بنیاد پر قبول نہیں کرتے تو دوسروں سے محبت رکھنا ناممکن ہے۔

پولس رسول فلپیوں کو جس محبت کی بابت بتاتا ہے وہ بڑھنے پھلنے والی اور فراوانی کی محبت ہے۔ وہ اُنہیں جو "صحیح تعلیم" دینا چاہتا ہے یونانی زبان میں اس کے لئے لفظ epignosis ہے یعنی تجربہ سے حاصل ہونی والی۔ ادراک کے لئے لفظ aisfhesis ایسفہیسس ہے اس کے معنی ہیں "فہم، دانشمندی، بامہارت اطلاق۔" اصل میں یہ عمومی حِس کے لئے اور امتیاز کرنے کے معنوں میں استعمال کیا جاتا تھا۔ پولس کی دعا یہ ہے کہ اُن کی محبت دو شعبوں میں بڑھ کر کثرت سے بہے گی: زندگی میں خدا کے کلام کے اطلاق میں اور زندگی کے عمومی کاموں میں امتیاز کرنے میں۔ یہی ادراک کی ابتدا ہے۔

> "......تاکہ عمدہ عمدہ باتوں کو پسند کر سکو اور مسیح کے دن تک صاف
> دل رہو اور ٹھوکر نہ کھاؤ۔ اور راستبازی کے پھل سے جو یسوع
> مسیح کے سبب سے ہے بھرے رہو تاکہ خدا کا جلال ظاہر ہو اور
> اس کی ستائش کی جائے۔" (فلپیوں 1:10-11)

جب عمومی باتوں میں امتیاز کرنے کی لیاقت ہمیں عمومی نوعیت کے فیصلوں تک پہنچا دیتی ہے، تو ہم نے "تصدیق کر دی" یعنی پرکھ کے وسیلہ اس کو ثابت کر دیا ہے۔ ہم نے کسی

بات کو تصدیق کے نظریہ سے پرکھ میں ڈالا ہے۔ ہمیں تجربہ سے حاصل ہونے والے علم کے وسیلہ اور ادراک کے وسیلہ، چیزوں کی پرکھ کی صلاحیت پیدا کرنی ہے۔ ادراک کا ثبوت پرکھ میں ملتا ہے۔

''عمدہ عمدہ باتیں'' اِن الفاظ کا اشارہ بیش قدر، قیمتی باتوں کی طرف ہے، بہ نسبت اُن باتوں کے جو کسی کام یا قیمت کی نہیں اور فضول ہیں۔ ہم چیزوں کو پرکھتے ہیں، ہم ایسی چیزوں کی شناخت کرتے ہیں جو ''صاف دل اور بے الزام'' بننے میں ہمارے لئے عمدہ ہیں۔ ''صاف دل'' یونانی زبان کے لفظ eilikrines الیکرائینز سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں ''روزِ روشن میں پرکھا جانا، روشنی میں لایا جانا، تاریکی سے آمیزش نہ رکھنا۔'' یونانی لفظ Aproskopos ''بے الزام'' کے معنی ہیں ''ٹھوکر یا لڑکھڑاہٹ کے بغیر''۔ جب ہم اُن باتوں کی تصدیق کر لیتے ہیں جو مناسب، عمدہ اور خدا کے منصوبہ کے مطابق ہوتی ہیں، تو ہم روشنی میں کھڑے ہو سکتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس چھپانے کی کوئی چیز نہیں اور ہم بغیر لڑکھڑائے روشنی میں چل سکتے ہیں۔ پولس رسول چاہتا ہے کہ ''مسیح کے دن تک'' یہ ایماندار خود کو روشنی میں بغیر لڑکھڑاہٹ قائم رکھیں۔ ''مسیح کا دن'' نئے عہد میں مستعمل ایک تکنیکی اصطلاح ہے جس میں کلیسیا ہوا میں اُڑ کر استقبال کرے گی۔

گیارہویں آیت میں ''راستبازی کا پھل'' ایک بار پھر خدا کی محبت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ''معمور ہونا یا بھر جانا'' یونانی زبان کے فعل pleroo سے ہے، یہ لفظ چار معنی رکھتا ہے: کمی کو پورا کرنا، مقدار کے حساب سے بھرنا، مکمل تاثیر کے ساتھ بھرنا، اور پوری طرح سے ملکیت میں رکھنا۔''

ہم سب کی زندگیوں میں کمی ہوتی ہے۔ لیکن یہ کمی اُس وقت دُور ہو جاتی ہے جب ہم خدا کے کلام کو پاک روح کے محبت کے کام کے ساتھ موقع دیتے ہیں کہ وہ ہماری زندگیوں میں عمل کرے اور تجربہ بخشے۔ صرف اِسی صورت میں ہم اپنے جسمانی جذبات کی طرف راغب ہونے کی بجائے خدا کی سچائی کی طرف گامزن ہوتے ہیں۔ ہمیں سمجھ میں آنا شروع ہو جاتا ہے کہ ہم خدا کے

ساتھ کہاں کھڑے ہیں، اور یہ کہ ہم پیاروں میں ہمیشہ کے لئے قبول کئے گئے ہیں۔

ایک بار جب ہم یہ سمجھ لیں کہ اس کے کیا معنی ہیں، تو ہم دوسروں کی طرف سے رد کئے جانے کو برداشت کرنے اور ایسے کام کرنے کے لائق ہو جاتے ہیں جو خدا کے پاک روح سے الگ رہ کر کوئی بھی نہ کر سکتا ہو......یعنی خدا کے ساتھ غیر مشروط ، غیر شخصی محبت رکھ سکتے ہیں، دوسروں کے ساتھ محبت رکھ سکتے ہیں، اس بنیاد پر نہیں کہ وہ پُرکشش ہیں بلکہ اسلئے کہ خدا ہم سے محبت رکھتا ہے اور وہ اُس محبت کو ہمارے وسیلہ سے اُنڈیلتا ہے۔ اگر کوئی غیر مشروط محبت رکھے تو یہ انتہائی عجیب بات ہوتی ہے۔ جب ہم غیر مشروط محبت رکھنے کے لائق ہوتے ہیں، تو راستبازی کے پھل سے بھرپور ہو چکے ہوتے ہیں۔

محبت ہمیں ادراک رکھنے اور اچھے فیصلے کرنے کی لیاقت دیتی ہے۔ یہ ہمیں زندگی کے تمام حالات سے نبردآزما ہونے کی لیاقت بخشتی ہے۔ چونکہ ہم راستبازی کے پھل سے بھرپور ہوئے ہیں جو یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہے، تو خدا کو جلال ملتا اور اس کی ستائش ہوتی ہے۔

سبق 3-4

امتحان......آزمائش

1 کرنتھیوں 13:10
یعقوب 1:2-4
1 پطرس 1:6-7

خداوند نے اپنے شاگردوں کو مسلسل یاد دلایا کہ آزمائش ایک حقیقی اور بہت بڑا خطرہ ہے۔خداوند نے آزمائش کو کبھی ایک چھوٹی پریشانی کے طور پر نہیں دیکھا تھا......یا......جیسے کہ بعض اوقات ہم کرتے ہیں ......کہ اِسے تفریحی بات سمجھتے ہیں۔خداوند نے آزمائش کو روحانی خیروعافیت کے لئے خدشہ اور خطرہ کے طور پر دیکھا۔اُس نے لوقا 13:8 میں آزمائش کے انتہائی ہیبت ناک خطرات کی بابت خبردار کیا اور اپنے شاگردوں کے سامنے یہ چیلنج رکھا کہ ایسی تمام باتوں کی بابت ہوشیار اور تیار رہیں جن میں وہ آزمائے جاتے ہیں۔

بڑا خطرہ ہونے کی وجہ سے یسوع نے آزمائش کو باضابطہ دعا کی وجہ کے طور پر دیکھا۔اُس کی حالت یہ تھی کہ آزمائش کا سامنا کرنے اور اس کا مقابلہ کرنے میں اُس کا پہلا اقدام مسلسل دعا کر کے آزمائش کا مقابلہ کرنا تھا۔آزمائش سے چھڑائے جانے کی دعا میں،ہم یہ جانتے ہیں کہ ہمارے بدن اِس کے خلاف مزاحمت کرنے میں کمزور ہیں،لیکن خدا ہمیں آزاد کرنے کی لیاقت اور ارادہ رکھتا ہے۔(متی 13:6,41:26؛2 پطرس 9:2)۔

"تم کسی ایسی آزمایش میں نہیں پڑے جو انسان کی برداشت سے
باہر ہو اور خدا سچا ہے۔ وہ تم کو تمہاری طاقت سے زیادہ آزمایش
میں نہ پڑنے دے گا بلکہ آزمایش کے ساتھ نکلنے کی راہ بھی پیدا کر
دے گا تاکہ تم برداشت کر سکو۔" (1 کرنتھیوں 13:10)۔

یہاں پر یونانی زبان سادگی سے یہ کہتی ہے کہ ہماری تمام آزمایشیں "عام انسانی نوعیت کی ہیں۔" ہمارے سامنے جو آزمایش آتی ہے وہ انسانی نوعیت کی ہوتی ہے۔ ایسی آزمایشیں بھی ہیں جو انسانی نوعیت کی آزمایشوں سے کہیں بڑی ہیں، لیکن ہمیں اُن کا سامنا کبھی نہیں کرنا پڑے گا۔ خداوند یسوع مسیح نے نہ صرف انسانی نوعیت کی آزمایشوں کا سامنا کیا بلکہ اُس نے ایسی آزمایشوں کا سامنا بھی کیا جو انسانی درجات سے بالا تر ہیں۔ (عبرانیوں 15:4؛ متی 1:4-11)۔

ہماری آزمایشیں خواہ جتنی بھی مشکل محسوس ہوں، وہ کسی بھی دوسرے شخص کی آزمایش سے بڑھ کر مشکل نہیں ہوتیں۔ ہم سب میں اِس سوچ کا رجحان پایا جاتا ہے کہ جس بُری طرح ہم آزمائے گئے ہیں کوئی دوسرا اس طرح آزمایش میں نہیں پڑا ہوگا، یا جیسے گناہ ہم نے کئے ہیں ایسے کسی اور نے کبھی نہ کئے ہوں گے۔ لیکن حقیقت میں یہ بات سچ نہیں ہے۔ ہماری تمام آزمایشیں عین انسانی نوعیت کی ہوتی ہیں۔

ہماری آزمایش جتنی بھی مشکل کیوں نہ ہو، خدا ہر حال میں وفادار ہے۔ ایسا وفادار خدا جو کامل ہے اور اُس نے غیر کامل لوگوں کے لئے کامل منصوبہ ترتیب دیا ہے۔ اُس نے ازل ہی سے ہر ایک مشکل کو دیکھا جو آ موجود ہو سکتی ہے اور اُس نے ان مشکلات کے ہونے سے بھی پیشتر اُن کا حل ترتیب دے دیا تھا۔ اور اس نے اِن آزمایشوں کے سامنے ایک حد مقرر کر دی جن کا ہمیں سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

اِس مقام پر خدا کی عظمت تقسیم کے دائرہ میں داخل ہو جاتی ہے۔ جب تک کہ ہم یہاں

زمین پر ہیں، ہمیں کئی زاویوں سے آزمائش کا سامنا کرنا پڑتا ہے......دنیا کی طرف سے، جسم کی طرف سے، ابلیس کی طرف سے۔ لیکن خدا جو کہ بزرگ و برتر ہے، اب بھی انسانی تاریخ پر اختیار رکھتا ہے۔ وہ ہماری تمام آزمائشوں کو اُن حدوں میں برقرار رکھتا ہے جو اُس نے بنائے عالم سے پیشتر مقرر کی تھیں۔ اور وہ حد یہاں دی گئی ہے: وہ کسی آزمائش کو ہماری لیاقت کی حدوں سے آگے نہیں جانے دے گا۔

ہماری آزمائش کی حدیں اُن باتوں تک ہیں جن سے ہم نبرد آزما ہو سکتے ہیں۔ جیسے جیسے ہم بڑھتے اور قوت پاتے ہیں، ہماری آزمائشیں بھی مضبوط اور کڑی ہوتی جاتی ہیں۔ لیکن وہ کبھی بھی ہمارے وجود اور ادراک کی لیاقت سے آگے نہیں نکل سکتیں۔

''لائق'' یونانی زبان میں Dunamai ہے جس کے معنی ذاتی طاقت کے ہیں۔ ہر ایماندار کے پاس ضروری ذاتی قوت ہوتی ہے جس سے وہ آزمائشوں کا سامنا کرتا ہے۔

آزمائش کے تین مراکز

مرکز: دنیا

تدبیر: دنیا کے ہمشکل نہ بنو (رومیوں 12:2)

اِس کی سوچ پر غالب آؤ (رومیوں 12:21؛ 1 یوحنا 4:3)

مرکز: جسم

تدبیر: اپنے آپ کو جسم کے اعتبار سے مردہ خیال کرو (رومیوں 6:11؛ کلسیوں 3:5)

اِس کے لالچ سے بھاگو (یعقوب 1:14-15)

مرکز: ابلیس

تدبیر: اُس ابلیس کو موقع نہ دو (افسیوں 4:27)

اُس کا مقابلہ کرو (یعقوب 4:7؛ 1 پطرس 5:6-9)

''آزمایش''یونانی زبان میں Peirasmos ہے، یہ ایسا لفظ ہے جو بدی کی آرزو کو ظاہر کرتا ہے، یعنی ایسی بات جو کبھی بھی خدا کی طرف سے نہ ہو۔وہ ایمان کو پرکھتا ہے لیکن بدی کی آرزو نہیں رکھتا۔

ہماری آزمایشوں میں وہ راہِ فرار نہیں دیتا، بلکہ اُن آزمایشوں میں سے گزرنے کی راہ دیتا ہے۔وہ بچنے کی راہ مہیا کرتا ہے تاکہ ہم برداشت کرسکیں؛اس کے لئے لفظ hupophero ہے جس کے معنی ہیں سہہ کر برداشت کرنا یا جھیلنا۔آزمایشوں اور دکھوں میں برداشت مرکزی کلید ہے۔

> ''اے میرے بھائیو جب تم طرح طرح کی آزمایشوں میں پڑو۔تو اِس کو یہ جان کر کمال خوشی کی بات سمجھنا کہ تمہارے ایمان کی آزمایش صبر پیدا کرتی ہے۔اور صبر کو اپنا پورا کام کرنے دو تاکہ تم پورے اور کامل ہو جاؤ اور تم میں کسی بات کی کمی نہ رہے۔''(یعقوب 4-2:1)

آخر خدا ہم پر آزمایش آنے ہی کیوں دیتا ہے؟ یعقوب ہمیں بتاتا ہے۔ایک لفظ جو اِن تین آیات میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے وہ ہے ''سمجھنا''۔یونانی زبان میں hegeomai کے کئی معنی ہیں جن میں ''سمجھنا''، ''رہنمائی کرنا، آگے آگے چلنا'' بھی شامل ہیں۔اصل میں یہ علمِ ریاضی کی اصطلاح ہے،اس کا مطلب ہے جمع کرنا، وزن کرنا اور حاصل ہونے والی معلومات کا موازنہ کرنا۔

یعقوب کہتا ہے کہ جب ہم خود کو آزمایشوں میں پائیں تو ہمیں اِس کے تمام متعلقہ حقائق کو سمجھنے اور غور کرنے کی ضرورت ہے اس کے بعد اُسی آزمایش کے وسیلہ خوشی کو رہنمائی کا موقع دیں۔وہ کون سے حقائق ہیں جن کو ہمیں ناپنے تولنے کی ضرورت ہوتی ہے...... یہ کہ خدا ہماری روحانی اور جسمانی آزمایشوں کو اُن کی حدوں میں رکھنے کے لئے وفادار ہے؛ نیز یہ کہ بے

شک سب چیزیں بھلی نہیں ہیں تو بھی خدا سب چیزوں یکجا کر کے اپنے محبت رکھنے والوں کے لئے بھلائی پیدا کرتا ہے؛ یہ بھی کہ آزمائشیں برداشت کرنا ہمارے ایمان کو آزماتا ہے اور یہ ہمیں ہمارا اجر یاد دلاتا ہے؛ یہ بھی کہ شکستہ حالی اور مخالفت کے دوران ہمارے پاس ایمان میں اور زیادہ تیزی سے بڑھنے کا موقع ہوتا ہے۔ اگر ہم آزمایش کے دوران رک جائیں گے اور اُن حقائق کو دیکھیں جو خدا کے بارے میں ہیں اور جانچیں کہ ہمارے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے تب خوشی اِس میں سے نکلنے کی راہ دکھائے گی۔

جب یسوع نے صلیب کا سامنا کیا تو اُسے تمام حقائق کا ناپ تول کرنا پڑا۔ عبرانیوں 12:1-3 کہتی ہے کہ اُس نے صلیب کے مقصد اور نتیجہ پر غور کیا اور جب ایسا کر چکا تو ہر طرح کی ذلّت اور درد حتیٰ کہ باپ کی عدالت کو بھی اُس خوشی کے لئے برداشت کرنے کے لائق ہوا جسے وہ اپنے سامنے دیکھتا تھا۔

یسوع کو کئی دکھوں کے سبب حقائق کا حساب کتاب کرنے کا موقع ملا۔ ''کئی، متعدد یا

ایمان میں آرام کی مہارت

''پس جب اس کے آرام میں داخل ہونے کا وعدہ باقی ہے تو ہمیں ڈرنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی رہا ہوا معلوم ہو۔ کیونکہ ہمیں بھی اُن ہی کی طرح خوشخبری سُنائی گئی لیکن سُنے ہوئے کلام نے اُن کو اس لئے کچھ فائدہ نہ دیا کہ سُننے والوں کے دلوں میں ایمان کے ساتھ نہ بیٹھا۔ اور ہم جو ایمان لائے اُس آرام میں داخل ہوتے ہیں......۔'' عبرانیوں 4:1-3

خروج کے زمانہ کے لوگ اپنی بے اعتقادی کی وجہ سے موعودہ سرزمین میں داخل نہ ہو سکے (عبرانیوں 3:19)۔ ملکِ کنعان ایسی سرزمین تھی جہاں دودھ اور شہد بہتا تھا جہاں بنی اسرائیل کو کئی دشمنوں کا سامنا کر کے اُنہیں فتح کرنا تھا۔ خدا نے فسح اور خروج میں اپنے آپ کو اُن لوگوں پر ثابت کیا؛ اُن سے کچھ بھی کرنے کا تقاضا نہیں کیا گیا تھا بلکہ انہیں محض کھڑے رہ کر خدا کی نجات کو دیکھنا تھا۔

مختلف'' کے لئے یونانی لفظ poikilos کے معنی ہیں کئی رنگوں پر مشتمل۔ شیطان ایسے مختلف رنگوں کی آزمایش ہمارے سامنے رکھتا ہے جو ہمیں پسند ہوتے ہیں۔ وہ ہمیں پڑھتا اور مشاہدہ کرتا ہے اور ایسی چیزیں سامنے لاتا ہے جو ہماری گناہ آلودہ فطرت کی خاص کمزوریاں ہوتی ہیں۔

جب ہم مختلف آزمایشوں کا سامنا کرتے ہیں جو اپنے دلکش رنگوں میں چھپی ہوتی ہیں، تو یہ بات ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے: کہ اس کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہے۔ خدا اس آزمایش کی حد بندی کر رہا ہے، اور یقیناً اس کا کوئی روحانی مقصد بھی ہے۔ خوشی کو رہنمائی کا موقع دینے کے بھید یہ ہے کہ اُس بات کا علم رکھا جائے جو وقوع پذیر ہو۔ ''جاننا'' یونانی زبان کے فعل oida کی کامل حالت ہے، اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمیں جس چیز پر کام کرنا ہو اس کا مکمل علم رکھتے ہیں۔ oida مکمل شعور اور کامل فہم کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے ایمان کی آزمایش صبر پیدا کرتی ہے۔

''پیدا کرنا'' یونانی زبان میں katergazomai ہے۔ ergazomai کے معنی ہیں

خدا چاہتا تھا کہ وہ اِس اسباق کو پورے دل سے سیکھ لیں اور اُس کی قدرت پر اعتقاد رکھ کر کنعان فتح کریں، لیکن سوائے یشوع اور کالب کے...... وہ سب کے سب ناکام رہے کیونکہ انہوں نے اپنے لئے خدا کے کلام کا یقین نہ کیا۔ وہ کئے گئے وعدہ پر ایمان کے ساتھ قائم نہ رہ سکے؛ ''ان میں ایمانی اطمینان نہ تھا۔

عبرانیوں 4:3-8 ہمیں بتاتی ہے کہ آرام کی یہ زندگی ہنوز دستیاب ہے۔ کلامِ مقدس میں متذکرہ موعودہ سرزمین آسمان کی طرف اشارہ نہیں ہے بلکہ یہ روحانی بلوغت کی طرف اشارہ ہے۔ وہ آرام جس میں خدا چاہتا ہے کہ اُس کے لوگ داخل ہوں، زیادہ پھل داری اور برکت کا آرام ہے۔ جب تک ہم خدا کے وعدوں پر ایمان لانا نہیں سیکھتے، ہم کبھی آرام میں داخل نہیں ہو سکتے۔ لیکن چونکہ ایمان ایک سیکھا گیا ردِعمل ہے، تو ہمیں اِسکو سیکھنے کے لئے ایک مہارت کی ضرورت ہے۔ ایمانی آرام کی مہارت کا آسان طریقہ یہ ہے کہ بائبل مقدس کے وعدوں کے دعویدار بن جائیں۔ جب دن بہ دن ہم ایسا کرنے لگیں گے تو اپنے روحانی فولاد کو مضبوط کریں گے اور ہمار

''کام کرنا'' اور Kata کے معنی ہیں عمومی قاعدہ اور معیار کے مطابق۔ ہمارے ایمان کی آزمائش ایک قاعدے اور معیار کے مطابق ہمارے اندر صبر کا کام کرتی ہے۔ صبر کے لئے یہاں استعمال ہونے والا لفظ 1 کرنتھیوں 13:10 سے مختلف ہے۔ وہاں پر استعمال کیا گیا لفظ hupophero ہے جس میں ''صبر کے ساتھ برداشت'' کے معنی پائے جاتے ہیں۔ یہاں پر لفظ hupomeno ہے ''یعنی ضبط کرنا، اور قائم رہنا۔'' اس میں فرار یا پسپائی سے انکار کا نظریہ پایا جاتا ہے یعنی دلیری اور خاموشی کے ساتھ برداشت کرنا۔ hupomeno کا مطلب ثابت قدمی، استحکام اور آخر تک برداشت کی لیاقت ہے۔ اِسے ہمارے اندر پیدا کرنے والی صرف ایک ہی چیز ہے اور وہ ہے ہمارے اپنے ایمان کی آزمائش۔

جب یعقوب آیت کے پہلے حصہ میں ''طرح طرح کی آزمایشوں'' کا ذکر کرتا ہے تو وہاں پر آزمایشوں کے لئے لفظ peirasmos پیراسموز استعمال کیا گیا ہے جس کا ترجمہ تقریباً ہر بار ''آزمائش'' ہی کیا گیا ہے (جیسا کہ 1 کرنتھیوں 13:10 میں بھی ہے)۔ آزمائش کے لئے

ایمان مضبوط تر ہوتا چلا جائے گا۔

لہٰذا، مثال کے طور پر، ممکن ہے ہم اپنی کل کی صبح کا آغاز ایسے کسی جملے سے کریں کہ ''خدا نے مجھے میری سب ضروریات کے لئے مہیا کرنے کا وعدہ کیا ہے (فلپیوں 19:4)، اور میں جانتا ہوں کہ وہ ایسا کرنے پر قادر ہے (2 کرنتھیوں 8:9)، جب وہ میرے لئے اپنا بیٹا تک دے چکا ہے تو وہ مجھ سے دیگر چیزیں کیوں کر چھینے گا (رومیوں 32:8)۔ پس، مجھے کبھی پریشان ہونا نہیں چاہئے بلکہ اس کی بجائے، مجھے چاہئے کہ میں اُس کے اطمینان کو موقع دوں کہ میری سوچ کی حفاظت کرے (فلپیوں 4:6-7) اپنی فکریں اُس پر ڈال ڈوں (1 پطرس 7:5)، جب کہ میں خداوند کا منتظر ہوں (یسعیاہ 31:40، کیونکہ وہ وفادار خداوند ہے (1 کرنتھیوں 9:1) اور میں جانتا ہوں کہ اگر میں پہلے اُس کی بادشاہی اور راستبازی کی تلاش کروں گا، تو مجھے باقی چیزیں بھی دے دی جائیں گی (متی 33:6)۔

اُس نے جو لفظ استعمال کیا وہ یونانی زبان میں dokimazo ڈوکیمازو ہے جس کے معنی ہیں ''منظوری یا قبولیت کے لئے امتحان دینا۔'' دونوں الفاظ ایک ہی طرح کی صورت حال کو پیش کرتے ہیں۔ جب ہم آزمائش کی حالت میں ہوتے ہیں، یعنی کسی ایسی آزمائش میں جو ہماری پرانی گناہ آلودہ فطرت کی طرف سے جاری ہوئی ہو اور اس کے پیچھے شیطان اور اس دنیاوی نظام کا ہاتھ ہو۔ لیکن امتحان والی آزمائش خداوند کی طرف سے ہوتی ہے۔ آزمائش کا مطلب گناہ کرنا ہے لیکن امتحان کا مطلب ایمان کی مشق ہے۔

چونکہ ہمارے ایمان کا امتحان صبر پیدا کرتا ہے، خدا ہمیں اِس آزمائش کا موقع دیتا ہے۔ تا کہ ہم ''صبر کو اپنا پورا کام کرنے دیں۔'' پورا کام کے لئے یونانی لفظ teleios ہے جس کے معنی ہیں ''انجام تک، آخر تک؛ یا مکمل بالغ شخص۔'' یعقوب گناہ سے پاک کاملیت کی بات نہیں کر رہا بلکہ وہ روحانی بلوغت اور پختگی کی بات کرتا ہے۔

اس کے کام کا طریقہ اس طرح سے ہے: بطور ایماندار ہم مسیحی طرزِ حیات میں آگے

رفاقت اور روحانیت کے لئے وعدے

یوحنا 15: 7-8؛ افسیوں 2: 10؛ فلپیوں 1: 6؛ کلسیوں 2: 10؛ 2 تیمتھیس 3: 16; 15:2; 21:2-22؛ عبرانیوں 10:23-25)۔

دکھ تکلیف کے لئے وعدے

خروج 14: 13-14؛ 1 سیموئیل 17: 47؛ زبور 4: 8; 56: 3؛ یسعیاہ 41: 10؛ رومیوں 8:28,31؛ 1 کرنتھیوں 10:13؛ یعقوب 1:2-3؛ 1 پطرس 1:7,5:7۔

حاجتوں کے لئے وعدے

متی 6: 33؛ رومیوں 8: 32؛ 1 کرنتھیوں 1: 9؛ 2 کرنتھیوں 9: 8؛ فلپیوں 4:6-7,19؛ 1 تیمتھیس 6:6-8۔

شکستہ دلی کے لئے وعدہ

یسعیاہ 40: 31؛ فلپیوں 1: 6 ,3: 13-14 ,4: 6-7,13؛ 2 تیمتھیس 1: 7؛ عبرانیوں 4:15-16,3:5۔

بڑھنا اور ایمان کے عالم میں کام کرنا شروع کرتے ہیں۔ایمان امتحان تک پہنچتا ہے۔جب ہم ایک امتحان پاس کر لیتے ہیں تو مضبوط ایمان کے لئے ایک قدم آگے ترقی کرتے ہیں۔اب ایمان کو نسبتاً کڑے امتحان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔جب ہم دوسرا امتحان پاس کرتے ہیں تو اُس سے بھی زیادہ مضبوط ایمان میں آ جاتے ہیں۔اور اِس طرح کے ایمان کے لئے اور زیادہ سخت امتحان ہوتا ہے،اور یہ سلسلہ اسی طرح بڑھتا رہتا ہے۔مسیحی زندگی کا آگے کو یہی تسلسل ہوتا ہے۔یہ ایمان کا امتحان ہے۔

خدا ایمان کو کس طرح آزماتا ہے؟ خدا کے کلام کی بابت ہماری عقائدی تعلیم کے ساتھ۔یہ امتحان اس بات کی جانچ نہیں کرتا کہ ہم نے اپنی یادداشت کی کتاب میں کیا لکھا ہے، نہ ہی یہ ہمارے فہم اور دانش اور تعلیمی مضبوطی کو جانچتا ہے۔یہ امتحان جانچتا ہے کہ ہم خدا کے کلام کے بارے میں فی الحقیقت کیا جانتے، سمجھتے اور ایمان رکھتے ہیں۔

خدا ایک اچھا استاد ہے۔وہ ہمیں بالکل وہی معلومات دیتا ہے جن کی ہمیں ضرورت ہوتی ہے، وہ ہمیں آگاہ کرتا ہے کہ جو معلومات ہمارے پاس ہیں اُس کیلئے ہم جوابدہ ہیں، اور اُسی معلومات کی بنیاد پر وہ ہمارا امتحان لیتا ہے۔وہ اپنے کلام میں ہمیں معلومات دیتا ہے۔۔ وہ ہمیں کلام میں معلومات دیتا ہے، اسی لئے بائبل کی کلاس بہت اہمیت کی حامل ہے، کیونکہ جس روز

دعا کے لئے وعدے

متی 22:21؛ یوحنا 15:7؛ 1 تھسلنیکیوں 5:18؛ یعقوب 1:5-6؛ 1 یوحنا 5:14-15, 3:22۔

بے ایمانوں سے متعلق وعدے

رومیوں 1:16-17؛ 1 تیمتھیس 2:3-4؛ 1 پطرس 3:1-2؛ 2 پطرس 3:9؛ 1 یوحنا 2:2۔

مستقبل کے لئے وعدے

یوحنا 10:28-29, 14:1-3؛ افسیوں 3:20-21؛ فلپیوں 3:20-21؛ 1 تھسلنیکیوں 5:9-10؛ 1 پطرس 1:3-5؛ 1 یوحنا 3:1-2؛ مکاشفہ 20:6, 21:3-4۔

ہم کلاس میں حاضر نہیں ہوتے شاید اُس روز خدا ایسی معلومات دے رہا ہو جس کی ہمیں آئندہ ہفتہ کے بڑے امتحانوں میں ضرورت پیش آسکتی ہو۔

خدا اُس معلومات کی بابت امتحان لینے میں بھی حق بجانب ہے جو اُس کلاس کے دوران دی گئی جس میں ہم حاضر نہیں ہوئے تھے۔ اگر ہم نہیں آئے، ہم نے معلومات حاصل نہیں کی تو اس میں خدا کا کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ بھی سکول میں غیر حاضر ہونے جیسا ہے۔ ہم امتحان میں فیل ہونے کی صورت میں استادوں کو الزام نہیں دے سکتے کیونکہ ہم خود کلاس سے غیر حاضر تھے۔ استاد پوری دیانت کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہے "میں نے معلومات فراہم کیں، لیکن آپ نے یہاں نہ آنا چاہا، یا آپ یہاں موجود تو تھے مگر جب کلاس میں سبق سکھایا جا رہا تھا اس وقت آپ کا دھیان دوسری باتوں میں تھا۔" خدا بھی یہ بات کہہ سکتا ہے۔ خدا تعلیم کی فراہمی کا انتظام کرتا ہے؛ ہمارا امتحان لیا جائے گا۔ ہم پاس ہوتے ہیں یا فیل اس کا دارومدار ہمیں دی گئی معلومات کے استعمال کی لیاقت اور صلاحیت پر ہے۔

> "اس کے سبب سے تم خوشی مناتے ہو۔ اگرچہ اب چند روز کے لئے ضرورت کی وجہ سے طرح طرح کی آزمایشوں کے سبب سے غم زدہ ہو۔ اور یہ اس لئے ہے کہ تمہارا آزمایا ہوا ایمان جو آگ سے آزمائے ہوئے فانی سونے سے بھی بہت ہی بیش قیمت ہے یسوع مسیح کے ظہور کے وقت تعریف اور جلال اور عزت کا باعث ٹھہرے"۔(1 پطرس 1:6-7)

یعقوب کی طرح پطرس بھی ہمیں یاد دلاتا ہے کہ زندگی میں ہمیں کئی رنگ کے امتحانات اور آزمایشوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جیسا کہ یعقوب 1 باب میں یونانی لفظ dokimazo آیا ہے، اِن امتحانات کا مقصد ایمان کی آزمایش یا پرکھ ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ ہم اپنے ایمان کی مضبوطی سے آگاہ رہیں، پس وہ ہمیں اُن محدود آزمایشوں میں آنے دیتا ہے تاکہ دریافت کرسکے

کہ ہم کس طرح ردِعمل ظاہر کریں گے۔

قدیم زمانہ میں سُنار سونے کو کُٹھالی میں ڈالا کرتے تھے۔اس کے نیچے آگ ہوتی تھی اور جب آگ کی تپش سے سونا پگھل جاتا تھا، تو وہ سونا مائع حالت میں آ جاتا تھا۔آگ کی وجہ سے ہرطرح کی گندگی اُوپرآ کر تیرنے لگتی تھی۔سُنار اُس گندگی اور کھوٹ کو اُتار کر دُور پھینک دیتا، اوراس کے بعد آگ کو مزید تیز کر دیتا تھا۔

جب ہم مسیحی زندگی شروع کرتے ہیں، تو ہمیں کم تپش دی جاتی ہے۔ناپاکی اور کھوٹ اوپرآ جاتے ہیں، اورانہیں اوپر سے اتار کرایک طرف پھینک دیا جاتا ہے۔جب ہم ترقی کرتے اور آگے بڑھتے ہیں اور ہمارا ایمان بھی بڑھتا ہے تب تپش بڑھا دی جاتی ہے۔آگ جتنی زیادہ ہوتی جاتی ہے ہماری مزید ناپاکی اور کھوٹ اوپرآتے جاتیہے۔

اس عمل سے کیا کام ہوتا ہے؟ یہ ہمیں اِس طرف سوچنے سے باز رکھتا ہے کہ ہم ''پہنچ چکے ہیں''، اور ممکن طور پر جتنا اچھا ہمیں ہونا چاہئے اتنے اچھے ہوگئے ہیں۔خدا اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ ہماری زندگی میں چیزیں گرم سے گرم تر ہوتی جائیں، کیونکہ اگر وہ گرم نہ ہوں، تب ہماری ناپاکیاں اور کھوٹ، ہمارے قصور، کبھی اوپرنہیں آئیں گے کہ انہیں نکال کر پھینکا جائے۔اور ہم شاید یہ سوچنا شروع کر دیں کہ ہم کامل ایماندار ہیں۔خدا نہیں چاہتا کہ کوئی اپنی بابت یہ خیال کرے کہ ہم نے کاملیت حاصل کر لی ہے۔پولس رسول اس بات کو فلپیوں کے نام خط 14-12:3 میں واضح کرتا ہے۔

جب چیزوں کی تپش اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ ہم شدید دباؤ کی وجہ سے اچھل (اُبل) اٹھتے ہیں اور بدصورتی اوپر اٹھ آتی ہے، تو ہمیں دلیر ہونا چاہئے۔یہ عین وہی کام ہے جو ہونا چاہئے۔سارے دباؤ کا مقصد ہمیں ہمارے قصور دکھانا ہے تاکہ ہم اُن سے نمٹ سکیں۔

جب سُنار پگھلے ہوئے سونے میں جھانکتا اور اُسے اُس میں اپنے چہرے کا عکس نظر آ جاتا، تو اُسے معلوم ہو جاتا تھا کہ اب سونا اتنا خالص ہو چکا ہے جتنا اُسے درکار تھا۔خدا کے

منصوبے کا مقصد یہ ہے کہ ہم یسوع مسیح کی صورت پر اُس کے مشابہ ہو جائیں۔ کون سی چیز ہماری زندگیوں میں یہ کام کرے گی؟ آگ۔ بہت زیادہ آگ۔ ہمیں متعدد امتحانات میں سے گزرنا ہوگا، اور بے شمار نقائص اور ہر طرح کے کھوٹ سے پاک ہونا ہوگا۔ ان سب چیزوں کو سطح پر آنا ہوگا اور ہمیں ان سب کے ساتھ ایک ایک کر کے نمٹنا ہوگا۔ ان امتحانات میں خداوند کا ارادہ اور مقصد یہ ہے کہ ایک دن ہماری زندگیوں میں جھانک کر دیکھے اور اُسے اِس میں اپنا چہرہ دکھائی دے۔ ہر امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد، اُس کا عکس مزید واضح ہوتا چلا جاتا ہے۔

روزمرہ نظم وضبط

1۔ پاک روح سے معمور ہو کر ہر دن کا آغاز کریں۔

(افسیوں 5:18، ایک حکم؛ 1 یوحنا 1:9، طریقہ کار؛ 1 کرنتھیوں 11:28-31، وعدہ) اور تمام دن اپنے گناہوں کا اقرار کریں......ذہنی گناہوں کا......عملی گناہوں کا......اور واضح گناہوں کا۔

2۔ دن بھر مطالعہ اور دعا کریں۔

(2 تیمتھیس 2:15,3:16-17؛ 2 پطرس 3:18 مطالعہ کا حکم۔ امثال 8:33-35 وعدہ؛ 1 تھسلنیکیوں 5:17؛ فلپیوں 4:6 دعا کا حکم؛ یعقوب 5:16، 1 یوحنا 5:14-15 وعدہ)

3۔ ہر روز ایمانی آرام کی تکنیک کا اطلاق کرنا نہ بھولیں

(امثال 3:5-6 حکم، زبور 37:4-7 وعدہ)

4۔ خدمت کے لئے دروازے کھولنا نہ بھولیں

(1 پطرس 3:15؛ کلسیوں 4:17)

5۔ عقائدی تعلیمات کے اطلاق میں خاندان کو کارکردگی کی بنیاد بنائیں

(کلسیوں 3:17-21)

سبق 4-4

ثبوت......ایمان میں آرام

عبرانیوں 4:1-3

فلپیوں 4:6-7

دانی ایل 6:16-23

ہم ایسی دنیا میں رہتے ہیں جس کا شیوہ ہمارا آرام چھین لینا، ہمیں ابتری، کھلبلی، اور خوف میں دھکیل دینا ہے۔ہمیں صرف آرام کی لیاقت کی ضرورت ہے۔ایسا اُسی صورت ہوتا ہے جب ہم عین وہی کچھ چاہیں جو کچھ خدا چاہتا ہے کہ ہمارے پاس ہو۔اور اس طرح وہ ہم میں سے ہر ایک کو حقیقی آرام پانے کی ذمہ داری دے دیتا ہے، یعنی ایسا باطنی اطمینان اور سکون جس کے ساتھ ہم دھمکیوں کے سامنے سورما بننے کے لائق ہو جاتے ہیں۔

اِس پیش کش کے سامنے صرف ایک ہی "مسئلہ" ہے، وہ یہ کہ اِسے صرف اور صرف ایمان سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ہم میں سے ہر ایک چاہے تو اُس کے آرام کو قبول کرلے یا پھر اِسے رد بھی کر سکتا ہے۔اگر ہم اِسے قبول کریں تو روحانی عظمت میں پیشقدمی کے لئے پوری طرح تیار ہوں گے۔اگر اِسے رد کرتے ہیں تو اپنی زندگیوں کو بیابان کی تلخیوں میں ضائع کر دیں گے۔

"پس جب اُسکے آرام میں داخل ہونے کا وعدہ باقی ہے تو ہمیں
ڈرنا چاہئے۔ایسا نہ ہو کہ کوئی رہا ہوا معلوم ہو۔" (عبرانیوں 4:1)

عبرانیوں کا مصنف یروشلیم کے یہودی ایمانداروں کو تنبیہاً لکھتا ہے کہ خدا کی عدالت قوم پر آ رہی ہے۔ وہ چاہتا تھا کہ ایسے لوگ جو یسوع مسیح کی رفاقت جیسی حقیقت کو چھوڑ کر مردہ روایات کی طرف پھر گئے ہیں وہ ایک چیز کا واضح خوف رکھیں: ایمان کے وسیلہ ملنے والی آرام کی زندگی میں داخل نہ ہو سکنے کا خوف۔ یہ سبق دینے کے لئے عبرانیوں کا مصنف 3 باب میں موسیٰ اور خروج کے زمانہ کے لوگوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

مصر سے اُن کے خروج سے ایک سال بعد، یہودی موعودہ سرزمین کنعان کی سرحد کے قریب قادس برنیع پہنچے۔ خدا نے اُن کو اپنا کلام دیا تھا کہ اُس سرزمین پر وہ انہیں آرام دے گا۔ اُس نے موسیٰ سے کہا کہ 12 آدمیوں کو جاسوسی کے لئے اُس سرزمین پر بھیج (گنتی 13)۔ جب وہ 12 واپس آئے تو اُس سرزمین کی بابت اچھی خبر ساتھ لائے، یہ ایسی سرزمین تھی جہاں دودھ اور شہد بہتا تھا، تاہم وہ گنجان آباد شہروں اور مضبوط شہریوں پر مشتمل جگہ تھی۔ اُن بارہ میں سے دو افراد......یشوع اور کالب...... چاہتے تھے کہ ابھی چل کر اُس سرزمین کو لے لیں۔ وہ جانتے تھے کیونکہ، خدا نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اِس جگہ کو فتح کر سکتے تھے۔لیکن باقی دس افراد نے لوگوں کو قائل کیا کہ ہم ایسا کرنے کے لائق نہیں ہیں، کیونکہ دشمن بہت ہی مضبوط ہے، نیز وہ سرزمین تو انہیں نگل جائے گی۔ یشوع اور کالب میں ایمانی آرام تھا۔ دوسروں میں نہیں تھا۔

پس خدا نے خروج کے زمانہ کے لوگوں کو وہاں لے جانے کے لئے بیابان میں سے ایک لمبا چکر لگوایا جس میں انہیں اضافی 39 سال لگے، اور اس دوران جتنی بھی آزمائشیں اور امتحان اُن کے سامنے آئے وہ ایمان میں اُن کے آرام کی لیاقت کو بڑھانے کے لئے تھے۔ 1 کرنتھیوں 10 باب میں پولس رسول بیان کرتا ہے کہ اُن برسوں کے دوران کیا ہوا تھا۔ خدا جب بھی اُن کا امتحان لیتا، وہ ناکام رہتے۔ وہ معجزانہ انداز سے انہیں ایک کے بعد دوسری مشکل سے نکالتا رہا، بار بار اُن کا امتحان لے کر، اور اُن میں ایمان کی چنگاری ڈھونڈتا رہا۔لیکن اُسے وہ چنگاری نہ ملی۔ پس...... ماسوائے یشوع اور کالب کے...... اُس نسل کا ہر بالغ شخص اُسی بیابان میں

مر گیا۔

سرزمینِ کنعان آسمان کی مثال نہیں ہے ؛ یہ ایمان میں آرام پانے کی تصویر ہے۔موعودہ سرزمین پر جبار رہتے تھے؛اور وہاں لڑنے والے دشمن تھے۔لیکن یہودیوں کو یہ توقع نہیں تھی کہ وہاں اکیلے جائیں گے،اُن کے ساتھ خدا تھا جس نے ثابت کیا تھا کہ وہ چھڑانے کے لائق ہے۔نئی نسل اُس سرزمین میں داخل ہوئی اور ایسے کام کئے جو اُن کے باپ دادا کر سکتے تھے؛ انہوں نے ایمان کے وسیلہ اُس سرزمین کا دعویٰ کیا، ایمان کے آرام کیلئے مستقل وفادار رہتے ہوئے۔

جب عبرانیوں کا مصنف کہتا ہے کہ ''ہمیں ڈرنا چاہئے'' تو وہ اس نسل پر زور دیتا ہے کہ خروج کے زمانہ کی نسل سے سبق سیکھیں۔مصنف کہتا ہے کہ ''وہ ناکام رہے (انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا)'' آپ بھی ناکام ہو سکتے ہیں۔بچوں نے کام کو آگے بڑھایا، آپ بھی ایسا کر سکتے ہیں۔اور یہی واحد مقام ہے جہاں آپ کو ناکامی کا خوف رکھنا چاہئے۔

ہم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اس دنیا کے لئے خدا نے ہمیں کتنے دن کی زندگی عطا کی ہے۔ہماری انفرادی زندگی جتنے روز کی بھی ہو، یہ صرف اُس منزل تک پہنچنے کے لئے کافی ہے جو خدا نے ہمارے لئے مقرر کی ہے۔اِس میں ضائع کرنے کے لئے کوئی وقت نہیں ہے۔بطور ایماندار ہمیں بیابان کی زندگی کا......امتحان یا آزمائش میں بار بار ناکامی کا تجربہ پانے سے ڈرنا چاہئے۔ہمیں موت سے ہرگز نہیں ڈرنا چاہئے؛ ہمیں اپنے دشمنوں سے بھی نہیں ڈرنا چاہئے؛ حتیٰ کہ ہمیں گناہ سے بھی نہیں ڈرنا چاہئے۔لیکن لیکن ہمیں خدا کو اُس کی باتوں میں ناکام بنانے سے ڈرنا چاہئے، موعودہ سرزمین میں داخل ہونے میں ناکامی سے ڈرنا چاہئے۔

خدا کا ایسا ہی وعدہ ہمارا ابھی منتظر ہے، برکات، فتح اور شادمانی کا بالکل ویسا وعدہ جیسا کہ خروج کے زمانہ کے لوگوں کے ساتھ بھی تھا۔مصنف نہیں چاہتا کہ یہ لوگ ''محروم رہیں'' اس کے لئے یونانی لفظ hustereo ہے۔اس کے معنی ہیں ''ریس کے میدان میں جیتنے کے نشان تک

پہنچنے میں ناکام رہنا اور گر جانا۔"

ہر ایماندار کے لئے خدا کا منصوبہ یہ ہے کہ وہ نجات سے آگے بڑھے جس کی تصویر فسح

عجیب و غریب امتحانات

کبھی کبھی خدا کے حکم تو بالکل سمجھ میں ہی نہیں آتے؛ ایسی صورت حال کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اس وقت چاہتا ہی نہیں کہ ہماری سمجھ میں آئے۔ خدا بلا وجہ کوئی کام نہیں کرتا، اور اس پر ہمیشہ بھروسا کیا جا سکتا ہے کہ وہ بھلائی پیدا کرے گا۔ بعض اوقات وہ چاہتا ہے کہ ہم ایسا ظاہر کریں کہ ہم سمجھ گئے ہیں، لہٰذا وہ ہم سے عجیب و غریب امتحانات لیتا ہے۔

"اور بغیر ایمان کے اُس کو پسند آنا ناممکن ہے اس لئے کہ خدا کے پاس آنے والے کو ایمان لانا چاہئے کہ وہ موجود ہے اور اپنے طالبوں کو بدلہ دیتا ہے۔" (عبرانیوں 6:11)

1۔ ابرہام کے لئے امتحان یہ تھا کہ خدا نے اُسے حکم دیا کہ اپنے "اکلوتے بیٹے" کو قربان کرے جسے خدا نے ایک بڑی قوم بنانے کا وعدہ کیا تھا (پیدائش 22:1-2)

2۔ صارپت کی بیوہ کے لئے جس نے ایلیاہ کو بتایا کہ اُس کے پاس ایک مٹھی آٹا اور کپی میں تھوڑا سا تیل بچا ہے جس سے وہ پکا کر کھائے گی اور پھر مر جائے گی، حکم یہ تھا کہ "پہلے" نبی کے لئے روٹی بنائے۔ (1 سلاطین 17:13)

3۔ بیوہ کے لئے جس کے قرض خواہ اُس کے بچوں کو لے جانے کو تھے، یہ حکم تھا کہ پڑوسیوں سے برتن ادھار لے لے۔ (2 سلاطین 4:3)

4۔ نعمان کوڑھی کے لئے حکم یہ تھا کہ دریائے یردن میں سات غوطے مارے (2 سلاطین 5:10)

5۔ نابینا شخص کے لئے یہ حکم تھا جسے اِس بات میں کوئی شک نہ تھا کہ یسوع اُسے چھو کر اچھا کر دے گا کہ وہ جائے اور شیلوخ میں دھو لے۔ (یوحنا 9:7,11)

6۔ پطرس کے لئے، جو اس تذبذب کا شکار تھا کہ اُس کے استاد نے ہیکل کا محصول ادا کر دیا کہ نہیں، یہ حکم تھا کہ وہ جائے اور مچھلی پکڑنے کے لئے بنسی ڈالے۔ (متی 17:27)

اگر اِن حکموں کو نہ مانا جاتا تو کیا ہوتا؟ کچھ بھی نہ ہوتا۔ اگر فرمانبرداری نہ ہوتی، تو معجزات بھی نہ ہوتے۔ اگر ہم خدا کے کلام پر حقیقی ایمان رکھتے ہیں تو ہم اِس کے لئے کچھ نہ کچھ تو کریں گے، قطع نظر کہ اُس کا حکم ہماری ضروریات سے کتنا ہی مختلف کیوں نہ لگے۔

اور خروج میں ملتی ہے، اور روحانی نشوونما پائے جس کی تصویر بیابانی سفر میں ملتی ہے، اپنی بلوغت میں ترقی کرے جس کی تصویر کنعان کے تجربہ میں ملتی ہے۔ روحانی بلوغت کی موعودہ سرزمین پر کیا چیز ہماری منتظر ہے؟ عظیم برکات اور جبار۔

خروج کے زمانہ میں لوگوں نے بیابان میں جن باتوں کا سامنا کیا وہ اُن باتوں کے مقابلہ میں چھوٹی محسوس ہوئیں جن کا سامنا انہیں موعودہ سرزمین میں ہوا تھا۔ پس وہ خوفزدہ ہو کر داخلی سرحد پر ہی رُک گئے۔ لیکن اُن کے بچوں نے ایسا نہ کیا۔ انہوں نے کہا "ہم اِسے حاصل کر سکتے ہیں۔" اور یوں یریحو کے مقام پر اُن کا سامنا پہلی بڑی آزمائش سے ہوا۔ خدا صرف یہ دریافت کرنا چاہتا تھا کہ وہ حکموں کو کتنی اچھی طرح سے لیتے ہیں۔ خدا نے انہیں بتایا کہ وہ اُن سے اور کچھ نہیں چاہتا ماسوائے کہ وہ فصیلدار شہر کے اردگرد چھ روز تک روزانہ ایک چکر لگائیں اور ساتویں دن سات بار۔ کیا یہ سب ہدایت بہت عجیب محسوس نہیں ہوتیں؟

اگر ہم ایمانی آرام کی زندگی میں داخل ہونا چاہتے ہیں، تو ہمیں اُن ہدایات کا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے، کیونکہ کسی روز ہمیں بھی ایسی ہی عجیب ہدایات دی جائیں گی۔ جب ہم روحانی ترقی میں بلوغت کی رکاوٹوں کو توڑنے کے مقام تک پہنچتے ہیں اور موعودہ سرزمین میں داخل ہونے والے ہوتے ہیں، تو ہمیں بھی ایک فصیلدار شہر ملتا ہے، اور ممکن ہے کہ وہ شہر ہمارے اندر ہی ہو۔ ہوسکتا ہے کہ خدا ہمیں ایسی ہدایات دے جو قطعی غیر منطقی محسوس ہوں۔ اُس کے کلام کرنے کا انداز یہ ہے کہ "کیا تم مجھ پر اعتقاد رکھتے ہو؟ تم کتنی خوبصورتی سے کچھ نہیں کر سکتے؟ تم کتنی اچھی طرح آرام کر سکتے ہو؟ یریحو یہودیوں کے آرام کرنے کی لیاقت کا امتحان تھا۔ ہم میں سے سب کو اپنی زندگیوں میں کہیں نہ کہیں یریحو کا سامنا کرنا پڑے گا۔

> "کیونکہ ہمیں بھی اُن ہی کی طرح خوشخبری سُنائی گئی لیکن سُنے
> ہوئے کلام نے اُن کو اس لئے کچھ فائدہ نہ دیا کہ سننے والوں
> کے دلوں میں ایمان کے ساتھ نہ بیٹھا۔ اور ہم جو ایمان لائے

اُس آرام میں داخل ہوتے ہیں......‘‘ (عبرانیوں 4:2-3)

خدا نے خروج کے زمانہ کے لوگوں کے لئے سب کچھ مہیا کیا لیکن وہ ناکام رہے کیونکہ ایمان نہ لائے تھے۔ اُن کے پاس تاریخ کا سب سے عظیم بائبل ٹیچر تھا تو بھی وہ صرف تنقید ہی کرتے تھے۔ انہیں صرف یہ معلوم تھا کہ موسیٰ ہر بات میں قصوروار ہے۔ وہ موسیٰ کے سب کام دیکھ کر سوچتے تھے کہ موسیٰ کو یہ کام نہیں کرنے چاہئیں، اور اُس کی ایسی دیگر باتیں جن کی بابت اُن کا خیال تھا کہ موسیٰ کو نہیں کرنی چاہئیں۔ لیکن یہ درمیانی (یہ شخص) اُن کا مسئلہ نہیں تھا۔ اُن کا مسئلہ یہ تھا کہ انہوں نے پیغام کو کبھی بھی ایمان کے ساتھ یکجا نہ کیا تھا۔ موسیٰ نے انہیں مسلسل خبردار کیا کہ وہ خدا اور اُس کے وعدوں پر ایمان رکھیں۔ لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا۔

اب پہلی صدی کا مصنف عبرانیوں کو یہ کہتا ہے کہ ’’ہمیں بھی ایسی ہی خوشخبری سُنائی گئی تھی اور ہم بغیر کسی شک کے اِس کو مانتے ہیں۔ اگر ہم ایمان رکھیں گے، تو ہم موعودہ سرزمین میں داخل ہو جائیں گے۔ اگر ہم ایسا کرنے میں ناکام رہے تو پھر بیابان میں زندگی گزاریں گے۔

جب تک ہم اپنے ایمان میں کچھ نہ کرنے، ایک جگہ ساکت کھڑے رہنے کا اصول نہیں سیکھیں گے، یہ ایمان رکھتے ہوئے کہ جنگ خداوند کی ہے، ہم فتح کو نہیں دیکھ سکیں گے۔ خدا قوت اور طاقت یا رفتار کے ساتھ نہیں چھڑاتا؛ وہ روح القدس کے وسیلہ چھڑاتا ہے۔

یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ہم جباروں سے نہیں ڈرتے۔ دراصل، ہمارا خوف ہی ہمیں مسلسل رفاقت کی طرف، یعنی مسیح یسوع کی ذات کے ساتھ پیوست رہنے کی طرف راغب رکھتا ہے۔ جب ہم ایمان لانا جاری رکھتے ہیں، تو زندگی کے ایک نئے حلقہ میں داخل ہو جاتے ہیں، یعنی ایمان کے حلقہ میں۔ رفاقت میں رہ کر مستعدی کے ساتھ امتحانات میں کامیابی ہمیں آرام پانے کی جگہ فراہم کرے گی۔

آرام پانے کی جگہ اِس دنیا میں نہیں ہے؛ یہ ہم سے باہر نہیں ہے۔ خدا نے ہمارے لئے جو پناہ گاہ بنائی ہے...... وہ جگہ جہاں ہم تازہ دم ہو سکتے اور زندگی کی جنگ کے لئے زور حاصل

کر سکتے ہیں......وہ ہماری جانوں میں ہے،اوراس کا دروازہ صرف ایمان سے کھلتا ہے۔

''کسی بات کی فکر نہ کرو بلکہ ہر ایک بات میں تمہاری درخواستیں دعا اور منت کے وسیلہ سے شکر گذاری کے ساتھ خدا کے سامنے پیش کی جائیں۔تو خدا کا اطمینان جو سمجھ سے بالکل باہر ہے تمہارے دلوں اور خیالوں کو مسیح یسوع میں محفوظ رکھے گا۔'' (فلپیوں 4:6-7)

''کسی بات کی فکر نہ کرو'' کے لئے یونانی فعل merimnao ہے جو کہ زمانہ حال کا حکمیہ جملہ ہے اور اس میں منفی پہلو کے لئے لفظ medie استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں ''کسی چیز کے لئے نہیں۔'' Merimnao کے معنی ہیں ''فکر کرنا،مشکل اٹھانا،خدشہ رکھنا،فکر مند ہونا۔'' اس جملے کا عمومی مطلب یہ ہے ''فکر کرنا چھوڑ دو!'' جملہ کی اِس خصوصی ساخت کے ساتھ پولس رسول فلپیوں پر زور دے رہا ہے کہ وہ ایسا کام کرنا چھوڑ دیں جسے وہ عادتاً کر رہے ہیں۔''فکر مند ہونا چھوڑ دو۔''

''ہر ایک بات میں''محض ''کسی بات میں نہیں'' کی ضد ہے۔''کسی بات میں نہیں'' سے مراد ہے ''فکر مند نہ ہو۔''اور'' ہر ایک بات میں'' کا مطلب ہے ''شکر گزاری پیش کرو۔'' یہ ایک ہی سکّے کے دورُخ ہیں۔

پولس رسول فکر مندی یا تشویش کے متبادل کی وضاحت کرنے میں دعا کے لئے چار مختلف الفاظ استعمال کرتا ہے۔''دعا'' یونانی زبان میں proseuchomai ہے جس کا مطلب ''بالمشافہ ملاقات کرنا'' ہے۔یہ ایسا لفظ ہے جو صرف خدا سے کی جانے والی دعا کے لئے استعمال ہوتا ہے۔خدا سے دعا کر کے ہم اقرار کرتے ہیں کہ وہ ہماری سب ضروریات کو پورا کرنے کے لائق ہے۔

''مِنّت'' کے لئے یونانی لفظ deesis ہے جس کا مطلب ہے ''کسی چیز کے لئے مانگنا، عرض کرنا۔'' deesis ایسی دعاؤں کے لئے استعمال ہوتا ہے جو بڑی ذاتی ضروریات کے تعلق سے ہوتی ہیں۔موعودہ سرزمین کے دیوہیکل جبار وہاں ہمیں یہ بتانے کے لئے ہیں کہ ہم اپنے

آپ سے کچھ نہیں کر سکتے۔ ہمیں خدا کی ضرورت ہے۔

''شکر گذاری'' کے لئے یونانی لفظ eucharistia ہے۔ یہ لفظ charis سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں ''فضل۔'' جب ہم شکر گذار ہوتے ہیں، تو اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہمیں ملتا ہے وہ خدا کے فضل سے ہے۔ ''درخواست'' کے لئے یونانی لفظ aiteo ہے، یہ لفظ کسی ایسے شخص کے سامنے درخواست کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے جس کا رتبہ درخواست کرنے والے سے بہت بلند ہو۔

جب ہم خود کو فکر مندی کی آزمائش میں پاتے ہیں، اگر ہم خدا کے روبرو جائیں، اور اپنی ضروریات اور حاجتوں کی بات کریں اور اُس صورت حال اور اس کے حل کے لئے خدا کی شکر گذاری کریں جو اُس نے پہلے ہی فراہم کر دیا ہے، تب ہمیں اطمینان حاصل ہوگا۔

یہ اطمینان عام اطمینان کی طرح نہیں ہے بلکہ خدا کا اطمینان ہے۔ جملے کی ساخت بیان کرتی ہے کہ یہ صرف اور صرف خدا کا اطمینان ہے، وہ اطمینان جو ہر وقت اُس کے پاس ہوتا ہے۔ خدا کبھی ماتھے پر شکن نہیں لاتا، وہ کبھی اکتا نہیں جاتا اور کبھی فکر مند نہیں ہوتا۔ خدا کا کامل اطمینان تمام حالات پر اُس کے اختیار کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ اطمینان ہر طرح کے فہم وادراک سے باہر اور بالاتر ہے، تمام انسانی دانش سے بالاتر اور تمام انسانی لیاقت کی دسترس سے باہر ہے۔

یہ ایسا اطمینان نہیں جسے انسان پیدا کر سکے۔ یہ ایسا اطمینان ہے جو صرف خدا کے پاس ہے، بلکہ ایسا جس میں ہم بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ eirene یونانی زبان میں ایسے اطمینان کے لئے استعمال ہوتا ہے جس کا نتیجہ صلح و میل ملاپ ہو (رومیوں 1:5) یہ ہر ایماندار کا پیدائشی حق ہے۔ یسوع نے خبردار کیا تھا کہ اس دنیا میں ہم دکھ اور مصیبت اٹھائیں گے (یوحنا 33:16)۔ لیکن خبردار کرنے کے ساتھ ساتھ اُس نے اپنے اطمینان ......اور ایسے اختیار کا وعدہ بھی کیا تھا...... جو ہمیں دکھ اور مصیبت میں سے دیکھ سکتا ہے (یوحنا 33:16,27:14)۔

جو اطمینان ہمیں یسوع دیتا ہے وہ ہمارے دلوں اور خیالوں کو محفوظ رکھے گا۔ ''محفوظ

رکھے گا'' کے لئے یونانی لفظ phoureo ہے۔اس کا اشارہ،قلعہ بند فوج، یا حفاظت پر معمور سپاہ کی طرف ہے۔جب محافظ مقرر کر دئے جاتے ہیں تو شہر محفوظ رہتا ہے۔جب خدا کا اطمینان ہماری جانوں کا محافظ سپاہی بن جاتا ہے،تب ہمارے پاس آرام کی انتہائی یقینی جگہ ہوتی ہے اور پھر ہم جنگ کے عین درمیان بھی تازگی پاتے ہیں۔

''تب بادشاہ نے حکم دیا اور وہ دانی ایل کو لائے۔اور شیروں کی ماند میں ڈال دیا۔ پر بادشاہ نے دانی ایل سے کہا تیرا خدا جس کی تُو ہمیشہ عبادت کرتا ہے تجھے چھڑائے گا۔اور ایک پتھر لا کر اُس ماند کے منہ پر رکھ دیا گیا اور بادشاہ نے اپنی اور اپنے امیروں کی مہر اُس پر کر دی تا کہ وہ بات جو دانی ایل کے حق میں ٹھہرائی گئی تھی تبدیل نہ ہو۔تب بادشاہ اپنے قصر میں گیا اور اس نے ساری رات فاقہ کیا اور موسیقی کے ساز اُس کے سامنے نہ لائے اور اس کی نیند جاتی رہی اور بادشاہ صبح بہت سویرے اٹھا اور جلدی سے شیروں کی ماند کی طرف چلا اور جب ماند پر پہنچا تو غمناک آواز سے دانی ایل کو پکارا۔ بادشاہ نے دانی ایل کو خطاب کر کے کہا،اے دانی ایل زندہ خدا کے بندے کیا تیرا خدا جس کی تُو ہمیشہ عبادت کرتا ہے قادر ہوا کہ تجھے شیروں سے چھڑائے؟ تب دانی ایل نے بادشاہ سے کہا اے بادشاہ ابد تک جیتا رہ میرے خدا نے اپنے فرشتہ کو بھیجا اور شیروں کے منہ بند کر دیئے اور انہوں نے مجھے ضرر نہیں پہنچایا کیونکہ میں اس کے حضور بے گناہ ثابت ہوا اور تیرے حضور بھی اے بادشاہ میں نے خطا نہیں کی۔پس بادشاہ نہایت شادمان ہوا اور حکم دیا کہ دانی ایل کو

اُس ماند سے نکالیں ۔ پس دانی ایل اُس ماند سے نکالا گیا اور
معلوم ہوا کہ اُسے کچھ ضرر نہیں پہنچا۔ کیونکہ اُس نے اپنے خدا پر
توکل کیا تھا۔" (دانی ایل 6:16-23)

ایمانی آرام کے کام کرنے کی عجیب مثال ہم دیکھتے ہیں جب ایک بادشاہ اپنے محل میں دھیرے دھیرے چہل قدمی کر رہا تھا اور دانی ایل شیروں کی ماند میں آرام کر رہا تھا۔ دارا بادشاہ، جسے سازش کے تحت ایک ایسا قانون بنانے کے لئے کہا گیا تھا جس کے باعث اِس وفادار ناظم کو موت کی سزا ہو سکتی تھی، اب بادشاہ اِس خیال کے ساتھ بُری طرح پریشان تھا کہ دانی ایل شیروں کی خوراک بننے کو ہے۔ لیکن کچھ کر نہیں سکتا تھا...... ماسوائے کہ دانی ایل کو خدا کے سپرد کر دے۔

ایمان میں آرام

1۔جان اور روح کا سچا اطمینان صرف خدا کی حضوری میں ملتا ہے۔(خروج 33:14؛ زبور 116:7)

2۔ ہمیں اپنی مشکلات سے فرار ہو کر آرام نہیں مل سکتا۔ حتیٰ کہ داؤد بھی فرار ہو جانا چاہتا تھا (زبور 55:6) لیکن ایک ایسا وقت آتا ہے کہ ہم مشکلات کا سامنا کریں اور اپنے قدموں پر کھڑے ہوں، ایسا وقت جس میں ہم خدا کے سوا اور کسی پر بھروسہ نہ کر سکتے ہوں۔

3۔ایمان کے باہر ہمیشہ ابتری ہوتی ہے؛ اُن لوگوں کے لئے روحانی اطمینان پانا مشکل ہے جو ایمان نہیں لائیں گے۔(یسعیاہ 12:28,15:30,20:57-21؛ متی 28:11-29)

4۔خدا نے اپنے کلام میں ہر اُس مشکل کا حل دیا ہے جو کسی بھی وقت ہمارے سامنے آسکتی ہے؛ جب ہم اُس کے کلام کا یقین کریں تو اس کے آرام میں داخل ہو جاتے ہیں۔ (عبرانیوں 4:1,3)

5۔یسوع دنیا کو دعوت دیتا ہے کہ اُس میں آرام پائیں...... نجات کا آرام (متی 11:28) اور روحانی ترقی کا اطمینان۔(متی 11:29)۔

6۔خدا کا بخشا ہوا اطمینان دائمی نوعیت کا ہے۔(مکاشفہ 14:12-13)

7۔یسوع مسیح کو رد کرنے والے سب لوگوں کے لئے ابدی بے چینی ہے (مکاشفہ 14:11)

دارا بادشاہ نے ہر طرح کی آسائش سہولت کی موجودگی کے باوجود ابتری میں بے چین رات گزاری۔ کیونکہ اسے معلوم نہ تھا کہ کیسے آرام کرے، بادشاہ کو صبح سویرے دوڑ کر یہ دیکھنے کے لئے جانا پڑا کہ جس بات کا اُسے ڈر تھا وہ ہوئی کہ نہیں۔ جبکہ ایماندار جو خدا کا منتظر ہو اُسے کسی طرح کی جلدی نہیں ہوتی۔ خدا کبھی جلد بازی نہیں کرتا اور نہ ہی وہ لوگ جو اُس پر بھروسا رکھتے ہیں۔

جب بادشاہ نے دانی ایل کے منہ سے یہ سُنا کہ خدا نے اُسے چھڑا لیا ہے، تو وہ بہت خوش ہوا۔ یہ ایسے لوگوں کی زندگی جیسا حال ہے جو بیابان میں رہتے ہیں......اوپر نیچے، اوپر نیچے، اُن کے جذبات ہمیں تیزی سے آگے پیچھے آگے پیچھے اچھلتے بہتے رہتے ہیں۔ وہ بہت خوش ہوتے ہیں، اور پھر اچانک ہی بہت اداس بھی ہو جاتے ہیں، اور پھر ایک دم سے خوش ہو جاتے ہیں۔

لیکن دانی ایل جانتا تھا کہ خدا پر کس طرح بھروسا کرنا ہے۔ وہ کسی چیز میں تبدیلی نہیں چاہتا تھا۔ وہ اپنی صورت حال کے تحت زندگی نہیں گزار رہا تھا اس لئے پرواہ نہیں تھی کہ شیر کتنے بھوکے ہیں، دانی ایل پُرسکون رہنے کی لیاقت رکھتا تھا۔ اُس نے رات بھر اچھی نیند لی۔ دشمن کو شرمندہ کرنے میں ایماندار کے اندر پائے جانے والے ایمانی آرام سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں ہے۔

آٹھ سبت

''سبت'' کے لئے عبرانی زبان لفظ ''شاتھ'' ہے جس کے معنی ہیں ''آرام کیلئے ستانا، مشقت کے بعد آرام کے مشتاق ہونا۔'' بائبل مقدس میں آٹھ سبتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ سب ایسے وقتوں کے لئے بنائے گئے جن میں انسان دکھوں میں سے نکل کر خدا کی کثرت کی فراہمی سے لطف اندوز ہو سکے۔

1۔ خدا کا سبت......(پیدائش 2:1-3؛ عبرانیوں 4:4)

خدا کا سبت باقی تمام سبتوں کے لئے ایک نمونہ پیش کرتا ہے۔ خدا قادرِ مطلق ہے۔ وہ کبھی تھکتا نہیں۔ تاہم اُس نے ساتویں دن آرام کیا۔ خدا کو ستانے کی ضرورت نہیں تھی؛ وہ اس بات کا اظہار

کر رہا تھا کہ اُس کا کام مکمل ہوگیا ہے۔ وہ اپنے لوگوں کو آگاہ کرنا چاہتا تھا کہ انہیں جس چیز کی بھی ضرورت پڑے گی، اُس کا پہلے ہی سے انتظام کر دیا گیا ہے۔

2۔ ہفتہ وار سبت......(خروج 20:7-11؛ استثنا 5:12-15)

ہفتہ وار سبت یہودیوں کے لئے ایک یادداشت کی طرح تھا کہ جو کچھ بھی اُن کے پاس ہے وہ سب کچھ انہیں فضل سے مِلا ہے۔ وہ ہر ہفتہ کے دن یہ یاد کرتے تھے کہ وہ خدا کا فضل حاصل کرنے کے لئے کوئی بھی کام نہیں کر سکتے تھے، نیز جو کچھ اُن کے پاس ہے اور انہیں آئندہ بھی جس کسی چیز کی ضرورت ہوگی اُسے پہلے ہی سے نگاہ میں رکھا گیا ہے۔

3۔ سبت کا سال (خروج 23:10-11؛ احبار 25:3-4,33-37)

ایمان میں آرام پانا سکھانے کیلئے ہفتہ وار سبت یہودیوں کیلئے ایک امتحان تھا۔ اسی طرح سبت کا سال اُن کے لئے ایک بڑا امتحان تھا جس میں خدا کے ساتھ رفاقت سے اور کامل انتظام سے لطف اندوز ہونے کی لیاقت کا امتحان لیا جاتا تھا۔ روحانی طور پر باشعور ایمانداروں کے لئے سبت کا سال عظیم سال ہوا کرتا تھا کیونکہ اُن کی سب ضرورتیں پوری ہو چکی ہوتی تھیں اور ایک پورا سال اُن کے پاس کھیلنے کے لئے ہوتا تھا۔ لیکن بے شمار ایسے لوگ بھی تھے جن کے لئے سبت کا سال انتہائی غربت کا سال ہوتا تھا۔ وہ سبت کے سال میں سخت محنت مشقت کرتے، پس اندازی اور کنجوسی سے کام لیتے اور تکلیف میں رہتے تھے۔ کیوں؟ کیونکہ انہوں نے اپنے ایمان میں ترقی نہ کی ہوتی تھی۔ خدا انہیں چھ سال دیتا تھا جس میں ہفتہ وار سبت ہوتے تھے تاکہ وہ سیکھیں کہ خدا پر بھروسا کیا جا سکتا ہے لیکن وہ ہمیں ساتویں سال میں بھی سب کچھ فراہم کر سکتا ہے۔ جن لوگوں نے خدا کے فضل سے فائدہ نہ اُٹھایا اور ہفتہ وار آرام کرنا نہ سیکھا، سبت کا ساتواں سال بڑا تلخ سال ہوتا تھا۔

4۔ کنعان میں آرام (عبرانیوں 3:7-19)

کنعان میں آرام دراصل موعودہ سرزمین پر گزاری جانے والی زندگی تھی۔ کنعان کی سرزمین مشکلات سے پاک نہیں تھی۔ وہاں ایسے جبار تھے جنہیں شکست دینا ضرور تھا، ایسی لڑائیاں تھیں جنہیں لڑنا ضروری تھا۔ لیکن ہر امتحان میں کامیابی کا طریقہ یکساں تھا؛ یعنی ایمان میں آرام کرنے والی زندگی کے وسیلہ۔ موعودہ سرزمین روحانی پختگی اور الٰہی برکات کی مکمل شادمانی میں داخل ہونے کی تصویر ہے (یعقوب 6:4)۔ یہ خدا کے منصوبے میں شادمانی کی زندگی ہے۔ اس کا مطلب جنگ سے محبت کرنا سیکھنا ہے۔ وہ سب لوگ جو ملکِ کنعان میں گئے انہیں لڑنا ضرور تھا، بلکہ وہ

جنگ کرنا پسند کرتے تھے۔ حتیٰ کہ موعودہ سرزمین میں بھی جب انہوں نے اپنے زورِ بازو سے فتح پانے کی کوشش کی، تو انہیں مار کھانی پڑی جیسے انہوں نے عَی میں بھی کھائی تھی (یشوع 7 باب)۔

5۔ یوبلی کا سال (احبار 27,25)

خدا اِن لوگوں پر ایک کے بعد دوسرا سبت لاتا رہا۔ یوبلی کا سال ایسا تھا جس میں تمام تر قرضہ جات معاف کر دیئے جاتے تھے، تمام غلام آزاد کر دیئے جاتے تھے، اور وہ تمام املاک جو قرض داری کی مد میں چھِن جاتی تھی وہ اصل مالکان کو واپس مل جاتی تھی۔ یہ ایسا وقت تھا جس میں ہر شخص اپنی کھوئی ہوئی ملکیت واپس پا لیتا تھا۔ یوبلی کا سال ہر پچاس سال بعد آتا تھا۔ لیکن جو لوگ تناؤ کا شکار ہوتے وہ اِسے کبھی بھی یوبلی نہیں مناتے تھے۔ وہ پُرسکون رہنا چاہتے، اپنے آپ میں، خدا کے ساتھ اور اپنی صورت حال میں مطمئن رہنا چاہتے تھے۔

6۔ لمحہ بہ لمحہ سبت (عبرانیوں 4:1-9)

یہ ایمان کی زندگی میں آرام پانے کا سبت ہے، جس کی بابت خدا چاہتا ہے کہ ہم اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں اس سے شادمان ہوں۔ یہ ایسا سبت ہے جس میں چیزیں بگڑ بھی جاتی ہیں، یہ ایسا سبت ہے جس میں سب کچھ ٹھیک بھی ہوتا ہے، یہ ایسا سبت ہے جس میں ہم دباؤ میں بھی ہوتے ہیں؛ یہ ایسا سبت ہے جس میں ہم پورے اطمینان میں بھی ہوتے ہیں۔ ہم یسوع پر ایمان لانے کے وسیلہ لمحہ بہ لمحہ سبت میں داخل ہوتے ہیں جس نے صلیب پر سے کہا ''تمام ہوا'' (یوحنا 19:30)۔ خدا نے یسوع مسیح میں اپنے جلال کی ساری دولت کے موافق ہماری تمام ضروریات کیلئے مہیا کرنے کا وعدہ کیا ہے (فلپیوں 4:19)۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم ہر لمحہ اُس آرام میں گزاریں جو انسانی سمجھ کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے (فلپیوں 4:7) لیکن ہم اِس میں صرف اُسی صورت داخل ہو سکتے ہیں اگر ایمان لانے کا فیصلہ کرلیں۔

7۔ ہزار سالہ بادشاہی (مکاشفہ 19-20)

اس دنیا میں مسیح کی ہزار سالہ بادشاہی انسانیت کا سب سے بڑا امتحان ہوگا۔ ہزار سالہ بادشاہی کا دور ایک ہزار سال پر محیط سبت ہوگا۔ اِس میں حالات کو موردِ الزام ٹھہرانے والے انسانوں کے دعوے کو ہمیشہ کے لئے آرام کے حوالہ کر دیا جائے گا۔ کیونکہ پورے ایک ہزار سال کے دوران کامل ماحول، کامل حکومت، انتہائی مکمل انصاف ہوگا۔ کسی طرح کی ابتری، لڑائی جھگڑے نہ ہوں گے۔ سب کے لئے فراوانی سے سب کچھ دستیاب ہوگا؛ زمین الٰہی برکات سے مالا مال ہو جائے

گی۔اس سارے دورانیہ میں ابلیس کو زمین پر سے باندھ دیا جائے گا۔ایک ہزار سال بعد، خدا پھر ابلیس کو آزاد کرے گا اور جن لوگوں نے کامل سبت میں وقت گزارا ہوگا ابلیس اُن کے جتھوں کو گمراہ کرنے کو نکلے گا۔یہاں تک کہ یسوع مسیح کی زمین پر حکمرانی کے دوران لوگ خوش نہیں ہوں گے۔اُن میں شکوہ شکایت کرنے والے، بڑبڑانے والے، اُس کی حکومت کو کمزور کرنے والے، اُس کے اختیار کو حقیر جاننے والے اُس کی قیادت اور اُس کے سب انتظام کو حقیر جاننے والے بھی ہوں گے۔بعض لوگوں کے لئے ہزار سالہ دور انتہائی ناخوش دور ہوگا۔

8۔ابدیت (مکاشفہ 13:14)

انسان کے آرام کے لئے ابدیت آخری اور ہمیشہ تک قائم رہنے والا سبت ہے۔''مبارک ہیں وہ مردے جواب سے خداوند میں مرتے ہیں......کیونکہ وہ اپنی محنتوں سے آرام پائیں گے اوران کے اعمال اُن کے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔''

سبق 5-4

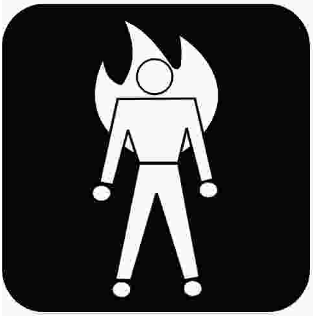

زور بخشنے والا...... پاک روح

زکریاہ 6:4
2 کرنتھیوں 12:7-10
2 کرنتھیوں 4:7-10

اسرائیل کے لوگوں نے بابل کی اسیری سے ستر سال بعد 538ق م میں ،موعودہ سرزمین میں واپس آنا شروع کیا۔جب انہوں نے ہیکل کی تعمیرِ نو پر اپنی توجہ مرکوز کی اور یروشلیم میں عبادت کا پھر سے انتظام کیا اور قوم کے لئے خدا کے منصوبے کو مکمل کرنے لگے تو خدا نے اُن کے قائدزرُبّابل کو یاد دلایا کہ روحانی زندگی کی طاقت کا منبع صرف ایک ہی ہے۔

"نہ زور سے اور نہ توانائی سے بلکہ میری روح سے،رب الافواج فرماتا ہے۔"(زکریاہ 6:4)۔

ہمارے لئے قوت پانے کی لیاقت میں ترقی ہمیشہ اس بات پر منحصر ہے کہ ہم اپنی کوتاہی کی گہرائی سے آگاہ ہوں۔ہمیں یہ دکھانا خدا کے منصوبے کا حصہ ہے کہ ہم اپنے آپ میں کتنے کمزور ہیں کیونکہ جب تک ہم کمزوریوں پر غالب نہ آئیں ہم فضل نہیں پا سکتے۔اور جب تک ہم ہر سانس کے ساتھ فضل پانا نہیں سیکھتے،ہم دشمن کے لئے سنگین خطرہ نہیں بن سکیں گے۔

"اور مکاشفوں کی زیادتی کے باعث میرے پھول جانے کے

اندیشہ سے میرے جسم میں کانٹا چبھویا گیا یعنی شیطان کا قاصد تا
کہ میرے مکّے مارے اور میں پھول نہ جاؤں۔ اس کے بارے
میں میں نے تین بار خداوند سے التماس کیا کہ یہ مجھ سے دُور ہو
جائے۔ مگر اُس نے مجھ سے کہا کہ میرا فضل تیرے لئے کافی ہے
کیونکہ میری قدرت کمزوری میں پوری ہوتی ہے۔ پس میں
بڑی خوشی سے اپنی کمزوری پر فخر کروں گا تا کہ مسیح کی قدرت مجھ
پر چھائی رہے۔ اس لئے کہ میں مسیح کی خاطر کمزوری میں، بے
عزتی میں، احتیاج میں، ستائے جانے میں، تنگی میں خوش ہوں
کیونکہ جب میں کمزور ہوتا ہوں اُسی وقت زور آور ہوتا ہوں۔"
(2 کرنتھیوں 12:7-10)

کرنتھیوں کا دوسرا خط پورا کا پورا خدمت کی حمایت میں ہے۔ پولس رسول نے یہ خط نہ صرف اپنی حمایت میں بلکہ تمام پاسبان استادوں کی حمایت میں لکھا جو خدا کا کلام سکھایا کریں گے۔ پولس بہت بُری طرح سے کرنتھس کے جسمانی، تنقیدی اور عدالت کرنے والے مسیحیوں کے حملوں کی زد میں تھا جو اُن باتوں سے ہٹ رہے تھے اور انہیں رسول کے پیغام سے باہر کر رہے تھے جو اُن کی من پسند نہیں تھیں۔ اس پورے خط کا لُبِ لباب یہ ہے کہ معاملہ اُس شخص کا نہیں ہوتا جو پیغام دے رہا ہو بلکہ پیغام بذاتِ خود ایسا معاملہ ہوتا ہے جس میں خدا نے اپنے کامل پیغام کے لئے غیر کامل لوگوں کو ذریعہ بنا کر استعمال کرنے کا طریقہ اختیار کیا۔

کتنی اہم بات ہے جسے پولس رسول ساتویں آیت میں دو بار دہراتے ہوئے استعمال کرتا ہے "میں پھول نہ جاؤں"۔ خدا کو معلوم تھا کہ جب اُس نے پولس رسول کے ذریعہ اپنے کلام کی قوت انڈیلی، تو ایک زبردست خطرہ یہ ہوگا کہ پولس بھی اپنی اہمیت کے اجاگر ہونے کی آزمائش میں پڑے گا۔ آخر کار، پولس اپنے اندر راستباز ہونے کی صلاحیت رکھتا تھا جس کا اظہار

اُس نے ایمان لانے سے پیشتر فریسی ہونے کی حیثیت سے کیا۔

پس خدا نے پولس رسول کے لئے گویا ایک شیطانی طاقت کو اجازت دی کہ اُس کے بدن میں کانٹا چبھوئے اور اُسے تکلیف دے۔ پولس اس کو ''جسم میں کانٹا'' کہتا ہے، بلکہ یونانی زبان میں اِسے بطور eggelos ایگیلوز بیان کرتا ہے جس کا ترجمہ ہے شیطان کا ''فرشتہ''۔ مکے مارنے کے لئے buffet یونانی لفظ ہے جس کا ترجمہ ''کچُومر نکالنے کے لئے پیٹنا'' ہے۔

شدید دباؤ کی اِس حالت میں پولس رسول خداوند سے تین بار التماس کرتا ہے کہ اِس بات کو مجھ سے دُور کر دے، اور بالآخر خداوند نے پولس پر واضح کیا کہ وہ کیوں ایسا نہیں کرے گا ''میرا فضل تیرے لئے کافی ہے، کیونکہ قوت کمزوری ہی میں پوری ہوتی ہے۔'' فضل ہی کافی ہے۔ نہ انسانی لیاقت، نہ ہی انسانی ہنر، نہ ہی انسانی عقل...... بلکہ صرف فضل۔ خدا کا فضل اور ہماری کمزوریاں مل کر خدمت کے لئے قوت کے برابر ہو جاتی ہیں۔

پانچ رمُوز

جیسے کہ خدا اپنا فضل صرف اُن پر کرتا ہے جو مستحق نہ ہوں، اپنا زور صرف کمزوروں کو بخشتا ہے، جب تک ہم اپنی کمزوریوں کو نہ سمجھیں گے، ہم خدا کے زور کو جو روح القدس کے وسیلہ سے ہم میں سکونت کرتا ہے ٹھیک طرح حاصل نہ کر سکیں گے۔ حاصل کرنے کا عمل ہمارے اندر تا حیات جاری رہنا چاہئے، کیونکہ یہ ایک لحہ میں ہو جانے والا کام نہیں ہے۔ ہمیں اس کے ہونے کا ایک راستہ بنانا ہوتا ہے، ہمیں اِس کے لئے رموز کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کے لئے بتدریج پانچ رموز ہیں جو ہمیں بالترتیب سیکھنے کی ضرورت ہے۔

1۔ اقرار کرنا

خدا چاہتا ہے کہ ہم اپنے گناہ کی حالت میں دلیری کے ساتھ اُس کے تخت کے سامنے آئیں، اِس پختہ یقین کے ساتھ کہ ہمارے سب گناہوں کی قیمت صلیب پر چُکائی جا چکی ہے (عبرانیوں 4:14-16)۔ جب ہم گرتے پڑتے اور روتے ہوئے اُس کی حضوری میں آتے ہیں تو

اِس خبر کے ساتھ ہی پولس رسول نے بڑی خوشی کا ردِعمل ظاہر کیا کیونکہ اُس میں بہت سی کمزوریاں تھیں۔ایک بار اِس حقیقت سے آشنا ہونے کے بعد کہ فضل کمزوریوں میں کام کرتا ہے، اُس نے یہ جانا کہ اُس کے پاس تو ہر وقت شادمان ہونے کو کچھ نہ کچھ ہوتا ہے۔وہ چاہتا تھا کہ کرنتھی بھی اِس بات کو جانیں کہ میں اُن کی اِس بات سے اتفاق کرتا ہوں جو وہ کہتے ہیں کہ میں کامل نہیں ہوں اور یہ بھی کہ اِسی حقیقت کی وجہ سے میں اِس فضل کے لائق ٹھہرا اور خدا کی پیغام رسانی کے لئے مناسب نکلا ہوں۔

اپنی کمزوریوں پر شادمان ہونے کے لائق ہونا مسیحی زندگی کی دلجمعی کی کلید ہے۔پولس نے فلپیوں 4 باب میں لکھا ہے کہ اُس نے دلجمعی کا بھید سیکھ لیا ہے۔ہم ایسا کس طرح سے کرتے ہیں؟ ہمیں خود کو ہر اُس حالت میں قبول کرنا ہے جیسے ہم ہیں...... کمزوری کی حالت میں، شکستہ پن کی حالت میں، قصوروں کی حالت میں، اور ہر ایک حالت میں۔خدا ایسا کرتا ہے۔ہمیں ہر حالت

اُس کی تعظیم نہیں ہوتی، یا کوئی ایسی چیز مانگتے ہوئے جس کے دینے کا اُس نے پہلے سے ہی وعدہ کیا ہوا ہے۔جب ہم اقرار کرتے ہیں، تو ہمیں فوراً پاک وصاف کیا جاتا ہے اور ہم اِس اعتماد میں چل پھر سکتے ہیں کہ ہماری رفاقت بحال ہوگئی ہے، ہم روح القدس سے معمور ہو گئے ہیں اور ہمیں اُسکے کام سے زور بخشا گیا ہے (زبور 51,38,32؛ 1 کرنتھیوں 11:28-31؛ 1 یوحنا 1:7-10)۔ اقرار کرنا پہلی عادت ہے جو ہمیں مسیحی زندگی میں اپنانے کی ضرورت ہے کیونکہ اقرار کے بغیر ہم روح القدس سے معمور نہیں ہو سکتے اور روح القدس سے معمور ہوئے بغیر ہم میں مسیحی زندگی گزارنے کی قوت نہیں ہو سکتی۔

2۔روحانیت

اقرار کی رموز میں مہارت حاصل کرکے روح القدس سے معمور ہونے کے بعد (افسیوں 5 : 18) ہمیں معمور رہنے اور روح میں چلنے کی مہارت کی ضرورت ہوتی ہے (گلتیوں 5:16)۔افسیوں 1:23,3:16-20 اور 4:1-16 میں کاریگروں کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے۔اس کے لئے بنیادی طور پر دو حکموں کے ماننے کا تقاضا کیا گیا ہے: پاک روح کو رنجیدہ نہ

میں قبول کرتا ہے۔ جب ہم اپنی کمزوریوں اور اپنی کمیوں کے لئے اور اُن سب باتوں کے لئے اُس کے شکرگزار ہونا سیکھتے ہیں جن کی بابت اپنے آپ کو اختیار میں رکھنے کے لائق نہیں ہوتے، پھر ہم کسی بھی صورت شکرگزار ہونے سے بھاگتے نہیں بلکہ اُس کے فضل میں شادمان ہوتے ہیں۔

جب پولس رسول مسیح کی اُس قوت کی بات کرتا ہے جو اُس کے اندر بستی ہے تو وہاں ایسا لفظ استعمال کرتا ہے جس کے معنی ہیں "خیمہ زن ہونا"۔ ایسا کرتے ہوئے وہ اُس خیمہ کی تصویر پیش کرتا ہے جو بنی اسرائیل نے بیابان میں بنایا تھا جہاں خدا کا جلال سکونت کرتا اور اُوپر ٹھہرتا تھا۔ اُس وقت جس طرح خیمہ گاہ میں خدا کا جلال ٹھہرتا تھا، ہمارے اندر بھی ...... جو کہ ٹوٹے پھوٹے خیموں کی مانند ہیں...... آج خدا کا جلال سکونت کرتا ہے۔

> "لیکن ہمارے پاس یہ خزانہ مٹی کے برتنوں میں رکھا ہے تا کہ یہ
> حد سے زیادہ قدرت ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف
> سے معلوم ہو۔" (2 کرنتھیوں 7:4)

کرو (افسیوں 30:4)، یہ کام ہم گناہ کے باعث کرتے ہیں اور دوسرا حکم ہے، روح کو نہ بجھاؤ (1 تھسلنیکیوں 19:5) یہ کام ہم کلام کی بابت بے دل ہو کر کرتے ہیں۔ روح القدس کی معموری پر انحصار ہمیں جامع مطالعہ، دعا اور اطلاق کی طرف لے جاتا ہے۔

3۔ ایمان میں آرام

ایک بار جب ہم اپنے گناہوں کا اقرار کر کے روح القدس کی معموری اور فراہمی کے نظام میں شامل ہو جاتے ہیں، تب خدا کے کلام پر گرفت پانا شروع کرتے ہیں، ہم وعدوں پر اور کلام کی تعلیمات پر بھروسا کرنا سیکھتے ہیں اور یہ بھروسا باطنی اطمینان، تسلی اور آسانی پیدا کرتا ہے (متی 29:11)۔ فضل سے الگ رہ کر (جو کہ روح القدس کے وسیلہ ملتا ہے) اور سچائی کے بغیر (جو کہ خدا کے کلام سے حاصل ہوتی ہے) ہم زندگی میں کبھی قوت حاصل نہیں کر سکتے۔ جب ہم اپنی روزمرہ زندگیوں پر خدا کے کلام کا اطلاق کرنا سیکھتے ہیں، تب ہم دانی ایل کے شیروں کے غار میں موجود ہونے جیسی قوت کے کام میں شامل ہو جاتے ہیں، ایسی قوت جو مصیبت کی حالت میں بھی باطنی

یہاں پولس رسول جس خزانہ کی بات کرتا ہے وہ ''مسیح کے جلال کی خوشخبری کی روشنی ہے جو خدا کی ذات کا عکس ہے (2 کرنتھیوں 4:4)۔یسوع مسیح الٰہی جلال کا عکس ہے۔واحد وہ جو تثلیث کے اقانیم میں سے ظاہر ہونے والا ہے، وہی خدا کا جلال اور خیمہ گاہ کی تصویر ہے؛ وہی بنی اسرائیل کے درمیان خدا کی حضوری کا جلال تھا۔

پولس رسول کہتا ہے کہ ہمارے پاس یہ روشنی ''مٹی کے برتنوں میں'' ہے، یعنی طبعی بدنوں میں جو کہ مٹی کی طرح نازک ہیں۔اور سوال یہ ہے کہ خدا کا جلال ہمارے اندر کیوں سکونت کرتا ہے؟ تاکہ ہماری زندگیوں کی قوت کے منبع کی گواہی دنیا پر ثابت ہو۔

میں اس بات پر قائل ہوں کہ اس وقت پولس کے ذہن میں قضاۃ کی کتاب میں متذکرہ جدعون کی داستان تھی۔جدعون کی داستان میں کمزوری کو فضل کے وسیلہ قوت بنائے جانے کی عظیم تصویر ملتی ہے۔وہ جنگ کے زمانہ میں زندگی گزارنے والا ڈرپوک تھا۔لیکن خدا کو کسی ایسے شخص کی ضرورت تھے جسے سورما بنایا جاسکے، اور جدعون اُس کا من چاہا شخص تھا۔

اطمینان اور آرام بخشتی ہے (فلپیوں 4:6-7 عبرانیوں 4)

4۔کلام میں زندگی گزارنا

کلام میں زندگی گزارنے کا مطلب یہ جاننا ہے کہ دنیا میں بہت کچھ ہے لیکن خدا کا کلام سب سے افضل ہے (متی 4:4)۔ہم سمجھ لیتے ہیں کہ پیسے کے بغیر، صحت کے بغیر، دوستوں کے بغیر بھی زندہ رہ سکتے ہیں، لیکن خدا کے کلام کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے، اور اس طرح ہم کلامِ مقدس کو اپنی ترجیح بنا لیتے ہیں (زبور 119:103,105;138:2)۔ہم اپنی زندگی خدا کے کلام کے ساتھ ضم کر دیتے ہیں۔ایسا کرنے میں شخصی مطالعہ سب سے پہلے اور کلیسیا کے باقی کام بعد میں آتے ہیں۔خدا کے کلام کا مطالعہ اور اطلاق روحانی نشوونما کا باعث ہیں (2 تیمتھیس 2:15,3:16-17؛ 2 پطرس 3:18)؛ روحانی نشوونما مسیح کے ساتھ مشابہت پیدا کرتی ہے (رومیوں 12:2؛ 1 کرنتھیوں 2:16)۔خدا کے کلام کے مشابہ ہونے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ لکھے ہوئے کلام سے خوراک پائیں۔

جدعون کی داستان قضاۃ کی کتاب کے چھٹے باب میں اِس بیان کے ساتھ شروع ہوتی ہے کہ اُس وقت بنی اسرائیل پر بہت کڑا وقت تھا کیونکہ مدیانی اُن پر چڑھ آتے تھے اور ٹڈیوں کے دَل کی طرح اُن کی زمینیں چاٹ جاتے تھے، نیز اسرائیلیوں کی فصلوں کو تباہ و برباد کرتے، اُن کے موشیوں کو ہلاک کرتے اور زمین کو برباد کرتے چلے جاتے تھے۔

قضاۃ کی کتاب کے 6 باب کی 11ویں آیت میں، نوجوان جدعون دشمنوں سے ایسا خوفزدہ تھا کہ اپنے ناشتے کے لئے گیہوں ایک کولہو میں چھپا رہا تھا، اُس نے یسوع مسیح کو تجسم سے پہلے کی حالت میں دیکھا۔ تب خداوند نے جدعون کے ساتھ بھی وہی کیا جو ہم سب کے ساتھ کرتا ہے۔ اُس نے جدعون کو اس طرح سے نہیں دیکھا جس حالت میں وہ اُس وقت تھا، بلکہ اُس حالت میں کہ وہ کیا بننے والا تھا۔ یسوع مسیح ہمیں اُس زاویہ سے دیکھتا ہے جہاں سے ہم اُس کے منصوبہ کا حصہ بن جائیں گے۔

پھر خداوند نے جدعون پر نگاہ کی اور کہا ''اے زبردست سورما! خداوند تیرے ساتھ

5۔ مسیح کے ساتھ منسلک رہنا

اس درجہ تک پہنچ کر جہاں ہم مسیح کی ذات کے ساتھ منسلک رہتے ہیں، اس حکم کو پورا کرتے ہیں کہ ''خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل، اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے اور پنی ساری قوت سے محبت رکھ'' (مرقس 30:12)۔ اگر ہم چیزوں کے ساتھ، لوگوں کے ساتھ، اپنے آپ کے ساتھ مصروف اور منسلک رہیں گے، تب ہم نے اُس رمز کو نہیں سیکھا جو عبرانیوں 1:3 میں بیان کی گئی ہے، ہمیں یسوع مسیح پر غور کرنا ہے جس کی بابت اقرار کرتے ہیں کہ وہ رسول اور ہمارا سردار کاہن ہے۔ ''غور کرنا'' یونانی زبان میں katanoeo کتانوئیو ہے جس کے معنی ہیں، اپنے خیالوں میں مرکوز کرنا۔ عبرانیوں 12:1-3 ہمیں بتاتی ہے کہ اپنی آنکھیں اُس کی طرف لگائیں اور اُس پر توجہ مرکوز کریں۔ ہمیں اُس کی زندگی کا مطالعہ کر کے اُس کی مانند ہونے کا حکم دیا گیا ہے (1 کرنتھیوں 11:1؛ 1 پطرس 21:2)۔ پریشانیوں میں اضافہ اور بے دل ہونے سے بچنے کا اور اپنے سامنے رکھی گئی دوڑ کو ختم کر لینے کا ایک ہی راستہ ہے کہ مسیح یسوع کی شخصی پہچان میں آگے بڑھیں (فلپیوں 10:3)۔

ہے۔" اور ممکن ہے اس لمحہ جدعون یہ سوچنے لگا ہو کہ "آخر وہ کس کے بارے میں ایسا کہہ رہا ہے؟ یہ میں تو نہیں ہوسکتا۔ میں تو موت سے خوفزدہ ہوں۔" لیکن بہر حال جدعون کو چُن لیا گیا۔

قضاۃ 7:2 میں، جب جدعون نے 32000 اسرائیلیوں کی ایک فوج اکٹھی کر لی تا کہ ایک لاکھ پینتیس ہزار 135000 مدیانیوں کی فوج پر حملہ کرے، تو خدا نے ایک عجیب بات کہی۔ "تیرے ساتھ کے لوگ اتنے زیادہ ہیں کہ میں مدیانیوں کو اُن کے ہاتھ میں نہیں کر سکتا۔ ایسا نہ ہو کہ اسرائیلی میرے سامنے اپنے اوپر فخر کر کے کہنے لگیں کہ ہمارے ہاتھ نے ہم کو بچایا۔" خداوند دراصل یہ کہہ رہا ہے کہ "جدعون! تم بہت زور آور ہو، میری طاقت تو کمزوری میں ظاہر ہوتی ہے۔"

جدعون سے کہا گیا کہ ایسے تمام سپاہیوں کو نکال دے جو خوفزدہ ہیں اور گھر جانا چاہتے ہیں۔ اُس نے یکدم 22000 آدمی کم کر دیئے۔ جدعون بھی اتنا ہی خوفزدہ تھا جتنے کہ جانے والے 22000 آدمی خوفزدہ تھے۔ لیکن جدعون کے خوف اور اُن آدمیوں کے خوف میں صرف یہ فرق تھا کہ اُن کے خوف نے انہیں پیچھے ہٹ جانے پر مجبور کر دیا جبکہ جدعون کے خوف نے ایسا نہیں کیا۔ سورماؤں اور بزدلوں میں صرف یہی ایک فرق ہوتا ہے۔ وہ سب کے سب خوفزدہ تھے لیکن جو سورما تھے وہ پیچھے نہیں ہٹے؛ وہ کبھی پیچھے نہیں ہٹتے۔

لیکن خداوند نے کہا کہ سپاہی اب بھی بہت زیادہ ہیں، تب خدا نے جدعون سے کہہ کر اُن آدمیوں کی ہوشیاری کا ایک امتحان لیا جس میں 300 کے سوا باقی سب اپنی ناکامی کے سبب سے نکال دیئے گئے۔ اب اُس کے پاس ایسی جماعت تھی جس کے ساتھ وہ کام کر سکتا تھا۔

جب جدعون کے لوگوں نے اُس سے جنگ کا منصوبہ سُنا تو شش وپنج میں پڑ گئے کہ چلے جانے والوں کے ساتھ ہمیں بھی چلے جانا چاہئے تھا یا نہیں۔ مدیانیوں اور عمالیقیوں کے ساتھ جنگ "جو وادی میں ٹڈی دَل کی طرح پھیلے ہوئے ہیں......اُن کے اونٹ......جو لاتعداد ہیں......اُن کا شمار سمندر کی ریت کی طرح ہے۔"

جدعون اپنے آدمیوں کو تین ٹولیوں میں تقسیم کر کے ہر آدمی کو ایک نرسنگا، ایک خالی گھڑا اور ایک مشعل دیتا ہے۔ صرف یہی ہتھیار تھے جو اِن 300 آدمی کو 135000 آدمیوں کی فوج کے خلاف استعمال کرنے تھے۔

قضاۃ 7:21-22 ہمیں بتاتی ہے کہ جب یہ تین ٹولیاں اندھیرے میں دشمن کے خیمہ کے اردگرد پہنچیں اور جدعون کے حکم کے مطابق انہوں نے نرسنگے پھونکے اور گھڑے توڑے جو اُن کے ہاتھوں میں تھے: ''اور یہ سب کے سب لشکر گاہ کے چوگرد اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو گئے۔ تب سارا لشکر دوڑنے لگا اور انہوں نے چلّا چلّا کر اُن کو بھگایا۔ اور انہوں نے تین سو نرسنگوں کو پھونکا اور خداوند نے ہر شخص کی تلوار اس کے ساتھی اور سب لشکر پر چلوائی اور سارا لشکر......سرحد تک بھاگا۔''

جب پولس رسول خزانے کی بات کرتا ہے کہ وہ مٹی کے برتنوں میں ہے تو وہ مشعلوں اور گھڑوں کی بات کر رہا ہے۔ ہم مٹی کے برتن ہیں، روزمرہ کے عام برتن۔ یسوع مسیح جو دنیا کا نُور ہے اُس کا جلال ہماری مشعل ہے۔ ہم مٹی کے گھڑے میں مشعل رکھ کر نرسنگا پھونکتے ہیں، جو کہ انجیل کا پیغام ہے۔ پھر کیا ہوتا ہے؟ جب مٹی کا برتن ٹوٹتا ہے، تو چاروں طرف روشنی پھیلتی ہے۔ ہماری روزمرہ زندگیوں میں خدا بالکل ایسا ہی کام کرنا چاہتا ہے...... مٹی کا برتن توڑتا ہے تا کہ روشنی پھیلے۔

> ''ہم ہر طرف سے مصیبت تو اٹھاتے ہیں لیکن لاچار نہیں ہوتے۔ حیران تو ہوتے ہیں مگر نا امید نہیں ہوتے۔ ستائے تو جاتے ہیں مگر اکیلے نہیں چھوڑے جاتے۔ گرائے تو جاتے ہیں لیکن ہلاک نہیں ہوتے ہم ہر وقت اپنے بدن میں یسوع کی موت لئے پھرتے ہیں تا کہ یسوع کی زندگی بھی ہمارے بدن میں ظاہر ہو۔'' (2 کرنتھیوں 4:8-10)

مسیحیوں کو دکھ اٹھانے کی ضرورت کیوں ہے؟ صرف یہی راستہ ہے جس سے خدا کا جلال ہم میں سے ظاہر ہو گا۔ اگر ہم نرسنگا پھونکیں گے، تو خدا گھڑا ضرور توڑے گا۔ اگر ہم ٹوٹنے کے لئے تیار نہیں تو بہتر ہے کہ اپنا نرسنگا نیچے رکھ کر واپس گھر چلے جائیں کیونکہ ہم جنگ کے لئے تیار نہیں ہیں۔

چھوٹی چیزیں

شمجر کے پاس بیل کا پینا تھا

داؤد کے پاس فلاخن

تپیتا کے پاس ایک سوئی

راحب کے پاس ایک رسّی

مریم کے پاس تھوڑا مرہم

موسیٰ کے پاس عصا تھا

آپ کے پاس کون سی چھوٹی چیز ہے

کہ آپ خدا کے لئے دے دیں؟

خدا اپنے مقصد کی تکمیل میں کیا چیز استعمال کر سکتا ہے؟ ہر وہ چیز جو ہم اُس کو دیں گے، بلکہ وہ بالخصوص چھوٹی چیزوں کے استعمال سے خوش ہوتا ہے:

چرواہے کی لاٹھی	.... (خروج 2:4)
گدھے کے جبڑے کی ہڈی	.... (قضاۃ 15:15)
پانچ چکنے پتھر	.... (1 سموئیل 40:17)
مٹھی بھر کھانا	.... (1 سلاطین 12:17)
تیل کی چھوٹی کپی	.... (2 سلاطین 2:4)
ایک چھوٹا بادل	.... (1 سلاطین 44:18)
ایک چھوٹا آدمی	.... (زکریاہ 10:4)
رائی کا دانہ	.... (متی 32:13)
پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں	.... (یوحنا 9:6)

ہمیں جس جنگ کا سامنا ہے اسے ہم اپنی طاقت اور زور سے جیت نہیں سکتے۔ لازم ہے کہ وہ جنگ کمزوری کی حالت میں لڑی جائے۔ خدا بھی اپنی قوت کو اسی طرح ظاہر کرتا ہے...... مشنریوں، پاسبانوں، کام کاج کرنے والے ایمانداروں کے وسیلہ جو ہر روز اپنا نرسنگا پھونکتے ہیں۔ ہم جتنی بار نرسنگا پھونکتے ہیں، گھڑا توڑا جاتا ہے، اور خدا دشمن کو خوفزدہ کر دیتا ہے۔

ایمان

1۔ایمان انسانی فہم و منطق کا متضاد ہے (رومیوں 4:18؛ متی 25:11)

2۔ایمان دیکھی چیزوں پر اعتقاد نہیں رکھتا (رومیوں 4:18؛ 2 کرنتھیوں 4:18)

3۔ایمان کا سادہ مطلب خدا کے کلام پر توکل کرنا ہے (رومیوں 4:18؛ گلتیوں 3:16؛ رومیوں 10:17؛ عبرانیوں 4:2)

4۔ایمان اپنے سامنے ناممکنات کو دیکھتا ہے تو بھی ثبوت کا طلبگار نہیں ہوتا۔ (رومیوں 4:19؛ عبرانیوں 11:11)

5۔ایمان اُسی صورت ممکن ہے جب ہم اپنے آپ کو مُردہ خیال کرتے ہیں۔ (رومیوں 4:19, 6:7-8,11)

6۔ایمان ڈگمگاتا نہیں ہے (رومیوں 4:20؛ یعقوب 1:6-8)

7۔ایمان ایک احساس ہے نہ کہ پیشہ (رومیوں 4:21؛ 1 کرنتھیوں 4:19-20)۔

یونٹ 4 کا اعادہ

سبق 4-1

1۔(بائبل کے حوالہ جات دیتے ہوئے) بیان کریں کہ جب پولس فہم وادراک میں ترقی کرتا ہے تو اُس کی ''اپنی شخصیت'' کا نظریہ کیا تھا؟

2۔خدا انسانی نیکی کو کس طرح جانچتا ہے؟

3۔گناہ اور مردہ کاموں میں کیا فرق ہے؟

4۔لوقا 18 باب میں یسوع نے فریسی اور محصول لینے والے کی کہانی کِن کو سُنائی؟

5۔یسوع کے دور کے فریسیوں کے بارے میں بیان کیجئے۔

6۔یسوع کے دور کے محصول لینے والوں کے بارے میں بیان کیجئے

7۔یسوع کی تمثیل میں فریسی اور محصول لینے والے کی دعائیں بیان کیجئے

8۔خدا کی نظر میں کون راستباز ٹھہر کر گیا؟ کیوں؟

9۔اگر خدا کا فضل سب پر یکساں ہوتا ہے، تو بعض ایماندار دوسروں سے زیادہ برکت کیوں پاتے ہیں؟

10۔شاہی ضابطہء اخلاق کیا ہے؟ اس کے پانچ قوانین بیان کریں اور ان کے نام لکھیں۔

11۔فضل کیا ہے؟

12۔آپ اپنے دوست کے سامنے فضل کی وضاحت کس طرح کریں گے؟ آپ اپنے دعویٰ کی تائید کے لئے کون سے حوالہ جات استعمال کریں گے؟

حفظ کرنے کی آیات

رومیوں 5:1-2

1 کرنتھیوں 15:10

سبق 4-2

1۔ بدی کیا ہے؟

2۔ گناہ کی عدالت کہاں کی گئی تھی؟

3۔ بدی کی عدالت کہاں کی جائے گی؟

4۔ ہمیں کس چیز کے ساتھ بدی پر غالب آنا ہے؟

5۔ الٰہی نیکی کیا ہے؟

6۔ حکمت کیا ہے؟

7۔ ادراک یا دانشمندی کیا ہے؟

8۔ ہمیں دانشمندی کیسے ملتی ہے؟

9۔ محبت کا دانشمندی کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

10۔ آپ بدی اور بدی کے ادراک کو اپنے دوست کے سامنے کس طرح بیان کریں گے۔ آپ اپنے دعویٰ کی تائید کے لئے کون سے حوالہ جات استعمال کریں گے؟

حفظ کرنے کی آیات

رومیوں 21:12

عبرانیوں 5:12-14

فلپیوں 1:9-11

سبق 4-3

1۔ آزمائش کے بارے میں خداوند کا نظریہ کیا تھا؟

2۔ آزمائش پر غالب آنے میں پہلا اقدام کیا ہے؟

3۔کیا بعض لوگوں کی آزمایشیں دیگر لوگوں کے مقابلہ میں مشکل ہوتی ہیں؟

4۔خدا ہماری آزمایشوں کے لئے کتنی حد مقرر کرتا ہے؟

5۔آزمایشوں کے تین ذرائع کون سے ہیں اور ہمیں کس طرح اُن سے نمٹنے کی ہدایت کی گئی ہے؟

6۔یعقوب ہمیں آزمایش کے وقت کس بات پر غور کرنے کی ہدایت کرتا ہے؟

7۔''طرح طرح کی'' آزمایشوں سے یعقوب کی کیا مراد ہے؟

8۔خدا کس مقصد سے آزمایشیں ہم پر آنے دیتا ہے؟

9۔آزمایش اور امتحان (یا پرکھ) میں کیا فرق ہے؟

10۔سنار کی مثال استعمال کرتے ہوئے، جانچ کا طریقہ کار اور مقصد بیان کریں۔

11۔ایسے پانچ ضابطوں کے نام بتایئے جو ہمیں آزمایشوں اور امتحانوں کا سامنا کرنے کے لئے تیار کریں گے؟

12۔اصطلاح ''ایمان میں آرام'' کے معنی اور اس کا مفہوم بیان کریں۔

13۔ایمان میں آرام کی رموز بیان کیجئے۔کسی ایسی مشکل کی مثال دیجئے جو آپ کو درپیش ہو اور ایک وعدہ بیان کیجئے جس کے ساتھ آپ اس کا سامنا کرنے کے دعویدار ہوں۔

14۔آپ اپنے دوست کے سامنے آزمایش اور امتحان کو کس طرح بیان کریں گے؟ آپ اپنے دعویٰ کی تائید کے لئے کون سے حوالہ جات استعمال کریں گے؟

حفظ کرنے کی آیات

1 کرنتھیوں 13:10

یعقوب 4-2:1

1 پطرس 7-6:1

سبق 4-4

1۔ خروج کے زمانہ کی نسل کو 40 سال تک بیابان میں کیوں بھٹکنا پڑا؟

2۔ موعودہ سرزمین کس بات کی تصویر ہے؟

3۔ وہ کون سی بات ہے جس سے ہر مسیحی کو ڈرنا چاہیئے؟

4۔ یریحو پر غلبہ کے لئے اسرائیلیوں کو کیا کام کرنا تھا؟

5۔ فلپیوں 4:6-7 میں پولس رسول بے چینی کا کیا حل پیش کرتا ہے؟

6۔ بیان کریں کہ دانی ایل کس طرح ایمانی آرام کی تصویر پیش کرتا ہے؟

7۔ خدا بعض اوقات عجیب امتحانات کیوں دیتا ہے؟ بائبل میں سے عجیب امتحانات کی کم از کم چار مثالیں پیش کریں۔

8۔ سبت کیا ہے؟ آٹھ سبتوں کے نام بتائیں جو بائبل مقدس میں آئے ہیں۔

9۔ ''ایمان میں آرام'' کی وضاحت کریں۔

حفظ کرنے کی آیات

عبرانیوں 4:1-3

فلپیوں 4:6-7

سبق 4-5

1۔ خدا نے ابلیس کے قاصد کو اجازت کیوں دی کہ پولس کو تکلیف پہنچائے؟

2۔ جب پولس نے خدا سے دعا کی کہ اِس کانٹے کو اُس کے بدن سے دور کرے تو خدا نے انکار کیوں کیا؟

3۔ خدا کے جواب پر پولس کا ردِ عمل کیا تھا؟

4۔ پولس کی دل جمعی کا بھید کیا تھا؟

5۔ پولس رسول کی مراد کیا ہے جب 2 کرنتھیوں 4:7 میں کہتا ہے کہ "ہمارے پاس یہ خزانہ مٹی کے برتنوں میں ہے"؟ برتن کیا ہیں؟ خزانہ کیا ہے؟

6۔ جب پولس نے یہ آیت لکھی تو ممکنہ طور پر پرانے عہد نامہ کا کون سا واقعہ اُس کے ذہن میں ہو سکتا ہے؟ واقعہ بیان کریں۔

7۔ خدا مسیحیوں کی زندگیوں میں آزمائشیں کیوں آنے دیتا ہے؟

8۔ مسیحی زندگی کی پانچ رموز بیان کیجئے

9۔ بائبل مقدس میں متذکرہ کم از کم پانچ ایسی چھوٹی چیزوں کے نام بتائیں جنہیں خدا نے عظیم کاموں کے لئے استعمال کیا۔

10۔ ایمان اور اس کے کردار کی وضاحت کیجئے۔

11۔ آپ کسی ایماندار میں روح القدس کے کام کا طریقہ اپنے دوست کو کس طرح بیان کریں گے۔ اپنے دعویٰ کی حمایت میں کلامِ مقدس کے کون کون سے حوالہ جات استعمال کریں گے؟

حفظ کرنے کی آیات

زکریاہ 4:6

2 کرنتھیوں 12:9-10

2 کرنتھیوں 4:7-10

یونٹ 5:

ملائیکی جنگ

دشمن......شیطان

میدانِ جنگ......انسانوں کی روحیں

حملہ......

شیطان کی جنگی حکمتِ عملی

فتح

......فضل اور سچائی

منظر......فضائی استقبال

سبق 5-1

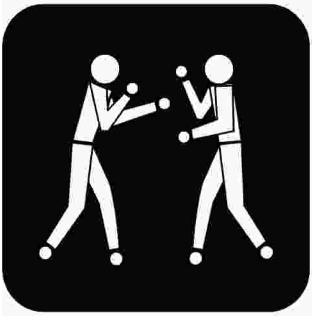

دشمن......شیطان

یسعیاہ 14:12-15
1 یوحنا 5:4-5

ہمارے دشمن کی پہچان کئی ناموں سے ہوتی ہے "برائی" (متی 6:13؛ 1 یوحنا 2:13)؛ "خونی......جھوٹا......جھوٹ کا باپ" (یوحنا 8:44)۔ "اس دنیا کا حاکم" (یوحنا 12:31) "اِس جہان کا خدا" (2 کرنتھیوں 4:4)؛ "ہوا کی علمداری کا حاکم" (افسیوں 2:2)؛ "بڑا اژدہا...... پرانا سانپ جو ابلیس اور شیطان کہلاتا اور سارے جہان کو گمراہ کر دیتا ہے" (مکاشفہ 12:9)۔

جس دنیا میں ہم رہتے ہیں یعنی کائناتی نظام یہ ابلیس کی ہے۔ ہم......خداوند یسوع مسیح پر ایمان رکھنے والے......ایسے گوریلا سپاہی ہیں جنہیں قادرِ مطلق خدا نے دشمن کے علاقہ کے عین وسط میں جارحانہ قوت کے طور پر تعینات کیا ہے۔

ہمارا دشمن بڑا، گھٹیا، تیز ترار، ہوشیار اور کسی بھی انسان سے زیادہ پھرتیلا ہے۔ وہ جنگی حکمتِ عملی کا ایسا ماہر ہے جس نے اپنی برائی کی مہارت بڑھانے میں ہزاروں سال لگائے ہیں۔ وہ اس سیارہ پر "دھاڑنے والے شیر" کیطرح پھرتا ہے "کہ کسی کو پھاڑ کھائے" (1 پطرس 5:8)۔ وہ کسی مرد یا عورت کو......جسمانی، ذہنی اور جذباتی طور سے ٹکڑے ٹکڑے کر اس طرح پھینک سکتا ہے جس طرح ہم کسی کاغذ کے ٹکڑے کو توڑ مروڑ کر پھینک دیتے ہیں۔ لیکن وہ خدا کی برابری نہیں

کرسکتا......یا اُن ایمانداروں کی برابری نہیں کرسکتا جو یہ جانتے ہیں کہ خدا کی قوت میں کس طرح کھڑے رہنا ہے۔

دشمن کی طاقت کی نوعیت اور اُس کی حکمتِ عملی کو نظر انداز کرنا شیطان کی جنگ کے بڑے ہتھیار ہیں۔خدا چاہتا ہے کہ ہم یہ سمجھیں کہکیسے حالات چل رہے ہیں اور جس کے ساتھ ہماری لڑائی ہے وہ کون ہے۔خدا اپنے کلام میں شیطان اور اس کی فوجوں کے بارے میں وہ سب کچھ بتاتا ہے جو ہمیں جاننے کی ضرورت ہے۔

بائبل مقدس میں فرشتگان، روحانی مخلوقات کے بارے میں کم وبیش 200 حوالہ جات ہیں، جنہیں بلا شبہ انسان کے خلق کئے جانے سے بہت پہلے بنایا گیا تھا اور یہ مخلوقات طاقت اور عقل میں انسان سے بڑھ کر تھیں (عبرانیوں 7:2,14:1؛ 2 پطرس 11:2)۔اس حقیقت کے لئے بائبلی زاویہ ءثبوت یہ ہے کہ ان مخلوقات کو خدا نے ایسے مناصب و درجات دیئے تھے جس طرح فوجی منصب ہوتے ہیں۔نئے عہد نامہ میں اِن مخلوقات کے لئے انتہائی عمومی لفظ ''فرشتگان'' ہے جو کہ یونانی زبان میں aggelos یعنی ''پیغام رساں'' اور بالعموم اس کا ترجمہ ''فرشتہ'' کیا گیا ہے لیکن اِن کا اشارہ thronos یعنی ''تختوں'' کی جانب بھی ہے۔یونانی زبان کا الفاظ kuriotes ''طاقتیں'' archon ''حاکم'' exousia ''اختیارات'' اور dunamis کا ترجمہ بھی ''طاقتیں'' کیا گیا ہے۔

بائبل مقدس میں صرف تین فرشتگان کا نام آیا ہے: میکائیل، جو کہ مقرب اور اسرائیل کا محافظ فرشتہ ہے (دانی ایل 21,13:10؛ 1:12؛ یہوداہ 9؛ مکاشفہ 7:12)۔جبرائیل، یہ خدا کے خادموں کا خاص پیغام رساں فرشتہ ہے (دانی ایل 21:9;16:8؛ لوقا 33-26,19:1) اور لوسیفر، وہ جسے ہم شیطان کے نام سے جانتے ہیں۔

یسعیاہ 12:14 میں ترجمہ کیا گیا یہ لفظ ''لوسیفر'' ''کنگ جیمز ورژن'' میں آیا ہے جبکہ ''نیو امریکن سٹینڈرڈ'' میں ''صبح کا ستارہ'' اور اس کے لئے عبرانی لفظ ''ہلل'' ہے یعنی ''چمکنے

والا"۔لوسیفر لاطینی زبان کے لفظ lucere سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں "چمکنا" اور lux کے معنی ہیں "روشنی۔"

حزقی ایل 28:11-15 ہمیں بتاتی ہے کہ لوسیفر اپنی طاقت، خوبصورتی اور منصب کے اعتبار سے خدا کے بنائے ہوئے تمام فرشتگان میں سب سے بڑھ کر تھا۔اُس کا نام "ممسوح کروبی" تھا، اور اس کی ذمہ داری خدا کے تخت کی حضوری سے متعلق تھی۔یونانی لفظ diabolos اور عبرانی لفظ satan یعنی شیطان ہے، اِن دونوں الفاظ کا مطلب ہے "دشمن" اور "الزام لگانے والا۔" خدا کے ہاتھ کی بنائی ہوئی اتنی خوبصورت مخلوق کس طرح خونی، جھوٹی، فریبی اور سب برائیوں کی گھڑنے والی بن گئی؟ صرف تین الفاظ کی وجہ سے یعنی "میں کروں گا۔"

"اے صبح کے روشن ستارے تُو کیونکر آسمان پر سے گر پڑا!
تُو تو اپنے دل میں کہتا تھا میں آسمان پر چڑھ جاؤں گا۔
میں اپنے تخت کو خدا کے ستاروں سے بھی اونچا کروں گا
اور میں شمالی اطراف میں جماعت کے پہاڑ پر بیٹھوں گا۔
میں بادلوں سے بھی اوپر چڑھ جاؤں گا۔
میں خدا تعالیٰ کی مانند ہوں گا۔
لیکن تو پاتال میں گڑھے کی تہ میں اتارا جائے گا۔"
(یسعیاہ 14:12-15)

شیطان نے جو کہ دیگر فرشتگان کی طرح آزاد مرضی رکھتا تھا، خدا کے خلاف بغاوت کی۔وہ خود اپنی ذات کا گرویدہ ہو گیا اور اُس نے اپنی بابت غرور اور گھمنڈ کرتے ہوئے فیصلہ کیا کہ وہ آزاد اور اپنے خالق کے برابر ہو جائیگا۔

فرشتگان کی کُل تعداد میں سے ایک تہائی نے جو شیطان کے زیرِ اختیار تھے، خدا کے خلاف سرکشی کی (مکاشفہ 12:4)۔خدا نے شیطان اور اس کے ساتھ گرائے جانے والے فرشتوں

ہمارے اندر پائی جانے والی طاقت

شیطان کے لئے ہر ایماندار ایک خطرہ ہے۔ ہم شاید اپنی بابت یہ خیال نہیں کرتے کہ ہم ایک خطرہ ہیں، لیکن جب ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ قادرِ مطلق خدا، خدائے پاک روح کے وسیلہ سے ہمارے اندر سکونت کرتا اور ہمیں قوت دیتا ہے، تب ہم اس بات کو سمجھنا شروع کر دیتے ہیں کہ شیطان ہمیں کِس طرح سے دیکھتا ہے۔

یوحنا رسول ہمیں آگاہ کرتا ہے کہ ''جو تم میں ہے وہ اُس سے بڑا ہے جو دنیا میں ہے۔'' (1 یوحنا4:4)۔ ہم چلتے پھرتے معجزات ہیں، چلتے پھرتے ہتھیار ہیں۔ دشمن اس بات کو جانتا اور تھرتھراتا ہے۔ اُسے معلوم ہے کہ وہ ہمارے اندر خدا کی موجودگی کی حقیقت کو بدل نہیں سکتا۔ وہ جانتا ہے کہ یہ سب کچھ ہمارے پاس ہے، یعنی جب سے ہم نے نجات پائی ہے، خدا کی سب طاقت ہمیں دستیاب ہے۔ بڑائی، راستبازی، انصاف، محبت، ابدی زندگی، قدرتِ کاملہ، علمِ کامل، اور ہر جگہ موجودگی کی قدرت، یکساں رہنا، صداقت...... پاک روح کے وسیلہ یہ سب چیزیں موجود ہیں۔

لیکن دشمن کچھ اور بھی جانتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ چھوٹے ایمانداروں ہوتے ہوئے ایک چیز ہم میں نہیں پائی جاتی......یعنی ہماری جانوں میں خدا کا کلام۔ ہم خدا کے کلام کے بغیر برکات کی اُس دولت کو کبھی نہیں جان سکتے جو ہماری ہے۔ خدا کے کلام کے بغیر، جو کہ تلوار ہے، ہمارے پاس روح کا ایسا کوئی ہتھیار نہیں ہوگا جس سے شیطان کے خلاف لڑ سکیں (افسیوں17:4؛ عبرانیوں12:4)۔ شیطان جانتا ہے کہ جب تک ہم بڑھیں گے نہیں، تب تک ہمارے اندر خدا کے پاک روح کے قیام اور خدا کے کلام کے مابین توازن قائم نہیں ہو سکے گا......جس سے ہمارے اندر اُس کو شکست دینے کی قوت پیدا ہوتی ہے۔

پس وہ منظر جس سے شیطان خوفزدہ ہوتا ہے یہ ہے کہ کہیں ہم نشوونما نہ پا جائیں۔ وہ ہماری نشوونما کو روکنے کے لئے اپنا ہر حربہ استعمال کرے گا کیونکہ جانتا ہے کہ اگر ہم پروان چڑھیں گے تو ہمیں سمجھ میں آنا شروع ہو جائے گا کہ ہمیں بھی وہی قدرت حاصل ہے جو پولس رسول کے اندر کام کرتی تھی۔ اگر ہم بڑھیں گے تو جانیں گے کہ خدا کے پاس ہماری زندگیوں کے لئے ایک منصوبہ ہے، ہمارے لئے ایسا خاص منصوبہ جس طرح پولس رسول کے لئے بھی تھا، ایسا منصوبہ جو ہمیں ایمان کے سورما بنا دے گا، اور جس سے ہم خدا کے دوست بن جائیں گے۔ اِن سب باتوں کو استعمال میں لانا یا نہ لانا ہمارے ہاتھ میں ہے۔ خدا کی قدرت اور ہمارے درمیان پائی جانے والی کمزوری ہماری آزاد مرضی ہے۔

کو قصوروار ٹھہرا کر سزا سنائی اور اُن کے لئے یہ حکم جاری کیا: ہمیشہ تک ''آگ کی جھیل میں'' (متی 41:25)۔ اُن کو سزا سُنائی تو گئی لیکن اب تک اِس پر عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ شیطان کو اُس کے اصل آسمانی مقام سے ہٹا دیا گیا، لیکن فی الوقت اُس کا اختیار اِس دنیا میں ہے۔

بادی النظر میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شیطان نے یہ کہتے ہوئے سزا کے خلاف اپیل کی کہ خدا کا فیصلہ جائز نہیں ہے۔ خدا کے الٰہی انصاف پر سوال اٹھانا خدا کی کردار کشی کرنے کے مترادف ہے۔ خدا ایسی بات برداشت نہیں کرے گا، پس اُس نے ابلیس کے الزامات کو غلط ثابت کرنے کے لئے ایک منصوبہ پیش کیا۔ انسان اِس منصوبہ کا مرکز ہے۔

انسانی تاریخ میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ ایک مقابلہ کی طرح دکھائی دیتا ہے۔ شیطان نے خدا کی کردار کشی کرتے ہوئے اُسے للکارا۔ خدا نے تمام مخلوقات کو یہ دکھانے کا فیصلہ کیا کہ صرف خدا ہی واحد مُنصف اور راستباز ہے، نیز اس کے بغیر کسی طرح کی بھلائی نہیں ہے اور ایسا کرنے کے لئے اُس نے شیطان کو موقع دیا کہ اپنی بات ثابت کرے یا جنگ کیلئے تیار رہے۔

اگر لڑائی میں ایک طرف قادرِ مطلق خدا ہو اور دوسری طرف اُس کا بنایا ہوا فرشتہ تو اس میں برابری کیسے ہو سکتی ہے؟ انسانی دنیا میں اگر ایک زور آور شخص کسی کمزور کو لڑنے کے لئے چیلنج کرے تو ممکن ہے کہ زور آور شخص اپنا ایک ہاتھ کمر کے پیچھے باندھ کر کمزور کے ساتھ لڑائی میں توازن قائم کرتا ہے۔ خدا بھی اسی طرح کر رہا تھا۔ اُس نے اپنے اختیار کو محدود کرتے ہوئے گویا اپنا ایک ہاتھ باندھ لیا، یہاں تک کہ وہ محض ایک ادنیٰ مخلوق یعنی فرشتہ کی آزاد مرضی کے مطابق کام کرے۔ خدا نے انسان کو ملائیکی جنگ کا مسئلہ حل کرنے کے لئے پیدا کیا تھا (عبرانیوں 7:2؛ یسعیاہ 7:43)۔

اس جنگ کے تصفیہ کا مرکز صلیب پر کیا جانے والا وہ کام ہے جو یسوع نے کیا۔ انسان کی تخلیق سے بھی بہت پہلے خدا جانتا تھا کہ انسان آزمائش میں گر جائے گا، پس اُس نے تمام انسانوں کی نجات کی راہ فراہم کر دی۔ اس کام کے لئے اُس نے انسان کو ہر حالت میں دو ممکنہ

انتخابات کا پابند کرتے ہوئے ، ملائیکی جنگ کو آسان کر دیا۔ یا تو انسان خدا کے منصوبے کو چُن لے جس میں خداوند یسوع مسیح پر ایمان کے وسیلہ سے فضل اور سچائی کا حامی ہو جاتا ، یا پھر خدا کے منصوبے کے خلاف ہونا پسند کرتا جس سے انسان اپنے اوپر بھروسا کرتے ہوئے برائی اور جھوٹ کا حامی ہوتا۔

تمام مخلوقات دیکھتی ہیں کہ روئے زمین پر انسانوں کی جانوں میں یہ ملائیکی جنگ چلتی ہے۔ خدا اِسے یہ ثابت کرنے کے وقت تک جاری رکھے گا کہ اُس کا انصاف اور فضل کامل ہیں۔ اپنی تصنیف ''The Invisible War'' میں ڈونلڈ بارن ہاؤس کچھ اس طرح بیان کرتا ہے:

''اعلانِ جنگ ہو چکا۔ بڑا اور حاکم کروبی انتہائی بداندیش دشمن بن چکا ہے۔ ہمارے خدا کو نہ کسی طرح کی حیرت ہے اور نہ ہی پریشان ہے کیونکہ بلاشبہ وہ پیشتر سے جانتا تھا کہ جو کچھ ہوا ہے اِسے ہونا ہی تھا، لہٰذا عملدرآمد کے لئے اُس نے اپنے پاس ایک منصوبہ بالکل تیار رکھا تھا۔ گو خداوند کے پاس قدرت تھی کہ شیطان کو ایک پھونک سے تباہ و برباد کر دے، لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا۔ یہ ایسا تھا کہ گویا آسمان پر کوئی فرمان جاری کیا گیا ہو:

''ہم اِس باغی کا پورا مقابلہ کریں گے، ہم اِسے پورا زور لگا لینے کا موقع دیں گے۔ کائنات دیکھے گی کہ ایک مخلوق گو وہ خدا کی تخلیق کردہ تمام مخلوقات سے بڑھ کر کیوں نہ ہو، وہ خدا سے الگ ہو کر کیا کر سکتی ہے۔ ہم یہ تجربہ ملاحظہ کریں گے، اور کائنات کی مخلوقات کو بھی دیکھنے کا موقع دیں گے، ازل سے لے کر ابد یعنی کے درمیان اِس چھوٹے سے وقفہ میں جو کہ ''وقت'' کہلاتا ہے، ایسا ہوتا رہے گا۔ اِس کام میں آزادی کی روح کو اجازت ہو گی کہ جس حد تک جانا چاہے جائے۔ اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے خس و خاشاک اور کھنڈرات اِس کائنات کو اور ابد تک یہ گواہی دیں گے کہ اے اہلِ آسمان و زمین خدائے بزرگ و برتر سے الگ رہ کر کوئی زندگی، کوئی خوشی، کوئی اطمینان نہیں۔ (ڈونلڈ گرے بارن ہاؤس۔ ''دی اِن وزیبل وار'' گرینڈ ریپڈز، ایم آئی، زونڈروین پبلشنگ ہاؤس 1965۔ 51)۔

بے شک، یہ بات جاننے میں شیطان کی گہری دلچسپی تھی کہ خدا نے پہلے دو انسانوں کے سامنے جو چناؤ رکھے ہیں وہ اُن میں سے کس بات کا فیصلہ کرتے ہیں۔ وہ جو جنگی حکمتِ عملی بنانے کا ماہر ہے، وہ آدم سے دُور رہا لیکن اُس نے پورے دل سے حوا کی حوصلہ افزائی کی کہ وہ اپنی زندگی میں کچھ کرے، بطور انسان اپنی پوری صلاحیت کو اُجاگر کرے۔ شیطان کے منہ سے نکلنے والے پہلے الفاظ نے ہی اُس کے اندر سے خدا کے کلام کی بابت اعتماد برباد کر کے رکھ دیا اور ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ اُس کی توجہ سے یکسر نکل گیا تھا۔ حوا نے بہر قیمت وہ پھل کھایا۔ اور، جیسا کہ شیطان کو یقین تھا کہ آدم بھی کرے گا، آدم نے بھی حوا کی پیروی کی۔ شیطان اِس دنیا کا حکمران بن گیا۔

اس موقع پر شیطان نے یقیناً یہ سوچا ہو گا کہ میں نے جنگ جیت لی ہے لیکن اُس کی یہ خوشی انتہائی قلیل وقتی ثابت ہوئی۔ خدا نے ایک ایسے نجات دہندہ کے وعدے کے ساتھ جو کہ عورت کی نسل سے پیدا ہو گا، ابلیس کی دنیا پر حملہ کیا (پیدائش 15:3) اور اُس کی عوضی موت کو ثابت کرنے کے لئے ......خدا نے ایک جانور ذبح کیا تا کہ آدم اور حوا کی برہنگی ڈھانپے (پیدائش 21:3)۔

جس وقت خدا نے یہ وعدہ کیا، اُسی وقت سے شیطان نے اِس وعدہ کی تردید شروع کر دی، اور خداوند یسوع مسیح کی پیدائش کو روکنا چاہا جس سے یہ ثابت ہو جاتا کہ خدا اپنے وعدوں میں سچا نہیں ہے۔ اُس نے قائن کو بھڑکایا کہ اپنے بھائی ہابل کو قتل کرے (پیدائش 4)، یہ پہلا شخص تھا جسے پرانی گناہ آلودہ فطرت میں پیدا ہونے کی وجہ سے نجات دہندہ پر ایمان لانے کی ضرورت تھی۔ اُس نے اِسی طرح کی کوشش میں گرائے جانے والے فرشتوں کو بھیجا کہ انسانی نسل کے ساتھ خلط ملط ہو جائیں (پیدائش 6)، اِس خیال سے کہ اگر ساری نسلِ انسانی ہی خراب ہو جائے گی تو پھر یسوع مسیح بطور انسان جنم نہیں لے سکے گا۔ اُس نے بنی اسرائیل پر پے در پے حملے کر کے یہ کوشش کی، اِس خیال سے کہ اگر اسرائیل برباد ہو جائے تو ابرہام کی نسل میں سے وعدہ کا فرزند نہیں

رہے گا (گلتیوں 16:3)۔ وہ تو ان باتوں میں کامیاب نہ ہو سکا، لیکن یسوع ضرور پیدا ہوا۔ خدا انسانی بدن میں ہو کر آ گیا تھا۔ شیطان نے ہیرودیس کے فرمان کے ذریعے ننھے یسوع کو مار دینے کی کوشش کی مگر اِس بار بھی وہ ویسے ہی ناکام رہا جیسے پہلے ناکام رہتا تھا (متی 2؛ مکاشفہ 12:1-5)۔

اب شیطان کی ساری مخالفت اور اُس کے سارے حملوں کا مرکز صرف ایک شخص تھا...... خداوند یسوع مسیح۔ چرنی سے لے کر صلیب تک، ہر قدم پر ہمارے خداوند کو دشمن کی ہر طرح کی مخالفت کا سامنا رہا (عبرانیوں 15:4) بلکہ اُس کی اِس انداز سے بھی مخالفت کی گئی جسے ہم شاید کبھی سمجھ ہی نہ پائیں۔ تو بھی یسوع نے اپنا کام پورا کیا؛ اُس نے صلیب کی طرف سیدھ تانی اور ہماری جگہ خود وہاں جا پہنچا۔

یسوع کی مصلوبیت کے وقت شیطان نے ایک بار پھر یہ خیال کیا کہ اب میری فتح ہو گئی ہے۔ کیونکہ انسانوں کا نجات دہندہ مر گیا تھا۔ لیکن اِسکے بعد مُردوں میں سے جی اٹھنے کا وقت آ گیا۔ جب خداوند یسوع مسیح آسمان پر جا کر خداباپ کی دہنی طرف جا بیٹھا جیسا کہ زبور 110:1-4 میں پیشن گوئی ہے، تو یہ بات بالکل عیاں ہو گئی کہ ملائیکی جنگ میں فاتح یسوع ہی ہے۔

یہاں خداباپ کی طرف سے کہی جانے والی بات جس کو عبرانیوں 13:1 میں بھی دہرایا گیا ہے، خدائے پاک روح کے کام کو سمجھنے میں ہمارے لئے انتہائی فیصلہ کُن ہے۔ باپ نے خداوند یسوع مسیح کے صلیبی کام کو مکمل طور سے قبول کرتے ہوئے یہ کہا کہ وہ اُس وقت تک تخت پر بیٹھے جب تک باپ اُس کے دشمنوں کو اُس کے پاؤں تلے کی چوکی نہیں کر دیتا۔ مسیح کے تخت پر بیٹھنے سے ایک نیا دور متعارف ہوا...... کلیسیائی دور، جو روح القدس کے نزول کے ساتھ ہی ایک حقیقت بن گیا جس کا ذکر اعمال 2 باب میں آیا ہے۔

کلیسیا کے منظرِ عام پر آتے ہی انتہائی عجیب منصوبہ کا انکشاف شروع ہو گیا۔ یہ ایسی

بات تھی جس کے لئے شیطان نے نہ تو کبھی سوچا ہوگا اور نہ ہی اس کے لئے تیار تھا، یہ ایسی چیز تھی جسے وہ کبھی شکست نہیں دے سکتا تھا۔ صلیب سے پیشتر، شیطان کا مقابلہ اس دنیا میں صرف ایک شخص کے ساتھ رہا جو کہ قادرِ مطلق خدا ہے......یعنی یسوع مسیح۔ لیکن اب، ہر وہ شخص جو نجات دہندہ پر ایمان لا کر اُس کی قدرتِ کاملہ میں شامل ہو جاتا ہے کیونکہ روح القدس اُس میں بستا ہے۔

شیطان جو کہ ایک شخص کے ساتھ مقابلہ کر رہا تھا، اُسے یکدم مزید 11 کا سامنا کرنا پڑا؛ جلد ہی وہ 11 لوگ 120 ہو گئے، اور اِس سے پیشتر کہ ابلیس کو اِس بات کا اندازہ ہوتا، وہ 3000 ہو گئے۔ اس کے بعد دس لاکھ، اور دیکھتے ہی دیکھتے دنیا میں ہر جگہ یسوع پر ایمان رکھنے والے ایماندار اُسی قدرت میں چلتے پھرتے دکھائی دینے لگے جو بدن میں آنے والے خدا کی قدرت تھی، یعنی یسوع مسیح کی قدرت۔

خداوند یسوع مسیح کے مردوں میں سے جی اٹھنے سے 70 سال کے اندر، خدا کا تحریری کلام مکمل ہو گیا۔ تصور کریں کہ یہ جان کر شیطان کی کیا حالت ہوئی ہوگی کہ خدا کے کلام کی سچائی اور خدا کے پاک روح کا فضل دنیا کے ہر ایماندار کو اس قدر میسر ہو گیا ہے جس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ متی 16 باب میں خداوند نے کہا ''میں اِس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤں گا اور عالمِ ارواح کے دروازے اس پر غالب نہیں آئیں گے۔'' غور کریں کہ خداوند کا خیال یہ نہیں تھا کہ کلیسیا چند ایسے وفادار اور بہادر افراد پر مشتمل ہو گی جو شیطان پر زبردست چڑھائی کر دیں گے۔ اس کی بجائے، کلیسیا کے لئے اُس کی رویا یہ تھی کہ وہ عالمِ اروح کے دروازوں کو مسلسل اپنی زد میں رکھے گی۔ قدیم زمانہ میں شہر کے دروازوں پر ہی تمام اہم فیصلے کئے جاتے تھے؛ یہ طاقت اور اختیار والی جگہ تھی۔ یسوع کہہ رہا تھا کہ عالمِ ارواح کی طاقت اور اس کا اختیار کلیسیا کے زور پر کبھی غالب نہیں آ سکے گا۔ خدا کا پہلے بھی یہی منصوبہ تھا اور آج بھی یہی ہے۔

''جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ دنیا پر غالب آتا ہے اور وہ غلبہ
جس سے دنیا مغلوب ہوئی ہے ہمارا ایمان ہے۔ دنیا کا مغلوب
کرنے والا کون ہے سوا اُس شخص کے جس کا یہ ایمان ہے کہ
یسوع خدا کا بیٹا ہے؟'' (1 یوحنا5:4-5)

ہم اپنی تمام تر محدود انسانی صفات میں ہوتے ہوئے، ایک ایسے دشمن کے خلاف لڑائی میں مصروف ہیں جو عقل ، طاقت اور مضبوطی اور تعداد میں ہم سے زیادہ ہے۔ ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ خداوند یسوع مسیح نے صلیب پر عجیب عسکری انداز سے فتح پائی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جنگی حالات کا رُخ بدل گیا۔ جب خدا نے اپنا بیٹا اس دنیا میں بھیجا تو اُس نے گناہوں کی قیمت چُکا دی؛ اُس نے ابلیس کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دی؛ اُس نے جنگی قیدیوں کی جیل یعنی اِس دنیا کے دروازے کھول دیئے۔

لیکن جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی، اور ہم اب تک میدانِ جنگ میں ہیں۔ ہم خواہ انفرادی طور پر اس جنگ میں انتہائی مہارت کے ساتھ فتح پائیں، اِس کا دارومدار اِس بات پر ہوگا کہ یسوع مسیح نے صلیب پر سے جو عسکری فتح مندی حاصل کی اُس سے حاصل شُدہ نتائج کا اطلاق ہم اپنی زندگیوں پر کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر ہم ہر روز جیتنا چاہتے ہیں، تو ہمیں اُن چیزوں کو استعمال کرنے کی ضرورت ہوگی جو خدا نے ہمارے لئے مہیا کی ہیں اور اُس جنگی منصوبہ کی پیروی کرنی ہوگی جسے وہ کلام میں ہمارے لئے تشکیل دیتا ہے۔ خدا کے کلام کی ٹھیک ٹھیک اور واضح سمجھ کے بغیر کسی بھی ایماندار کے لئے شیطان کی جنگی حکمتِ عملی کے سامنے کھڑے رہنا ممکن نہیں ہے۔

یوحنا رسول ''غالب آنے والوں'' کا ذکر کرتے ہوئے ملٹری اصطلاح استعمال کرتا ہے۔ یونانی زبان میں یہ لفظ Nikao نیکاؤ ہے جس کے معنی ہیں عسکری فتح مندی کے ساتھ حاصل کیا جانے والا امن۔ ''اس دنیا پر غالب آنے'' کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب ہے فتح مندی کے ساتھ امن حاصل کرنا۔ یوحنا رسول اُس روحانی امن کی بات کرتا ہے جو روحانی فتح مندی سے

حاصل ہوتا ہے۔

چوتھی آیت میں، رسول اِس حقیقت کی وضاحت کرتا ہے۔ یہاں پر لفظ "جو کوئی" ایک اصول بیان کرتا ہے: جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ اس دنیا پر غالب آتا ہے۔ جسم کے دور اور جسم کی دنیا پر ہمیشہ روح کی دنیا سے غلبہ پایا جاتا ہے۔

"غالب آنا" Nikao کا فعل حال سیغہ علامتی ہے؛ یہ ظاہر کرتا ہے کہ فتحمندی کا یہ عمل ایک جہدِ مسلسل ہے۔ اس فتحمندی کی کلید "ہمارا ایمان" ہے جس کی بابت یوحنا کہتا ہے کہ یہ دنیا پر غالب آیا ہے۔ یہ ایسا جملہ ہے جس میں زمانہ کا تعین نہ کیا گیا ہو یعنی فعل مضارع۔ یونانی زبان میں، فعل مضارع کسی ایسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے جسے کسی وقت میں مکمل ہونا ہو۔ یونانی زبان میں فعل مضارع ہمیشہ مرکزی فعل میں پائے جانے والے کام کی پیش روی کرتا ہے۔

اِس جملہ میں کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مسیح پر ایمان لا کر حاصل ہونے والی موجودہ وقت کی فتح ایمان میں گزاری جانے والی زندگی کی فتح کے لئے بنیاد فراہم کرتی ہے۔ نجات ایک وقت میں ہمیشہ کے لئے فتح ہے؛ روحانیت جاری رہنے والی فتحمندی ہے۔ غالب آنے کا مطلب امن میں زندگی گزارنا...... یہ ظاہری نہیں بلکہ باطنی دنیا کی بات ہے۔ یہاں یوحنا کی طرف سے کی جانے والی بات جس کے دو پہلو ہیں، بڑی حد تک متی 11 باب میں خداوند یسوع مسیح کی طرف سے دی جانے والی دعوت کی طرح ہے۔

جب یسوع مسیح نے متی 11:28-30 میں رسولوں کو اور ہم سب کو بھی بطور پیدائشی حق؛ آرام یا اطمینان کی پیش کش کی تو وہ کسی تکنیکی جسمانی ماحول کی فراہمی کی بات نہیں کر رہا تھا۔ وہ خدا کے ساتھ اور شخصی جان کا اطمینان پیش کر رہا تھا۔ اِس حوالہ میں، وہ دو مختلف قسم کے آرام یا اطمینان کی بات کرتا ہے۔ ایک ایسا آرام ہے جو یسوع دیتا ہے "میرے پاس آؤ...... میں تمہیں آرام دوں گا۔" اور دوسرا وہ آرام ہے جسے ہم خود ڈھونڈتے اور پاتے ہیں "میرا جُوا اپنے اوپر لے لو اور مجھ سے سیکھو......اور تمہاری جانیں آرام پائیں گی۔"

وہ آرام جو یسوع اُن سب کو دیتا ہے جو اُس کے پاس آتے ہیں، اور وہ آرام جو ہم مطالعہ کے وسیلہ پاتے ہیں، دو مختلف باتیں ہیں۔ ایک حیثیت کا آرام ہے اور دوسرا مشق یعنی عمل کا۔ ایک آرام ابدی ہے اور دوسرا لمحہ بہ لمحہ حاصل ہونے والا آرام ہے۔

شیطان جن وجوہات پر ہم سے نفرت کرتا ہے اُن میں سے ایک مسیح کے ساتھ ہماری فرشتوں سے بھی افضل حیثیت ہے (افسیوں 3:1؛ کلسیوں 1:3)۔ اُس نے جن چیزوں کو اپنے گھمنڈ اور بغاوت سے حاصل کرنا چاہا، وہ سب کی سب مسیح پر ایمان لانے کے وسیلہ ہمیں دے دی گئی ہیں۔ اگر وہ ہمیں ابدی زندگی کو قبول کرنے سے نہ روک سکے تو کم از کم ہمیں اس دنیا میں رہتے ہوئے حاصل ہونے والے خدا کے فضل کی دولت سے لطف اندوز ہونے سے روکنے کی کوشش ضرور کرے گا۔

لیکن ہم دشمن پر غالب آ سکتے ہیں؛ مسیح نے شیطان پر جو فتح پائی اُس فتحمندی کو یاد رکھتے ہوئے ہم اُس میں ہر روز شامل ہو سکتے ہیں۔ 1 یوحنا 5:5 میں جب یوحنا رسول ''غالب آتے ہیں'' اور ''ایمان لاتے ہیں'' کے لئے فعل حال کی عملی حالت استعمال کرتا ہے تو ہمیں بتاتا ہے کہ جو کوئی ایمان لانے کا فیصلہ کرتا ہے وہ اِس دنیا پر فتح پاتا رہے گا۔

ایمان کی لمحہ بہ لمحہ مشق روحانی فتح مندی دلاتی ہے، جس سے جانیں آرام پاتی ہیں۔ لیکن یہ ایمان ہمیشہ مسیح کی ذات اور اُس کے کام پر ہونا چاہئے۔ اگر آج یسوع کی صلیب پر فتح مندی کا منظر ہماری آنکھوں میں دھندلا پڑ جائے، اگر آج ہم اپنی زندگیوں پر صلیب کے معنوں کا اطلاق نہیں کرتے تو ہمیں باطنی آرام اور اطمینان نہیں ملے گا اور دشمن کو بھی جنگ کے ایک اور مرحلہ میں فتح مل جائے گی۔ ہر طرح کی فتح مندی مسیح یسوع میں پائی جاتی ہے (یوحنا 33:16؛ رومیوں 37:8؛ 1 کرنتھیوں 56:15-58؛ 2 کرنتھیوں 14:2)۔

مذہب: دشمن کی ٹرپ چال

شیطان مذاہب کا مُوجد ہے۔ اُسے مذاہب اور مذہب پرست لوگ پسند ہیں وہ اِن دونوں کو انسانوں اور قوموں کو مزید فریب دینے کے لئے استعمال کرتا ہے۔

یونانی زبان میں مذہب کے لئے لفظ threskeia ہے جو نئے عہد نامہ میں چند ایک مقامات پر استعمال ہوا ہے، اس کا استعمال ہمیشہ اُن باتوں کے تناظر میں ہوا ہے جو ظاہری اور رسمی ہیں۔ threskos "مذاہب" کا مطلب ہے "ظاہری طور پر عبادت کرنے کی فکر کرنے والے"۔ لیکن بائبل مقدس میں کہیں پر بھی بیان نہیں کیا گیا کہ بیرونی، ظاہری یا دکھاوے کی عبادت کسی شخص کو خدا کے سامنے مقبول بنا سکتی ہے، نجات سے پہلے بھی اور نجات کے بعد بھی۔

مسیحیت ایک مذہب نہیں ہے؛ بلکہ یہ خداوند یسوع مسیح کے ساتھ شخصی تعلق ہے۔ مسیحیت میں شامل ہونے کا دارومدار خالصتاً مسیح یسوع کی طرف سے صلیب پر کئے جانے والے کام کو ایمان کے ذریعے قبول کرنے پر ہے۔ مسیحی زندگی کی پیدائش اور اس کا پروان چڑھنا بھی صلیب پر مسیح کے کام کو ایمان سے قبول کرنے پر منحصر ہے۔ مسیحیت کُلی طور پر فضل کا کام ہے۔ انسان نہ تو اِسے محنت کر کے کما سکتا ہے اور نہ ہی خدا سے اس بات کا مستحق ہوتا ہے۔ لیکن فضل میں خدا کام کرتا ہے، اس میں خدا ہی کی بڑائی ہے، اور انسان صرف برکت پاتا ہے۔ انسان ایسا منصوبہ تیار نہیں کر سکتا تھا۔

مسیحیت کسی شخص کی فطری پسند کا نام نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کامل ہے، مسیحیت پر کسی طرح کی بحث کی گنجائش نہیں۔ اِس کو زندگی کا نہایت "دشکڑ ا راستہ" کہا جاتا ہے۔ یسوع نے کہا "راہ اور حق اور زندگی میں ہوں، کوئی میرے وسیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا" (یوحنا 6:14)۔ یسوع مسیح سے زیادہ باریک بین کوئی نہیں۔

دوسری جانب شیطان انتہائی وسیع النظر دکھائی دیتا ہے۔ وہ مذاہب کی ایک بڑی تعداد کو پالتا ہے، لیکن اُن سب میں ایک بات مشترکہ ہے: وہ خدا پر نہیں بلکہ انسان پر بھروسا کرتے ہیں۔ شیطان کلیسیاؤں میں بھی خدا کے کلام کو بگاڑنے اور خدا سے الگ رہنے کی روایت کو فروغ دینے کے لئے کام کر رہا ہے۔

بائبل مقدس ہمیں بتاتی ہے کہ دشمن کے پاس اُس کا اپنا بناوٹی نظام بھی موجود ہے جس میں

جھوٹی خوشخبری بھی شامل ہے(2 کرنتھیوں4:3-4)اُس کا خودساختہ یسوع بھی ہے جو بائبل مقدس کے یسوع سے فرق ہے؛ اُس کے پاس جھوٹی تعلیمات اور عقائد بھی ہیں (1 تیمتھیس4:1)؛ اُس کے پاس جھوٹے خادم بھی ہیں جو لوگوں کو ایسی باتیں بتاتے ہیں جو وہ سننا پسند کرتے ہیں (2 کرنتھیوں11:13-15)،اُس کے پاس جھوٹی شراکت بھی ہے(1 کرنتھیوں10:19-21)، اُس کے پاس جھوٹی روحانیت بھی ہے اِس میں فضل کا کوئی عمل دخل نہیں بلکہ آدمیوں کی ساختہ باتیں ہیں جو وہ کرنا یا نہیں کرنا چاہتے (گلتیوں3:2-3؛ کلسیوں2:20-23)۔نیکی اور بدی کی بابت جھوٹی وضاحتیں ہیں،معاشرتی کاموں کی حمایت اور الٰہی ہدایات سے انکار بھی شامل ہے (کلسیوں2:8)نیز جھوٹی طاقت اور جھوٹا اختیار بھی شامل ہے(2 تھسلنیکیوں2:8-10)۔

جیسے جیسے اُس کی ہلاکت کا دن نزدیک آتا جاتا ہے،شیطان اپنے فریب کے کاموں میں تیزی لا رہا ہے۔بائبل مقدس میں کم از کم نو تردیدی کاموں کی تفصیلات پائی جاتی ہیں جن میں وہ آخری دنوں میں شدت کے ساتھ کام کرے گا:

1۔خدا کا انکار(لوقا 17:26؛ 2 تیمتھیس3:4-5)

2۔مسیح کا انکار(1 یوحنا2:18-23,4:3؛ 2 پطرس2:1)

3۔مسیح کی آمدِ ثانی کا انکار(2 پطرس 3:1-4)

4۔ایمان کا انکار(1 تیمتھیس 4:1-2؛یہوداہ3)

5۔ٹھوس تعلیمات کا انکار(2 تیمتھیس 4:3-4)

6۔بائبل میں بیان کردہ تفرقوں کا انکار(2 تیمتھیس 3:1-7)

7۔مسیحی آزادی کا انکار(1 تیمتھیس 4:1-4)

8۔سچی روحانیت کا انکار(2 تیمتھیس3:1-8؛یہوداہ 18)

9۔روحانی اختیار کا انکار(1 تیمتھیس4:13؛2 تیمتھیس 4:3)

سبق 5-2

میدانِ جنگ......انسانی روحیں

ایوب 1:1-3

ایوب 1:6-12

ہم حالتِ جنگ میں ہیں۔آدمیوں کی روحیں اِس جنگ کا میدان ہیں۔دشمن ہمیں اذیت دینا چاہتا ہے اور اُس نے ہماری پسپائی کے لئے حکمتِ عملی بنا رکھی ہے۔لیکن ہمیں خدا کا تحفظ حاصل ہے جو ہر ایماندار کے گرد ایک مضبوط حفاظتی دیوار بنا دیتا ہے۔خدا کی اجازت کے بغیر شیطان اُس دیوار کو عبور نہیں کرسکتا،اور ہمیں خدا کی طرف سے یہ حکم حاصل ہے کہ جب بھی شیطان اُس دیوار کو عبور کرے،ہم اُس پر غالب آ سکتے ہیں۔لیکن ہم اُس پر صرف ایمان کے ساتھ غالب آ سکتے ہیں۔

ایوب کی کتاب رومیوں 8:28 کا وضاحتی صحیفہ ہے......اِس حقیقت کی بابت کہ خدا سب حالات پر اختیار رکھتا ہے،اور یسوع مسیح تاریخ پر اختیار رکھتا ہے،اور خدا ہر ایک چیز کو اپنے محبت رکھنے والوں کی بھلائی کے لئے کام کرنے دیتا ہے۔بائبل مقدس کی قدیم ترین کتاب، یہ ہمیں عرب علاقہ کے ایک شہزادے کے بارے میں بتاتی ہے جو ابرہام کے دور کے قریب زندگی گزارتا تھا۔وہ یہودی نہیں تھا بلکہ ایک ایسا ایماندار تھا جو اپنے وقت میں براہِ راست ابلیس کا بدترین نشانہ اور ملائیکی جنگ یعنی خدا اور شیطان کے درمیان چلنے والی جنگ کا مرکز بنا۔

''عُوض کی سرزمین میں ایوب نام ایک شخص تھا۔ وہ شخص کامل اور راستباز تھا اور خدا سے ڈرتا اور بدی سے دُور رہتا تھا۔ اُسکے ہاں سات بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ اس کے پاس سات ہزار بھیڑیں اور تین ہزار اُونٹ اور پانچسو جوڑی بیل اور پانچ سو گدھیاں اور بہت سے نوکر چاکر تھے ایسا کہ اہلِ مشرق میں وہ سب سے بڑا آدمی تھا۔''(ایوب 1:1-3)

عبرانی زبان میں ''کامل''(بے الزام، بے نقص) کے لئے لفظ ''تیم'' ہے جس کا مطلب ''بالغ، یا مکمل'' ہے۔ ایوب اپنی روحانی نشوونما میں کامل تھا؛ وہ ایک باشعور مکمل ایماندار تھا۔ ''راستباز'' کے لئے عبرانی لفظ ''یشر'' Yashar ہے جس کے معنی ہیں ''سیدھا چلنے والا، راست رو''۔ اسی لفظ کا تعلق ashere ''آشیر'' سے بھی ہے جس کے معنی ہیں ''برکت'' یا ''مبارک''۔ ان دو الفاظ میں ایک ضابطہ پایا جاتا ہے: وہ شخص جو سیدھا چلتا ہے (یعنی یاشر) اُس کی راہ کا اختتام برکت پر ہوگا (یعنی وہ ''آشیر'' مبارک ہوگا۔) ایوب ایسا شخص تھا جو راست رو تھا اور اُسے بڑی کثرت کے ساتھ برکت دی گئی، اور اُسکی بلوغت اُس کی شخصی استقامت اور اس کے کردار سے نمایاں ہوتی تھی۔

ایوب میں خدا کا خوف تھا یعنی ''Yare'' ییئر جس کے معنی ہیں خداوند کے لئے تعظیم، عزت اور احترام۔ یہ حقیقت کہ ایوب بدی سے باز رہتا تھا اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اپنی روحانی زندگی کی پائیدار کامیابی سے واقف تھا۔

''اور ایک دن خدا کے بیٹے آئے کہ خدا کے حضور حاضر ہوں، اور ان کے درمیان شیطان بھی آیا۔ اور خداوند نے شیطان سے پوچھا کہ تُو کہاں سے آتا ہے؟ شیطان نے خداوند کو جواب دیا کہ زمین پر ادھر اُدھر گھومتا پھرتا اور اُس میں سیر کرتا ہوا آیا

ہوں۔خداوند نے شیطان سے کہا کیا تُو نے میرے بندہ ایوّب
کے حال پر بھی کچھ غور کیا؟ کیونکہ زمین پر اس کی طرح کامل اور
راستباز آدمی جو خدا سے ڈرتا اور بدی سے دُور رہتا ہو کوئی
نہیں۔"(ایوب 6:1-8)

جملے کا یہ حصہ bene ha Elohim "بینے ہا ایلوہیم" عبرانی زبان میں "خدا کے بیٹے "پرانے عہدنامہ میں چار بار استعمال کیا گیا ہے،اور ہر بار اس سے مراد فرشتگان ہیں (پیدائش 6: ایوب 7:38,1:2,6:1)۔شیطان کو بے شک گرا دیا گیا تھا لیکن ہنوز اُس کی رسائی آسمان تک ہے۔اُس نے بلاشبہ ایمانداروں پر الزام لگانے کے لئے خدا کے تخت کی حضوری میں ایک اچھا وقت گزارا اور مصیبتوں کے وقت کے درمیان بھی اُسے یہ رسائی حاصل رہے گی (مکاشفہ 10:12)۔

چونکہ ابلیس بھائیوں پر الزام لگانے والا اور "......گرجنے والے شیر ببر کی طرح ڈھونڈتا پھرتا ہے کہ کس کو پھاڑ کھائے" (1 پطرس 8:5)،اُسے ہر وقت معلومات کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ معلومات حاصل کرنے کے لئے وہ کائنات کا سب سے بڑا جاسوسی نظام استعمال کرتا ہے۔

بے شک خدا کو کسی جاسوسی نظام کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ عالمِ کُل ہے؛ وہ ابتدا سے انتہا تک سب کچھ جانتا ہے۔وہ کروڑوں سال پہلے بھی اس دنیا میں پڑے ہوئے ریت کے ایک ایک ذرے کو جانتا تھا کہ وہ اِس وقت کہاں پر ہوگا۔وہ ایسی ہر ایک سوچ سے بھی واقف ہے جو زندگی کے دوران ہمارے ذہنوں میں آتی رہتی ہے۔کسی چیز کو خدا سے فرار حاصل نہیں ہے۔خدا تو عالمِ کُل ہے لیکن شیطان نے بھی جاسوسی کا بہت بڑا نظام بنا رکھا ہے۔وہ مسلسل معلومات اکٹھی کرتا ہے،لیکن کسی اچھے مقصد کے لئے نہیں...... بلکہ عداوت، بدی اور ہلاکت کے لئے استعمال کرتا ہے۔

شیطان آسمان پر اکڑ اکڑ کر چلتا ہے اور خدا جو کہ سب کچھ جانتا ہے کہ کون سی چیز کس

مسیح کا موجودہ منصب

مسیحی ہوتے ہوئے،ہمیں کبھی بھی اپنے دشمن کا اکیلے سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ ہمارا ایک محافظ ہے جس نے وعدہ کیا ہے کہ ''میں تجھ سے ہرگز دستبردار نہ ہوں گا اور نہ کبھی تجھے چھوڑوں گا۔'' (عبرانیوں5:13)ہماری نگہبانی کرنے والا کبھی سوتا نہیں(زبور121)؛وہ ہر لمحہ ہماری حفاظت کے لئے نگرانی کرتا اور سب کچھ مہیا کرتا ہے۔

1۔یسوع مسیح وکیل کی طرح ہمارا دفاع کرتا ہے(1یوحنا1:2؛رومیوں8:1,32-34)۔

2۔یسوع مسیح ہمارے لئے شفاعت کرتا ہے (رومیوں 8 : 34؛ یوحنا 17 ؛ افسیوں1:3,20)۔

3۔سردار چرواہے کی طرح یسوع مسیح ہمیں سب کچھ فراہم کرتا ہے(زبور 23 : 1؛ فلپیوں4:19؛عبرانیوں13:20-21)۔

4۔یسوع مسیح ہمارے راہبر کی حیثیت سے خدا تک ہماری راہیں کھولتا ہے۔ (عبرانیوں6:20،10:20؛رومیوں5:2)۔

5۔یسوع مسیح بطور سردار کاہن ہمیں خدا کی خدمت کے لئے مقرر کرتا ہے ۔ (عبرانیوں5:5-10,7:17-27,10:5-18)۔

وقت کہاں ہے اپنے حریف سے کچھ اِس طرح سوال کرتا ہے ''تُم اتنی دیر کہاں رہے؟'' اور شیطان کہتا ہے کہ ادھر اُدھر گھومتا رہا، دنیا میں آگے پیچھے سیر کرتا رہا، کسی ایسے شخص کی تلاش میں جسے میں پست کر سکوں، کسی ایسے ایماندار کی تلاش میں جس نے میرے لئے بڑی مشکل پیدا کی ہو۔

شیطان کو اور کسی کی پرواہ نہیں ہوتی لیکن وہ صرف ترقی کرنے والے ایمانداروں کی بابت ایسا کرتا ہے۔ شیطان ہر جگہ موجود نہیں ہوسکتا؛ وہ ایک وقت میں صرف ایک جگہ ہوسکتا ہے۔ تاہم وہ اپنی ساری تنظیم کو اپنے ہیڈ کوارٹر سے ہی کنٹرول کرتا ہے۔ شیطان اپنے فرشتوں کو بھیجتا ہے کہ لوگوں کو پریشان کریں، لیکن اُس کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ شخصی طور پر ٹکرائے۔

اب خدا نے شیطان سے پوچھا کہ کیا اُس نے ایوب کے حال پر غور کیا ہے؛ اور خدا یقیناً جانتا تھا کہ اُس نے ایسا کیا ہے۔ خدا دیکھ سکتا ہے کہ شیطان کے حلق میں ایک ہڈی پھنسی ہوئی ہے اور اُس ہڈی کا نام ہے "ایوب۔" جب خدا نے کہا کہ زمین پر ایوب جیسا اور کوئی نہیں ہے، تو خدا دراصل اس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہا تھا کہ ایک بے حد ترقی کرنے والا ایماندار دنیا میں زندہ ہے۔ خدا کو معلوم تھا کہ شیطان ایوب سے ناخوش ہے کیونکہ وہ اِس کے منصوبہ کو خراب کر رہا ہے۔ عبرانی زبان میں خدا کا سوال کچھ اس طرح سے ہے؛ "کیا تُو نے میرے بندہ ایوب پر اپنا دل لگایا ہے؟

> "شیطان نے خداوند کو جواب دیا کیا ایوب یونہی خدا سے ڈرتا ہے؟ کیا تُو نے اُس کے اور اس کے گھر کے گرد چاروں طرف باڑ نہیں بنائی ہے؟ تُو نے اس کے ہاتھ کے کام میں برکت بخشی ہے اور اس کے گلّے مُلک میں بڑھ گئے ہیں۔ پر تُو ذرا اپنا ہاتھ بڑھا کر جو کچھ اُس کا ہے اُسے چھو ہی دے تو کیا وہ تیرے منہ پر تیری تکفیر نہ کرے گا؟" (ایوب 1:9-11)

شیطان نے خدا کے سوال کا جواب اُس کے خادم پر ایک الزام لگاتے ہوئے دیا۔ وہ اب بھی ایسا ہی کرتا ہے؛ اُس کے دل میں اب بھی یہی خیال ہے کہ ایماندار صرف اس وجہ سے ایمان رکھتے ہیں کہ خدا سے انہیں کچھ حاصل ہو جائے۔ وہ خدا کو یہ بتانا پسند کرتا ہے کہ "تیرے لوگوں کا ایمان زر پرستی کا ہے، وہ تجھ سے محبت نہیں رکھتے"؛ وہ تجھ پر اِس لئے ایمان رکھتے ہیں کیونکہ تُو اُن کے ناز نخرے دیکھنے والا آسمانی باپ ہے۔"

اس لمحہ شیطان بائبل مقدس میں سے علمِ الٰہی کا ایک خوبصورت بھید کھولتا ہے۔ ایماندار کو دستیاب روحانی باڑ کے سامنے ابلیس بذاتِ خود کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ جب وہ کہتا ہے "کیا تُو نے اُس کے گرد چاروں طرف باڑ نہیں بنائی؟" تو شیطان اِس بات کا اقرار کر رہا ہے کہ وہ خدا کی

اجازت کے بغیر ایوب کو چھُو بھی نہیں سکتا۔ دراصل وہ خدا سے شکوہ کر رہا ہے کہ خدا نے اپنے خادم کے گرد تین طرح کی باڑ لگائی ہوئی ہے۔ پہلی باڑ اُس کی اپنی شخصیت کے گرد ہے، دوسری اُس کے خاندان کے گرد ہے، اور تیسری اُس کی املاک کے گرد ہے۔

شیطان یہاں ایک اور بات بھی کھولتا ہے۔ وہ جس نے اپنی روش کا آغاز خدا پر بے انصاف ہونے کا الزام لگا کر کیا تھا وہ اِسی الزام کو ہر زمانے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ اب بھی وہ ایمانداروں کا متلاشی ہے کہ وہ شیطان کے گھنونے کام کریں۔ وہ چاہتا ہے کہ خدا کا خاندان بھی ایک دوسرے پر الزام تراشی کرے۔

''وہ یقیناً تیرے منہ پر تیری تکفیر کرے گا''۔ شیطان صفائی سے بیان کرتا ہے کہ دراصل وہ چاہتا کیا ہے، اور کیا سُننا چاہتا ہے۔ وہ کس بات کا مشتاق ہے...... کون سی بات اُسے سب سے زیادہ خوش کرنے والی ہو سکتی ہے...... یہ سُننا کہ ''خدا بے انصاف ہے'' یا ''یہ کیسے ممکن تھا کہ خدا میرے ساتھ ایسا ہونے دیتا۔'' وہ صرف...... تھوڑی سی تکفیر...... چاہتا ہے۔ اس طرح شیطان کے اس نظریہ کو مضبوطی ملتی ہے کہ خدا کے لوگ کسی انعام یا اجر کی خاطر خدا کی خدمت کرتے ہیں، انہیں انعام دینے والے سے کوئی سروکار نہیں۔ تصور کریں کہ جب اُس کے پاس ہماری بابت کوئی الزام ہو تو خدا کے سامنے ملامت کرتے ہوئے وہ آسمان پر کتنا اکڑ اکڑ کر چلتا ہے۔

پھر خداوند نے شیطان سے کہا: ''دیکھ اُس کا سب کچھ تیرے اختیار میں ہے۔ صرف اُس کو ہاتھ نہ لگانا۔ تب شیطان خداوند کے سامنے سے چلا گیا۔'' (ایوب 12:1)

خدا اب بھی ایسے مناظر بناتا ہے۔ وہ ابلیس کو اجازت دیتا ہے کہ ایوب کو دکھ دے، لیکن اس کی حدیں مقرر کر دیتا ہے۔ خدا شیطان سے کہتا ہے ''ایوب اور اس کا خاندان تیرے ہاتھ میں ہیں۔ لیکن، پھر بھی تُو اِس شخص کو چھونا مت۔''

نئے عہد نامہ میں پولس رسول اِس آیت سے ہم آہنگ بات بتاتا ہے کہ خدا وفادار ہے اور وہ ہماری طاقت سے زیادہ ہماری آزمائش نہیں کرتا (1 کرنتھیوں 13:10)۔ ہم خدا کے

ہاتھوں میں محفوظ ہیں۔ ہمیں یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ چونکہ ہم اِس دنیا میں خداوند یسوع مسیح کی تاثیر رکھنا چاہتے ہیں، اس لئے ہم بھی اِس ملائیکی جنگ کا نشانہ بن سکتے ہیں۔

ترقی پذیر ایماندار جو اپنی زندگی مطالعہ اور خدا کے کلام کے اطلاق کے لئے وقف کر دیتا ہے وہ دشمن کے لئے ایک خطرہ بنتا ہے۔ اِس وجہ سے نہیں کہ شیطان ہم میں سے کسی سے ڈرتا ہے؛ بلکہ کوئی ایسی بات ہے ہی نہیں جس کی بابت وہ پرواہ کریگا۔ لیکن وہ ایک بات سے خوفزدہ رہتا ہے جو کہ کائنات میں سب سے زیادہ طاقتور...... خدا کا کلام جو روح القدس کی قدرت کے ساتھ پھیلتا ہے۔

خدا قابل ہے

دیکھ! میں خداوند تمام بشر کا خدا ہوں، کیا میرے لیے کوئی کام دشوار ہے(یرمیاہ27:32) خدا سے سب کچھ ہوسکتا ہے۔(متی26:19)

1۔خدا ایمان لانے والوں کو ہمیشہ بچانے کے قابل ہے۔(عبرانیوں25:7)

2۔خدا ہر ضرورت پوری کرنے کے قابل ہے۔(2 کرنتھیوں8:9)

3۔خدا آزمائش میں پڑے ہوؤں کو نکالنے کے قابل ہے(عبرانیوں18:2؛ 2پطرس9:2)

4۔خدا کمزور کو اٹھا کھڑا کرنے کے قابل ہے(زبور24:37؛ رومیوں4:14)۔

5۔خدا ہمیں گرنے سے بچانے کے قابل ہے(یہوداہ24)

6۔خدا تمام درخواستوں اور احتیاجوں کو پورا کرنے کے لائق ہے۔(افسیوں20:3)

7۔خدا اپنے بیٹے کی طرح قیامت میں ہمیں بھی مردوں میں سے جلانے کے لائق ہے۔ (عبرانیوں19:11؛فلپیوں21:3)

خدا وفادار ہے

1۔خدا گناہ معاف کرنے میں وفادار ہے(1یوحنا9:1)

2۔خدا ہماری نجات قائم رکھنے میں وفادار ہے(2 تیمتھیس13:2)

3۔خدا ہمیں آزمائشوں میں سے نکالنے میں وفادار ہے(1 کرنتھیوں13:10)

4۔خدا اپنے وعدوں کی تکمیل میں وفادار ہے(عبرانیوں23:10؛ رومیوں28:8)

5۔خدا ہمارے دکھوں کے وقت میں وفادار ہے(1پطرس19:4)

6۔خدا ہماری بابت اپنے منصوبہ کی تکمیل میں وفادار ہے(1 تھسلنیکیوں24:5)

7۔خدا ہمیں زور بخشنے میں وفادار ہے(2 تھسلنیکیوں3:3)

8۔خدا مسیح کے ساتھ ہماری رفاقت میں وفاداری سے شامل ہے(1 کرنتھیوں9:1)

9۔مسیح وفادار اور رحمدل سردار کاہن ہے۔(عبرانیوں17:2)

10۔خداوند یسوع مسیح وفاداری کے مترادف ہے(مکاشفہ11:19)۔

سبق 3-5

حملہ......شیطان کی جنگی حکمتِ عملی

ایوب 1:13-22
ایوب 2:1-10

کرنتھیوں کے نام اِس دوسرے خط میں پولس لکھتا ہے کہ وہ ابلیس کو موقع نہیں دینا چاہتا کہ کلیسیا میں اٹھنے والے مسئلہ کا فائدہ اٹھا سکے''...... کیونکہ ہم اس کے حیلوں سے ناواقف نہیں'' (2 کرنتھیوں 2:11)۔ یہاں جس لفظ کا ترجمہ ''حیلے'' کیا گیا ہے وہ یونانی زبان میں noema نوئما یعنی ''منصوبے، خاکے، اور حکمتِ عملی'' ہے۔

افسیوں 6:11 میں پولس رسول ہمیں بتاتا ہے کہ خدا کے سب ہتھیار باندھ لو، تا کہ ابلیس کے منصوبوں کے مقابلہ میں قائم رہ سکو'' یہاں پر لفظ یونانی زبان کا لفظ methodeia ''میتھوڈیا'' استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں ''فریب کاری کا ہنر، دھوکہ دہی کا فن، چالبازی۔'' ہمیں یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ ہمارا دشمن نہ صرف جنگی حکمتِ عملی کا ماہر ہے بلکہ وہ دھوکے باز، فریبی اور جھوٹا بھی ہے۔

افسیوں کے خط میں پولس اِس بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہتا ہے کہ ہماری کشتی گوشت اور خون سے نہیں بلکہ شرارت کی روحانی فوجوں سے ہے۔ یہاں استعمال ہونے والا لفظ ''کشتی'' دست بہ دست ہونے والی لڑائی کے لئے اصطلاح ہے۔

شیطان کے پاس ایمانداروں پر حملے کرنے کے انوکھے منصوبے ہیں، بالخصوص اُن پر جو ترقی پذیر ہوں، نیز ابلیس کے منصوبے انتہائی شخصی بھی ہوتے ہیں۔ہم میں سے ہر ایک کو تنہا کیا جا سکتا ہے تا کہ اُس کے گرائے ہوئے کارندے حملہ آور ہو سکیں اور یقین رکھیں کہ ہم ایسے حربوں کا شکار بھی ہو سکتے ہیں جو اُس نے ایوب کے خلاف استعمال کئے تھے یہی وجہ ہے کہ ایوب 12:1 میں بیان کردہ اصول کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے: دشمن ہمیں اُس وقت تک چھو نہیں سکتا جب تک خدا کی طرف سے اجازت نہ ہو۔اور اگر خدا اجازت دے دے، تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ وہ ہم سے بھی ایوب جتنا پیار کرتا ہے۔

> ''اور ایک دن جب اُس کے بیٹے اور بیٹیاں اپنے بڑے بھائی کے گھر میں کھانا کھا رہے اور مے نوشی کر رہے تھے۔تو ایک قاصد نے ایوب کے پاس آ کر کہا کہ بیل ہل میں جُتے تھے اور گدھے اُن کے پاس چر رہے تھے۔کہ سبا کے لوگ اُن پر ٹوٹ پڑے اور انہیں لے گئے اور نوکروں کو تہِ تیغ کیا اور فقط میں ہی اکیلا بچ نکلا ہوں کہ تجھے خبر دوں۔ وہ ابھی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک اور بھی آ کر کہنے لگا کہ خدا کی آگ آسمان سے نازل ہوئی اور بھیڑوں اور نوکروں کو جلا کر بھسم کر دیا اور فقط میں ہی اکیلا بچ نکلا کہ تجھے خبر دوں۔ وہ ابھی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک اور بھی آ کر کہنے لگا کہ کسدی تین غول ہو کر اونٹوں پر آ گرے اور انہیں لے گئے اور نوکروں کو تہِ تیغ کیا اور فقط میں ہی اکیلا بچ نکلا کہ تجھے خبر دوں۔ وہ ابھی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک اور بھی آ کر کہنے لگا کہ تیرے بیٹے بیٹیاں اپنے بڑے بھائی کے گھر میں کھانا کھا رہے اور مے نوشی کر رہے تھے۔اور دیکھ! بیابان سے ایک بڑی

آندھی چلی اور اُس کے گھر کے چاروں کونوں پر ایسے زور سے
ٹکرائی کہ وہ اُن جوانوں پر گر پڑا اور وہ مر گئے اور فقط میں ہی
اکیلا بچ نکلا کہ تجھے خبر دوں۔" (ایوب 1:13-19)

وقتوں کے معاملہ میں ہمارے دشمن کی حِس تقریباً کامل ہوتی ہے۔ شیطان نے کب ایوب کو چھلنی کرنے کا فیصلہ کیا؟ اُس وقت جب ایوب اِس دکھ کو انتہائی شدت کے ساتھ محسوس کرتا۔ شیطان نے ایوب کو اچھی طرح مطالعہ کیا تھا۔ بلاشبہ اُس نے ایوب کی زندگی کے حالات لکھے اور ایک فائل مرتب کر کے اُس پر "سب سے بڑا خطرہ" لکھا اور جو کچھ اُسے چاہیئے تھا وہ پا لیا۔

ایوب کو خدشہ رہتا تھا کہ اُس کے بچے خدا کی تکفیر کریں گے۔ وہ بالخصوص اُن کے جنم دن کے موقع پر اس بات کا زیادہ خدشہ رکھتا تھا، کیونکہ وہ سب اکٹھے ہو کر جشن مناتے تھے (ایوب 1:4-5,3:25)۔ اُسے خدشہ تھا کہ اُس کے بچے اپنی خوشیاں مناتے وقت اپنا آپ فراموش کر بیٹھیں گے، لہٰذا وہ ایسے وقت میں ہمیشہ دعا کرتا اور قربانیاں گذرانتا تھا۔

جنگ کے 10 اصول

1۔ ہدف: (لوقا 10:19؛ فلپیوں 3:8-10)۔ ہم کیوں لڑ رہے ہیں اور ہم کیا جیتیں گے؟ ہم اُس مقصد کے لئے لڑ رہے ہیں جس کی تکمیل کے لئے یسوع مسیح اِس دنیا میں آیا...... یعنی کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے۔ ایسا کرنے کے لئے ہمیں جاننے کی ضرورت ہوگی کہ یسوع کون، اُس کا اختیار کیا ہے اور ہمیں اُس کے ساتھ دکھوں میں شریک ہونا پڑے گا۔

2۔ پیش قدمی: (فلپیوں 3:12-14)۔ اپنا مقصد پورا کرنے کے لئے ہمیں مسلسل آگے بڑھنے کی ضرورت ہے، ہمیں بھی پولس رسول کی طرح "نشان کی طرف دوڑے چلے جانا ہے تا کہ اُس انعام کو جیت سکیں جس کے لئے مسیح ہمیں اُوپر بلاتا ہے۔" (بمطابق فلپیوں 3:14)

3۔ بھرپور توجہ: (فلپیوں 3:13)۔ "پوری توجہ" کا اشارہ فوج کے فیصلہ کُن معرکوں کی

پس شیطان نے یہ جانتے ہوئے کہ مناسب وقت پر مناسب حملہ ہزار بار حملہ کرنے سے بہتر ہے، انتظار کیا کہ کب ایوب کے بڑے بیٹے کی سالگرہ کا دن آئے گا یعنی ایوب کے پہلوٹھے بیٹے کی سالگرہ کا دن۔ ''عین اُس روز'' شیطان نے ٹھیک وقت پر اپنے حملہ کا آغاز کر دیا۔

جب اِس خاص دن میں اِن تمام آفات نے ایوب کو نشانہ بنایا ہوگا تب اُس کی سوچ کیسی رہی ہوگی؟ انتہائی منطقی نتیجہ تو کچھ اِس طرح نکلتا ہے کہ ''میرے بچوں نے یقیناً خدا کی تکفیر کی ہوگی۔ اسی لئے خدا نے اُن سے اُن کی زندگیاں لے لی ہیں، اور یہی وجہ ہوگی کہ خدا نے مجھے اِس قہر کا نشانہ بنایا ہے۔'' ممکن ہے ایوب نے اپنے آپ کو کم دعا کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا ہو۔ شیطان کا مقصد یہی تھا کہ مصیبتوں اور آفتوں کی وجہ سے ایوب کے اندر خوف اور احساسِ جرم پیدا ہو جائے۔

اگر ہم اپنی زندگی میں کسی خوف کو پالتے ہیں تو اس سے دشمن کو کام کرنے کے لئے جگہ مل جاتی ہے، اُسے ایسا ٹھکانہ مل جاتا ہے جہاں سے وہ بھرپور حملہ کر سکے۔ وہ جانتا ہے کہ ہم کس بات سے خوفزدہ ہوئے ہیں؛ وہ اُن باتوں سے بھی واقف ہے جن کی بابت ہم خدا کی بھلائی اور

طرف ہے۔ ہماری ساری توانائی، ہماری ساری توجہ، ہماری تمام تر سوچ یسوع مسیح پر مرکوز ہونی چاہئے (عبرانیوں 1:3)۔ ہمیں اُس وقت تک اپنی زندگیوں میں تیزی نہیں دکھانی چاہئے جب تک پولس رسول کے ساتھ مل کر یہ کہنے کے لائق نہ ہوں کہ ''......صرف یہ کرتا ہوں کہ جو چیزیں پیچھے رہ گئیں اُن کو بھول کر آگے کی چیزوں کی طرف بڑھا ہوا نشان کی طرف دوڑا ہوا جاتا ہوں......'' (فلپیوں 3:13-14)

4۔ فوج کا مالی حساب کتاب: (زکریاہ 4:6,10) فوج کے مالی حساب کتاب سے مراد فوج کو دستیاب تمام چیزوں کا انتہائی محتاط اور دانشمندانہ استعمال ہے۔ مسیحی ہوتے ہوئے ہمیں یہ سیکھنے کی ضرورت ہے کہ اپنی توانائی کو کبھی بھی ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کریں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم کشتی لڑنا نہ سیکھیں بلکہ ہمیشہ ایمان میں اطمینان کے ساتھ رہیں، یہ جانتے ہوئے کہ خدا چھوٹی چھوٹی چیزوں کے وسیلہ فتح مندی لانے میں شادمان ہوتا ہے یعنی بے وجود چیزوں کے وسیلہ۔

اس کے فضل کی بابت سوالات اٹھاتے ہیں، اور یہ ایسی باتیں ہوتی ہیں جنہیں وہ ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے استعمال کریگا۔

جب دشمن ہم پر کسی طرح کا حملہ شروع کرتا ہے، تو ہم اِس بات کو یقینی بنالیں کہ وہ وقت انتہائی مشکل اور ممکنہ پریشانی کا ہوتا ہے۔ یہ ایسے وقتوں میں ہوتا ہے جب ہم اکتائے ہوئے، تھکے ہوئے ، لاغر حالت میں، کمزوری میں اور کسی بڑی آزمائش کے گھیرے میں ہوتے ہیں۔شیطان ہمیشہ اِس طرح کے وقتوں میں کیوں حملہ آور ہوتا ہے؟ کیونکہ وہ حکمتِ عملی بنانے میں ماہر ہے۔اگر ہم اُس کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اُس کی حکمتِ عملی کو سمجھنے کی ضرورت ہو گی۔

وقتوں کی بابت ہمارے دشمن کی حِس اچھی؛ جبکہ اُس کی پیش بینی کی حس اور بھی زیادہ بہتر ہے۔اب سامنے ایک پُرسکون منظر ہے کہ اِس دن بھی ایوب روزمرہ مصروفیت کے کام کاج کررہا ہے کہ اُس سے تعلق رکھنے والی ہر ایک چیز اچانک متزلزل ہوگئی، اور جِس امن وسکون نے

5۔چاک وچوبند ہونا: (افسیوں4-5)۔ہمیں بڑی پھرتی، تیزی اور آسانی سے حرکت میں آنے کی ضرورت ہوتی ہے۔مسیحی زندگی نئے پن کے ساتھ چلنے کا نام ہے (رومیوں6:4)، یہ ایمان کی دوڑ ہے (2 کرنتھیوں 5 : 7)اور یہ دوڑ روح القدس کے وسیلہ دوڑی جاتی ہے (گلتیوں 5 : 16)، یہ محبت کی دوڑ ہے (افسیوں 5 : 2)، یہ نُور میں دوڑی جانے والی دوڑ ہے(1یوحنا7:1)

6۔تعاون: (افسیوں13,3:4)۔جنگ کے دوران تعاون سے انکار کرنا سنگین جرم ہے؛ ہم اِسے غداری کہتے ہیں۔تمام ایماندار مسیح میں ایک ہیں اور ہم سب سے تعاون اور ایسے کام کرنے کی توقع کی جاتی ہے جیسے ایک فوج روح اور ایمان کے اتحاد کے ساتھ کام کرتی ہے۔

7۔تحفظ: (یہوداہ21)۔ہمارے اردگرد میزائل، گر رہے اور گرنیڈ ادھر اُدھر پھٹ رہے ہوتے ہیں، گولیوں کی بوچھاڑ ہورہی ہوتی ہے۔ہمارے لئے صرف اور صرف ایک ...... محفوظ جگہ...... ہے: خدا کی محبت۔

اُس کا احاطہ کیا ہوا تھا وہ سب جاتا رہا۔ایک ہی ساعت میں۔

شیطان ہمیں امن وسکون کے لمحے برباد کرنے کا مشتاق رہتا ہے۔اُس کی بغاوت کی وجہ سے کائنات میں ابتری آ گئی۔پس یسوع مسیح سلامتی کا شہزادہ ہے،اور شیطان الجھن اور ابتری کا۔وہ ہم سے نفرت کرتا ہے،اور اُسے ہمارے باطنی اطمینان سے شدید نفرت ہے کیونکہ ایماندار کی زندگی میں باطنی اطمینان الٰہی قدرت کا عظیم ترین ثبوت ہوتا ہے۔خصوصاً جب نامناسب حالات میں بھی ہماری جانیں پُرسکون ہوتی ہیں،تو یہ بات شیطان کو بالکل پاگل کر دیتی ہے۔

اس دنیا پر قابلِ دید اثر پذیری کا یہ طریقہ نہیں کہ ہم معاشرے میں خدا کے لئے ایک ہلچل مچانے کی کوشش میں اِدھر اُدھر اچھلتے کودتے پھریں۔بہترین طریقہ یہ ہے کہ دھیمے ہو جائیں اور ایک ایسا کام کریں جو شیطان کو کسی بھی بات سے زیادہ تکلیف دیتا ہے......یعنی خداوند میں مطمئن رہیں۔اگر ہم باطنی امن واطمینان کو برقرار رکھنا نہیں جانتے،تو ہم جتنا چاہے کام کر لیں وہ بے اثر رہے گا۔

8۔دشمن کو حیران کرنا:(ایوب 21:1)۔جب ایوب نے گھٹنے ٹیک کر خدا کی ستائش کی، جب داؤد نے جاتی جولیت کو مارنے کے لئے فلاخن لہرائی،جب ہم درد اور تکلیف کا جواب ایمان کے ساتھ دیتے ہیں،خدا کی قوت کے سامنے دشمن کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں۔

9۔ابلاغیاتی رابطہ:(1 تھسلنیکیوں 17:5؛ 2 تیمتھیس 15:2)۔اگر ہم ہیڈ کوارٹر کے ساتھ مسلسل رابطہ میں نہ رہیں،تو کس طرح جانیں گے کہ ہم کس جگہ پر ہیں اور ہمیں کیا کرنا ہے؟ ہمیں خدا کے کلام کا مطالعہ کرنے اور ہر روز دعا کرنے کی ضرورت ہے۔

10۔دشمن کا تعاقب یا کھوج کرنا:(1 کرنتھیوں 22:9-23)۔اگر ہم جیتنا چاہتے ہیں تو ہمیں ہر روز مستعدی کے ساتھ دشمن کا تعاقب اور کھوج کرنے کی ضرورت ہے،اِس نظریہ کے ساتھ کہ اُسے مکمل شکست دینی ہے۔پولس نے باکمال خدمت کا پیچھا کیا تا کہ اُسے ایسے آدمی مل جائیں جنہیں وہ یسوع مسیح کے لئے جیت سکے۔

ہماری زندگی میں خدا کے ہر کام کا آغاز اطمینان اور آرام سے شروع ہوتا ہے۔لہٰذا ایسے حالات میں شیطان کا حملہ یقیناً بے کار ثابت ہوگا۔ جب تک وہ ایسا ماحول پیدا نہ کرلے جو ہمارے اطمینان اور سکون کو غارت کردے، وہ ہم پر کبھی حملہ نہیں کرے گا۔اگر وہ ہمارے احساسِ جرم کو استعمال کرنا چاہے گا تو احساسِ جرم پیدا کرے گا، اور اگر خوف کو استعمال کرنا چاہے تو خوف پیدا کرے گا۔

شدید دباؤ اور کٹھن حالات میں پُرسکون اور مطمئن رہنا انتہائی مضبوط حوصلہ کا کام ہے۔اور یہ خصوصیات انسان کے لئے فطری نہیں ہیں۔ یہ خود انضباطی اور سخت تربیت کے ذریعے پیدا کی جاتی ہیں۔ہمیں بدن کی سختی اور دفاع کو مضبوط بنانے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ سلامتی کے شہزادے پر سے توجہ ہٹائے بغیر ہم پے در پے حملوں کی تاب لا سکیں۔

ہمارے دشمن کو تھوڑا سا موقع بھی مل جائے تو وہ بہت زیادہ خرابی پیدا کردیتا ہے، خرابی پیدا کرنا بھی اُس کا من وپسند حربہ ہے۔وہ جانتا ہے کہ محض زبان کی خرابی بھی لوگوں پر ٹھیک ٹھاک اثر دکھاتی ہے جب اُنہیں اِس کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

بچ جانے والوں نے ممکنہ خوفزدہ حالت میں ایوب کو یہ بتایا تھا کہ "سبا کے لوگوں نے اور کسدیوں نے اُس کے نوکروں کو تہِ تیغ کرڈالا ہے۔" یہاں ہر ترجمہ کئے جانے والے لفظ "تہِ تیغ" کرنے کے معنی ہیں پوری شدت کے ساتھ حملہ کرنا۔ "تلوار کی دھار پر رکھنا" یا تہِ تیغ کرنا خوفزدہ کرنے والی اصطلاح ہے۔ بالخصوص یہ ایسے لوگوں میں خوف پیدا کرتی ہے جنہوں نے تصور میں سامی لوگوں کو ایسا کرتے دیکھا ہو۔تلوار اور تلوار کی دھار کا تصور کریں، جب یہ لوگوں پر چلائی گئی ہوگی تو اس نے کسطرح اُن کو کاٹ ڈالا ہوگا؛ سوچیں کہ حملہ آوروں نے ایوب کے نوکروں کے کس طرح ٹکڑے کردیئے ہونگے، اور یوں خوفزدہ ہونا نہایت آسان ہوگیا ہوگا۔ یقیناً شیطان یہی چاہتا تھا۔

اُس جملہ پر غور کریں جو ایوب 13:1 سے لے کر 22:1 تک تین بار دہرایا گیا ہے۔

''وہ ابھی یہ کہہ ہی رہا تھا''۔شیطان شاید ہی کوئی مصیبت اکیلی بھیجتا ہے؛ وہ تو ایک مُکے کے بعد دوسرا مارتا چلا جاتا ہے۔کیوں؟ اس لئے کہ صدمہ کئی پہلوؤں پر اثر انگیز کام کرتا ہے۔ ذاتی دفاع کا انتہائی جامع اصول یہ ہے کہ اپنے نشانہ پر صرف ایک ہی بار گولی مت چلائیں۔ متعدد گولیاں چلانے سے خوف کا اثر بہت بڑھ جاتا ہے۔

بالآخر، ہمارا دشمن اِس طرح مصیبت برپا کرتا ہے جس سے ہمیں محسوس ہو کہ گویا یہ خدا نے کیا ہے۔ایوب کے نوکر بھی اسی طرح کی صورتِ حال بنانے میں معاون ثابت ہوئے جب انہوں نے کہا کہ ''خدا کی آگ آسمان سے نازل ہوئی اور بھیڑوں اور نوکروں کو بھسم کر ڈالا۔'' گو آگ کو خدا نے ہی اجازت دی تھی مگر یہ آگ خدا کی نہیں تھی۔ یہ حوالہ اشارہ کرتا ہے کہ تمام تر فطری مصیبتیں خالق اور مخلوق کے مابین عدم توازن کا نتیجہ ہیں۔

ہم بعض اوقات بھول جاتے ہیں کہ روحانی جنگ جسمانی دنیا میں لڑی جا رہی ہے۔ایوب پر یہ ساری جسمانی مصیبتیں تقریباً دس منٹ کے عرصہ میں ٹوٹ پڑی تھیں اور یہ سب کچھ روحانی جنگ کا حصہ تھا۔

> ''تب ایوب نے اٹھ کر اپنا پیرہن چاک کیا اور سر منڈایا اور زمین
> پر گر کر سجدہ کیا اور کہا ننگا میں اپنی ماں کے پیٹ سے نکلا اور ننگا ہی
> واپس جاؤں گا خداوند نے دیا اور خداوند نے لے لیا خداوند کا نام
> مبارک ہو۔ان سب باتوں میں ایوب نے نہ تو گناہ کیا اور نہ خدا
> پر بے جا کام کا عیب لگایا۔'' (ایوب 1:20-22)

ایوب کا دکھ اور غم بے حساب ہے۔اُس نے اٹھ کر اپنا پیرہن چاک کیا جو کہ انتہائی شکستہ دلی کی علامت ہے۔اُس کی روح دو لخت ہو گئی، لیکن سارے غم کے لئے اس کا ردِعمل قادرِ مطلق خدا کے سامنے ستائش کی صورت میں ظاہر ہوا۔

اُس کے ایمان نے اُس کے درد کو مات دے دی، اور یوں ایوب نے شیطان کو فتح

پانے نہ دی جو اُس کا مقصد تھی۔ دشمن خدا کے فرزندوں سے یہ بات کہلوانا چاہتا ہے کہ ''میں ہی کیوں؟ خدا نے میرے ساتھ یہ سب کچھ کیوں ہونے دیا؟ محبت کرنے والا خدا ایسا دکھ آنے کی اجازت کیسے دے سکتا ہے؟'' شیطان آج ہمارے ساتھ بھی کچھ الگ سلوک نہیں کرتا۔ وہ خدا کے فرزندوں کے منہ سے اُس کی کردار کشی کروانا چاہتا ہے۔

''پھر ایک دن خدا کے بیٹے آئے کہ خداوند کے حضور حاضر ہوں اور شیطان بھی اُن کے درمیان آیا کہ خداوند کے آگے حاضر ہو اور خداوند نے شیطان سے پوچھا کہ تُو کہاں سے آتا ہے؟ شیطان نے خداوند کو جواب دیا کہ زمین پر اِدھر اُدھر گھومتا پھرتا اور اُس میں سیر کرتا ہوا آیا ہوں۔ خداوند نے شیطان سے کہا کیا تُو نے میرے بندہ ایوب کے حال پر بھی کچھ غور کیا؟ کیونکہ زمین پر اُس کی طرح کامل اور راستباز آدمی جو خداوند سے ڈرتا اور بدی سے دُور رہتا ہو کوئی نہیں۔ اور گو تُو نے مجھ کو ابھارا کہ بے سبب اُسے ہلاک کروں تو بھی وہ اپنی راستی پر قائم ہے۔ شیطان نے خداوند کو جواب دیا کہ کھال کے بدلے کھال بلکہ انسان اپنا سارا مال اپنی جان کے لئے دے ڈالے گا اب فقط اپنا ہاتھ بڑھا کر اُس کی ہڈی اور اُس کے گوشت کو چھوُ دے تو وہ تیرے منہ پر تیری تکفیر کرے گا۔ خداوند نے شیطان سے کہا کہ دیکھ وہ تیرے اختیار میں ہے فقط اُس کی جان محفوظ رہے۔''

(ایوب 2:1-6)

ایک بار پھر ایسا ہوا کہ خدا کے بیٹے اکھٹے تھے کہ شیطان بھی وہاں آ گیا۔ ایوب نے تمام مصیبتوں کے باوجود جس طرح ردِعمل ظاہر کیا تھا شاید اس بار اُسی وجہ سے شیطان کا چہرہ اترا

امن

امن کا ماحول: (فلپیوں 2:1)

امن کا فارمولا: فلپیوں (3:13-14)

امن کی مشق : فلپیوں (4:6-7,11-13)

امن کے لئے سات اصول

کیونکہ ہم ایمان پر چلتے ہیں نہ کہ آنکھوں دیکھے پر (2 کرنتھیوں 5:7)

1- ایمان کے وسیلہ اپنی زندگی کو خدا کا کامل منصوبہ سمجھتے ہوئے غیر مشروط طور پر قبول کریں (رومیوں 8:28؛ 1 تھسلنیکیوں 3:53:18)

2- ایمان کے وسیلہ خدا سے باشعور رفاقت کی زندگی گزاریں (1 یوحنا 1:7)

3- ایمان کے وسیلہ خدا کیساتھ اپنا حساب کتاب چکتا رکھیں (1 کرنتھیوں 11:23-31 ، 1 یوحنا 1:9)

4- ایمان کے وسیلہ ہر روز خدا کے کلام کے مشتاق رہیں (متی 4:4،5:6،11، 2 پطرس 3:18)

5- ایمان کے وسیلہ دعا کی قوت پر بھروسہ رکھیں (یعقوب 5،16، 1 پطرس 5:7)

6- ایمان کے وسیلہ خدا کے وعدوں میں شریک ہوں (2 پطرس 1: 4،عبرانیوں 6:17-20)

7- ایمان کے وسیلہ زندگی کی آزمائشوں میں ابدی مقاصد دیکھیں (2 کرنتھیوں 4:16-18)

جس کا دل قائم ہے تو اسے سلامت رکھے گا کیوں کہ اس کا توکل تجھ پر ہے (یسعیاہ 26:3)

ہوا تھا۔ خدا نے ایک بار پھر اس سے پوچھا کہ کہاں سے آیا ہے اور شیطان نے ایک بار پھر بتایا ''گھومتے پھرتے آ گیا ہوں۔'' تب خدا نے دشمن سے ایک ایسا سوال کیا جسے وہ سننا نہیں چاہتا تھا: ''کیا تُو نے میرے بندہ ایوب کے حال پر غور کیا ہے؟''

جب خدا نے کہا کہ ایوب کی طرح کوئی ''راستباز'' نہیں ہے، اس کے لئے عبرانی لفظ ''تُمّاہ'' tummah استعمال کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے، سادگی ، یکتائی، اور معصومیت''۔

ایوب کی راستبازی اِس بات میں ہے کہ اُس نے اپنے ساتھ ہونے والی کسی بات میں خدا کو موردِ الزام نہیں ٹھہرایا۔ خدا کے یہ کہنے میں بھی اُس کی راستبازی ثابت ہو جاتی ہے جب اُس نے شیطان سے کہا کہ "تُو نے مجھے اُس کے خلاف اکسایا کہ اُسے بے وجہ برباد کروں۔" یہاں جملے کا یہ حصہ "بے وجہ" ہمیں کچھ بتاتا ہے......ایوب میں کوئی ایسا گناہ نہیں تھا جو اُس پر مصیبت اور دکھ لانے کا سبب بنتا۔ وہ تادیب کا دکھ نہیں اٹھا رہا تھا۔

خدا کے سوال پر شیطان کا جواب ایک الزام تھا؛ اُس نے ایوب پر خود غرضی کا الزام لگایا۔ شیطان نے تاریخ کے ایک بے مثال، باصبر، باوقار اور صاحبِ فہم شخص پر خود غرضی اور خود بینی کا الزام لگایا تھا۔

شیطان نے خدا کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا "بے شک ابھی تک ایوب نے تیری تکفیر نہیں کی۔ تُو اُس کی بھیڑیں لے سکتا ہے، تُو اُس کی دولت لے سکتا ہے، تُو اُس کے نوکروں اور اُس کے خاندان پر حملہ آور ہو کر ہلاک کر سکتا ہے اور وہ اتنا خود غرض اور خود بین ہے کہ اِس بات سے اُس کے کان پر جُوں تک نہیں رینگی۔ اُس نے تو اپنے خاندان کا کوئی دکھ محسوس نہیں کیا۔ وہ تو وہیں پر بیٹھ کر کہتا ہے کہ "سب ٹھیک ہے۔" لیکن تُو ایسا کر کہ اُس کے بدن کو چھو، اُسے تکلیف پہنچا، اور وہ یقیناً تیری تکفیر کرے گا۔"

یہ پانچ میں سے تیسری بار ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ شیطان کا مقصد ایوب کو دکھ پہنچانا ہے (ایوب 1:11,5؛ 2:3,5,10)۔ چونکہ شیطان بڑی عداوت کے ساتھ خدا کی تحقیر کرتا ہے لہٰذا جب کوئی ایماندار خدا کی کردار کشی کرے تو شیطان اُس کی بڑی حمایت کرتا ہے۔

ہم ملائیکی جنگ کے عین وسط میں ہیں۔ جب خدا ہماری زندگیوں میں دباؤ، مشکلات، مصائب آنے کی اجازت دیتا ہے......خواہ چھوٹی ہوں یا بڑی......اور ہم اِن باتوں کو شکایت کئے بغیر قبول کرتے ہیں، اور تسلیم کرتے ہیں کہ خدا بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا کر رہا ہے، تب اُسے عزت و جلال ملتا ہے۔

لیکن جب آزمایش کی حالت میں ہم خدا پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ بے انصاف اور اُس میں راستی اور محبت نہیں، تب شیطان آموجود ہوتا ہے اور خدا کے تخت کے سامنے شیخی مارتا ہے۔ ہم جب بھی یہ سوچتے یا کہتے ہیں کہ ''میرے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ مناسب نہیں'' تو ہم شیطان کے گواہ بن جاتے ہیں۔ ہم جب بھی یہ سوال کرتے ہیں کہ ''محبت کرنے والا خدا ایسا کس طرح کر سکتا ہے؟'' یہ دلیل دیتے ہوئے کہ خدا محبت نہیں کرتا، تب ہم شیطان کی راہ کی پیروی کر رہے ہوتے ہیں۔ اُس بیان کا خالق شیطان ہے۔

خدا سے کوئی بدی صادر نہیں ہوتی۔ غور کریں کہ ایوب 6:2 میں خدا شیطان سے کیا کہتا ہے ''وہ تیرے ہاتھ (اختیار) میں ہے۔'' شیطان نے اِس بات کا تقاضا نہیں کیا تھا۔ شیطان نے خدا سے کہا کہ وہ ایوب کے گوشت اور ہڈی کو چھوئے۔ شیطان چاہتا تھا کہ خدا ذاتی طور پر ایوب کو جسمانی اذیت دے۔ خدا ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ خدا نے کہا ''وہ تیرے ہاتھ میں ہے۔ تُو چاہتا ہے کہ اُس کے ساتھ ایسا ہو؟ تو خود کر لے۔''

ممکن ہے شیطان کو ہماری حفاظتی باڑ میں آنے کی اجازت مل جائے، لیکن پھر بھی وہ خدا کی مقرر کردہ حدوں سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ ایوب کے معاملہ میں خدا نے یہ کہتے ہوئے حد مقرر کی کہ فقط اُس کی جان سلامت رہے۔ خدا کے پاس ہمیشہ دشمن کو یہ کہنے کا اختیار ہے ''بس یہاں تک، اِس سے آگے نہیں۔'' اور جب خدا اور زیادہ مشکلات اور اذیت ہماری زندگیوں میں آنے دیتا ہے تب ہم سوچتے ہیں کہ ہم قائم رہ سکتے ہیں، ہمیں یہ یاد رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ ہماری آزمایشوں کی سختی ہمارے اندر یسوع مسیح کیلئے اُس کے ابدی جلال اور تعظیم کا پیمانہ ہے۔

> ''تب شیطان خداوند کے سامنے سے چلا گیا اور ایوب کو تلوے
> سے چاند تک دردناک پھوڑوں سے دکھ دیا۔ اور وہ اپنے کو
> کھجانے کے لئے ایک ٹھیکرا لے کر راکھ پر بیٹھ گیا۔ تب اس کی
> بیوی اس سے کہنے لگی کہ کیا تُو اب بھی اپنی راستی پر قائم رہے گا؟

خدا کی تکفیر کر اور مر جا۔ پر اُس نے اُس سے کہا کہ تُو نادان عورتوں کی سی باتیں کرتی ہے۔ کیا ہم خدا کے ہاتھ سے سُکھ پائیں اور دکھ نہ پائیں؟ اِن سب باتوں میں ایوب نے اپنے لبوں سے خطا نہ کی۔" (ایوب 2:7-10)

اس موقع پر ایوب کا دکھ اور اذیت انتہائی دہشت ناک ہے۔ اُس کا جسم سر سے لے کر پاؤں کے تلوے تک پھوڑوں سے بھر گیا ہے۔ وہ تڑپا دینے والے درد کی کیفیت میں ہے، اور اِس میں سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں ہے۔ اُس کی خارش ناقابلِ برداشت ہے، اس لئے وہ ایک ٹھیکرا یعنی مٹی کے ٹوٹے برتن کا ایک ٹکڑا لے کر راکھ میں بیٹھ گیا تا کہ اپنا بدن کھُجائے ۔ بعد ازاں؛ ایوب 7:5 میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ آگے چل کر اُس کے پھوڑوں میں کیڑے پڑ گئے اور وہ مٹی کے ڈھیلوں سے ڈھک گیا تھا۔ ایوب 30:17 اور 30 آیات میں ہم سیکھتے ہیں کہ اُسے تیز

"جنگ میں کوئی وقفہ نہیں"

ہمیں یاد رکھنا ہے کہ اس اندیکھی جنگ میں کبھی کوئی وقفہ نہیں آتا۔ خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانے کے وقت سے لے مسیح کے ساتھ شامل رہنے تک ایسا ایک لمحہ بھی نہیں آتا جس میں دشمن حملہ آور نہ ہوتا ہو۔ ہم اس جنگ کے متحرک لڑاکا ہیں خواہ اِس بات کو پسند کریں یا نہ کریں۔

یہ دنیا جسے ہم ابلیس کا کائناتی محور کہتے ہیں، اس کے ہر ایک براعظم میں ہونے والی جنگ میں ایماندار ہر روز کروڑوں لڑائیاں لڑتے ہیں۔ ہمیں ہر روز اِس مسئلہ کا سامنا رہتا ہے کہ آیا ہم خدا کو جلال دینے والے ہوں گے یا اپنی بڑائی کریں گے۔ یہ بات ہمیشہ سے اِس ملائیکی جنگ کا مرکز رہی ہے۔ ہر روز ہمارے پاس یہ موقع ہوتا ہے کہ یا تو خداوند کا ابدی جلال حاصل کر لیں یا اپنی عارضی بڑائی حاصل کریں۔

یسوع نے کہا "اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی سے انکار کرے اور اپنی صلیب اٹھائے اور میرے پیچھے ہو لے" (مرقس 8:34)۔ صلیب اٹھا کر چلنے کا مطلب ہے اپنی زندگی کے لئے خدا کے مقصد اور ارادے کی پہچان رکھنا، اور اپنی زندگیاں اس کے لئے وقف کرنا، اور کبھی دستبردار نہ ہونا۔ یہ بات زبردست انداز سے خود انکاری کی متقاضی ہے۔

بخار بھی ہو گیا اور اُس کی ہڈیوں میں شدید درد شروع ہو گیا۔

اس موقع پر ایوب کی بیوی دشمن کے ساتھ ہو گئی۔ شیطان اِس خاتون کو زندہ رکھنا چاہتا تھا، شیطان کے پاس اُس کے لئے ایک منصوبہ تھا، اور وہ شیطان کی عین مرضی کے مطابق اس منصوبے میں پھنس گئی۔ وہ چڑچڑی، تلخ اور کینہ پرور بن گئی اور اُس نے خدا کو الزام دیا۔ وہ اپنے شوہر سے کہنے لگی کہ اُس کے لئے مر جانا بہتر ہے، اور ہم تصور کر سکتے ہیں کہ اُس نے یہ بات اُس سے صرف ایک بار نہیں کہی ہو گی۔ وہ ایسا کہتی رہتی ہو گی...... یا کم از کم اُس کے چہرے پر اس بات کا اظہار ضرور دکھائی دیتا رہتا ہو گا، وہ بھی ہر بار۔ وہ راکھ کے قریب سے گزر جاتی ہو گی جہاں ایوب خاموشی کے ساتھ اذیت برداشت کر رہا تھا۔

اپنی بیوی کے لئے ایوب کا ردِعمل یہ دکھاتا ہے کہ وہ کس قدر نرم مزاج شخص تھا۔ اِن آیات میں، ہم ایک قدیم خاندانی جھگڑے کا عکس دیکھتے ہیں، جو ایک شدید قسم کے دکھ میں پھنسا ہوا

ہمیں ہمیشہ یہ بات ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے کہ صلیب سے تاج تک سفر کا راستہ اُوپر کی طرف جانے والا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پولس رسول (فلپیوں 14:3) میں لفظ "بڑھا ہوا جاتا ہوں۔" استعمال کرتا ہے۔ اس کے لئے یونانی لفظ dioko کے معنی ہیں "دباؤ ڈالنا، متلاشی رہنا، تلاش کرنا، ترجیحات میں رکھنا۔" ہمیں اپنی ترجیح قائم کرتے ہوئے زور لگانا ہے تاکہ صلیب پر سے ہونے والے فضل کو اپنی روزمرہ زندگیوں تک محفوظ رکھیں، تاکہ عمدہ روحانی فضل تک پہنچیں۔ ہم ہر روز بڑھتے چلے جاتے ہیں، ہر روز فضل میں اور اپنے منجی خداوند یسوع مسیح کی پہچان میں بڑھتے رہتے ہیں۔ اور جب ہم ایسا کرتے ہیں، تو ہم اس فہم تک پہنچیں گے کہ فضل کا دیا جانا کیا ہے، فضل کی باتیں ہمارے تصور سے بھی زیادہ ہیں۔ لیکن ایک ہی چیز ہے جو یہ ہمیں یہ سب کچھ دکھائے گی، اور وہ ہے زیادہ بڑی ضرورت۔

پس ہمیں اس طرح زندگی گزارنا سیکھنے کی ضرورت ہے گویا زندگی صرف آج کے دن کی ہے۔ ہمیں زندگی کو کسی "میراتھان" ریس میں دوڑنے والوں کی طرح گزارنے کی ضرورت ہے۔ اگر دوڑنے والا اُن تمام منازل کی بابت سوچتا رہے جو آگے آنے والی ہوں، تو وہ ریس چھوڑ دینے کی طرف سوچے گا...... بالخصوص...... جب اُسے اُس فاصلہ کی تکالیف یاد آئیں جو وہ پیچھے چھوڑ آیا ہے۔ پس وہ ریس کا آغاز کرتے وقت تو منازل گنتا ہے۔ لیکن کچھ وقت گزرنے کے بعد وہ نصف میل، پھر پاؤ میل اور پھر گزوں کے

ہے۔ اُس گھر میں فوتگی ہوئی ہے، وہاں چپقلش، لڑائی، ڈاکہ زنی، مالی نقصان جیسے کام ہوئے ہیں ...... اگر بیوی کی طرف سے دیکھا جائے تو...... تو زاویہ نگاہ بھی کھو چکا ہے۔ جب ایوب نے اُس سے کہا کہ وہ ''نادان عورتوں کی سی باتیں کرتی ہے'' تو اُس نے عبرانی زبان کا ایک لفظ nebalah ''نیبالاہ'' استعمال کیا جس کے معنی ہیں، ''ماند پڑنا موسمی تلخی سے جل جانا۔'' یہ لفظ برگشتگی کی طرف اشارہ کرتا ہے؛ ایوب کہہ رہا ہے کہ ''تم برگشتہ ہو جانے والی عورتوں جیسی باتیں کر رہی ہو۔''

اس کے بعد وہ اُس سے ایک سوال کرتا ہے ''کیا ہم خدا کے ہاتھ سے سُکھ پائیں اور دکھ نہ پائیں؟'' یہ سوال کرتے وقت وہ تین اہم تعلیمی اصولات کی تصویر کشی کرتا ہے۔

1۔ ایسا ایماندار جو صرف برکات ہی چاہتا ہو وہ کمزور ہے اور اُس میں شعور نہیں۔

2۔ ایسا ایماندار جو مصیبت کے وقت شکایت اور شکوہ کرتا ہے وہ نہ ہی خدا کو اور نہ اس کے منصوبے کو سمجھتا ہے۔

بارے میں سوچنا شروع کرتا ہے اور پھر اُس مقام تک جا پہنچتا ہے جہاں اُسے صرف چند قدم اٹھانے کی ضرورت رہ جاتی ہے۔

مسیحی زندگی کی دوڑ کو ہم بڑی تیزی سے شروع کرتے اور اپنے پورے زور سے دوڑنا چاہتے ہیں۔ پھر دوڑتے دوڑتے ایک مقام پر ہمیں احساس ہوتا ہے کہ یہ لمبی دوڑ ہے اور بہتر ہوگا کہ ہم اپنی رفتار کم کر لیں اور آگے کی لمبی دوڑ کے لئے توانا رہیں۔ یسعیاہ 31:40 اُن لوگوں کی بابت بیان کرتی ہے جو ''خداوند پر اپنی نظریں مرکوز رکھتے اور اُس کے مشتاق رہتے ہیں۔ اس کے لئے وہاں عبرانی لفظ qawah استعمال کیا گیا ہے جو ''ایمان'' کے لئے ٹھوس عبرانی لفظ ہے۔ وہ پہلا کام یہ کرتے ہیں کہ ''عقابوں کی طرح اپنے پر پھیلاتے ہیں۔'' اس کے بعد وہ دوڑتے ہیں اور تھکتے نہیں، اور بالآخر وہ چلتے ہیں اور ماندہ نہیں ہوتے۔

ہم جیسے جیسے شعور پاتے ہیں تو خود کو پُرسکون رکھنا سیکھتے ہیں۔ ہم اپنی روزانہ کی مشکلات سے اُسی روز کے اندر نمٹنا سیکھتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ فضل ہر لحہ کارگر ہے، اور ہم ہر دن کے لئے بحرانوں، دکھوں اور مشکلات میں سے گزرنا سیکھتے ہیں۔ ہم اپنی کمزوریوں، کوتاہیوں اور آزمائشوں سے نمٹنا سیکھتے ہیں۔ ہم اپنے آپ سے یہ نہیں کہتے کہ ''میں اپنی زندگی کے باقی ایام میں اس سے کیسے نمٹوں گا؟'' ہم تو اس طرح کہتے ہیں کہ ''کیا میں اِسے آج کے آج حل کر سکتا ہوں؟''

3۔ایسا ایماندار جود باؤ میں آ کر دُور ہٹ جاتا ہے، وہ نہ تو ملائیکی جنگ کو سمجھتا ہے اور نہ ہی خدا کی قدرت کو۔

ایوب جس جنگ کا حصہ تھا، اُس جنگ نے اُسے راکھ پر سے اٹھا کر خدا کی تخت کی حضور میں پہنچا دیا تھا،لیکن یہ جنگ جان (بدن) کی حالت میں جیتی گئی تھی۔اپنی ساری مصیبت اور سارے دکھوں کے دوران ''ایوب نے اپنے ہونٹوں سے خدا کے خلاف کوئی گناہ نہیں کیا۔'' بلکہ جو کچھ اُسکے منہ پر آیا یا نہ آیا وہ بالکل وہی تھا جو کچھ اُسکے دل میں تھا۔ایوب نے اپنے خیالات کی وجہ سے یہ جنگ جیت لی؛ اُس نے خدا پر ایمان رکھنا پسند کیا۔اُسکا ایمان ہی اُسکی فتح تھا۔

ساری انسانی تاریخ شخصی اور انفرادی فیصلوں کے گرد گھومتی ہے۔ملائیکی جنگ کا فیصلہ آسمانیوں کے درمیان، اندیکھی دنیا میں نہیں بلکہ اِس دیدنی دنیا میں مردوں اور عورتوں دونوں کی جانوں میں انفرادی طور سے ہوتا ہے۔انسان کی سوچوں میں خدا کے منصوبہ کے تعلق سے ہر روز لاکھوں جنگیں ہوتی ہیں۔اور جب بھی کوئی شخص ان سوچوں کو مسیح یسوع کے تابع کرنے کا فیصلہ کرتا ہے تو شیطان ایک اور جنگ ہار جاتا ہے۔

دن بھر کی کامیابی کے بعد ہم لیٹ جاتے اور اُس دن کو ابدیت کے سپرد کرتے ہوئے اطمینان سے سو جاتے ہیں۔ہم نے اُس روز کے لئے خداوند یسوع مسیح کیلئے جلال پالیا ہے۔اگلے روز پھر سب کچھ اُسی طرح سے شروع ہوتا ہے۔ہمیں ایسے دن ملیں گے جن میں ہم مسیح کو عزت و تعظیم دیں گے،اور ایسے بھی ہوں گے جن میں ہم ایسا نہیں کرتے۔ہمارے سامنے ایسا وقت بھی ہوگا جب ہمیں عزت و تعظیم اور راستبازی قائم رکھنے کی جدوجہد میں صرف پانچ منٹ چاہئے ہوتے ہیں،اور ہم ایسا کر گذریں گے،اور ممکن ہے کہ جیسے ہی وہ پانچ منٹ ختم ہوں،تو ہم منہ کے بل جا گریں۔لیکن جس طرح یرمیاہ نبی ہمیں نوحہ 3:22-23 میں یاد دلاتا ہے،سورج طلوع ہوتے دیکھ کر ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا فضل آج کے دن کے لئے بحال ہو چکا ہے۔ہم جانتے ہیں کہ اِس دن میں بھی آزمائشیں اور امتحان ہوں گے لیکن اس کے ساتھ ساتھ عظیم شادمانی اور برکات بھی ہوں گی۔اور ہم مستعدی سے چلتے رہتے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جس پر ہمارا ایمان ہے وہ کون ہے اور ہماری لڑائی کا مقصد کیا ہے۔

فیصلے

1۔یسوع مسیح زمانوں پر اختیار رکھتا ہے

اگر زمانوں پر یسوع مسیح کا اختیار ہے تو پھر زندگی میں بحران تو ہو سکتے ہیں لیکن کسی طرح کا المیہ نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی بلاوجہ اِن کا شکار ہوتا ہے۔(رومیوں 8:28؛ افسیوں 1:11؛ کلسیوں 1:17؛ مکاشفہ 22:12-13)۔

2۔ہر شخص کیلئے وقت اور مشکلات مختص کی جاتی ہیں

خدا نے ہم میں سے ہر ایک کو وقت کا خاص دورانیہ دیا ہے اور اس وقت میں دکھوں، مشکلات اور بحرانوں کی ایک خاص تعداد بھی ٹھہرائی ہے۔لیکن اُس نے ہم سب کو مشکلات سے آزادی بھی بخشی ہے۔(خروج 4؛ ایوب 7:5؛ زبور 37,19:34)

3۔تمام بحران ہمیشہ آزمائش پر مشتمل ہوتے ہیں

ممکن ہے شیطان اُس باڑ کے اندر آ جائے جو خدا نے ہمارے گرد لگائی ہے مگر وہ کبھی بھی الٰہی حدوں سے آگے نہیں جا سکتا۔(پیدائش 1:22-19؛ ایوب 1؛2:1 کرنتھیوں 13:10)۔

4۔ہر بحران ہمیں فیصلے کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

خدا ہماری زندگیوں میں دباؤ اور بحران آنے دیتا ہے، اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ وہ ہمیں دکھا سکے کہ ہم اندر سے کیا ہیں۔بحران ہمیں فیصلے کرنے پر مجبور کرتے ہیں اور ہر فیصلے میں ہمیں بدی اور نیکی میں سے کسی ایک کو چُن لینے کا موقع ہوتا ہے۔

5۔مستقبل کے ہر فیصلے میں ماضی کے فیصلوں کا عنصر شامل ہوتا ہے۔

داؤد کے فیصلے (1 سموئیل 23، 2 سموئیل 2, 4, 11-18) اور پولس رسول کے فیصلے (2 کرنتھیوں 1:1-12؛ 2 کرنتھیوں 4:8-15؛ 2 کرنتھیوں 11,6) اِس بات کی خاکہ کشی کرتے ہیں۔ہمارا ہر اچھا انتخاب مستقبل میں زیادہ بڑے انتخاب کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ہر غلط انتخاب مستقبل کے انتخاب کو محدود اور چھوٹا کر دیتا ہے۔آج ہم اپنے فیصلے کرتے ہیں، کل ہم اپنے فیصلوں کے رحم و کرم پر ہوں گے۔اگر ہم بُرے فیصلے ہی کرتے رہیں گے، تو ہم اپنی جانوں کو بے حس بنا لیں گے اور ہمارا روحانی احساس جاتا رہے گا۔

6۔دوارادے ایسے ہیں جو ہر طرح کے بحران پر اثر انداز ہوتے ہیں

خدا کی عظیم مرضی اور انسان کی تبدیل ہو جانے والی مرضی ہر بحران میں مصروفِ عمل رہتی ہے (استثنا8:1-20، 11:26-28؛ یرمیاہ 18:5-12، حزقی ایل 18:20-29)۔ بنائے عالم سے پیشتر خدا نے ہر ممکنہ انتخاب کو دیکھ لیا تھا اور ہر ایک فیصلہ کو جانچ لیا تھا۔اُس نے عالمِ کُل کی حیثیت سے تمام فیصلے ہمیں پیدا کرنے سے بھی پیشتر کر لئے تھے؛ اُس کا کیا ہوا کوئی فیصلہ کبھی تبدیل نہیں ہوگا۔ اُس کے فیصلے اور اُس کی مرضی اس حد تک کامل ہے کہ اُس نے وہ سب باتیں اپنے کلام میں ہم پر ظاہر کر دی ہیں۔ انسانی تاریخ کے تمام عرصہ میں، انسان نے اکثر ایسی من پسند باتوں کا انتخاب کیا اور اب بھی کرتا ہے...... جو خدا کے کلام کے بالکل خلاف ہوتی ہیں۔ اِن سب باتوں کے چُننے کا تاریخ پر گہرا اثر ہوتا ہے؛ ایسی تمام من پسند باتیں دکھ پیدا کرتی ہیں۔ بُرے فیصلے ہمیشہ انسانی دکھ پیدا کرتے ہیں کیونکہ یہ سب خدا کے منصوبے کے برعکس ہوتے ہیں۔

7۔ہم اپنے فیصلوں کا پھل ہیں

ہم اپنے ماحول کی پیداوار نہیں ہیں اور ہم دوسرے لوگوں کی طرف سے نہیں ہیں...... جب تک ہم ایسا ہونے کا فیصلہ نہ کریں۔ فیصلے لوگوں کو تشکیل دیتے ہیں۔ہم سب میں فیصلے کرنے کی ایک خاص مرضی پائی جاتی ہے۔اُن فیصلوں کے لئے کوئی نہ کوئی نمونہ ہوتا ہے، اور ہوتے ہوتے وہ نمونہ ہماری زندگی کا رجحان بن جاتا ہے۔ رجحان سے ہماری عادتیں جنم لیتی ہیں اور پھر کردار بنتا ہے۔خدا ہماری زندگیوں کے رجحان کی بابت سب سے زیادہ فکر کرتا ہے۔

مثال کے طور پر داؤد کو ہی دیکھ لیں۔ اگر ہم داؤد کی زندگی میں صرف انفرادی کاموں کو دیکھیں، تو ہم شاید اُسے بدکردار، جھوٹا، چور، دردمند باپ، زانی، اور بے وفا کہتے۔ داؤد میں یہ سب باتیں موجود تھیں۔لیکن یہ داؤد کی زندگی کی عادتیں نہیں تھیں۔ اگر داؤد کی زندگی کا خاکہ بنائیں تو وہ سٹاک مارکیٹ کے سالانہ اچھے منافع کے گراف کی طرح ہوگا۔ اُس نے کچھ حاصل کیا ہوگا، پھر اُس نے کچھ کھویا ہوگا، اس کے بعد اُس نے پھر کچھ حاصل کیا ہوگا، اور پھر کچھ کھویا ہوگا۔لیکن اُس کی حاصل کردہ چیزیں کھو دینے والی چیزوں سے ہمیشہ زیادہ تھیں۔ داؤد نے مسلسل اوپر کی جانب ترقی کی اور روحانی دنیا میں بھی بہت بلندی حاصل کی۔

سبق 5-4

فتح......فضل اور سچائی

ایوب 2:11-13
ایوب 19:25-26

شیطان اپنے شکار کے خلاف جو کچھ بھی کر سکتا تھا اُس نے کیا لیکن وہ ایوب کو خدا کی رفاقت سے باز نہ رکھ سکا۔ وہ اِس شخص کو زیر نہ کر سکا......نہ ہی مالی نقصان پہنچا کر اور نہ ہی اُس کے خاندان اور اُس کی صحت کو برباد کر کے۔ لیکن تُرپ چال کے لئے کچھ پتّے ابلیس نے اپنی آستینوں میں چھپا کر رکھے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ عموماً ہوتا ہے یہاں پر بھی ایماندار لوگ ہی دشمن کے پکّے تھے۔

شیطان نے ایوب کی عیادت اور تسلی کے لئے تین ایمانداروں کو بھیجا۔ وہ سچائی سے لیس ہو کر آئے تھے؛ انہیں اپنا عقیدہ بھی یاد تھا۔ لیکن جھوٹوں کے باپ کو اِس بار سچائی سے کوئی خطرہ محسوس نہ ہوا کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ وہ تینوں آدمی اِس سچائی کو فضل میں لپیٹ کر پیش نہیں کریں گے۔

شیطان کو فضل سے نفرت ہے۔ اُس کے پاس فضل سے نفرت کرنے کی وجہ بھی ہے۔ سچائی خدا کی راستبازی کا کامل معیار ہے۔ اگر فضل نہ ہوتا تو کوئی بھی شخص اِس معیار تک کبھی نہ پہنچ سکتا۔ مسیح نے صلیب پر جو کام کیا اُس کے وسیلہ خدا انسان پر فضل ہی تو کر سکتا ہے۔ صرف فضل کے وسیلہ ہی انسان خدا کے ساتھ تعلق رکھ سکتا ہے۔ شیطان کے زاویہء نگاہ سے جو بات سب سے بُری

ہے، وہ یہ کہ فضل سے سارا جلال خدا کو ملتا ہے کیونکہ فضل مفت ملتا ہے......اِسے کمایا یا اِس کا حق جتایا نہیں جا سکتا۔

خداوند یسوع مسیح نے اپنی زندگی میں سچائی اور فضل کے کامل توازن سے خدا کا جلال ظاہر کیا (یوحنا 14:1)۔ جب ہماری زندگیوں میں اُس فضل کا توازن جو روح القدس کی معموری سے اور اُس سچائی کا توازن جو خدا کے کلام کے مطالعہ سے آتا ہے درست ہو تو ہم خدمت کے لئے قوت پاتے ہیں؛ تب ہم مسیح کے پُر تاثیر ایلچی ٹھہرتے ہیں۔ جب وہ دونوں ہی باتیں غیر متوازن ہوں تو مسیح کی نہیں بلکہ کسی اور کی خدمت کر رہے ہوتے ہیں۔

> ''جب ایوب کے تین دوستوں تیمانی الیفز اور سُوخی بلدد اور نعماتی ضوفر نے اُس ساری آفت کا حال جو اُس پر آئی تھی سُنا تو وہ اپنی اپنی جگہ سے چلے اور انہوں نے آپس میں عہد کیا کہ جا کر اس کے ساتھ روئیں اور اُسے تسلی دیں۔ اور جب انہوں نے دُور سے نگاہ کی اور اُسے نہ پہچانا تو وہ چلّا چلّا کر رونے لگے اور ہر ایک نے اپنا پیراہن چاک کی اا اور اپنے سر کے اوپر آسمان کی طرف دھول اڑائی۔ اور وہ سات دن اور سات رات اس کے ساتھ زمین پر بیٹھے رہے اور کسی نے اُس سے ایک بات نہ کہی کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ اُس کا غم بہت بڑا ہے۔''
>
> (ایوب 2:11-13)

یہ تینوں تکریم کے اعتبار سے شہزادے اور انتہائی با اثر لوگ تھے۔ بلا شبہ انہوں نے ایوب کے لئے ترس اور رحم محسوس کیا، اور آپس میں ایک بات ٹھہرائی کہ جا کر اُسے تسلی دیں۔ اُن کے خیالات اور ارادے نیک تھے۔

ممکن ہے اُن لوگوں کی روایت رہی ہو کہ میزبان کے بولنے سے پہلے بات چیت

شروع نہ کریں بلکہ خاموش بیٹھے رہیں۔ایوب سات دن میں ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالتا۔دکھ اور اذیت اور تکلیف اور بے چینی اِس قدر زیادہ تھی کہ وہ خوف کے مارے اپنا منہ تک نہیں کھولتا۔

ہمارے لئے بھی اچھا ہے کہ اپنا منہ بند رکھنا، اپنے ہونٹوں کو سی لینا سیکھیں کیونکہ جو بات ایک بار منہ سے نکل جائے وہ کبھی واپس نہیں آتی۔ایوب کی جان میں قدرت کے ظہور کی ایک ایسی جنگ چل رہی تھی جس سے اندر ہی اندر اُس کے چیتھڑے ہوتے جا رہے تھے، اور اُس نے اپنا منہ بھینچ کر بند کیا ہوا ہے، تا نہ ہو کہ وہ اپنا منہ کھولے اور اُس کے اندر کا سیلاب باہر اُمڈ آئے۔ایوب کے اندر انتہا درجے کی تلخی اُبل رہی تھی جو آخرکار باہر آئے گی۔لیکن اِس موقع پر ایوب خود کو خاموش رکھتا ہے۔

سات دن گزر جانے کے بعد ایوب بولا۔تب اُس کے دوستوں کی خاموشی بھی ٹوٹی، اور یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ لوگ جو ایوب کو حوصلہ دینے آئے تھے اُن کے اندر اتنا حوصلہ ہی نہیں تھا

دکھ اٹھانا

ایسی کوئی تکنیک نہیں ہے کہ درد میں سے دکھ کو الگ کر لیا جائے۔ایمان کا کام یہ نہیں ہے کہ ہمارا درد دُور کر دے، بلکہ وہ اِسے برداشت کرنے کی قوت دیتا ہے......ہم صرف کمزوریوں میں ہی خدا کی کفایت کو دریافت کر سکتے ہیں (2 کرنتھیوں 2:16،3:5،12:9-10)۔دکھ اٹھانا خدا کے فرزندوں کے لئے اُس کے منصوبے کا حصہ ہے۔آگ میں تپا کر خالص کیا گیا ایمان یسوع مسیح کو ہمارے لئے حقیقی بنا دیتا ہے اور جب تک وہ ہمارے لئے حقیقی نہ ہو ہم اُسے کسی دوسرے کیلئے حقیقی نہیں بنا سکتے۔پس اگر ہم روحانی زندگی میں بڑھنا چاہتے ہیں تو ہمیں دکھ اٹھانا ضرور ہے۔

روحانی ترقی کے پانچ درجات اور دکھ اٹھانے کے پانچ درجات میں یکسانیت پائی جاتی ہے جس کی خاکہ کشی 1 پطرس میں پیش کی گئی ہے۔

1۔دکھ اور آزمائش (1 پطرس 1:6-7)۔ایک شیر خوار ایماندار کی حیثیت سے ہمیں جس پہلے امتحان میں کامیاب ہونے کی ضرورت ہے وہ ہماری روزمرہ کی آزمائش اور دکھ ہیں۔سوال یہ ہے کہ ہم کتنی خوبصورتی کے ساتھ دنیاوی اشتعال انگیزی کا اور روزمرہ کی اُن باتوں کا سامنا کرتے

کہ کسی اور کو دے سکیں۔

اس وقت سے ایوب کے تینوں دوستوں نے اپنے علم کی بمباری شروع کر دی اور اِس خیال کا اظہار کرنے لگے کہ ایوب کے ساتھ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے۔ حالانکہ وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ متفق نہیں ہو پا رہے تھے......سوائے ایک بات کے......کہ ہم تینوں ٹھیک ہیں اور ایوب غلط ہے۔ تیسرے باب سے 32 ویں باب تک، یہ تینوں دوست ایوب کی عدالت کرتے رہے، اُس کو الزام دیتے رہے اور اس کے ساتھ بحث و تکرار کرتے رہے۔ اِس تمام وقت کے دوران انہوں نے تسلی، تعاون، حوصلہ افزائی، رحم دلی، اور ہمدردی کا ایک بھی لفظ منہ سے نہ کہا۔

گمراہی کا شکار ایماندار اپنی سچائیوں سے اتنی بڑی تباہی لاتے ہیں کہ شیطان اپنے جھوٹ سے بھی ایسی تباہی نہیں لا سکتا۔ نیک ارادوں کا بُرے اعمال میں تبدیل ہو جانا انتہائی آسان ہوتا ہے۔ ایوب کے یہ تین دوست بھی ایماندار ہیں؛ یہ صاحبِ علم ہیں اور عقائدی تعلیم بھی

ہیں جو ہوتی تو چھوٹی ہیں مگر غلط یا خراب ہو جاتی ہیں، اور یہ سب باتیں دنیا میں رہتے ہوئے لوگوں کے ساتھ میل جول کا فطری نتیجہ ہوتی ہیں۔ ہم جب بھی کسی دکھ کا سامنا کریں تو اس کے ساتھ ساتھ آزمائش بھی ہوتی ہے......کہ ہم کسطرح سے اپنے جذبات یا انسانی جواز کا اظہار کرتے ہیں، کس طرح انسانی ذرائع کی طرف مائل ہو جاتے ہیں، تا کہ ایمان کے بجائے کسی بھی اور طرح سے اُس بات کا سامنا کر سکیں۔

2۔ ناحق دکھ تکلیف (1 پطرس 19:2): دوسرا امتحان جس کا سامنا تقریباً ایمان کی نوجوانی کے وقت ہو سکتا ہے یہ ہے کہ ہم کتنے بہتر انداز سے ناحق دکھ اور تکلیف کے سامنے کھڑے رہ سکتے ہیں۔ کیا ہم حسد، بدگوئی، بے انصافی، بدسلوکی کو برداشت کر سکتے ہیں،......یا خاموشی کے ساتھ، بلا انتقام، بغض اور ذہنی رویہ کے گناہ میں گرے بغیر اس کی برداشت کر سکتے ہیں؟ اسی طرح شادی میں، دوستی میں، کام کاج کے دوران ہماری بار بار آزمائش ہو گی۔ جب کسی کم لائق شخص کو وہ ترقی دے دی جائے گی جس کے ہم مستحق ہوں، یا کسی ایسے کام کا الزام لگا دیا جائے جو ہم نے نہ کیا ہو، جب ہمارے کردار پر کسی دوسرے کے جھوٹ کو ترجیح دے دی جائے تو ایسے میں ہم اپنا دفاع خود کریں گے یا خدا کو موقع دیں گے کہ ہمارا دفاع کرے؟

رکھتے ہیں۔لیکن وہ شیطان کی مرضی پوری کرر ہے ہیں۔ایوب پر اِس منطق کے ساتھ حملہ آور ہوکر کہ اگر اُس پر دکھ آیا ہے تو یقیناً اُس نے کوئی گناہ کیا ہوگا، وہ ایسا کام کرر ہے تھے جو ایوب کے ساتھ کسی تکلیف اور دکھ نے بھی نہ کیا ہوگا۔ وہ ایوب کو خدا کے منصوبہ اور راہِ راست سے باہر کرنے کے مرتکب ہوئے۔

یہاں قائدین کے لئے ایک اصول پایا جاتا ہے: اگر کوئی تکلیف اٹھا رہا ہو تو اُس کی بابت کبھی یہ اندازہ مت لگائیں کہ اُس نے کوئی خطا کی ہوگی۔ یہ بچگانہ سوچ ہے۔ دکھوں کی اور وجوہات بھی ہیں جنہیں بائبل مقدس میں بیان کیا گیا ہے اور ایسی تکالیف کا اُن تکلیفوں سے کوئی تعلق نہیں جو گناہ کی وجہ سے آتی ہیں۔

شاگردوں نے یہ بات یوحنا 9 باب میں دریافت کی۔ایک روز وہ خداوند کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے کہ انہوں نے جنم کے ایک اندھے کو دیکھا۔اچانک ہی علمِ الٰہی کا ایک سوال

3۔راستبازی کی خاطر دکھ اٹھانا (1 پطرس 3:14-15): جو کام ہم نے نہ کیا ہو اس کے لئے دکھ اٹھانا ایک بات ہے لیکن اپنی کسی نیکی کی بابت دکھ اٹھانا بالکل فرق بات ہے۔ راستبازی کی خاطر دکھ اٹھا کر ممکن ہے کہ ہم اپنا دل و جان خدمت میں لگا دیں اور اس کے بعد ہم پر جھوٹے جذبہ کا الزام لگایا جائے۔ ممکن ہے ہم کسی سنڈے سکول کے لئے خود کو کئی سال تک وقف کئے رکھیں اور پھر وہاں عملے میں پائی جانے والی ناچاکی اور حسد کی وجہ سے نکال دیئے جائیں۔ بلاشبہ اسطرح کی آزمایش ایسے بالغ اور باشعور ایمانداروں پر آئے گی جن کی خدمت نے اِس دنیا پر اثر دکھانا شروع کر دیا ہو۔سوال یہ ہے کہ: کیا ہم اپنی نگاہیں یسوع مسیح پر مرکوز رکھ سکتے ہیں یا اپنے دکھ درد کو موقع دیں گے کہ ہمارے اندر تلخی پیدا کرے؟

4۔مسیح کے ساتھ دکھ اٹھانا (1 پطرس 4:12-13)۔مسیح نے کیوں دکھ اٹھایا؟ اُس نے ہمیں خدا کے پاس لانے کے لئے دکھ اٹھایا؛ اُس نے خود کو قربان کر دیا تا کہ ہمیں زندگی مل جائے۔یسوع مسیح کے ساتھ دکھ اٹھانے یا اس کے دکھوں میں شریک ہونے سے مراد یہ ہے کہ ہم خدمت کے ایسے دور میں داخل ہو گئے ہیں جہاں ہم مستقل قربان ہوتے ہیں ہمیں مخالفت کا مسلسل سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ ہم مسیح یسوع کے مقصد کو بتدریج پورا کرر ہے ہوتے ہیں.....کھوئے ہوؤں

اُن کے سامنے آیا، پس انہوں نے یسوع نے پوچھا اِس کے اندھا پیدا ہونے کے پیچھے کس کا گناہ تھا...... اِس کا یا اِس کے والدین کا۔ اُن کی سوچ کے مطابق یا تو والدین نے گناہ کیا تھا جس کی وجہ سے یہ شخص اندھا پیدا ہوا...... یا پھر خدا جانتا تھا کہ یہ شخص کسی روز کوئی ہولناک گناہ کرے گا، لہذا پیشگی مکافاتی عدالت کے نتیجہ میں یہ شخص اندھا پیدا ہوا ہے۔

ایسے بہت لوگ ہیں جو خود کو الٰہیاتی علم کے سوالات میں پھنسائے رکھتے ہیں لیکن اُنہیں لوگوں کا کوئی خیال نہیں ہوتا۔ ایوب کے دوست بھی علمِ الٰہی میں الجھے ہوئے تھے، لیکن انہیں ایوب کی کچھ زیادہ پرواہ نہیں تھی۔ شاگردوں کو بھی اُس شخص کی صورت حال کی بابت تشویش تھی لیکن بحیثیتِ ذاتی انہیں اُسکا کچھ خیال نہ تھا۔ اُن کے سامنے وہ شخص بذاتِ خود ایک تفصیل تھا لیکن اُنہیں اپنے راسخ عقیدہ اور الٰہیاتی علم کے تعلق سے اُس سوال کی زیادہ فکر تھی جو اُن کے اندر تھا۔

بلاشبہ وہ شخص مسیح یسوع کے لئے انتہائی اہم تھا۔ ان ہی جیسوں کے لئے یسوع صلیب

کو خوشخبری کا پیغام دے کر، ایمانداروں کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اور انہیں بائبل کی تعلیم دے کر۔ چونکہ ابلیس اس جہان کا خدا اور تاریکی کی قوتوں کا حاکم ہے، وہ اپنی ساری فوجیں ایسے ایمانداروں کو روکنے میں لگا دے گا جو یسوع مسیح میں بڑھ رہے ہوں گے۔ اگر ہم اپنی ترقی کرتے جائیں تو اُسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی لیکن جب معاملہ مسیح کی ترقی کا ہو تو ابلیس بڑی نفرت ظاہر کرتا ہے، یعنی اُس وقت جب لوگ ہمیں دیکھیں تو انہیں ہمارے اندر یسوع مسیح نظر آئے اور وہ اُس کے فضل میں شامل ہونے اور اُس کی پہچان میں بڑھنے کیلئے تیار ہو جائیں۔ جب یہ کام شروع ہو جاتا ہے تو شیطان خطرہ محسوس کرنا شروع کر دیتا ہے۔ جب ہم یسوع مسیح کے دکھوں میں شریک ہونے تک پہنچ جاتے ہیں اس وقت ہم ایمان کے سورما بن جاتے ہیں۔

5۔ شیطان کے شخصی حملے (1 پطرس 8:5): اگر ہم خاطر خواہ ترقی کر لیں...... کیونکہ تاریخ میں چند ایک لوگ ہی اتنی ترقی پانے والے ہوئے ہیں...... تو ایسا وقت آ جائے گا جس میں ہمیں شیطان کے شخصی حملوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چونکہ ہم یہ جانتے ہیں کہ ابلیس ایمانداروں پر حملہ آور ہو کر اُن کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرتا اور ہماری زندگیوں کے لئے خدا کے منصوبے میں خلل ڈالتا ہے، ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ابلیس ہر جگہ موجود ہونے کی قدرت نہیں رکھتا۔ شیطان ایک وقت

پر مرنے کے لئے آیا تھا۔ پس اُن کے جواب میں خداوند یسوع مسیح نے مُڑ کر دیکھا اور ان سے کہا کہ نہ تو اِس شخص نے گناہ کیا ہے اور نہ ہی اِس کے ماں باپ نے کوئی گناہ کیا اُن کا یہ بچہ پیدا ہو۔ یسوع نے انہیں بتایا کہ اِس شخص کے اندھے پن کا گناہ سے کوئی تعلق نہیں ہے؛ اس کا تمام تر تعلق اِس بات سے ہے کہ یہ شخص مخصوص کیا گیا ہے، خدا نے ازل ہی سے اِسے چُن لیا تھا، کہ آج اِس کے اندھے پن کی وجہ سے خداوند یسوع مسیح کو جلال دے۔

تھوڑی دیر کے لئے آپ خود کو اُس نابینا شخص کی جگہ تصور کریں، جس کی ساری زندگی اندھے پن میں گزری، اور اُس کی ٹھیک ہو جانے کی دعا بھی کی ہو، اور بار بار یہ سوال بھی یقیناً کیا ہو کہ ''آخر میں ہی کیوں؟'' پھر ایک دن آپ کے کانوں میں کسی کے قدموں کی چاپ سُنائی دے، اور کوئی آپ کے کان میں سرگوشی کر کے کہے کہ ''ابنِ داؤد آ رہا ہے!'' سب سے پہلے آپ شاگردوں کا تلخ سوال سُنتے ہیں، اور آپ یہ جانتے ہیں کہ ہر شخص یہ سوچتے ہوئے آپ کی طرف دیکھ رہا ہے کہ ایسا کون سا ہولناک کام کیا تھا کہ آپ پر اتنی سختی ہے۔ اور اس کے بعد آپ کو انتہائی پُرجلال آواز میں ایسے جملے سُننے کو ملتے ہیں جیسے پہلے کبھی نہ سُنے ہوں۔ ''یہ شخص مجھے جلال دینے کے لئے پیدا ہوا تھا۔ اِس نے چالیس سال تک اندھا پن برداشت کیا ہے تاکہ میری تعظیم ہو

میں ایک جگہ پر ہو سکتا ہے۔ اُس کے پاس کافی شیطانی روحیں ہیں جنہیں وہ عام نوعیت کے ایمانداروں کے خلاف مقرر کرتا ہے، لیکن کچھ کام وہ اپنے کرنے کے لئے بھی رکھ چھوڑتا ہے۔ جب وہ گرجنے والے ببر شیر کی طرح گھومتا پھرتا اور تلاش میں ہوتا ہے کہ کسی کو پھاڑ کھائے، تو وہ کس قسم کے لوگوں کی تلاش میں ہوتا ہے؟ ایوب جیسے، پطرس جیسے اور پولس جیسے لوگوں کو ڈھونڈتا ہے؟ وہ لوگ جو زمانے پر اپنا اثر چھوڑنا شروع کرتے ہیں وہ بلاشبہ شیطان کے حملوں کی زد میں آتے ہیں۔ جب اُن پر حملے ہوتے ہیں تو وہ کیا کرتے ہیں؟ یہ منظر خوش کُن نہیں ہے۔ ایوب اپنے دوستوں کی طرف سے حملوں کی زد میں آ کر اپنی بابت افسردہ ہونا شروع کر دیتا ہے، پطرس اپنے خداوند کا انکار کر دیتا ہے۔ جب ایماندار خود کو شیطان کی زد میں دیکھتا ہے، تو وہ دنیا کو زیادہ اہمیت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا بلکہ اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ دنیا کیا سوچتی ہے کیونکہ ایماندار کا فاتح سورما تو خدا ہے۔

سکے۔'' کیا یہ الفاظ آپ کی ساری تکلیف اور تمام احساسِ کمتری جواب تک سہتے چلے آئے ہیں، آپ میں سے دور نہیں کر دے گا؟ ایوب کے ساتھ بھی کچھ اسی طرح ہوا تھا۔

''لیکن میں جانتا ہوں کہ میرا مخلصی دینے والا زندہ ہے۔ اور آخر کار وہ زمین پر کھڑا ہو گا۔ اور اپنی کھال کے اس طرح برباد ہو جانے کے بعد بھی میں اپنے اِس جسم میں سے خدا کو دیکھوں گا۔'' (ایوب 19:25-26)

تیسرے اور 38ویں باب کے درمیان ایوب اپنے جنم دن پر لعنت کرتے ہوئے اپنی خاموشی توڑتا ہے اور پھر 38ویں باب میں بولتا ہے جہاں خداوند ایوب کو ایک بگولے میں سے جواب دیتا ہے، کہ یہ شخص نشیب و فراز کا شکار ہے۔ ''ایوب کے صبر'' کو بڑے ٹھوس الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے۔ ایوب خداوند سے اپنی نگاہ ہٹا لیتا ہے اور اس کا نظریہ جاتا رہتا ہے۔

لیکن سب باتوں میں ایوب اِس بات کی قائلیت میں قائم رہتا ہے کہ اُس کا مخلصی دینے والا زندہ ہے۔ اُسے معلوم ہے کہ پاک خدا اور نجس انسان کے درمیان شفاعت کرنے والا کوئی ہے، وہ یہ بھی جانتا ہے کہ وہ جو کوئی بھی ہے وہ خدا اور انسان دونوں جیسا ہے (ایوب 9:32-33)۔ وہ پُر اعتماد ہے کہ خدا سب انتظام کرے گا۔ اس دوران، وہ ہر حالت میں خدا کی خدمت کرنے کی خواہش ظاہر کرتا ہے ''دیکھو وہ مجھے قتل کرے گا...... میں اُس پر امید رکھوں گا۔'' (بمطابق ایوب 13:15)۔

جب خدا نے آخرِ کار اپنی خاموشی توڑی (ایوب 38-41) تو وہ یہ نہیں کہتا کہ ''ایوب! اب مجھے ذرا یہ بتانے کا موقع دے کہ میں نے یہ سب تیرے ساتھ کیوں ہونے دیا اور سب کچھ اِس طرح سے کیوں ہوا۔'' بلکہ خدا نے کچھ اس طرح سے کہا، ''ایوب، کیا تُو سمجھ سکتا ہے کہ صبح کیسے ہوتی ہے؟ کیا تُو صبح لا سکتا ہے؟ کیا تُو اندھیرے اور روشنی کو جُدا کر سکتا ہے؟ کیا تجھے سمجھ ہے کہ عقاب کس طرح اڑتے ہیں؟ کیا تُو باز کی پرواز کی وضاحت کر سکتا ہے؟ اگر تُو سمجھتا ہے تو پھر یہ بھی

سمجھ سکتا ہے کہ تیرے ساتھ یہ سب کچھ کیوں ہوا، تب تُو میری جگہ لے سکتا ہے۔ یا کیا تُو مجھ پر حملہ آور ہونے کو ہے تا کہ میرا انصاف کرے؟ جو کچھ میں کرتا ہوں اُس کی وجوہات بھی رکھتا ہوں، اور میں تجھے یہ بتانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا کہ وہ وجوہات کیا ہیں۔ پس تُو ایسے آدمی کی طرح کیوں اٹھ کھڑا نہیں ہوتا جو اُن باتوں کو قبول کرتا ہے جنہیں میں ہونے دیتا ہوں۔''

پس ایوب اٹھ کر اپنے اوپر سے راکھ جھاڑتا اور اقرار کرتا ہے کہ وہ سب باتیں نہیں جانتا (ایوب 42:1-6)۔ وہ خدا ہی کو خدا رکھنے کا فیصلہ کرتا ہے۔ ایوب کو مرے بہت زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ اُس واقعہ کا تاریخی اثر اِس دنیا پر نظر آنا شروع ہو گیا۔ جو کچھ ایوب کے ساتھ ہوا اُس کی بابت خدا کے پاس اپنی وجوہات تھیں۔

''خدا نے تمام انسانوں کا جائزہ لینے کے بعد کہا'' اگلی اندیکھی جنگ کا میدان ایوب ہو گا۔ دشمن کی سب فوجوں کو اجازت ہو گی کہ اِس آدمی کے خلاف مصائب کا طوفان کھڑا کر دیں۔ میں اُسے قوت دوں گا اور اُس کے دکھ اور مصیبت میں اُسے قائم رکھوں گا۔ سب انسان، فرشتے اور شیاطین دیکھیں دے کہ آسمانی تخت سے ملنے والی روحانی زندگی جان کے لئے پُرکشش ہونے کو کافی ہے۔ یہ دنیا جہاں مشقت اور کاوشوں کا مقصد خوشحالی اور آسانی ہے، جہاں زیادہ تر دعاؤں کا مقصد شخصی صحت اور شادمانی کا حصول ہے، جہاں عزیزوں کے ساتھ رفاقت شراکت کو سب سے بڑی رفاقت سمجھا جاتا ہے، میں دشمن کو اجازت دوں گا کہ بھیڑوں اور گلّوں کو لے لے۔ میں انسان کے بیٹوں اور بیٹیوں کو مرنے دوں گا۔ میں اس کے بدن کو طاعون اور اذیت ناک درد سے تکلیف پہنچاؤں گا۔ اُسکی بیوی کو اجازت دوں کا کہ اُس سے منہ موڑ لے اور دشمن کا ساتھ دے۔ میں اُس کے دوستوں کو بھیجوں گا کہ مایوسی اور ناامیدی کے مشورے دیں۔ اُسے انسانوں میں سب سے زیادہ برباد کروں گا تو بھی وہ مصلحت نہ کرے گا اور اُس کی آنکھوں میں جھجک نہ ہو گی اور وہ اپنی آنکھیں مسلسل ابدی چیزوں پر مرکوز رکھے گا اور اس کے خیالات اُن سچائیوں پر لگے رہیں گے جو انسانی بصیرت سے بالاتر ہیں۔ اس کے فہم میں یہ بات ہو گی کہ خدا کی مرضی کے سامنے کسی کی مرضی نہیں چلتی۔ اور اس جنگ کے نتیجہ میں وہ نہ صرف اپنی ثابت قدمی کا ثبوت دے گا بلکہ آنے

والی صدیوں میں ہزاروں جانوں کے لئے بھی تسلی بنے گا اور شیطان کا منہ خاک سے بھر دیا جائے گا۔" (بارن ہاؤس، The Invisible War، 141)۔

ایمان کی اچھی کُشتی

ہم ایک روحانی جنگ لڑتے ہیں۔ ہم اس جنگ کی روحانی کیفیت کو جتنا زیادہ سمجھیں گے، یہ اتنی ہی آسان ہوتی جائے گی۔ روحانی جنگ کسی بھی دوسری لڑائی سے بدتر ہوتی ہے۔ ہمیں سوچوں اور خیالوں کی دنیا میں یہ لڑائی لڑنی پڑتی ہے۔ ہمیں مسلسل متضاد اطلاعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے...... روحانی دنیا سے زیادہ الجھا دینے والی اور کوئی چیز نہیں ہوتی...... تو بھی ہم سے صرف کھڑے رہنے کی توقع نہیں کی جاتی بلکہ کام کرتے رہنے کی توقع کی جاتی ہے۔ اس روحانی جنگ میں ہمارے لئے......

☆ روحانی دشمن ہوتے ہیں (افسیوں 12:6)

☆ روحانی ہتھیار ہوتے ہیں (2 کرنتھیوں 4:10؛ افسیوں 17:6 ب)

☆ روحانی بکتر بھی ہے (افسیوں 11:6-17)

☆ روحانی جنگی حکمتِ عملی ہوتی ہے (1 سموئیل 47:17)

☆ روحانی فتح ہوتی ہے (2 کرنتھیوں 14:2)

☆ روحانی اجر ہوتا ہے (2 تیمتھیس 8:4)

یہ لڑائی اچھی کیوں ہے؟

1۔ یہ لڑائی اس لئے اچھی ہے کیونکہ اس میں دنیا کا سب سے دیانتدار، معزز اور محترم شخص قیادت کرتا ہے۔ یہ لڑائی اس لئے اچھی ہے کیونکہ یہ یسوع مسیح کی لڑائی ہے۔

2۔ یہ لڑائی اس لئے اچھی ہے کیونکہ اس کی فتح صلیب کی فتح ہے جس پر ہر عیب رکھنے والے شخص کے لئے ایک ایسے شخص نے جان دی جو ہر طرح سے بے عیب ہے۔

3۔ یہ لڑائی اس لئے اچھی ہے کیونکہ انسانی جانوں کی خاطر لڑی جاتی ہے۔

4۔ یہ لڑائی اس لئے اچھی ہے کیونکہ یہ شیطان کے خلاف ہے۔

5۔ یہ لڑائی اس لئے اچھی ہے کیونکہ کائنات کے سب سے اچھے جذبہ یعنی خدا کی محبت کے ساتھ لڑی جاتی ہے۔

سبق 5-5

پیش منظر......فضائی استقبال

اعمال 1:6-8

1 تھسلنیکیوں 5:1-11

افسیوں 5:15-17

جو جنگ ہم لڑ رہے ہیں جلد ہی کسی روز ختم ہو جائے گی۔ ہمارے لئے اِس بات کو سمجھنا اہم ہے۔نبوتوں اور آئندہ کی باتوں کا مطالعہ اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ ہمیں آئندہ کی چیزوں کی امید اور حل کی باتوں کا تناظر مل سکے۔اگر ہم خدا کے منصوبہ کی بابت الجھن کا شکار ہیں کہ یہ کس طرح کام کرتا ہے اور انسانی تاریخ میں اُس کے نظام الاوقات کی بابت الجھن محسوس کرتے ہیں تو ہم اپنی زندگی میں روز بہ روز اصل مقام سے ہٹتے چلے جائیں گے۔ہمیں اِس بات کا دھیان رکھتے ہوئے توازن قائم رکھنا ہوگا کہ ہم اپنی نگاہیں اس حد تک جمائے نہ رکھیں کہ موجودہ دنوں کی باتیں ہماری سامنے دھندلا جائیں یا آج میں اتنے مگن نہ ہو جائیں کہ بھول ہی جائیں کہ ہم یہاں کیوں ہیں اور ہمیں کہاں جانا ہے۔

> ''پس انہوں نے جمع ہو کر اُس سے یہ پوچھا کہ اے خداوند! کیا
> تُو اسی وقت اسرائیل کو بادشاہی پھر عطا کرے گا؟ اُس نے اُن
> سے کہا اُن وقتوں اور میعادوں کا جاننا جنہیں باپ نے اپنے ہی

اختیار میں رکھا ہے تمہارا کام نہیں۔لیکن جب روح القدس تم پر
نازل ہوگا تو تُم قوت پاؤ گے اور یروشلیم ، اور تمام یہودیہ اور
سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہو گے۔"
(اعمال 1:6-8)

یہ گفتگو خداوند کے جی اٹھنے اور آسمان پر جانے کے درمیان کسی وقت ہوئی تھی۔فعل ماضی نامکمل کا استعمال کرتے ہوئے "انہوں نے خداوند سے پوچھا"۔یہ بات اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ وہ یسوع سے یہ سوال مسلسل پوچھتے رہے۔

"اُس وقت" کا لفظی مطلب ہے "اُس زمانہ میں"۔ یہاں لفظ "وقت" کے لئے یونانی لفظ chronos استعمال کیا گیا ہے جس سے ہمیں انگریزی زبان کا لفظ Chronology (علم التواریخ) ملتا ہے، اور یہ یونانی زبان میں "زمانہ" کے لئے استعمال ہونے والے چار الفاظ میں سے ایک ہے۔شاگردوں کو ادواریت کی خاصی سمجھ تھی اور وہ وقوع پذیر ہونے والے واقعات کا تاریخ وار جائزہ لے رہے تھے۔انہوں نے دیکھا کہ مصلوبیت کے بعد دفن کئے جانے اور جی اٹھنے کا کام ہو چکا ہے اور اب یسوع اُن کے ساتھ تقریباً چالیس دن سے موجود ہے: اور اُن کا کہنا کچھ اس طرح سے تھا "اس حقیقت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہ تُو صلیب پر چڑھا، تُو نے سب کے گناہوں کی قیمت چُکائی، سب کے لئے نجات کا انتظام کیا، اور کیا اب تجھے ......تاریخ کی روشنی میں......اسرائیل کی بادشاہی کو بحال کرنا ہے؟"

"بحالی" کے معنی ہیں کسی چیز کو اُس کی سابقہ حالت میں لے آنا۔شاگرد پرانے عہد نامہ کے اُن وعدوں کا حوالہ دے رہے تھے جن میں بیان کیا گیا تھا کہ مسیحِ موعود اپنی بادشاہت قائم کرے گا جو اُس سے کبھی واپس نہ لی جائے گی۔اُن کے ذہنوں میں 2 سموئیل 7:10-16 میں مذکورہ عہدِ داؤدی تھا جس میں داؤد کے ساتھ ایک ابدی بادشاہت، ایک ابدی تخت اور ایک ابدی خوشحالی کا وعدہ کیا گیا تھا۔بلا شبہ وہ یسوع مسیح کو جان گئے تھے کہ مسیحِ موعود یہی ہے اور اب یسوع کی

طرف سے اس بات کے منتظر تھے کہ وہ رومیوں کو اٹھا کر دُور پھینک دے اور زمین پر اپنی بادشاہی قائم کرے۔

لیکن اُن کی سوچ میں ایک کمی تھی۔ شاگردوں نے اِس حقیقت کو مدِ نظر نہیں رکھا تھا کہ یسوع نے گزشتہ چالیس روز سے ''اسرائیل کی بادشاہت'' کے بارے میں کوئی بات نہیں کی بلکہ ''خدا کی بادشاہی'' کے بارے میں بتاتا رہا ہے (اعمال 3:1)۔ اِن دونوں میں فرق ہے۔

ابنِ داؤد نے آ کر خود کو یہودیوں کے سامنے مسیحِ موعود اور اُن کے بادشاہ کی حیثیت سے پیش کیا، لیکن انہوں نے اُس کا انکار کیا (متی 39:23)۔ اسرائیل کی بادشاہت کا قیام اب ملتوی ہو گیا تھا، کیونکہ خدا نے یکسر غیر متوقع کام کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ دانی ایل نبی کی پیشن گوئیاں بیان کرتی ہیں کہ مسیحِ موعود خداوند یسوع مسیح کی پہلی آمد اور دوسری آمد کے درمیان اسرائیلی تاریخ میں ایک رخنہ آئے گا (دانی ایل 26:9)۔ یہ دور کلیسیائی دور ہو گا جس کے درمیان خدا کی بادشاہی قائم کی جا رہی ہے۔

جس بادشاہی کا تعارف خداوند یسوع نے بالا خانہ میں گفتگو کے دوران دینا شروع کیا تھا، ایسی بادشاہی تھی جس کی بابت وہ شاگردوں کو اپنے جی اٹھنے سے لے کر اب تک بتاتے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہ ایک روحانی بادشاہی ہے، وہ جس میں ہم سب یسوع مسیح پر ایمان لاتے ہی داخل ہو جاتے ہیں ''جتنوں نے اُسے قبول کیا، اُس نے انہیں خدا کے فرزند ہونے کا حق بخشا......'' (یوحنا 12:1)۔ بعد ازاں پولس رسول نے اِس کی وضاحت اس طرح سے کی ''اس لئے اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے۔ پرانی چیزیں جاتی رہیں، دیکھو وہ نئی ہو گئیں۔'' (2 کرنتھیوں 17:5)۔

اسرائیل کی بحالی کے بارے میں شاگردوں کے سوال کے جواب میں خداوند یسوع ایک پُر زور انکار یہ تاثر دیتے ہوئے کہتا ہے کہ ''جن وقتوں کو اور معیادوں کو باپ نے اپنے اختیار میں رکھا ہے اُن کے بارے میں تمہیں جاننے کی ضرورت نہیں۔'' یہاں ''مقرر'' کے لئے یونانی لفظ

خداوند کا دن......مسیح کا دن

پرانے عہد نامہ میں خداند کے دن کو منفرد طور سے بیان کیا گیا ہے۔ اِس میں انتہائی عظیم نبوتی پہلو پایا جاتا ہے مثلاً، یسعیاہ 2:17,13:6-9؛ یوایل 1:3-14,2-1؛ زکریاہ 14:1-9 اور ملاکی 4:1-2 جیسے حوالہ جات میں۔

1۔ خداوند کا دن کی بابت یہ بھید ہی ہے کہ کب آئے گا۔ پہلا پطرس 1:12 ہمیں بتاتی ہے کہ پرانے عہد کے انبیا نے اِس کا اندازہ لگانے کی بہت کوشش اور تحقیق کی کہ یہ کب واقع ہوگا۔

2۔ خداوند کا دن مستقبل کا ہی کوئی دن تھا اور ہنوز ایسا ہی ہے۔

3۔ بنیادی طور پر خداوند کا دن عدالت کا دن ہے۔ ہر حوالہ اشارہ کرتا ہے کہ یہ انتہائی ہولناک وقت ہو گا۔ جب خداوند کا دن آئے گا تو یہ انسانی تاریخ کی انتہائی تاریک گھڑی ہوگی۔

4۔ پرانے عہد نامہ اور مکاشفہ کی کتاب کی نبوتوں میں جن واقعات کا تعلق خداوند کے دن سے ہے اس میں اِس کی پہچان مصیبت کے دن کے طور پر ہوتی ہے۔ ہم بے شمار صحائف سے جانتے ہیں کہ مصیبت کے یہ دن آخری سات سال میں واقع ہوں گے اور اُس سارے دور کو خداوند کا دن کہا جاتا ہے۔

5۔ خداوند کا دن اِس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ خداوند یسوع بڑے غضب میں بدلہ کے لئے آئے گا۔ پہلے وہ خدا کے برّہ کی طرح آیا؛ خداوند کے دن میں وہ یہوداہ کے قبیلہ کے شیرِ ببر کی طرح آئے گا۔ عدالت کرنے کے لئے اُس کے ہاتھ میں ایک تلوار ہوگی۔

"مسیح کا دن" نئے عہد نامہ کی منفرد اصطلاح ہے۔ جو ان حوالہ جات میں پائی جاتی ہے مثلاً فلپیوں 1:6؛1 کرنتھیوں 1:8 ,5:5؛2 کرنتھیوں 1:14۔

1۔ مسیح کا دن ایمانداروں کے لئے کاملیت کا دن ہے۔ اِسی دن ہم اپنی منزل یا مقصد تک جا پہنچیں گے۔

2۔ مسیح کا دن تصدیق کا دن ہوگا۔ جب یہ دن آئے گا تو ہمیں پوری طرح سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ ہمارے پاس ابدی زندگی ہے۔

3۔ مسیح کا دن ایسا ہوگا جس میں تمام ایماندار بے الزام ہو جائیں گے۔ ممکن ہے اِس وقت ہم بے الزام نہ ہوں، لیکن اُس کی حضوری میں ہم ابد تک کے لئے بے الزام ہوں گے۔

4۔ مسیح کا دن نجات اور شادمانی کا دن ہے۔

5۔ مسیح کے دن میں سزا کا کوئی حکم نہیں ہوگا۔

tithemi استعمال ہوا ہے جس کا اشارہ کسی ایسے کام کی طرف ہے جو اٹل حیثیت سے مقرر کیا گیا ہو۔خدا نے انسانی تاریخ کے منصوبہ کو اٹل حیثیت میں مقرر کیا ہے؛ یہ اُس نے اپنے ذاتی اختیار سے مقرر کیا ہے۔

خدا کے پاس تمام تر تاریخ مرقوم ہے لیکن یسوع اپنے لوگوں سے کہتا ہے کہ تمہیں فی الوقت اس کی بابت فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔انہیں اِس حقیقت پر توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ جلد ہی تمہیں روح القدس کی قوت مل جائے گی۔اعمال 2 باب سے ہم جانتے ہیں کہ پنتکست کے روز روح القدس نازل ہوا اور اُن سب پر آ ٹھہرا جو خداوند یسوع مسیح پر ایمان رکھتے تھے۔ایک نئے دور کا آغاز ہو چکا تھا۔

> ''مگر اے بھائیو اس کی کچھ حاجت نہیں کہ وقتوں اور موقعوں کی بابت تم کو کچھ لکھا جائے۔اس واسطے کہ تم آپ خوب جانتے ہو کہ خداوند کا دن اس طرح آنے والا ہے جس طرح رات کو چور آتا ہے۔جس وقت لوگ کہتے ہوں گے کہ سلامتی اور امن ہے۔اس وقت اُن پر اس طرح ناگہاں ہلاکت آئے گی جس طرح حاملہ کو درد لگتے ہیں اور وہ ہرگز نہ بچیں گے۔لیکن تم اے بھائیو! تاریکی میں نہیں ہو کہ وہ دن چور کی طرح تُم پر آ پڑے۔کیونکہ تم سب نور کے فرزند اور دن کے فرزند ہو۔ہم نہ رات کے ہیں نہ تاریکی کے۔پس اوروں کی طرح سو نہ رہیں بلکہ جاگتے اور ہوشیار رہیں۔کیونکہ جو سوتے ہیں رات ہی کو سوتے ہیں اور جو متوالے ہیں رات ہی کو متوالے ہوتے ہیں۔مگر ہم جو دن کے ہیں ایمان اور محبت کا بکتر لگا کر اور نجات کی امید کا خود پہن کر ہوشیار رہیں۔کیونکہ خدا نے ہمیں غضب کے لئے نہیں

بلکہ اس لئے مقرر کیا کہ ہم اپنے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے
نجات حاصل کریں۔ وہ ہماری خاطر اس لئے مؤا کہ ہم جاگتے
ہوں یا سوتے ہوں سب مل کر اُسی کے ساتھ جئیں۔ پس تم ایک
دوسرے کو تسلی دو اور ایک دوسرے کی ترقی کا باعث بنو۔ چنانچہ تم
ایسا کرتے بھی ہو۔'' (1 تھسلنیکیوں 5:1-11)

اعمال 7:1 میں یسوع نے شاگردوں سے کہ کہا کہ جو وقت اور معیادیں خدا نے مقرر کی ہیں اُن کا جاننا تمہارے لئے ضروری نہیں ہے۔ بیس سال بعد پولس رسول بھی تھسلنیکیوں کے ایمانداروں کو اسی طرح کے وقتوں اور موقعوں یعنی ...... chronos اور kairos ''کرونوس اور کائروز'' کی بابت لکھتا ہے، زمانوں کے مطابق مقرر کردہ وقتوں سے اس طرف اشارہ ہے کہ تھسلنیکیوں کے لوگ ''اچھی طرح علم رکھتے ہیں۔'' یونانی زبان میں لفظ oida ایسا لفظ ہے جو مکمل، جامع اور باشعور علم کو ظاہر کرتا ہے۔ Akribos ایکریبوس کے معنی ہیں ''با کمال، مُفصل، باقاعدہ طور سے۔''

کیوں اعمال 1 باب میں متذکرہ لوگ ناواقف رہے جبکہ تھسلنیکیوں کے لوگ ہر بات سے خوب واقف تھے؟ کیونکہ روح القدس کے مسلسل نزول کے ایام کے دوران پولس رسول کو خدا نے زمانوں کی کے سلسلہ وار واقعات کا مکاشفہ دیا۔ واحد پولس ہی تھا جسے کلیسیائی دور، خدا کے منصوبہ میں کلیسیا کے بے مثال مقام اور تمام تر الٰہی انتظامات کے ''بھید'' کا مکمل مکاشفہ دیا گیا تھا جو کہ سب کلیسیائی ایماندروں کے لئے تھا۔

پولس یہ نہیں کہتا کہ یسوع مسیح عین کس وقت دوبارہ واپس آئے گا...... اُس وقت اور تاریخ کو کوئی نہیں جانتا اور نہ کوئی جان سکتا ہے۔ لیکن وہ انہیں یاد دلا رہا ہے کہ انہیں سب باتوں کی سلسلہ وار ترتیب معلوم ہے۔

حوالہ میں ''اُنہیں'' اور ''ہمیں'' کے درمیان فرق پر غور کریں۔ پولس 1 تھسلنیکیوں

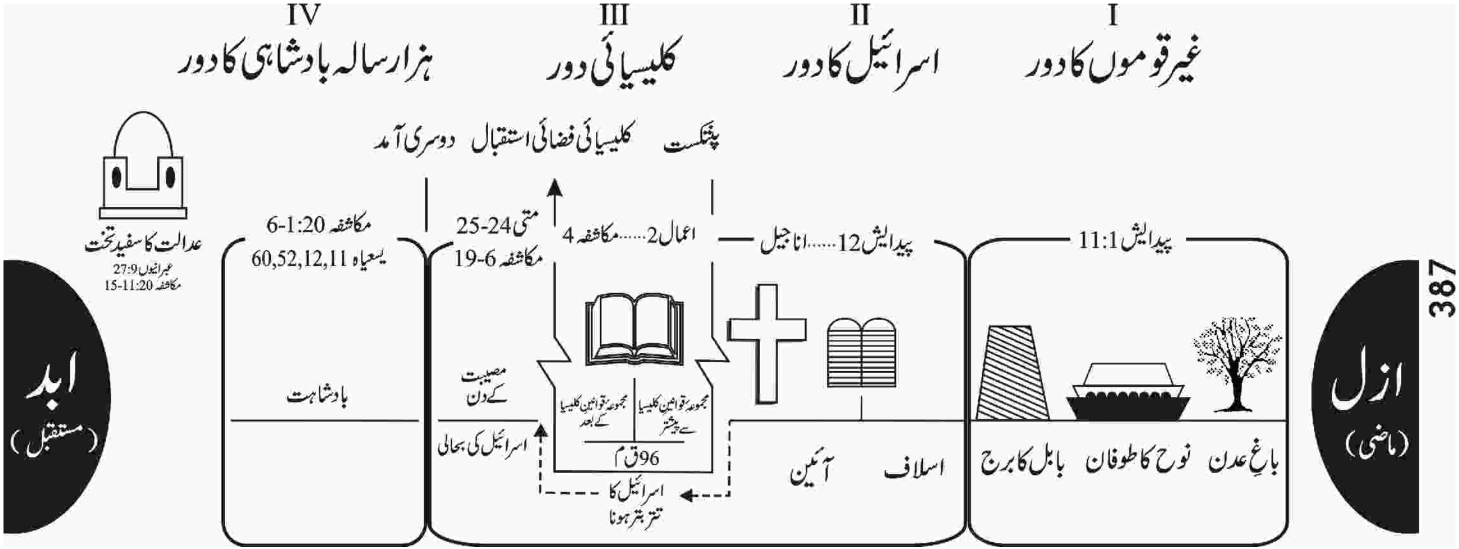
I
غیر قوموں کا دور
II
اسرائیل کا دور
III
کلیسیائی دور
IV
ہزار سالہ بادشاہی کا دور
پنتکست
کلیسیائی فضائی استقبال
دوسری آمد
پیدائش 11:1
پیدائش 12......اناجیل
اعمال 2......مکاشفہ 4
متی 24-25
مکاشفہ 6-19
مکاشفہ 20:1-6
یسعیاہ 11,12,52,60
عدالت کا سفید تخت
عبرانیوں 9:27
مکاشفہ 20:11-15
ازل
(ماضی)
باغِ عدن
نوح کا طوفان
بابل کا برج
اسلاف
آئین
مجموعہ قوانین کلیسیا سے پیشتر
مجموعہ قوانین کلیسیا کے بعد
96ق م
اسرائیل کا تتر بتر ہونا
مصیبت کے دن
اسرائیل کی بحالی
بادشاہت
ابد
(مستقبل)

	I غیر قوموں کا دور	II یہودیوں کا دور	III کلیسیا کا دور	IV ہزار سالہ بادشاہی کا دور
زمانہ	آدم سے ابرہام تک	ابرہام سے پنتکست / کلیسیائی فضائی استقبال سے مسیح کی دوسری آمد تک	پنتکست سے کلیسیائی فضائی استقبال تک	1000 سال: دوسری آمد سے عدالت کے سفید تخت تک
حوالہ جات	پیدائش 1-11	پیدائش 12 ابواب اور اناجیل متی 24-25، مکاشفہ 6-19	اعمال 2؛ مکاشفہ 4	مکاشفہ 20:1-6 یسعیاہ 60,52,12,11
زمانہ وار پیش رفت	باغِ عدن گناہ میں گرنے سے نوح کے طوفان تک نوح کے طوفان سے بابل کے برج تک	بزرگانِ دین: ابرہام سے موسیٰ تک شریعت: موسیٰ سے مسیح تک بڑی مصیبت کے دن: کلیسیائی فضائی استقبال سے مسیح کی دوسری آمد تک	مجموعہِ قوانینِ کلیسیا سے پیشتر: پنتکست سے مکاشفہ کی تکمیل تک مجموعہِ قوانینِ کلیسیا کے بعد: مکاشفہ کی تکمیل سے فضائی استقبال تک	مسیح کی واپسی اور شیطان کی قید مسیح کی کامل حکمرانی شیطان کی رہائی: ایمانداروں اور شیطان کے درمیان آخری معرکہ
خدا کے کام کی پہچان کروانے کی ذمہ داری	تمام خاندانوں پر...... اس دور میں ایک ہی نسل اور سب کی ایک ہی بولی تھی۔ تمام خاندانوں کے بزرگان کو انفرادی طور پر خوشخبری دینے کی ذمہ داری دی گئی۔	ایک قوم یعنی...... اسرائیل پر بابل کے بعد کئی نسلیں اور بے شمار زبانیں تھیں۔ ابرہام کے وسیلہ خدا نے اسرائیل نئی نسل کے طور پر پیدا کیا اور اُسے قوم کو خوشخبری دینے کی ذمہ داری دی گئی	ایک جماعت: یعنی کلیسیا پر...... کلیسیا کی تخلیق کے ساتھ ایک صورت حال کا آغاز ہو گیا۔ اس دور میں صرف دو قسم کے لوگ ہیں: ایماندار اور بے ایمان۔ ہر مسیحی ایک ایلچی ہے۔	ایک شخص...... یعنی مسیح بادشاہ پر سب اُسے جانیں گے۔ "میں اپنی شریعت اُن کے باطن میں رکھوں گا اور اُن کے دل پر اُسے لکھوں گا" (یرمیاہ 33:31)
انسان کو خدا کے کلام کا مکاشفہ	زبانی کلام...... خدا بزرگوں کے وسیلہ خاندانوں سے زبانی کلام کرتا تھا۔	موسیٰ سے ملاکی نبی تک مختلف افراد اور اناجیل کے مصنفین پر خدا کا کلام منکشف ہوا اور انہوں نے لکھا۔ پرانا عہدنامہ 400 ق م میں مکمل ہوا تھا۔	نیا عہدنامہ رسولوں اور نبیوں کی معرفت منکشف ہوا۔ مجموعہِ قوانینِ کلیسیا کو 96ء میں مکمل کر لیا گیا اور یہ معیار ہمیشہ تک برقرار رہے گا۔	زندہ کلام یعنی خداوند یسوع مسیح کی شخصی موجودگی میں مکمل مکاشفہ۔
نجات کا ذریعہ	عورت کی نسل یعنی مسیح کے وعدے پر ایمان لانے کے وسیلہ (پیدائش 15:3 ایوب 25:19-27)	مسیح پر بطور مسیح موعود ایمان لانے کے وسیلہ (پیدائش 8:15؛ زبور 21-22؛ امثال 4:30؛ یسعیاہ 53)	جی اٹھے مسیح پر ایمان لانے کے وسیلہ (اعمال 31:16؛ افسیوں 8:2-9)	مسیح پر بطور حاکم بادشاہ ایمان لانے کے وسیلہ (عبرانیوں 8:8-13)

میں دو باتوں کے درمیان پایا جانے والا امتیاز ظاہر کرتا ہے۔ایک فرق کا تعلق دو طرح کے مختلف لوگوں کے سے ہے یعنی''انہیں''اور''ہمیں''۔اور دوسرے فرق کا تعلق دو طرح کے مختلف دِنوں سے ہے یعنی''مسیح کا دن''اور''خداوند کا دن''۔

1 تھسلنیکیوں 4:13-18 میں بیان کئے گئے''مسیح کے دن'' کا تعلق کلیسیا کے فضائی استقبال سے ہے۔یہ آنکھ جھپکتے ہی،ایک لمحہ میں ہو جائے گا(1 کرنتھیوں 15:51) یہ اُب سب لوگوں کے لئے انتہائی بابرکت دن ہو گا جو ایمان رکھتے ہیں۔''خداوند کا دن'' جس کا ذکر 5:1-11 اور 10:1 میں آیا ہے وہ بڑی مصیبت کا دن ہو گا۔یہ سات برسوں پر محیط ہو گا اور اُن لوگوں کے لئے نہایت ہولناک غضب اور عدالت کا دن ہو گا جو ایمان نہیں رکھتے۔

پولس رسول کے موضوع کا مرکز خداوند کا دن ہے جس میں اُس نے''انہیں'' اور ''ہمیں'' کے درمیان فرق ظاہر کیا ہے۔''وہ'' کہیں گے کہ''سلامتی اور امن'' ہے اور''ناگہاں مصیبت اُن پر آ پڑے گی''اِس طرح جیسے حاملہ کو درد اٹھتے ہیں۔

یسوع مسیح نے حاملہ کے اِن دردوں کی تشریح متی 25 اور 24 باب میں کی ہے۔خداوند نے اپنے شاگردوں کو بتایا کہ اُس گھڑی کے بارے میں انہیں گمان بھی نہ ہو گا جس میں یہ سب کچھ ہو جائے گا مگر وہ اِس وقت کی بابت پہچان رکھیں اور اپنی نگاہیں اُوپر اٹھائے رکھیں اور غور کرتے رہیں کہ وہ وقت کب آ جائے گا۔خداوند نے کہا کہ حاملہ کے دردوں کی طرح یہ نشانات بھی یکدم بڑھیں گے۔جنگیں،جنگوں کی افواہیں،قحط،جگہ جگہ بھونچال آئیں گے...... یہ باتیں جزوی طور پر الگ الگ شروع ہو کر پھیلیں گی پھر جیسے جیسے وقت قریب آئے گا یہ سب کچھ ایک ساتھ ہونا شروع ہو جائے گا۔

''پیدائش'' خداوند کے فرزندوں کی نجات ہے۔یسوع آئے گا اور فضائی استقبال کے لئے اپنے خاندان کے لوگوں کو آواز دے کر بلائے گا۔مسیح کے دن ہونے والا یہ کام خداوند کے دن کا شروع ہو گا۔اسی وجہ سے پولس نے کہا کہ جو کچھ اُن کے ساتھ ہوا ہے وہ ہمارے ساتھ

نہیں ہونے کا۔اُن پر ناگہان آفت ٹوٹ پڑے گی اور وہ اس سے بچ نہیں سکیں گے،لیکن وہ ہمیں اپنی لپیٹ میں نہ لے گی۔ہمیں اِس کی بابت فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم تاریکی کے نہیں بلکہ نُور کے فرزند ہیں۔

اُن سب باتوں کی بابت جو ہونے کو ہیں،ہمیں غافل نہیں رہنا ہے بلکہ ہوشیار اور بیدا رہنا ہے۔جب پولس رسول نے 1 تھسلنیکیوں 4 باب میں ''سوئے ہوؤں'' یعنی غافل رہنے والوں کی بات کی تو اُس نے یونانی زبان کا لفظ koimao کوئیماؤ استعمال کیا جس کے معنی ہیں ''ستانا یا آرام کرنا'' اس کا اشارہ ایمانداروں کی موت کی طرف ہے۔یہاں پر وہ یونانی لفظ katheudo کا استعمال کرتا ہے جس کے معنی ہیں ''مدہوش ہونا، یا فراموش کر دینا۔'' پس یہاں پر سو جانے سے مراد ہے نہ دیکھنا، یا دیکھ کر بھی نہ سمجھنا کہ ہمارے اردگرد کیا ہو رہا ہے۔یہ رفاقت سے محروم یا باہر ہونے یعنی روحانی طور پر بے ہوشی کی تصویر کشی ہے۔

پولس نہیں چاہتا ہے کہ ہم غافل یا بے ہوش رہیں،اس کی بجائے وہ چاہتا ہے کہ ہم ہوشیار رہیں اور خوفزدہ نہ ہوں۔یقینی طور سے یہ جاننا کہ کیا ہونے والا ہے مگر نہ جاننا کہ کس وقت ہونے کو ہے ہماری زندگیوں میں توازن قائم رکھتا ہے۔

1 تھسلنیکیوں 1:9-10 میں پولس رسول خدمتگاری اور انتظار کی اصطلاحات بیان کرتے ہوئے اِس توازن کی وضاحت کرتا ہے۔ہمیں ایسے خدمت کرنی ہے گویا ہمارے پاس آج ہی کا دن باقی ہے اور انتظار اِسطرح کرنا چاہیئے گویا ہمارے پاس ایک ہزار سال باقی ہیں۔ہمیں ایسے زندگی گزارنا سیکھنے کی ضرورت ہے گویا ایک دن کی زندگی، اپنا آپ اُن کاموں کے سپرد کرتے ہوئے جو ہم کرتے ہیں، اِس طرح سے کہ گویا کہ ہمارا آخری دن ہے۔لیکن ہمیں صابر بھی رہنا ہے، یہ جانتے ہوئے کہ کلیسیائی فضائی استقبال کا دن آج بھی ہوسکتا ہے اور اِس میں سو سال بھی لگ سکتے ہیں۔

ہم یسوع کا انتظار کر رہے ہیں جو ہمیں ''آنے والے غضب'' سے بچائے گا۔یہاں پر

جملہ کی ساخت بتاتی ہے کہ پولس رسول کسی خاص غضب کی بات کر رہا ہے، پرانے عہدنامہ میں ''غضب'' کو واضح طور پر خداوند کے دن کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔یہی آنے والا غضب ہے۔ہمیں اِس لئے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہماری منزل غضب نہیں بلکہ نجات ہے(1 تھسلنیکیوں 9:5)۔

پولس رسول ہماری حتمی نجات کی بات کر رہا ہے۔ہمیں معلوم ہے کہ نجات تین مرحلوں میں واقع ہوتی ہے۔پہلی نجات ہماری موجودہ حالت کی ہے عین اُس وقت واقع ہوتی ہے جب

فضائی کلیسیائی استقبال

''فضائی کلیسیائی استقبال'' لاطینی زبان کے لفظ harpazo کا ترجمہ ہے اور نئے عہدنامہ میں چند مقامات پر استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں ''طاقت کے زور پر اٹھا لے جانا، خطرہ میں سے کھینچ نکالا جانا۔'' بائبل مقدس کے قدیم ترین لاطینی تراجم میں یہ لفظ rapere تھا جس کے مختلف معنی ہیں اور جن میں جذبات کی بھینٹ چڑھ جانا وغیرہ جیسے معنی بھی ہیں یعنی کسی کی طاقت یا زور کے رحم و کرم پر ہونا۔

اعمال 39:8 میں harpazo کا استعمال اُس واقعہ کی وضاحت کے لئے استعمال کیا گیا ہے جو فلپس کے ساتھ پیش آیا تھا۔اُس نے حبشی خوجہ کو بپتسمہ دیا تھا اور جب وہ پانی میں سے باہر آئے تو روح القدس ''فلپس کو اٹھا کر لے گیا۔'' فلپس نے فوراً محسوس کیا کہ اُسے بیابان سے اٹھا کر اشدود میں پہنچا دیا گیا ہے۔کلیسیائی کے فضائی استقبال کے وقت ایمانداروں کے ساتھ بھی اسی طرح سے ہوگا۔

2 کرنتھیوں 2:12 میں پولس ایک تیسرے شخص کی بابت بیان کرتا ہے کہ چودہ سال پہلے اُس کے ساتھ کیا ہوا تھا۔یہ اندازاً وہ وقت تھا جب لسترہ میں اُسے سنگسار کرنے کے بعد مردہ خیال کر کے شہر سے باہر پھینک دیا گیا تھا (اعمال 14:19-20)۔یہ شخص، یعنی پولس کا کہنا ہے کہ ''تیسرے آسمان پر اٹھا لیا گیا'' تھا، یہ یہودیوں میں خدا کے مسکن کے لئے استعمال ہونے والی اصطلاح ہے۔چوتھی آیت میں پولس اِس جگہ کو فردوس کہتا ہے۔

Harpazo ایک بار پھر مکاشفہ 5:12 میں استعمال کیا گیا۔یہاں یوحنا ایک عورت کا ذکر کرتا

ہم ایمان لاتے ہیں۔ہم گناہ کی سزا سے بچ جاتے اور مسیح کے ساتھ آسمانی مقاموں میں بٹھائے جاتے ہیں۔دوسری نجات عملی نجات ہے جس میں روحانی نشوونما ہوتی ہے اور ہم روزمرہ گناہ کے اختیار سے نجات پاتے ہیں۔تیسری حتمی نجات ہے جو کہ موت اور کلیسیائی فضائی استقبال کے وقت واقع ہوگی جب ہم ہمیشہ کے لئے گناہ کی موجودگی سے نجات پالیں گے۔

''پس غور سے دیکھو کہ کس طرح چلتے ہو، نادانوں کی طرح نہیں

بلکہ داناؤں کی مانند چلو اور وقت کو غنیمت جانو کیونکہ دن بُرے

ہے جس نے آفتاب اور چاند اوڑھا ہوا تھا اور یہ بات ہمیں پیدائش 37 باب کی طرف واپس لے جاتی ہے جہاں یوسف کی رویا بیان کی گئی ہے۔یہ بنی اسرائیل کی تصویر ہے۔یہ عورت بچہ جننے کو ہے، یعنی یسوع مسیح۔اژدہا......دشمن......یعنی شیطان بچہ کو مار دینے کا مشتاق اور منتظر ہے۔وہ بچہ جنتی ہے اور اُس بچہ کو''اٹھا کر'' خدا کے تخت کے سامنے پہنچا دیا جاتا ہے۔ہم اِس واقعہ کو''مردوں میں سے جی اٹھنا'' کہتے ہیں۔مسیح زمین میں سے پھر اوپر آیا اور اُسے harpazo یعنی''اٹھا لیا گیا۔''

تھسلنیکیوں 4:13-18 میں پولس ہمیں کلیسیائی دور کے ایماندار کی قیامت (جی اٹھنے) کے بارے میں بتاتا ہے۔وہ کہتا ہے کہ یسوع مسیح آسمان پر سے بڑی آواز کے ساتھ اترے گا۔(مکاشفہ 1:4 کا اختصار کچھ اس طرح سے ہے''میرے پاس اُوپر آ جاؤ!'')

''پہلے وہ جو مسیح میں موئے ہیں جی اٹھیں گے۔''2 کرنتھیوں 5:8 سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مر جانے والے ایمانداروں کی روحیں اور جانیں اب بھی خداوند کے پاس ہی ہیں کیونکہ''بدن سے جُدا ہونے کا مطلب ہے خداوند کے ساتھ ہونا۔'' جیسے ہی کوئی ایماندار مرتا ہے، اُس کی جان اور روح خداوند کی حضوری میں چلی جاتی ہے اور قیامت تک وہی رہے گی۔

اس کے بعد ہم جو زندہ ہوں گے بادلوں میں اٹھائے (harpazo) جائیں گے تاکہ مسیح خداوند کا استقبال کریں گے اور پھر ابد تک خداوند کے ساتھ رہیں گے۔

پولس رسول اِس نصیحت کے ساتھ کلیسیائی فضائی استقبال کا بیان اختتام کو پہنچاتا ہے کہ''پس اِن باتوں سے آپس میں ایک دوسرے کو تسلی دیا کرو۔'' کلیسیائی استقبال کی عقائدی تعلیم ہماری زندگی میں حوصلہ افزائی کے لئے ہے۔ہم صبر کے ساتھ انتظار کر سکتے ہیں کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ انسانی تاریخ میں وہ نمایاں وقت آنے والا ہے۔

ہیں اِس سبب سے نادان نہ بنو بلکہ خداوند کی مرضی کو سمجھو کہ کیا

ہے۔"(افسیوں 5:15-17)۔

یہ نصیحت کرتے ہوئے پولس رسول جس بات کا حوالہ دے رہا ہے وہ شاید ایک قدیم گیت ہے کہ "اے سونے والے جاگ اور مردوں میں سے جی اٹھ تو مسیح کا نُور تجھ پر چمکے گا" (افسیوں 5:14)۔

یہاں پر فعل حال حکمیہ یونانی زبان میں egeiro "ایگیرو" کے معنی ہیں "جاگو اور جاگتے رہو!" "سونے والے" کے لئے 1 تھسلنیکیوں 5:6 میں یونانی لفظ katheudo کاتھئیوڈو استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں "غافل، مدہوش اور فراموش کرنے والا۔" anistemi اینسٹیمی کے معنی ہیں "جاگو" جس سے مراد ہے "اٹھ کھڑے ہو!" پولس رسول اُن لوگوں پر مردہ دلی کے کاموں سے بیدار ہونے کے لئے زور دے رہا ہے تاکہ وہ کثرت کی اُس زندگی میں داخل ہو جائیں جو یسوع مسیح ہر مسیحی کے لئے چاہتا ہے(یوحنا 10:10)

ایماندار ہوتے ہوئے اِس دنیا میں ہماری حیثیت دنیا کے نمک اور نُور جیسی ہے، تاکہ کھوئے ہوؤں اور ہلاک ہونے والوں پر فضل اور خدا کی سچائی کو ظاہر کریں۔ ہمارے پاس صرف اِس کام کے لئے محدود وقت ہے۔ پولس نہیں چاہتا ہے کہ ہم اس میں سے ایک لمحہ بھی ضائع کریں۔

"وقت کو غنیمت جاننا" جملے کا یہ حصہ واضح طور پر "دستیاب وقت کے ٹھیک استعمال کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کے لئے یونانی لفظ exagorazo "ایگزیجورازو" ہے یعنی، خرید لینا یا تاوان ادا کرنا؛ کسی چیز کی قیمت ادا کر کے کسی دوسرے کے اختیار سے چھڑا لینا۔ Agora "اگورا "قدیم زمانہ میں بازار کے لئے استعمال ہوتا تھا، گلی کُوچوں کا بازار جہاں ہر چیز کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ یہ ظاہری دنیا یعنی ابلیس کی دنیا کی طرف اشارہ ہے۔ چونکہ یسوع مسیح نے ہمارا کفارہ دیا ہے اب ہمیں وقت کا کفارہ دینا ہے۔ کیوں؟ اس کی دو وجوہات ہیں۔

اوّل ''اس لئے کہ دن بُرے ہیں (افسیوں 16:5)۔تاریکی کے حاکم کا اختیار تمام کاروبار پر ہے۔ جب ہم دن کے کسی حصہ کا وقت خریدنے میں ناکام ہو جاتے ہیں، تو ہم اُسے جیتنے کا موقع دیتے ہیں۔ایڈمنڈ برُوک اِس بات کو یوں بیان کرتا ہے: ''بدی کے لئے فتح پانے میں صرف ایک بات ضرور ہے کہ نیک لوگ کوئی کام نہ کرسکیں۔''

وقت کا کفارہ دینے کا طریقہ

ہم جس دن کا کفارہ دے سکتے ہیں وہ آج کا دن ہے(یسعیاہ 8:49؛ متی 6:30-33؛ 2 کرنتھیوں 2:6)، ہم کلامِ مقدس میں یہ نصیحت ہر جگہ تسلسل کے ساتھ دیکھتے ہیں کہ خدا کی آواز کو آج ہی سُننا ہے(خروج 17؛ زبور 106,95,90؛ 1 کرنتھیوں 10:1-10؛ عبرانیوں 3)۔خدا ہم سب کے سامنے روزانہ 24 گھنٹے، یعنی 1440 منٹ رکھتا اور موقع دیتا ہے کہ ہم اِس وقت میں سے ابدیت کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت خریدلیں۔ ہر وہ منٹ جو ہم رفاقت، روح کی معموری میں گزارتے ہیں وہ ہمیشہ تک کے لئے ہمارا ہو جاتا ہے، ہر منٹ جس میں ہم فاقت سے دُور ہوں وہ ہمیشہ کے لئے کھو جاتا ہے۔

ہمارے لئے وقت کی خریداری کا کوئی مرکز ہونا چاہئے، ہمارا مرکز خدا کا کلام ہے۔ہمیں سب کچھ کلامِ مقدس سے ملتا ہے(متی 4:4؛ 2 تیمتھیس 16:3) ہم یہاں سے ابدیت میں جو چیز ساتھ لے کر جائیں گے وہ صرف کلامِ مقدس ہی ہے(زبور 12:90)۔

1۔روح سے معمور ہونا(افسیوں 18:5)

2۔مطالعہ کرنا(رومیوں 2:12؛ 2 پطرس 18:3)

3۔کلامِ مقدس کا اطلاق کرنا(کلسیوں 5:4؛ 1 پطرس 15:2)

4۔مشتاق یا منتظر رہنا (یسعیاہ 40 : 31 ؛ رومیوں 8 : 18؛ یعقوب 1 : 2؛ 1 پطرس 1:7,2:19-21,3:14-18,4:1)

5۔دعا کرنا(افسیوں 18:6؛ عبرانیوں 15:13؛ یعقوب 5:13-18)

6۔تابع ہونا(افسیوں 21:5)

7۔خدمت کرنا(1 تیمتھیس 14:4؛ 1 کرنتھیوں 7:12,11؛ 1 کرنتھیوں 13)

ہم میں سے ہر ایک کو حق اور سچائی کیلئے لڑنے کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ جب ہم وقت خرید لیتے ہیں، ہم بدی کی پیش قدمی کو روک دیتے ہیں۔ لیکن وقت کو خریدنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے، اور وہ طریقہ خدا کا ہے۔ دنیا کی ساری سیاسی سرگرمیاں مل کر بھی بدی کو اُس طرح نہیں روک سکتیں جس طرح ایماندار ایک دن کے دوران روح القدس سے معمور ہو کر روک سکتا ہے۔

اکیلے ایلیاہ کی دعا، اکیلے داؤد کا غار میں چھپ کر خدا کی ستائش کرنا، زنجیروں میں جکڑے ہوئے اکیلے پولس کا نوجوان کلیسیاؤں کو خط لکھنا...... یہ سب ایسی باتیں ہیں جو تاریخ کو بدل کر رکھ دیتی ہیں۔

ہمارے لئے وقت کا کفارہ دینے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ "وقت تنگ ہے (1 کرنتھیوں 29:7) یہ دوڑا جاتا ہے۔ ہم میں سے سب کی زندگی کے محدود اور مخصوص دن ہیں۔ خدا نے ہمیں عین اُتنے دن دیئے ہیں جس میں ہم اُس کے منصوبہ کی تکمیل کر سکیں اور روحانی بزرگی پاسکیں۔ خدا نے اپنا منصوبہ اِس طرح تشکیل دیا ہے کہ ہم اُس کی تکمیل کے لئے جتنے وقت کا کفارہ دیتے ہیں اُس اِس وقت اور ابدیت میں اتنا ہی زیادہ اجر ہوگا۔

> "اپنے واسطے زمین پر مال جمع نہ کرو جہاں کیڑا اور زنگ خراب
> کرتا ہے اور جہاں چور نقب لگاتے اور چراتے ہیں بلکہ اپنے
> لئے آسمان پر مال جمع کرو جہاں نہ کیڑا خراب کرتا ہے نہ زنگ
> اور نہ وہاں چور نقب لگاتے اور چراتے ہیں۔ کیونکہ جہاں تیرا
> مال ہے وہیں تیرا دل بھی لگا رہے گا" (متی 6:19-21)۔

ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اپنے لئے آسمان پر مال جمع کریں۔ خداوند نے ہمارے لئے آخری پیغام میں بیان کیا کہ وہ جلد آنے والا ہے اور "ہر ایک کے کام کے موافق دینے کے لئے" اجر اُس کے پاس ہے (مکاشفہ 12:22)۔ واضح بات یہ ہے کہ خداوند کی خواہش ہے کہ ہم اجر پانے کے لئے، مال جمع کریں۔ ہم یہ کام کس طرح کرتے ہیں؟ وقت کو غنیمت جان کر۔

بائبل مقدس بتاتی ہے کہ دیانتداری کے کاموں کے لئے اجر دیا جائے گا یعنی ہماری روحانی نشوونما اور بلوغت کی ضمنی پیداوار کے طور پر (1 کرنتھیوں 3:12-15،9:16-27؛ 2 کرنتھیوں 5:9-11؛ مکاشفہ 3:11)۔ ہم جانتے ہیں کہ خدا صرف اُسی پیداوار کو خاطر میں لاتا ہے جو ہم میں روح القدس کے وسیلہ سے ہوتی ہے۔ اُس کی سب پیداور صرف ایک ہی راستہ سے ہوتی ہے؛ یعنی فضل سے اور چونکہ صرف ایمان ہی سے فضل ہوتا ہے، اس لئے آسمان پر ہمارے اجر کا براہِ راست تعلق ہمارے زمینی ایمان سے ہوگا۔ ایمان خدا کی باتوں پر اعتماد کرنے کا اور اس کے کلام کے یقین کرنے کا نام ہے۔ پس ہمارے اجر کا دارومدار خدا کی سچائی کے ساتھ ہم آہنگ ہونے پر ہے اور اسی طرح سے ہماری موجودہ برکات کی بنیاد بھی اِسی پر ہے۔

ہم کلیسیائی فضائی استقبال کے فوراً بعد اپنی برکات پائیں گے، مسیح کے تختِ عدالت کے سامنے (2 کرنتھیوں 5:9-11)۔ بلاشبہ ہم جانتے ہیں کہ یہاں گناہ کا کوئی عمل دخل نہیں ہوگا کیونکہ صلیب پر سب گناہوں کی عدالت ہو چکی ہے۔ یہاں جن باتوں کی عدالت ہوگی وہ انسانی کام ہیں۔ ہم نے ایماندار ہوتے ہوئے جو کام اپنی قوت سے کئے ہوں گے انہیں آگ کے ساتھ پرکھا جائے گا...... یعنی ہر ایک خیال اور ہر ایک کلام، ہر ایک کام جو ہم نے روح القدس کی معموری سے الگ رہ کر کیا ہوگا۔

آگے سے صرف وہی کام باقی بچیں گے جن کے لئے ہم نے روح القدس کو موقع دیا ہوگا کہ ہم میں سے ہو کر کرے۔ ہماری زندگیوں کی تمام روحانی پیداوار...... ہر ایک سوچ، ہر ایک کلام، ہر ایک کام جو ہم نے روح القدس کی معموری میں رہ کر کئے ہوں گے اُن کے لئے یسوع مسیح کی طرف سے اجر ملے گا۔

2 پطرس 1:10-11 سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہماری آسمان پر ہماری دولت کی کثرت زمین پر ہماری روحانی نشوونما کی عکاسی کرے گی۔ مسیح کے تختِ عدالت کے سامنے ہمارے اجر کی بنیاد اِس بات پر ہوگی کہ ہم نے زمین پر اپنی زندگیوں میں خدا کو کتنا کام کرنے دیا، ہم اُس کا فضل

پانے اور اُس کے منصوبہ کی تکمیل کے کتنے مشتاق رہے۔ جو لوگ موجودہ وقت میں اُسے موقع دیتے ہیں کہ انہیں روحانی اعتبار سے سربلند کرے وہ ابدی سربلندی کا نشان پائیں گے؛ وہ خدا کے فضل کے جلال کے پرتو کی مانند ابد تک منوّر رہیں گے۔

جب ہم اپنے دنوِں مہینوں اور برسوں کو اُس آگ میں سے گزرتے دیکھتے ہیں تو ہم بڑے واضح طور سے سمجھ سکتے ہیں کہ ہمیں آج اِس دنیا میں ایمان کے ساتھ کیا کچھ کرنا ہے...... نیز یہ کہ ہماری زندگیوں میں باقی رہنے والی عظمت صرف فضل کی عظمت ہے، یہ بھی کہ وہ ایمان کی دوڑ ہے جو ہمیں دوڑنے کی ضرورت ہے، وہ اچھی کشتی جو ہمیں لڑنی ہے ایمان کی کشتی ہے اور جب یہ سب کام ختم ہو جائیں گے تو خداوند کی طرف سے مقبولیت اور پذیرائی کے صرف یہ الفاظ سُننے کو ملیں گے کہ ''اے اچھے اور دیانتدار نوکر شاباش!'' (متی 23:25)

''ہم کو اپنے دن گننا سکھا ایسا کہ ہم دانا دل حاصل کریں''

(زبور 12:90)۔

برکت اور اجر

موجودہ وقت میں برکت کی پانچ اقسام:

1۔روحانی برکت (افسیوں 3:1؛کلسیوں 10:2)

2۔ترقی (1 سموئیل 30:2)

3۔میل جول کی برکت (زبور 5:23)

4۔تاریخی اثر پذیری (یسعیاہ 12:53)

5۔گراں قدر موت (زبور 15:116)

ابدیت میں اجر کے چار درجات

1۔تعریف (1 کرنتھیوں 5:4)

2۔تاج (1 کرنتھیوں 9:24-27)

الف۔خداوند کی وفاداری میں رہنے کا اجر راستبازی کا تاج (2 تیمتھیس 4:7-8)

ب۔گواہی میں وفادار رہنے کا اجر شادمانی کا تاج (فلپیوں 1:4؛1 تھسلنیکیوں 19:2)

ج۔خدمت میں وفادار رہنے کا اجر جلال کا تاج (1 پطرس 4:5)

د۔آزمایشوں میں وفادار رہنے کا اجر زندگی کا تاج (یعقوب 12:1؛مکاشفہ 10:2)

ہ۔روحانی زندگی میں شخصی اصلاح کا اجر کبھی نہ مرجھانے والا سہرا (1 کرنتھیوں 24:9)

3۔درجہ اور اختیار (متی 14:25-23,24:45-47؛مکاشفہ 26:2)

4۔جلال (دانی ایل 3:12؛رومیوں 17:8-18؛مکاشفہ 28:2)۔

یونٹ 5 اعادہ

سبق 5-1

1۔وہ کون سے تین فرشتگان ہیں جن کا نام کلامِ مقدس میں آیا ہے؟

2۔کون سی بات آپ کو سکھاتی ہے کہ ملائیکی جنگ میں درجات اور مناصب کا انتظام موجود ہے؟

3۔شیطان کون ہے؟ وضاحت کریں کہ وہ کہاں سے اور کیسے آیا اور خدا کا دشمن بن گیا؟

4۔کلامِ مقدس میں شیطان کے لئے استعمال کئے جانے والے کم ازکم ایسے پانچ بیان کریں۔

5۔ملائیکی جنگ میں انسان کا کردار بیان کریں۔

6۔خدا دنیا میں ملائیکی جنگ ہونے دیتا ہے تو اس کا کیا مقصد ہے؟

7۔مسیح کی مصلوبیت اور اُس کے جی اٹھنے کے بعد ملائیکی جنگ کی نوعیت کس طرح تبدیل ہوگئی ہے؟

8۔جنگی حکمتِ عملی سے پائی جانے والی فتح اور مکاری سے پائی جانے والی فتح میں کیا فرق ہے؟

9۔مکاری کی فتح کا ذریعہ یا مرکز کیا ہے؟

10۔غالب آنے والے کون ہیں؟

11۔مذہب کس طرح سے شیطان کی ترُپ چال کا یکّا ہے؟ اگر مسیحیت مذہب نہیں تو پھر کیا ہے؟

12۔اِنکار کی ایسی نو باتیں بیان کریں جن کی بابت بائبل مقدس بیان کرتی ہے کہ وہ

اخیر زمانہ کی پہچان ہوں گی۔

13۔آپ اپنے دوست کو شیطان اور ملائیکی جنگ کے بارے میں کس طرح بتائیں گے۔اپنے دعویٰ کی حمایت میں کون کون سے حوالہ جات استعمال کریں گے؟

حفظ کرنے کی آیات

1یوحنا4:5-5

متی11:28-30

سبق5-2

1۔ملائیکی جنگ کا میدان کون سا ہے؟

2۔ایوب کی کتاب نئے عہدنامہ کے کِس حصہ کا خلاصہ ہے؟

3۔ایوب کون اور کس دور میں تھا؟ بیان کریں وہ کس طرح کا شخص تھا۔

4۔ایوب 1:6-8 میں خدا اور شیطان کے درمیان ہونے والی گفتگو بیان کریں۔

5۔شیطان نے ایوب پر کن باتوں کا الزام لگایا؟

6۔الٰہیاتی علوم کا کون سا ''بھید'' ہے جو شیطان نے ایوب پر الزام لگاتے ہوئے کھولا؟

7۔شیطان ایوب سے کیا کام کروانا چاہتا تھا؟

8۔ایوب 1:12 نئے عہدنامہ کے کس وعدہ کی عکاسی کرتی ہے؟

9۔اِس وقت یسوع مسیح کہاں ہے اور ایمانداروں کی خاطر کون سے پانچ کاموں میں مصروف ہے؟

10۔بائبل مقدس میں سے ایسی کم از کم پانچ باتیں بیان کریں جو خدا کر سکتا ہے اور

پانچ ایسی باتیں بتائیں جن کے کرنے میں وہ وفادار ہے۔

11۔آپ ملائیکی جنگ کے میدان کی بابت اپنے دوست کو کس طرح بتائیں گے۔اپنے دعویٰ کی حمایت میں کون کون سے حوالہ جات استعمال کریں گے؟

حفظ کرنے کی آیت

1 پطرس 8:5

سبق 5-3

1۔ہم کس طرح جان سکتے ہیں کہ دشمن ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کام کرتا ہے؟

2۔ایوب 1:13-19 میں شیطان ایوب پر حملہ آور ہونے کے لئے مکاری کے کون سے پانچ کام کرتا ہے؟

3۔اپنے اندر ڈر رکھنا ہمارے لئے کیوں خطرناک ہے؟

4۔شیطان کے پہلے حملہ کے بعد ایوب اپنے غم اور درد کا سامنا کس طرح سے کرتا ہے؟

5۔ایوب 2:1-6 میں خدا اور شیطان کے درمیان ہونے والی گفتگو بیان کریں۔ شیطان نے ایوب کے خلاف کون سا نیا الزام لگایا؟

6۔شیطان نے ایوب پر دوسرے حملے میں کیا کِیا؟

7۔جب ایوب نے اپنی بیوی کو جواب دیا تو اُس میں عقائدی تعلیم کے کون سے تین اصول پائے جاتے ہیں؟

8۔امن قائم کرنے کے لئے کون سے سات باضابطہ اصول ہیں؟

9۔ہمارا چھوٹے سے چھوٹا فیصلہ بھی کیوں اہمیت کا حامل ہوتا ہے؟

10۔کیا کسی مسیحی کے لئے ملائیکی جنگ سے چھٹی لے لینا ممکن ہے؟ ہم لمبی دوڑ میں کون سی رمز استعمال کریں تا کہ پوری دوڑ کو دوڑ سکیں؟

11۔جسمانی جنگ کے ایسے کون سے دس اصول ہیں جن کا اطلاق روحانی جنگ پر کیا جا سکتا ہے؟

12۔آپ شیطان کے حملوں کی مکاری اپنے دوست کے سامنے کس طرح بیان کریں گے۔اپنے دعویٰ کی حمایت میں کون کون سے حوالہ جات استعمال کریں گے؟

حفظ کرنے کی آیت

ایوب 1:20-22

سبق 5-4

1۔شیطان کی کون سی مکاری بالآخر ایوب پر کارگر ثابت ہوئی؟

2۔ایوب کے تینوں دوستوں اور اُن کی ''تسلی'' کی وضاحت کریں۔

3۔یسوع مسیح کی زندگی کا ایسا واقعہ بیان کریں جو اِس اصول کی خاکہ کشی کرتا ہے کہ ہماری زندگیوں میں دکھوں کی وجہ صرف گناہ ہی نہیں ہے۔

4۔جب خدا نے اپنی خاموشی توڑی تو ایوب کے کتنے سوالات کا جواب دیا؟ اُس نے ایوب سے بنیادی طور پر کیا کہا تھا؟

5۔خدا کی بات پر ایوب کا کیا ردِعمل تھا؟

6۔کیا آپ سوچتے ہیں کہ ایوب آج یہ کہہ سکتا ہے کہ جس دکھ کا مجھے تجربہ ہوا وہ واقعی تکلیف دہ تھا؟ اپنے جواب کی پانچ وجوہات بھی بیان کریں۔

7۔1 پطرس میں دکھوں کے کون سے پانچ درجات کی خاکہ کشی کی گئی ہے؟ اُن کا ترقی

کے پانچ درجات سے کس طرح تعلق ہے؟

8۔''ایمان کی اچھی کشتی کیا ہے؟''اِس میں اچھائی کیا ہے؟

9۔انسانی دکھوں کے پیچھے وجوہات کو آپ اپنے دوست کے سامنے کس طرح بیان کریں گے۔اپنے دعویٰ کی حمایت میں کون کون سے حوالہ جات استعمال کریں گے؟

حفظ کرنے کی آیات

ایوب 19:25-26

ایوب 13:15

سبق 5-5

1۔ہمیں نبوت کی بابت کچھ سمجھ بوجھ رکھنا کیوں ضروری ہے؟

2۔اسرائیل کی بادشاہی اور خدا کی بادشاہی میں کیا فرق ہے؟

3۔اسرائیل کی بادشاہی کا قیام کو ملتوی کر دیا گیا تھا؟

4۔''بھید کی باتوں کی تعلیمات'' کا تعلق کس بات سے ہے؟ یہ تعلیمات کن لوگوں پر عیاں کی گئیں؟

5۔خداوند کے دن اور مسیح کے دن میں کیا فرق ہے؟

6۔کلیسیائی فضائی استقبال کا فہم کس طرح ہماری زندگیوں میں توازن قائم کرتا ہے؟

7۔وقت کا کفارہ دینے سے کیا مراد ہے؟

8۔کون سی دو وجوہات ہیں کہ ہم وقت کا کفارہ دیں؟

9۔کون سی سات باتوں میں ہم وقت کا کفارہ دے سکتے ہیں؟

10۔انسانی تاریخ کی تقسیم کا نظام الاوقات بنائیں، ہر ایک دور کا نام لکھیں اور کلامِ

مقدس کا حصہ بھی بیان کریں جہاں وہ دور بیان کیا گیا ہو۔

11۔ہم ابدی اجر کس طرح پاتے ہیں؟اس وقت کی برکت اور ابدیت کی برکت کے درمیان کیا تعلق ہے؟

12۔بیان کریں کہ بائبل مقدس میں اجر کی کون سے پانچ اقسام بیان ہیں۔وجہ بیان کریں کہ کس طرح کے پانچ تاج ہمیں دیئے جائیں گے اور جس طرح بائبل مقدس میں بیان ہیں اُن کے نام بھی لکھیں۔

13۔آپ وہ واقعات اپنے دوست کے سامنے کس طرح بیان کریں گے جن کے ساتھ انسانی تاریخ کا خاتمہ ہو جائے گا؟ اپنے دعویٰ کی حمایت میں کون کون سے حوالہ جات استعمال کریں گے؟

حفظ کرنے کی آیات

افسیوں 5:15-17

زبور 90:12

متی 6:19-21

حاشیہ بند مواد کی فہرست و ترتیب

موت 26
گناہ 29
خدا کا حل 31
آزاد مرضی 34
سب چیزیں مل کر کام کرتی ہیں 39
خدا کا بلاوا 42
خدا کا منصوبہ 44
خدا ظاہر کیا گیا 52
یونانی 55
صلیب 62
روح القدس اور مسیح 69
پاک روح عہدِ عتیق میں 72
پارا کالیو 75
ایمان 79
سیکھنے کے طریقے 85
ایمان کے لئے عبرانی الفاظ 87
خدا کے کلام سے متعلق روح القدس کے پانچ کام 99
خدا کے کلام کی اہمیت 103
تاویل/تفسیر 105
تقسیمِ ادوار 117
کلیسیا 125
مسیح اور کلیسیا کی سات صفات 128
پاک روح کے پانچ کام 133
بپتسمہ 138
ایماندار کے تین فرائض 143
ایلچی 147
حِلم 148
روحانی نعمتیں 153
خاکساری/حلیمی/فروتنی 161
دستیاب لوگ 165
خام مال 166
خدا کا جوہر 170
توانائی سے بھرپور دعا 179
پرانی گنہگار فطرت 192
خدا کی مرضی 197
زندگی کی دوڑ 202
تربیت 207
جان کی مضبوطیاں اور رواہے 210
برگشتی اور بحالی 217
ہم معنی اصطلاحات 222
روحانیت 223
پانی اور روح 225
قوت کو استعمال کرنا 228
روحانی ترقی کے سات اقدام 238
صلیب سے تاج تک 251

فضل کا کردار 267
شاہی ضابطہ 270
بدی 276
حکمت کی قدر ومنزلت 280
الٰہی حکمت 283
آزمائش کے تین مراکز 289
ایمان میں آرام کی مہارت 291
روزمرہ نظم وضبط 298
عجیب وغریب امتحانات 302
ایمان میں آرام 308
آٹھ سبت 309
پانچ رموز 315
چھوٹی چیزیں 322
ایمان 323
ہمارے اندر پائی جانے والی طاقت 334
مذہب: دشمن کی ترُپ چال 343
مسیح کا موجودہ منصب 348
خدا قابل ہے / خدا وفادار ہے 352
جنگ کے دس اصول 356
امن 362
جنگ میں کوئی وقفہ نہیں 365
فیصلے 369
دکھ اٹھانا 373
ایمان کی اچھی کشتی 380
خدا کا دن ۔ مسیح کا دن 284
ادوار 1 387
ادوار 2 388
فضائی کلیسیائی استقبال 391
وقت کا کفارہ دینے کا طریقہ 394
برکت اور اجر 398